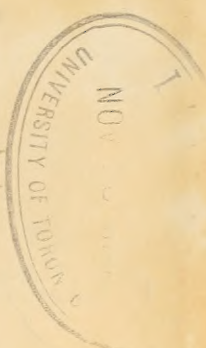
جام سرشار

Dar, Ratan Nath



Jām-i Sarshār

جام سرشار

دُرریزی خامہ گہربار

پنڈت رتن ناتھ صاحب دَر لکھنوی متخلص بہ سرشار

مصنف فسانہ آزاد و شمس الضحی و سیر کہسار و ترجمہ اعمال نامہ روسیہ وغیرہ

حسب الایماے

منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بکرر ترتیب و تہذیب سے آراستہ ہوکر

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں رونق بخش بزم سخن ہوا

بماہ اگست سنہ ۱۸۸۸ء



تمہید

اُٹھائی گیرا۔ لُقا۔ لُچّا۔ شہدا۔ دغاباز۔ جعلساز۔ گرہ کٹ۔ چور۔ اُچکّا۔ ڈاکو۔ بدمعاش
اوباش۔ یہ سب بُرے مگر شرابی ان سب کا گروگھنٹال ہے کوئی شخص چاہے جعل
بنانے مین میان حسین بخش کے بھی کان کاٹے مگر شرابی سے ہم اُسکو اچھا ہی
سمجھینگے۔ حالانکہ حسین بخش نے ماشاءاللہ وہ نیکنامی حاصل کی ہے کہ اچھے اچھے
جعلیے اُسکا نام سُنکر اپنا کان پکڑتے ہین۔ ڈکیتی مین کوئی کیسے ہی ظلم بپا کرے
لیکن ہمارے نزدیک شرابی سے وہ پھر بھی اچھا ہے۔ بدمعاش کیسا ہی بُرے سے
بُرے کا کیون نہو شرابی پر اُسکو فضیلت حاصل ہے قس علیٰ ہذا اُچکّون کو بھی
شرابی پر ترجیح ہے شرابی یہان پر ہم اُن حضرات سے مراد لیتے ہین جو شراب کے
بندے ہین اور بادہ گساری ہی کو دین و ایمان سمجھتے ہین۔ دن رات عمین ہردم
سیہ مست۔ ہر وقت بادہ پرست۔ جب دیکھیے مخمور نشے مین چور۔ گرے وہ گرے۔

ع یا بدست گرے دست بدست می گرے

ٹھرا پینے سے اُنھین عار نہین۔ کلوار کی دکان پر گپّیان اُڑانے مین اُنھین

انکار نہین- سر بازار پی پی کر جھومنا اور گلی کوچون مین لڑکھڑاتے ہوئے گھومنا عین وضعداری ہے جبکی عقل علیہٗ عاقبت اندیشی سے عاری ہے- صبح سے شام اور شام سے صبح تک یہی شغل میخواری ہے-

یہ وہ بلا ہی جو صد ہا نوجوانون کو ایسی چمٹی کہ پیرانہ سالی تک پیچھا نہ چھوڑا- عمر بھر اسی چڑیل سے ناتا جوڑا- لوگون نے لاکھہ سمجھایا مُنھ نہ موڑا- توبہ شکنی رہی جھپر پر کبھی جام تک نہ توڑا- یہ وہ کالی ناگن ہے جسکا کاٹا منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے- لہر تک نہ آئے- کلوار کی دکان پر کچی پی اور بازار مین گالیان بکنے لگے کبھی بدررو مین پڑے ہین کبھی نالی مین لڑھک گئے یہ انواع و اقسام کی ذلت کی کان ہے مگر شرابی کی جان ہے- ع

	شراب کہنہ کہ روشنگر روان من ست	
	مصاحب من و پیر من و جوان من ست	

ایک دفعہ منھ لگی بس پھر عمر بھر چھٹنا محال ہے- گھر جنجال ہو جائے زندگی وبال ہو جائے دین و دنیا دونون کی خبر نہ ہے-

ایسے عالی ظرف کم ہین جو لیاقت کے ساتھ پیین اور ہوش مین رہین مگر ہان کبریت احمر کا حکم نہین رکھتے- دن بھر خوب جم کر محنت کی شام کو دو تین جام پیے اعضائے رئیسہ کو قوت پہونچی آنکھون مین لال لال ڈورے آئے سرور گٹھا- رنگ جما- محنت کی تھکاوٹ دور ہوئی- کسل اور ماندگی کافور ہوئی

	هر که بدنام کند اہل خرد را غلط است	
	بلکه می میشود از صحبت نادان بدنام	

حق یون ہی کہ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے- ایسی شراب خوری کی ایسی تیسی کہ پی اور کیچڑ مین لت پت- ایسے شرابی پر خدا کی مار- شیطان کی پھٹکار-

شراب پی کر سر خوش و تر دماغ ہونا لازم ہے یا سیہ مست و خراب- اسی لت نے ہزارون گھر لٹوائے- سیکڑون نوجوان رئیس خاک مین ملائے

اچھے اچھے جوانان رعنا اسکی بدولت کفن پوش ہوئے۔ اجل سے ہم آغوش ہوئے۔ بھلے مانسون کا دوالا اسنے نکالا ایسی کثرت میخوشی کا مُنھ کالا۔

کیا فکر شراب یار توبہ خاور	رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خاور
دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے	توبہ جنا ورہزار توبہ جنا ور

اسی سبب سے تو ہندوؤن اور مسلمانون کے مذہب مین اسکے استعمال کی قطعی ممانعت ہے اہل ہنود مین برہمن چھتری ویس اسکو نہین پی سکتے اور یون تو بڑے بڑے مولانا اور باجپئی پیتے ہین تو کیا یہ اور بات ہے۔

رسالۂ تھیوسوفسٹ مطبوعۂ جون ۱۸۸۱ء مین کسی انگریز کا ایک خط جو صاحب ممدوح نے ہندوستان مین کسی بودھ مذہب والے کے پاس بھیجا تھا پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ ہمارے لندن مین شراب خواری کی اسدرجہ گرم بازاری ہے کہ الامان الحذر چھوٹے بڑے پڑھے بے پڑھے غریب امیر برنا و پیر سب کے ہان شرابی موجود ہین۔ ایسے دھاوت پینے والے کہ بوتلون کی بوتلین اور قرابون کے قرابے خالی کرین اور ڈکار تک نہ لین آدمی کیا شراب کی بھٹی ہین اولڈھام کا پیپا ہین خدا ایسے حضرات سے پناہ مین رکھے۔ ججون اور مجسٹریٹون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ لندن مین ۹/۱۰ مقدمے ایسے آتے ہین جو خاص کثرت بادہ گساری سے تعلق رکھتے ہین جس اخبار کو پڑھیے جس رسالے کو کھولیے جس میگزین کو دیکھیے یہ ضرور پائیگا کہ شرابیون نے اتنے آدمی حالت نشہ مین قتل کر ڈالے فلان شخص نے شراب اس کثرت سے پی لی کہ مخمور و خراب ہو کر تین آدمیون پر گولی سر کی دو زخمی ہوئے اور ایک راہی ملک بقا۔ الامان۔ تین شرابیون نے ملکر فلان کوٹھی مین چوری کی۔ گرفتار ہوئے تو غین تھے۔

الغرض شراب اُم الخبائث ہے۔ انواع واقسام کے گناہ اور جرائم اور بُرائیان اس سے سرزد ہوتی ہین۔

اور لطیفہ سنیئے وہ لکھتے ہین کہ اگر وہان کی شراب کی دکانین اور کوٹھیان ایک قطار مین ہون تو ہتّر میل جگہ انکے لیے چاہیے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ۔ ہتّر میل کا فاصلہ سپاہی چوبیس گھنٹون مین طے کرتے ہین اور وہ بھی اُس حالت مین جب تیزی کے ساتھ لڑنے کے لیے فوج ڈبل مارچ کرتی جاتی ہو کوئی چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ لندن کے کاریگرون نے ایک جلسہ منعقد کیا اور کوشش موفور کی کہ شراب خواری کالعدم ہو جاے مگر اُنکی سعی مشکور ہنوتی پادریون نے اُنکی مدد نہ کی کیونکہ وہ بھی عموماً شراب پیتے ہین اور جن لوگون کو مذہب کا خیال ہے اُنھون نے پادریون کے خوف سے اُن بیچارون کا ہاتھ نہ بٹایا۔ تاہم خدا کے اِن مقبول بندون نے اپنی کوشش کو قائم رکھا اور استقلال کو ہاتھ سے ندیا اب اُنکی راے اور اُنکی سوسائٹی پر عوام بھی کسیقدر توجہ کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ شراب خواری کے لیے کوئی ایسا قانون نافذ ہو کہ اسکی کثرت اسقدر نرہے جسقدر اب ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کثرت شراب خواری سے سرکار کی خوب بن آتی ہے کیونکہ اسکا محصول کثرت سے آتا ہے۔

اسکے بعد لکھا ہے کہ اگر مذہب بودھ کے چند پادری یہان بھیجو تو خوب بات ہو وہ لوگ یہان آکر ہمکو سکھائین اور بتائین کہ شراب خواری کیسی بلاے بے درمان ہے۔

بھئی واللہ بات تو خوب سوجھی۔ ادھر تو انگلستان اور امریکا سے پادری یہان آئین کہ اہل ہند کو چلکر راہ نیک بتائین اور اُدھر ہمارے ملک سے ہندوون اور بودھ کے گرو انگلستان جائین اور وہان کے لوگون کو اپنے خیالات کے بموجب سیدھے دھرّے پر چلائین۔

الغرض شراب خواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی ہنین رہ سکتین کوئی فرد بشر ایسا ہنین جو کثرت بادہ گساری کو پسند کرتا ہو یا اُسکی توصیف مین دلائل عقلی

پیش کرسکتا ہو ہان روا کے طریق پر پنیا اور اعتدال کا ہمیشہ خیال رکھنا عمدہ بات ہے اس تمہید کے بعد ہم اپنے ناظرین کو مضار شراب خواری کے ثبوت مین ایک داستان عبرت توامان سُناتے ہین - اور بادہ گساری کی بیشمار خرابیون کو قصے کے پیرایے مین مو بہو بتاتے ہین

دور پہلا

امین آباد کی پریزاد بہو دُلہن



ایک مصاحب - سرکار آج تو امین آباد مین میلا لگا ہوا ہے - صدہا سفید پوش اور رئیس زادے ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے گھور رہے ہین -
مصاحب - ارے میان تم بھی دیکھ آئے - ہم تو سمجھے تھے ہم ہی شہر خبرے ہین تم بھی جہانیان جہان گشت نکلے - حضور بس آج گنا وہ ہے امین آباد مین
رئیس زادہ - کیون کیون - ہم سمجھ گئے معلوم ہوتا ہے کوئی نئی سافن پری بنکے کسی دکان پر بیٹھی ہوگی - کیون -
مصاحب - اس ذہانت کے صدقے - حضور تین حصے بات تاڑ گئے -
مصاحب - دشمنون کی آنکھون مین خاک وہ ذہن پایا ہے ہمارے حضور نے کہ واہ جی واہ -
مصاحب - کل ہم سے اور حسو خان سے جھوڑ ہو گئی تکرار اس بات پر ہوئی کہ مردک کہنے لگا کہ آپ کے رئیس زادے روکھے پھیکے آدمی ہین شوقین نہین ہین - ذرا بوسے ریاست نہین - مجھے یہ سننے کی تاب کہا - بگڑ کھڑا ہوا اور وہ ڈانٹ بتائی کہ آئے دو اس غائب ہو گئے بہت مین چھری لیتے تھے
مصاحب - حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے ذرا حضور صحبت مین بھی بیٹھا کرین
رئیس زادہ - اور کیا مین دن بھر گھر ہی مین گھسا رہتا ہون -
مصاحبین - اے نہین خداوند - سرکار نے وہ مجاز پایا ہے کہ واہ بس یہی جی چاہتا ہے کہ عمر بھر حضور ہی کے قدمون کے تلے پڑے رہین
رئیس زادہ - ہان صاحب وہ امین آباد والا حال تو بتائیے - وہ کون ایسی پریان ہین جنھون نے ہزارہا آدمیون کے دلون کو مسخر کر لیا ہے -
مصاحب - سرکار دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی رہے - بمبئی سے دو یہودنین آئی ہین - ایسا چہرہ مہرہ نہین دیکھنے مین آیا ہے - سچ پوچھیے تو معلوم ہوتا ہے اندر کے اکھاڑے کی پریان اتر آئی ہین بلکہ حق تو یون ہے - کہ پریان بھی اگر حسن پائین تو قاف سے اڑ کر انکو گھورنے آئین

دونون بہنین ہین۔

رئیس ۔ بھلا بڑی اچھی یا چھٹکی شوخ کون ہے۔

مصاحب ۔ خداوند بڑی چھوٹی کا حال نہ پوچھیے۔ دونون کلان ہین حضور پھڑک جائیے گا۔ جناب امیر کی قسم قریب تھا کہ مجھے غش آجائے۔

استنے مین پنڈت سری چند مصاحب آئے۔ رئیس زادے نے کہا پنڈت جی آج یہ لوگ ایک نئی خبر لائے ہین۔ کہتے ہین اپسرا آبادی مین دو پریان آئی ہین۔ پنڈت جی نے کہا سرکار مین تو آنکھون دیکھی کہتا ہون۔ دونون پاتر نار سندر۔ جیسے راجہ اندر کی سبھا کی اپسرائین۔ مانو پورنماشی کا چندرمان اُدے ہوگیا۔ اندھیاری رات مین ہیرے کی طرح دمکین۔ یہ پنڈت جی مہاراج گو پرانے فیشن کے آدمی تھے مگر ان دونون سیمتن نسرین بدن بہو دونون کو دیکھکر انکی بھی رال ٹپکنے لگی تھی۔۔ انھون نے جو اُنکے حسن گلو سوز اور جمال عالم افروز کی اسدرجہ توصیف کی تو رئیس کو یقین واثق ہوگیا کہ عورتین نہین چھلاوا ہین ورنہ بوڑھا پنڈت اس قدر بڑھکر تعریفین نہ کرتا۔ آنکھین سینکنے کا شوق چرایا۔ اور ٹھان لی کہ شربت دیدار سے ضرور شیرین کام ہونگے۔ مصاحبون سے کہا ٹھنڈے وقت چلینگے۔ وہ تو اُدھار کھائے بیٹھے تھے کہ رئیس زادے کو جس طرح ممکن ہو ضرور لیچلین باچھین کھل گئین۔ کہا حضور ضرور تشریف لیچلین۔ کیا عرض کرین وہ اُٹھتی جوانی ہے کہ ہائے ستم۔ وہ چھل بل کہ ہرن اور چکارے بھی چوکڑی بھول جاتے ہین شباب پھٹا پڑتا ہی۔ اور بانکپن اور بھی غضب ڈھاتا ہی۔ ہونٹھون کی سرخی خون رلائے تو دُر دندان کی صفائی دیکھکر گوہر غلطان آب آب ہوجائے۔ ہائے معلوم ہوتا ہی کہ حسن خود دونون ہاتھون سے بلائین لے رہا ہی۔ کیسی تیکھی چتون ہی کہ واہ واہ واہ۔ اور نازک کمری تو اس سے بڑھکر خدا کا نام ہی۔

پایچے جبکہ اُس پری نے اُٹھائے
مین پکارا خدا اکبر کو بچائے

حضور ہم اور چھمن سرکار کے گھوڑون پر ڈُنگی جاتے تھے تو ساقن کی دکان کے اوپر جو برج ہے جو راہے کے نکڑ پر اُسپر چاند کا ٹکڑا نظر آیا۔ بس قتیل ہوئے گئے ٹکٹکی لگائے کھڑے رہے نیچے جو کبڑن بیٹھی ہے اُس سے حال پوچھا۔ تو اُسنے تنک کر کہا اے میان جاؤ اپنا کام کرو۔ ہاتھی آئین گھوڑے جائین اونٹ بچارے غوطے کھائین۔ بڑون کی تو دال نہین گلتی تم کس کھیت کی مولی ہو۔ مگر برج پر ایک بانکے کھڑے تھے اُنھون نے اشارہ کیا کہ چلے آیئے۔ ہم دونون سائیسون کو گھوڑے دیکر اوپر گئے تو اُس بانکے نے اُن حور وش پری تمثال مشتری خصال جادو جمال سے ہم دونون سے کہا کہ یہ دونون صاحب ایک بہت بڑے رئیس زادے کے مصاحب ہین۔ مگر اُن کافرون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا بھی ہو تو یہ دونون پھوٹ جائین۔

غرورِ حسن اجازت مگر نداد ای گل
کہ پرسشے نکنی عندلیب شیدا را

رئیس زادے نے اپنی قابلیت جتانے کے لیے مصاحب کو ٹوک دیا کہ شیدا ان نہین شیدا کہو۔ وہ آداب بجا لا کر بولا (جاے اُستاد خالیست) رئیس زادے نے اظہار لیاقت کے لیے مصاحب کے شعر کے جواب مین شعر پڑھا

نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی مہوش
چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

مگر توبہ کرکے اور کان پکڑ کے کہتا ہون کہ اگر ایک دفعہ اینجانب کو بھی دیکھ لین تو ہزار جان سے عاشق ہو جائین مصاحبون نے غل مچا مچا کے کہنا شروع کیا پیر و مرشد گھر بار چھوڑ دین کھانا پینا چھوڑ دین مگر ایک نظر حضور کو دیکھ بھی لین۔

ابا جان کی روح کی قسم ایک نظر غلط انداز مین لاکھون کو قتل کر ڈالین اور پھر کے بسملون کی طرف نہ دیکھین۔

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی	نہ دیکھا مُڑ کے تو نے کس طرح بسمل تڑپتے ہین

جھمن۔ حضور کی بدولت ہم بھی دو گھڑی آنکھین سینک آئے ورنہ ہمارا وہان گذر کہان بھلا۔ ہمارے سامنے ایک لکھ پتی مہاجن کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا

مصو۔ جی ہان ایک مختار ام بھی آتے تھے۔ توند مٹکاتے قیمتی چارحاشیہ بنارسی رومال پھڑکاتے لٹو دار پگڑی کھوپری پر جمائے خاصی جانگلوون کی وضع بنائے کھٹ پٹ کرتے اوپر چڑھ آئے آتے ہی چھوٹی بہن نے وہ ڈانٹ بتائی کہ لالہ جی کے آئے حواس اسطرح غائب غلہ ہوے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اُسنے کہا نکالو اسکو یہ کون بدمعاش ہی جب بے پوچھے گھس آیا بھاگتے راہ نہ ملی۔

رئیس۔ اُفّاہ بڑے دماغ ہین۔

جھمن۔ پھر حضور کیونکر نہون۔ آج ویسی حسین کوئی دنیا کے پردے پر دکھا تو دے

رئیس۔ یہ نہ کہو۔ ایک سے ایک بڑھکر ہی۔ فضلنا بعضکم علی بعض۔ یکتائی کا دعوی کوئی نہین کر سکتا۔

جھمن۔ یہ سچ مگر حضور چل کے دیکھین تو سہی۔ دیدہ ہین نہ شنیدہ مین۔

رئیس۔ ہان یہ کہو کہ ہمنے تمنے نہ دیکھی ہو ایسی حسینہ مگر یکتائی محال ہی۔

بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا	بندے کو غبث غرور یکتائی ہی
تمکو مائلہ ورسل کا نہوا	اللہ یہ اتفاق کل کا نہوا

اُنکا مکان گلی کی طرف ہی یا سر بازار۔

ح جھم۔ ہمارے سرکار گو کوچۂ عشق کی راہون سے آگاہ نہین مگر اس ذکاوت کو تو دیکھیے۔ قسم حسین کی اسے اعجاز کہتے ہین۔

سب مصاحب - حقّ ادا - حق ہے -
افیونی - (چونک کر) مکر کرنے والا کافر -
رئیس زادہ اور مصاحب سب ملکر ہنسے کہ اس افیونی نے اچھی ہانک لگائی اور خوب بے تُکّی اوڑائی - ایک مصاحب نے پوچھا میان کیا کہتے ہو - اُسنے کہا کچھ نہین انھون نے کہا نہین کہ جادو برحق ہے تو ہمنے بھی اسپر کہا کہ جادو برحق مکر کرنے والا کافر - اسپر اور بھی قہقہہ پڑا - مصاحب نے تو کہا حق کہ حق ہے حق ہے - حضرت دربان افیم کی پینک سے جو چونکے تو سمجھے کہتا ہے جادو برحق ہے معقول ہا - لہٰذا اپنی شیخت جتانے کے لیے فرمایا کہ کرنے والا کافر جھمن نے کہا پیرومرشد حضور کو شام کے وقت لے چلینگے کوئی کانون کان خبر تو ہوگا نہین - رئیس نے کہا واہ فٹن اور سمند جوڑی سے نہ پہچان جاینگے لوگ اُسنے کہا اچھا تو اسکا بھی توڑ کر دیا جائیگا - اے خداوند کرایہ کی گاڑی منگوا لینگے فٹن

رئیس زادہ - خوب سوجھی مگر عمدہ ہو جھمن نے کہا قربان جاؤن حضور بھی سجائی گاڑی لیجیے - پانچ سو کی جوڑی جتی ہو یہ کیا بات ہے - وہ کرایہ ہوا ہی کتنا کوئی بڑی کائنات ہے -

رئیس - دیکھین تو کیسی آگ بھبوکا دکھاتے ہو - ہمکو غش آجاوے تو جانین ہان

مصاحب - اسے تو خداوند ہماری اور حضور کی برابری ہے - بھلا -

رئیس - اسمین برابری اور فضیلت کیسی تمکو غش آگیا جب جانین کہ ہمکو بھی غش آجاوے - ایسا حسن گلو سوز ہو کہ خرمن عقل کو جلادے وہ نشیلی انکھڑیان ہون کہ ہم مست ہو جائین -

راوی - یہ بڑی گھیر ہے - مگر مصاحب کی ذکاوت طبع کے صدقے وہ بات کہی کہ پھڑکا دیا - واہ رے استاد کیون نہو -

مصاحب قبلۂ عالم ہماری آپ کی اس سبب سے برابری نہین - کہ ہمنے جو اس حوروش نازک اندام پری پیکر گلفام کے جمال مبین کو دیکھا تو غش آگیا کہ ہاے

ہمارے ارکان سے خارج ہی - اور حضور تو دیکھکر جامے مین پھولے نہ سمائینگے
کہ چاہین تو بیاہ لین چاہین گھر ڈال لین۔

مصاحب - اہو ہو ہو - واہ مرزا فرد ہو - کیا بات کہی -

مصاحب - حضور انعام کے قابل بات کہی ہی -

چھمن - واللہ انعام کا مستحق ہو گیا -

رئیس - اچھا بیس روپیہ انکو دلوا دو -

مصاحب (استادہ ہوکر) آداب - ہم تو ایسے قدردان رئیسون کے عاشق ہین اور
وہ مردک کہتا تھا کہ ٹلّا پن ہی ریاست نہین -

چھمن - اجی کس سور کے کہنے مین جاتے ہو وہ جانگلو کیا جانے -

رئیس - سِن کیا ہے اُنکا -

مصاحب - حضور ہوگا کوئی برس پندرہ سولہ ایک کا -

رئیس - واللہ تو یہ کہیے ابھی عنفوان شباب ہی اُمنگ کے دن -

چھمن - حضور جوڑ سے ہین دونون مال موہن ہین -

رئیس - ماہ الجبین کہ صاحب -

مصاحب - بھئی ہم ناک ناک بدتے ہین حضور کو دیکھین تو پیار کرنے لگین -

مصاحب - کوئی بیڈھا ہی ہو جو آپ سے بدے - حضور پر بھی چوک مین انگلیان
اُٹھتی ہین دو رویہ کرورن پر گنا ہوتا ہی -

رئیس - واہ -

راوی - واہ کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - اُنگلیان اُٹھنا درکنار چاہی ان مین
یہ بدمعاش اُنگلیون پر نہ نچائین حضور کو تو سہی -

چھمن - ہمارے حضور پر البتہ اُس حور کی نظر پڑ گئی اور وہ دوسری پری کی بھی
حضور ہی سے آنکھ لڑیگی اور کیون نہو وہ ہزار کی فیشن - ولایتی پرزے سے یہ
چمک دمک یہ آب و تاب - اور پھر جوڑی بھی وہ جو شہر بھر مین ایک کے پاس نہو

تیزی اور سبک خیزی مین طاق - شیر طبیعت آہو شکار رشک براق -

مصاحب - حضور چاہے کوئی کچھ کہے یہ سمند سیہ زانو کی جوڑی تو ملکون ملکون ایسی نہو گی پہلے تو جوڑی ہی پر انکی نظر پڑیگی گراپہ کی گاڑی پر چلنا فضول ہی

رئیس - دونون بہنین ہمشکل ہین نا -

جھمن - حضور چندے آفتاب چندے مہتاب ایک سے ایک بڑھکر -

رئیس - کشیدہ قامت ہین یا پستہ قد -

جھمن - حضور پستہ قد نہین قربان جاؤن جو کہین انگریزی وردی پہنا دیجیے تو معلوم ہو کہ فوج کا لفٹنٹ چلا آتا ہی دھوم مچ جاے کہ کیا گبھرو جوان ہی ابھی مسین بھی نہین بھیگی ہین -

رئیس - تو عورتین کیا صوبہ دار میجر ہین -

جھمن - نہین پیر و مرشد چھریرا بدن ہی -

مصاحب - حسین عورتین تو بہت دیکھ ڈالین مگر خدا گواہ ہی ایسی نازک کمر نظر سے گذری ہی نہ تھی -

رفیق - حق حضور مجھے تو خوف معلوم ہوتا تھا کہ مبادا کمر لچک جائے -

جھمن - حیرت تھی کہ یہ کمر ہی - یا تار نظر ہی

مصاحب - یون تو دن بھر بھیڑ بھڑکا رہتا ہی - مگر دو گھڑی دن رہے سے شانے سے شانہ چھلتا بس میلے کی سی کیفیت رہتی ہی - کہ خلق خدا اٹھ اٹھ کے ٹھٹ جمائے گھیرا کرتی ہی - اور بت بے پیر کا کلمہ پڑھتی ہی - لیکن وہ نظر اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتی بھی نہین - ایک حسن پرست سودائی مزاج نے کئی دن تک جا جا کر دعا مانگی کہ یا الہی اسوقت لب بام آئین اور ذرا اپنی چھب دکھائین مگر دعا پوری نہوئی تو رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگا -

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ که خوش تماشائیست

بلکہ صدا اسے بر نہ خاست —

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین	وان ایک خامشی تری سب کے جواب مین

ہزارون بگڑے دل عاشق تن ساقن کی دکان پر صبح سے شام تک ڈٹے رہتے ہین۔ انواع و اقسام کے مصائب سہتے ہین۔ اور سینے جبھی یہ ہوئی ہین آنکہ بیچ مین لگی ہین تب سے ساقن نے دو دو سو روپے روز پیدا کیے اور عشاق خستہ جان بڑے بڑے امراے ذیشان نے ایک ایک گھنٹے کے دس دس اور بیس بیس دیے۔

جھمن۔ حضور اب اسکو کوئی پوچھتا نہ تھا مگر مثل مشہور ہی سو برس کے بعد گھورے کے بھی دن بہورتے ہین لیجیے دو دو سو روپے روزینہ ملنے لگے۔

رئیس۔ بھئی جانے مین بدنامی ہی۔ اول تو ہزارون آدمی کھٹکینگے حضرت بھی بلٹے مفت کی بدنامی ہوگی اور پھر کسیکو منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے۔ اور ایک بات اور بھی ہی۔ ہمسے بھی وہ اسیطرح پیش آئینگی اور جو کہین اُس لالہ کی طرح ہمین بھی نکلوا دیا تو بس ستم ہی ہو گیا۔ پھر ہم زہر ہی کھا لینگے اور اس ساقن چڑیل کی خوشامد تو مرتے دم تک نہو سکیگی

جھمن۔ صدقے صدقے ساقن کے لیے دم کتنا خوب فرمایا ہی۔

رئیس۔ خیر اس ضلع جگت سے تو واسطہ نہین مگر ہم سوچتے ہین کہ اگر گئے اور کھل گیا تو غضب ہی ہو جائیگا۔ خدا جانے وہان کون کون بیٹھا ہو لذر وہ ضرور ہی ہونگے۔

مصص۔ کیا مجال۔ خداوندا اچھے تو گھسنے نہین پاتے کجا بیچارے کس شمار قطار مین ہین حضور چلین اور ضرور چلین۔

رئیس۔ وضع کے خلاف ہی۔

رفیق۔ اچھا تو پیر و مرشد ہوا کھاتے ہوئے امین آباد کی طرف سے جانا تو وضع کے خلاف نہین ہی۔ حضور اُترین نہ وہان صرف ہوا کھاتے ہوے

فٹن پر چلے چلین بس۔

رئیس ۔ ہان اسکا مضائقہ نہین۔

چھمن ۔ اور وہان گاڑی آہستہ آہستہ جاوے ہی گی۔

مصاحب ۔ خواہ مخواہ۔ بھیڑ بھڑ کے ہین کہین گاڑی دوڑائی بھی جایا کی ہی بس حضور کو خاصہ موقع ملیگا کہ نظر بھر کر دیکھ لین۔ لیکن دیکھتے ہی دل ہاتھ سے نہ جاتا رہے تو سہی۔

رئیس ۔ خدا کرے اُسوقت سامنے کھڑی ہون۔

مصاحب ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ادھر گھڑیالی نے ٹھناٹھن چار کا گجر بجایا۔ اُدھر رفیقون اور مصاحبون نے آسمان سر پر اُٹھایا۔ حضور چار بج گئے اب تیاری کیجیے فٹن نکالنے کا حکم دیجیے حمام خانے جایے اور بن ٹھن کر باہر آئیے مگر پیر و مرشد آتنا یاد رہے کہ عمدہ سے عمدہ نکھار ہو جو دیکھے عشعش کرے وہ مردانہ سنگار ہو پاسکے جھک جھک کر آداب بجا لائین۔ مہوش چھپ چھپکر گھورنے آئین۔ محبوب مطلوب سے وصال ہو۔ جیب و دامن گوہر مراد سے مالامال ہو۔ خدام باادب ہمخوابۂ نازنین کے لیے کمرہ سجائین۔ خوشی کے شادیانے بجائین۔ مبارکباد کی صدا بلند ہو۔ پل پل مین مسرت دہ چند ہو۔ ادھر جام ہو اُدھر گلفام ہو۔ لطف زندگی اُٹھائیے۔ چشمون مین آبرو پائیے۔ فرمایا اچھا سیٹھ گوبرٹل صاحب کو بلاؤ۔ چھمن تم ابھی جاؤ۔ اور گاڑی پر ہمراہ رکاب آؤ۔


دور دوسرا
نواب والا تبار اور سیٹھ گوجرمل ساہوکار

دورِ اول کے ملاحظے سے ناظرین باتمکین کو اسقدر معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک رئیس گردون مدار کے مصاحبون نے دربار مین ذکر مذکور کیا کہ محلہ امین آباد مین دو پریزاد حور نژاد بیبیان ایک گھر سے مین آ نکلی ہین دونون رشک حور غیرت پری ہین۔ پندرہ سولہ برس کا سن۔ مراد ان سے رئیس زادہ نوعمر آدمی لکھنؤ کے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ‖ بسا کین دولت از گفتار خیزد

گو سن پریزاد بیبیون کے حسن خیز دلسوز کا حال سنکر عاشق زار اور تیر عشق کا شکار ہو گیا۔ گو مصاحبون کے دل خود بھی اُن یوسف لقا معشوقون کے چاہ زنخدان مین ڈانوان ڈول تھے مگر بے زر عشق ٹین ٹین۔

ان بتون کو ہم فقیرون سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہین اور یہان خدا کا نام ہے

اُسکے برعکس نفس بے جرم اقتدار اول تو ماشاء اللہ اٹھارہ انیس برس کی عمر دوسرے صاحب دول متمول۔ پھر ہزارون کے رئیس علاقہ دار لاکھون کا جواہرات پاس جوانی کی اُمنگ اور ریاست کی بو

جو عالی مرتبہ ہین انکو پستی ور ثریا ہے ‖ فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

مصاحب بیچارے کیا کھا کے عشقبازی کرینگے۔ ہان نواب زادہ فلک بارگاہ کو البتہ عشق بیچارے نے دبا لیا۔

عشق جنکے رتبے ہین سوا اُنکو مشکل ہے

یہ نواب صاحب پڑھے لکھے تو واجبی ہی واجبی سے تھے۔ مگر نور کی طبیعت پائی تھی۔ اگر تعلیم اچھی پائی ہوتی تو روزگار کے فخر و افتخار ہوتے پندرہ سولہ برس کے سن تک تو بڑے حضور یعنی انکے والد بزرگوار نے انکو صحبت بد مین نہین بیٹھنے دیا لیکن مختلف عوارض نے انکو ایسا ادھ مرا کر دیا کہ دن رات محلسرا ہی مین پڑے رہتے تھے۔ ادھر میدان خالی پا کر مصاحبون اور

رفیقون کو یہ سوجھی کہ رئیس زادے کو ڈھرے پر لائین خوب صحبتین گرمائین اور رئیس کو اس رباعی کے مضمون کا مصداق بنائین ــ رباعی

صبح تو جام سے گذرتی ہے ــ شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ــ اب تو آرام سے گذرتی ہے

صحبت بد نے رنگ اثر جمایا ـ خوشامد خورون نے مزاج مین بار پایا ـ

با بد منشین و مباش بیگانہ او ــ در دام افتی اگر خوری دانہ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید ــ بنگر کہ چگونہ جست از خانہ او

رئیس زادۂ نامدار کو اب تک اپنی منکوحہ بیوی سے کہ صاحب عفت ہونے علاوہ صاحب جمال بھی تھین بڑی محبت دلی تھی اور انکو بھی اپنے شوہر سے کہ جوان صالح و خوبرو تھا عشق کا درجہ تھا نکاح کے روز سعید و تقریب فرخ سے آج تک انکے گلستان عشرت و محبت پر نا اتفاقی یا رنج کی گھٹا نہین چھائی تھی گو نواب صاحب کے یہان جوان جوان اور حسین حسین خادمہ تھین ـ مگر یہ کبھی نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتے تھے ـ مگر چند ہی روز کی صحبت سے انکے مزاج مین زمین آسمان کا فرق ہو گیا ـ اور بیوقوفون کے حسن و شباب کے تذکرے نے انکو اور بھی از خود رفتہ کر دیا ـ اور گو عشق کی بسم اللہ ہی تھی مگر ابھی سے اس شعر کے مصداق تھے احد

افسانۂ سوز عشق کا مجھسے سنے کوئی ــ ہے ختم مجھپہ اندنون بیتابیان عشق

اتنے مین کہ نواب صاحب چمن کو حکم دیکر کہ سیٹھ گوجرمل صاحب جب کبھی آئین بلا لاؤ غسل خانے تشریف لیگئے کہ نہا دھو کے لباس فاخرہ سے آراستہ ہون تھوڑی دیر مین سیٹھ صاحب موصوف اپنی ہلکی پھلکی ونگینٹ گاڑی پر جسمین ایک میانہ قامت مشکی جتا تھا ـ کوٹھی مین داخل ہوے ـ

قبل اسکے کہ انکی اور نواب صاحب کی ملاقات کا ذکر خیر معرض بیان مین آئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کے کچھ حالات سے ناظرین کو اطلاع دون

کہ یہ کون بزرگوار ہین - یہ بڑے مشہور ساہوکار - بڑے زردار مہاجن بڑے نامی تعلقہ دار تھے - بہت کم سن اور مشہور حسین آدمی ہزار دو ہزار مین ایک - کیتھی جانتے تھے اور کچھ تھوڑی ناگری اور تھوڑی سی اردو - مگر لڑکپن ہی سے پڑھے لکھون کی صحبت مین بیٹھنے سے شین قاف بہت درست ہو گیا تھا - اجنبی آدمی کو ہرگز تمیز نہ ہوتی کہ فارسی خوان نہین ہین مزاج مین بوے امارت اسدرجہ کہ ممکن کیا کسی سے دب نکلین - چاہے ادنی ادنی سی بات مین ہزارون پلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے - بڑا وصف انمین یہ تھا کہ غربا اور محتاجون کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتے تھے اور اکثر مزارعین کو وقت ضرورت چار آنہ فی صدی سود اور کبھی کبھی مفت بطریق خیرات روپیہ دیتے تھے اور کسی سے کبھی ذکر تک نہین کرتے تھے اسکے علاوہ بڑے علم دوست رئیس تھے اپنی جانب سے سنسکرت کے لیے چار پانچ وظیفے مقرر کیے تھے اور ایک پاٹ شالہ اپنے خرچ سے بنوا دیا تھا - اور انعام کے سالانہ جلسون مین ہمیشہ اپنے ضلع کے کالج اور اسکولون مین بکشادہ پیشانی زر نقد اور کتب مفید و بیش بہا بطریق انعام تقسیم کرتے تھے - بڑے ملنسار اور خوش خلق اور منکسر مزاج - مگر جہان گل ہے وہان خار ہے - جہان خزانہ ہے وہان مار ہے - اکثار شراب خواری اور کثرت عیاشی کے ہاتھون بک گئے تھے - ہردم بادہ گسار جمع - شرابی موجود گُنّے حاضر - ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط منھ چڑھے - ڈولیون پر ڈولیان آتی تھین نت نئی عورت سے

زنِ نو کن اے دوست ہر بہار | کہ تقویم پارینہ ناید بکار

نواب صاحب سے اور انسے کئی سال سے یارانہ تھا مگر اکثر اوقات گھوڑ دوڑ کے چکر پر ملاقات ہوتی تھی - اور مہینے مین دو ایک دفعہ گھر پر فٹن سے اُتر کر سیٹھ جی کوٹھی مین آئے - اور نواب صاحب مسکراتے ہوئے

نواب ۔ کہیئے کچھ بسنت کی بھی خبر ہی ۔

سیٹھ ۔ اسے یار کچھ نہ پوچھو۔ مار ڈالا۔ کہین کا نہ رکھا۔ دونون کافر بدلیش بلا سے بے دربان ہین۔ یہان تو بھائی صاحب پیغام بھی جا چکا ہی

نواب ۔ واللہ خدا تم سے سمجھے بھئی یہ تنہا خوری ٹہری کیون صاحب یہ الگ ہی الگ ۔

سیٹھ ۔ بھئی ہم سمجھتے تھے کہ تم اس کوچے مین نہین ہو ورنہ تمسے اور خفا لاحول

نواب ۔ بھائی تو چل کے دکھا دو ۔

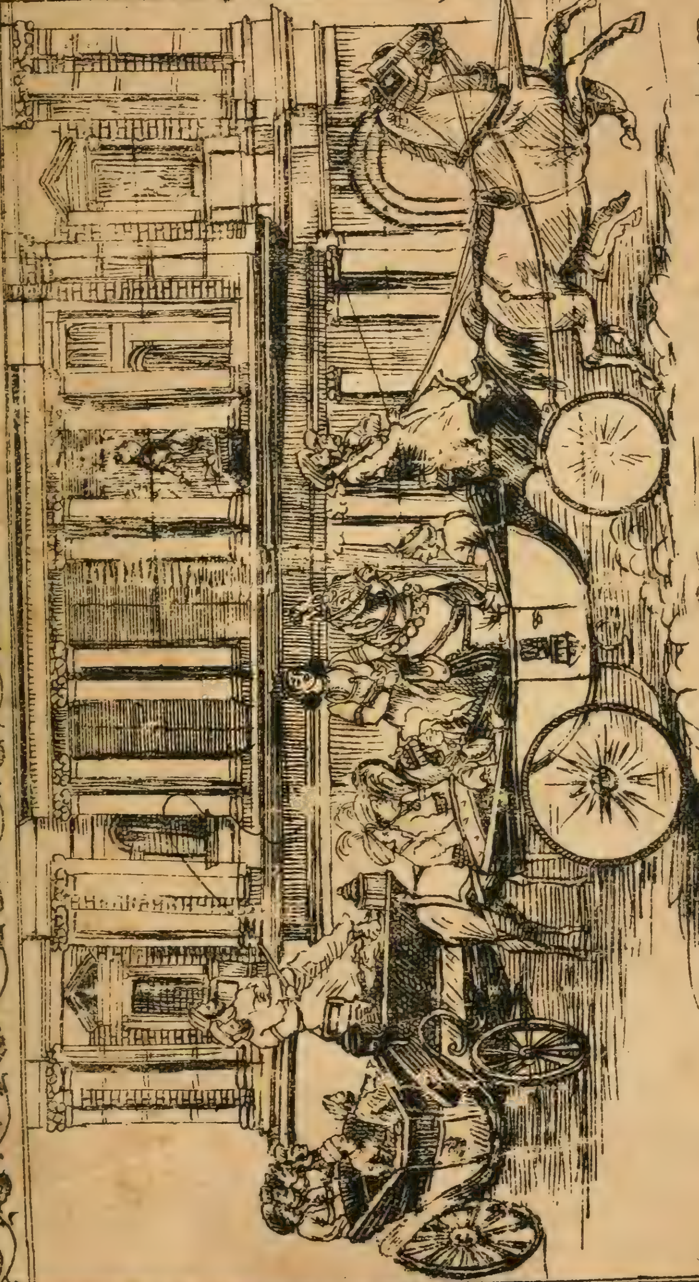
سیٹھ ۔ اپنی جوڑی گاڑی نکلواؤ ۔ اسوقت تو وہان میلا لگا ہو گا ۔ اور جھاڑ سفید پوش یا گرگے مگر نواب یار میری تو جان جاتی ہے ۔

نواب ۔ یا خدا کیسی پرستان کی پریان ہین کہ جسے دیکھو لوٹ ہی ۔ جسے دیکھو غش ۔ جو آتا ہی ۔ تعریفین ہی کرتا آتا ہی ۔ اور یہان دل کی یہ کیفیت ہی کہ ادھر حسین عورت اپنے پسند اور مزاج سے دیکھی اور جان

	سن سے نکل گئی مصرعہ ہم عاشق جانباز ہین مزانئے ڈھب کے	

راوی ۔ ہان ! یہ کہیے یہ کب سے ۔

سیٹھ کو جرل نے راے دی کہ اسوقت گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین ہی چلیے گھوڑون پر چلین ۔ قدم کا وسے اٹیرن کا فرہ آسمے ذرا شہسواری کا لطف بھی دکھائین ۔ یہ بھی سپہ گری کا ایک جزو ہی ۔ نواب صاحب تو نیم راضی ہو گئے مگر ایک مصاحب نے کہا حضور کاوسے اور اٹیرن کا لطف تو میدان ہی مین ہی ایمن آباد مین اور خصوصًا اُنکے گھر سے کے پاس تو دو چار اٹیرن ہی ہو جائین ۔ گھوڑا ستہ گام جا سے کہین بھیڑ مین سکندری کھا سے تو غضب ہی ہو جاسے لہذا حضور گھی ہی اچھی ۔


دور تیسرا
سواری باد بہاری

جو ٹھٹے سے اُسدم سواری چلی ‏ کہے تو کہ بادِ بہاری چلی

دو گھڑی دن رہے جبکہ مہرِ تابان کی اشعۂ زرنگار چراغ تہ دامن کی طرح جھلملانے لگین اور ہلال رکاب توسن گلرفان فرخارِ کی طرح چرخ نیلی پر نظر آیا نواب دارا دربان اور اُنکے یار طرحدار ساہو کار باغ و بہار کھلی ہوئی بیش بہا بروہم گاڑی پر بصد انداز امیرانہ وشان خسروانہ سوار ہوئے اور اُن گلبدن غنچہ دہن بہو دونون کے اشتیاق دید مین ایمن آباد چلے گھوڑیان ہوا سے باتین کرتی ہوئی زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین معلوم ہوتا تھا کہ اب اُڑین اور اب اُڑین - یہ گاڑی ہے یا اُڑن کھٹولا - کنوتیان بدلتی ہوئی اسطرح جاتی تھین جیسے چکارا اڑتا ہے اور اس تیز قدمی پر ایسی منتی ہوئی کہ شوخی قدم قدم پر بلائین لے اور با این ہمہ مصرع -

سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

کہ چمن میان گھسیٹے ایک قیمتی مندیل پہنے ہوے تھے - کارچوبی بچار فی ایک اشرفی کی تیار ہی - وردی سلطانی بانات کی خاص ایجاد شہزادہ مرزا رفیع الدرجات کی - کوچ بکس پر بائین جانب چوبدار - میان زدارا محمد علی شاہ کے عہد مین مقرب شہریار تھا - تجربہ کار و سلیقہ شعار تھا - سامنے میان چھمن مصاحب خاص پیچھے دو سائیس (سیسی علم دریاؤ) کے غواص اسکے بعد سیٹھ جی کی ہلکے پھلکے نازک پرزون کی فٹن پر تین رفقا - اس ٹھٹے سے سواری چلی - نواب صاحب کا اشتیاق بڑھتا جاتا تھا - چھمن نے کہا اسوقت اگر آکر سامنے کھڑی ہون تو واللہ اگر ہٹنے کو جی چاہے تو ٹانگ کے تلے سے نکل جاؤن - ہمنے بیڑا اُٹھا لیا ہے کہ ان غیرت لعبتان چینی گیسوے عذار زنگینی کو راہ راست پر لائینگے - اور عاشق و معشوق کو باہم ملائینگے -

نواب صاحب نے پوچھا بھئی دونون مین زیادہ حسین کون ہے کہا عرض کیا نہ خدا وند کہ دونون بیس ہین - پوچھا بھلا بڑی بہن مین آن بان زیادہ ہے

یا چھوٹی بہن ہین - عرض کیا پیر و مرشد کہہ دیا نا غلام نے کہ دونون کلان ہین اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ دور تک آواز گئی - اتفاق سے اسوقت ایک یوروپین کپتان اپنی پری پیکر نسرین بنا گوش میم کو ساتھ بٹھائے ویگینٹ پر آتا تھا - قہقہہ جو پڑا تو اُسے سخت ناگوار گذرا میم نے کہا یہ لوگ بالکل وحشی اور بہائم ہین پر سر بازار قہقہہ لگاتے ہین - صاحب بولے نیگرز (کالا آدمی) بالکل بہائم ہوتے ہین - تہذیب مزاج مین بالکل چھو نہین گئی - اسوقت ہمارا بے اختیار جی چاہا کہ ایک چابک جمائین مگر شکل صورت سے رئیس معلوم ہوتا ہے - اُنکی بیوی نے بھی انکی راے سے اتفاق کیا کہ کسی امیر کا لڑکا ہے جوڑی بھی خوب ہے - ایسی جوڑی اسٹیشن مین نہین ہے - میم صاحب نے ان کالے آدمیون کی نسبت ازراہ حقارت کہا کہ یہ وحشی اس قابل ہین کہ انسے جوڑی اور گاڑی چھین لے اور پنکھا قلی کا کام لے - مگر کپتان صاحب ان بیچارے وحشیون کو اس کام کا بھی نہین سمجھے تھے - میم صاحب کی راے سے اختلاف کیا کہ ہم ان بہائم کو اتنی عزت بھی دینا نہین چاہتے کہ یہ ہماری میم صاحب کے پنکھا قلی ہون - دیکھ رہے ہین کہ ایک لیڈی گاڑی پر آتی ہے اور جامے سے باہر ہو کر قہقہہ لگاتا ہے - اتنے مین اتفاق سے جوڑی کبھی رک گئی اور کبھی تیز ہوئی اور کبھی کپتان صاحب کی گاڑی کے برابر چلنے لگی تو صاحب بہت ہی بگڑے - اسقدر پر غضب اور بد دماغ ہوئے کہ گھوڑے کو تیز کر کے فٹن کے قریب پہونچے اور ڈپٹ کر کوچمین سے کہا کہ روک گاڑی یو بلڈی سوور کوچمین متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی - کون سی خطا سرزد ہوئی کہ یہ انگریز خونخوار ہو گیا - کوچمین کے حواس غائب ہو گئے ایک چابک جو پڑا ایسے دیتا ہی تو گھوڑے ریان ہوا ہو گئین - یہ جا وہ جا آگ بھبوکا عربی جانور چابک کے عادی کہان

اشارے پر چلا کرتے ہین شایستہ گھوڑے ہین	کہ صورت انکی حیوانی ہے سیرت انکی انسانی

صاحب بہادر نے بھی چابک پر چابک رسید کیے گھوڑے کو ادھر مرا کر دیا -

مگر گرد کو بھی نہ پایا۔ آخر کار جھلا کر ایک اسکے واسلے پر جو قریب سے نکلا چابک دیا تو وہ بیچارہ بلبلا اُٹھا۔ اتفاق سے کالج کے ایک پروفیسر ادہر اسکا جہین اپنی ٹم ٹم پر جسمین سبزہ گھوڑا جتا تھا آہستہ آہستہ آتے تھے انکو اس کپتان کی یہ حرکت مجنونانہ و سفاکانہ بہت ہی ناپسند ہوئی۔ سوچے کہ انھین لوگون کی ان حرکات ناملائم سے ہم سب بدنام ہین۔ اس بیچارے غریب لگے والے نے بھلا کیا لیا تھا۔ جوان حضرت نے اسکی کھال اُدھیڑ کے دھر دی فوراً گاڑی روک لی اور پاس اگے والے کے قریب گئے۔ دیکھا تو چابک ناک سکے پاس اس زور سے پڑا تھا کہ کھال اُدھڑ گئی تھی۔ فوراً دو روپے دیکر اُسکے آنسو پوچھے۔ ایک صاحب بہادر تو اُسکے ساتھ اس سختی سے پیش آئے تھے دوسرے صاحب بہادر کے اس نرمی اور رحم سے پیش آنے سے اُسکو کمال حیرت ہوئی۔ اور شکریے کے ساتھ دو روپے لیکر فرشی سلام کیا۔

ادھر کا حال سُنیئے کہ جب صاحب بالکل نظر سے غائب ہوئے تو نواب کی جان مین جان آئی رفقا بولنے لگے

	رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت	

گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد سیٹھ جی کی گاڑی بھی آئی میان جھمن تھے آدمی طرار۔ اُسوقت تو اُنکے بھی ہوش بیتر ا ہو گئے تھے مگر اب مونچھون پر تاؤ دے کر کہتے کیا ہین رقسم حسین کی جو کہین مقابلہ ہوتا تو بڑی بُری ٹھہرتی۔ یہ بالائی اور قورمے چکھ چکھ کر بدن پالا ہے تو کس دن کے لیے خدا گواہ ہے اُچک کر گاڑی ہی پر ہوتا۔ ہم کیا کچھ موم کی ناک ہین۔ کوچمین تو سہما ہوا تھا کہا اجی یہ صاحب لوگ بھلا کسکو مانتے ہین افراسیاب خان کی تو یہ سنتے ہی نہین۔ نواب صاحب بولے بھئی پھر راج بھی تو انھین کا ہے یہ تو سوچو۔ کوچمین نے عرض کیا ہان خداوند ایسی ہی بات ہے اور میان جھمن ایسے تو دس ا کو وہ چٹنی کر ڈالتا۔ دم واعیہ تو دیکھیے کہ گاڑی پر چھیانہ

لگے شہتوت کی لینے۔ میان ایک ٹوکری مین بھر کر نکال دیتا۔ جھمن موچھون پر تاؤ دینے لگے ہونھ! تم تو اپنا ہی سا بزدل سب کو سمجھتے ہو۔

الغرض گاڑی قیصر باغ ہوتی ہوئی قیصر آباد مین داخل ہوئی تو جھمن نے کہا میان گھسیٹے ذرا باگین روکے ہوئے۔ موقع واردات آن پہونچا (موقع واردات) کا جملہ سنکر سیٹھ جی مسکرائے۔ نواب صاحب نے کہا ارے بھئی اب ذرا دل کو قابو مین رکھنا۔ ہان توسن صبر کی باگین روکے ہوئے گھسیٹے پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین توسن صبر کیا سمجھے۔ باگ روکنے کا حکم جو سنا تو کہا پیر و مرشد روکے تو ہون اور کیونکر روکون۔ جون کی چال تو گھوڑیان چل رہی ہین رہے رہے۔ اسپر نواب اور سیٹھ اور جھمن نے پھر بے اختیار قہقہہ لگایا۔ واہ میان گھسیٹے خوب سمجھے۔ دورنگی کوڑی لائے۔ اب گاڑیان محمد حسین پانی والے کی دکان کے قریب پہونچین اور وہ برج بری منزل سامنے سے نظر آنے لگا جو امین آباد کے مشہور راستے کے نکڑ پر ساقن اور کبڑن کی دکانون کے اوپر واقع ہے۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک — آتش شوق تیز تر گردد

وہ برج نور سکن جو قریب آیا تو

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ — صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دو پیاری پیاری صورتین نور کی مورتین ایسی نظر پڑین کہ نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا آنکھ جھپک گئی۔ دونون آگ بھبوکا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بلور کا بہت بڑا ٹکڑا آفتاب کے رخ رکھ دیا گیا ہے۔ اور سورج کی کرن اسپر اس طرح پڑتی ہے کہ نظر نہین ٹھہرتی ہے۔ اگر گرمی ہوتی تو لوگون کو شک کی جگہ یقین ہو جاتا کہ آفتاب سوا نیزے پر اتر آیا ہے۔ گاڑی روکنے کا امین آباد مین حکم نہین مگر بھیڑ اسقدر رہتی کہ گاڑی کا جانا محال تھا۔ یہ اسکو ہزار غنیمت سمجھے پھرے کا کانسٹبل پولیس کا ملازم ایک ہی کائیان جتو نون سے تاڑ گیا۔ سلام کرکے کہا۔ حضور جبری گاڑی یہین پر روک لین بھیڑ چھنٹ لے تو گاڑی کار ہنہ ہو۔ یہ تو خدا ہی سے

چاہتے تھے باچھین کھل گئین دعا مانگی کہ یا خدا دو دن تک ایسی بھیڑ رہے کہ گاڑی کو راستہ نہ ملے - چھمن نے کانسٹبل سے کہا ڈیوڑھی پر آ نا تا - پھر یہ رقم ہاتھ لگیگا اُٹھے اِدھر اُدھر سے لوگون کو ہٹا کے گاڑی کے قریب جا کر کھڑا ہوا - اتنے مین دو دو صورتین ایک جھلک دکھا کر نظر سے اوجھل ہو گئین تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک مشہور اور نامی گرامی جوہری کا لڑکا اشہب عربی پر سوار گاڑی کے پاس کھڑا ہے مگر ٹکٹکی اسی برج کی طرف لگائے ہوئے ہے - گھوڑا لمعۂ مشرق چشمک برق - سر اگاڑے کی مورچھل اور گلے مین ہیکل - بقول فصاحت لکھنوی ؎

ترے گھوڑے کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہے	دُلھن پہنے ہوئے جیسے کلی معلوم ہوتی ہے

نقرئی عنچی پوزی - عملی بنارز ردوزی - چاندی کے کڑے پاؤن مین پڑے ہوئے - سم اور دم تک زرق برق از سر تا پا سونے چاندی مین غرق ؎

شہ گام اگر ہنہنے وہ کبھی غیرت پری کا	غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری کا

نواب صاحب سے صاحب سلامت ہوئی تو دونون مسکرائے جوہری نے پوچھا حضور یہان کہان بھول پڑے اُنھون نے جواب ترکی بہ ترکی دیا - جہان آپ وہان بندہ - مضمون واحد ہے - وہ پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین مسکرا کر انگلیین بک دیا (ہان مجھون تو ہے) معقول اشعر گفتن چہ ضرور - ترکی نہ بولتے تو کیا کرکری ہو جاتی - اتنے مین اُن دونون مین سے ایک قتالۂ عالم نے بال کھولے ہوئے ذرا رخ انور کی جھلک کھائی اور بار بار کس رخ سے منھ پھیر کر دوسری جانب دیکھنے لگی - اس شوخی کے صدقے - گوری گوری گردن اور سرخ و سفید رخسارۂ تابان اور زلف سیہ نے وہ جوبن دکھایا کہ دیدۂ نے کبھی آنکھون نہ دیکھا ہوگا چھمن بولے حضور یہ زلف سیاہ ہے یا وہ شب تار جسمین دین و ایمان کے رہزن دل و جان کے قافلے لوٹ لیا کرتے ہین نواب صاحب نے کہا - ارے یار کچھ نہ پوچھو - یہ رخ گلگون پر زلف شب رنگ عرق افشان ہے یا فرنگستان پر ابر سیاہ قطرہ زنان - یہ ادائے ہوش ربا دکھا کر دوسری

محبوبۂ ناز آفرین نے جو لباس سرخ زیب بدن کیے ہوئے تھی برج سے ذرا جھانکا اور قتل عام کرکے چل دین۔ نواب نامدار نے کہ مرغ دل ناوک ناز کا شکار اور تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا تھا آہ سرد بھر کر یہ شعر حسب حال پڑھا ؎

دوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہی	شہید ناز کی تربت پہ چادر چڑھاتی ہی

سیٹھ گوبر مل کی نظر اُس برج رشک روضۂ رضوان کے ایک سیاہ تختے پر پڑی اور نواب صاحب کو بھی اُنھوں نے اُس طرف متوجہ کیا۔ جھمن بھی دیکھنے لگا۔ حضور اسپر تو کچھ چھپا ہوا ہی۔ جیسے سوداگرون کے ہان دوکانون پر تختے لگے ہوتے ہین غور کرکے پڑھا تو یہ شعر تھے ؎

ہوئی جنت سے ہین آباد اگر یان حور پریان اب	ابھی آباد کیونکر نہ سمجھین باغ رضوان اب
اگر پریان بھی آجائین تو ساری کرین ہر دم	بجا ہے لکھنؤ کو گر کہین رشک پرستان اب

اب سُنیے کہ جتنے عرصے مین نواب صاحب گاڑی پر سوار ہونا بہانہ کرکے ٹھہرے رہے بھیر چھنٹے تو گاڑی کو بڑھائین اتنے ہی عرصے مین تراب علی نام مصاحب اُن حوران ماہ سیما کے پاس ہو آیا اُسنے کہا سونے کی چڑیا پھانس لایا ہون اگر طبیعت آگئی تو زر و جواہر سے مالامال کر دینگے۔ کسی شی کی کمی نہین ہی شہزادون کی ڈیوڑھی رئیسون کا دربار ہی۔ انھون نے کہا ہماری جانب سے پیغام دو کہ آپ کو بلاتی ہین۔ تراب علی نے جو یہ پیام فرحت التیام سنایا تو نواب صاحب والا تبار اور اُنکے متمول دست ساہوکار کی باچھین کھل گئیں

نواب ــ ہمکو بلایا ہو۔ یا سیٹھ جی صاحب کو یاد کیا ہو ـ

سیٹھ۔ واہ ہم بدشکل آدمیون کو کون پوچھتا ہو ــ

نواب۔ خدا کی قسم بڑے دیدار و جوان ہو تمھین کو بلایا ہوگا۔ کیون جی تراب علی کسکو بلایا ہی۔

تراب ــ سرکار یہ تو کچھ تخصیص نہین کی ہی۔ دونو صاحب مع رفقا تشریف لیچلیے

نواب بھئی یہ تو وضع کے خلاف ہی۔ انھین کو لاؤ۔

تراب - خداوند وہان کوئی ہے تھوڑا ہی اور اندھیرا ہو ہی گیا ہے - ہونہہ کون دیکھیگا - پرندہ تو وہان پر نہین مار سکتا - کیا کسیکو بار تھوڑا ہی ملتا ہے -

نواب صاحب نے سیٹھ جی سے راے لی وہ تو اس کوچے کی راہون سے خوب واقف ہو چکے تھے اور اس واقفیت کے ساتھ بے دھڑک بھی ہو گئے تھے فوراً صلاح دی کہ چلیے چلیے اس تاریکی مین کون دیکھتا ہے - شب کہ پردہ دار عاشقانست کا معاملہ ہے - نواب صاحب کو کبھی پیشتر یہ اتفاق نہین ہوا تھا مگر ان دونون کافر کیش کی صورت زیبا و رعنا نے ایسا والہ و شیدا کر دیا تھا کہ معاً راضی ہو گئے - گاڑی تھوڑی دور آگے بڑھا دی گئی اور وہان سب اتر پڑے نواب فلک شکوہ مع ساہوکار و مصاحبین برج خورشید منزل مین داخل ہوئے سیٹھ جی تو مزے سے بے دھڑک کھٹ کھٹ کرتے چلے گئے مگر نواب صاحب کی پہلی ہی بسم اللہ تھی یہ ادھر ادھر دیکھ بھال کر جلدی سے زینے پر ہو رہے برج پر جو پہونچے تو خدا جانے کیا دیکھ لیا کہ دنگ ہو گئے - دونون چلبلی شوخ و شنگ دونون معدن حسن رو کش پری چہرگان فرنگ دونون آگ بھبوکا - دونون مہ پارہ عالم فریب ہمدوے صبر و شکیب طاوس زیب - دونون ناز فروش ستم کوش - دونون سرو قامت - دونون قیامت - دونون محشر خرام دونون زیبا اندام - دونون سرو جویبار رعنائی - دونون تدرو کوہسار زیبائی - دونون طرۂ رخسار خوبی - دونون خال عارض محبوبی - دونون رو کش خوبان فرخار دونون طرارہ طرحدار - دونون نازنین ناز آفرین - دونون گلعذار مہ جبین

ہر موے چو رشتۂ فسونے	زنجیر بگردن جنونے
چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ	صد دشنہ در آستین نہفتہ
رویش ز غرور حسن و مستی	آئینہ بدست خود پرستی
مژگانش ز سرمہ رفتہ جانہا	بر خاک فگندہ سرمہ دانہا
پیشانی غمزہ ناز در ناز	ابروے کرشمہ از در راز

نواب - بے پوڈر کے یہ جوبن اور یہ سرخی و سفیدی ہمنے آج تک نہین دیکھی

یہودن - پوڈر لگانا ہمارا ننگ ہے - قدرتی اور مصنوعی شے کا بھلا کیا مقابلہ - کیسی ہی عمدہ و بیش بہا ابریشم کا گلاب بناؤ قدرتی گلاب کے پھول کی سی شادابی و سرسبزی کہان نصیب ہو سکتی ہی ؏

شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ست

مصنوعی ہیرے کو لاکھ تراش خراش کے درست کرو وہ دمک وہ آب و تاب کہان - مگر ہان وہ قدرتی چیزون کا مقابلہ کر کے دیکھو کہ کسکو ترجیح ہی لعل بدخشان کو ہمارے لعل شکر خا سے مقابلہ کرو تو دونون کا فرق معلوم ہو -

سیٹھ - خدا کی دین اسی کو کہتے ہین - اس فقید المثل حسن و جمال خداداد کے ساتھ ہی اللہ نے ذکاوت بھی رگون مین کوٹ کوٹ کے بھر دی ہی - اس طبیعت داری کو تو دیکھیے -

نواب - دونون اس قابل ہین کہ کسی تاجدار یا شہریار کی زیب محل ہون اور بادشاہ بیگم کہلائین -

دوسری یہودن (ہنسکر) بندگی - ؏

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

نواب - ماشاء اللہ دونون بہنین حاضر جواب ہین -

یہودن - چشم بد دور کا لفظ نظر بد کے لیے ضرور کہ دیا کیجیے ؏

چشم بد رخ خوب مرا خدا حافظ

سیٹھ - بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ ہم تو نہایت ہی مشتاق آپ کی زیارت کے تھے -

یہودن - زہے نصیب - زہے طالع - آپ نے بڑی مہربانی کی -

نواب - آپ کا اسم مبارک (بڑی بہن سے)

یہودن - جی میرا نام شیرین ہی (مسکراتی ہوئی)

نواب - اور آپ کا نام حضور (چھوٹی بہن سے)

یہودن - ہمارا نام لیلی ہی -

سیٹھ - آپ دونون لیلی اور شیرین ہین - تو ہم دونون بھی مجنون اور فرہاد ہین

لیلی - مگر پھر آپ کو بھی یہی کہنا ہوگا کہ ؎

در دلم عشق ز لیلی کافی ست ۔۔۔ خواہش وصل ز نا انصافی ست

شیرین - اور جو صاحب فرہاد بنتے ہین انکو جوے شیر کاٹ کے لانی ہوگی کوہکنی فرہاد کے لیے ضروری ہی -

نواب - کوہکنی فرہاد کو مبارک ہمارا کام جانکنی ہی -

اس فقرے پر سیٹھ جی پھڑک اُٹھے اور وہ دونون قتالہ عالم رشک شیرین غیرت لیلی بھی اس لطیفے سے خوش ہوئین -

نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھائی صاحب ہمکو آپکو تو دونون کو سو کھا سا جواب ٹکا سا جواب ملگیا - لیلی کی خواہش ہی تو مجنون کی طرح خواہش وصل سے ہاتھ دھویے - اور صرف اسپر قناعت کیجیے کہ ؎

در دلم عشق ز لیلی کافی ست ۔۔۔ خواہش وصل ز نا انصافی ست

اور اگر شیرین کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونا ہی تو کوہکنی کرو - خیر صاحب ہم تو بندہ حکم درم ناخریدہ غلام ہین - مگر شکر ہی کہ معشوق اپنی طبیعت کے موافق پائے - بہت سے معشوق دیکھ ڈالے مگر یہ معشوق پن کہان ؎

ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا ۔۔۔ منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہی

لیلی نے تنک کر جواب دیا تو یہ کہیے آپ ہزارون گلبدن گلے کی بلبل رہ چکے ہین ہرگز نہ کہیے ؎

نشاید ہوس با خلق باس گلے ۔۔۔ کہ ہر بامداد ش بود بلبلے

سیٹھ جی نے نواب صاحب کو چھیڑنا شروع کیا کہ واہ حضرت واہ اچھی منھ کی کھائی - آپ نے ہزارون معشوق دیکھے ہونگے - ہمنے تو صرف ایک ہی معشوق دیکھا ہی

نواب سخت خفیف ہوے اور جھیپ کر بات ٹالی لیلی سے پوچھا یہ

سائین بورڈ کے تختے پر دونون شعر کسیکے تصنیف لیے ہوے ہین۔ کہا ہمارے متبحر ہوکر کہا یہ کیسے آپ شاعر بھی ہین۔ لیلی نے مسکرا کر شوخی کے ساتھ جواب دیا شاعر تو عورتین آپ کے شہر مین ہوتی ہونگی ہم تو شاعرہ ہین۔
نواب صاحب کی زبان سے شاعر کا لفظ جلدی مین نکل گیا تھا لیلی کے ٹوکنے سے اور بھی خفیف ہوے کہا کیون شیرین جان صاحب آپ بھی کچھ فرماتی ہین۔ شیرین نے شیرین ادائی کے ساتھ جواب دیا۔ جی ہم لوگ شعر شاعری کیا جانین مگر ہان کچھ یون ہی سا بکتی ہون مگر آپ اہل لکھنؤ کے سامنے زبان نہین کھول سکتی سیٹھ جی انکا کلام سننے کے از بس مشتاق ہوا و بڑا اصرار کیا کہ

	کان ہین مشتاق کچھ فرمائیے۔	

بڑے اصرار بلیغ کے بعد یہ غزل تو تصنیف بی شیرین جان صاحب نے فرمائی۔

انکھڑیون مین مری جادو ہے وہ دوگانا جانی	انکی زلف ڈسے جسکو نہ مانگے پانی
لن ترانی کی نہ لیتے کبھی موسی ہرگز	گرد کھا دیتی مین انکو کفاف نورانی
مردہ انکو نظر ہی نہین آتا نوشتر	موے درگور چلے جائین یہ کالے پانی
نام ہو نیک قدم پر بڑی چھپن پیری ہی	بولی حیران ہو بابا یہ موئی دیوانی

	اری یہودن ترے جوبن کی ہر لندن تک دھوم اڑی ہی چوٹی یہ ہون بعد تے موے ہندستانی	

نواب۔ اری سبحان اللہ۔ واہ بی یہودن واہ۔ اسوقت طبیعت نہایت محظوظ ہوئی۔ کیا کیا شعر نکلے ہین کیا رنگ ہی ریختی کا۔ جان صاحب کی روح وجد کرتی ہوگی۔
سیٹھ۔ اب انکو معشوق نہ بنائیے تو کسکو بنائیے۔
اتنے مین ایک آدمی نے جو ترکی ٹوپی پہنے ہوے تھا آن کر لیلی سے کہا کہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہو۔ چلیے کھالیجیے۔ سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب رخصت ہونا چاہیے۔ کہا اب اجازت دیجیے تو رخصت ہون۔ شیرین نے

اداے ہوش ربا کے ساتھ جواب دیا۔ اے ایسی جلدی چلے جایئے کا نتیجہ کہاب یہ فرمائیے کہ کل اگر آپ کو تکلیف دین تو تشریف لایئے گا شیرین نے اُس ترکی ٹوپی والے پر نظر ڈالی اُسنے عرض کیا ہان سرکار حاضر ہونگی کل صبح کو ذرا کسی معتمد کو بھیج دیجیے گا سیٹھ جی نے جھمن کو چپکے سے سو سو روپے کے دو نوٹ دیے اور اشارے سے کہا کہ انکو دے دو جھمن نے دونون نوٹ اُس ترکی ٹوپی والے کو سب کے سامنے دیے اور کہا یہ حضور نے پان کھانے کو دیے ہین۔ لیلی اور شیرین خاموش ہو رہین۔ اُس لستان یہودی نے نوٹ لیکر ان رئیسون کو دعائین دین خدا اس سے زیادہ مرتبہ دے مگر اسکی کیا ضرورت تھی ہم لوگ تو محبت اور قدردانی کے بھوکے ہین یہین تو اصرار کرتا کہ حضور کبھی کبھی ضرور تشریف لایا کیجیے مگر اب جو کہون تو طمع پائی جائے میان جھمن نے کہا کل تو سرکار کے ہان ان دونون صاحبون کو تکلیف کرنی ہوگی اُنھون نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ نواب صاحب اور سیٹھ جی اُٹھے کہا رخصت شیرین نے کہا بندگی۔ لیلی نے کہا آداب نواب صاحب جانے لگے تو زینے پر اُسی جوہری بچے سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ راستے مین نواب نصرت الدولہ بہادر جو ان دونون کے دلی دوست تھے ملے دو گھڑی تک دونون گاڑیان روک لی گیئن۔ سیٹھ اور نواب دونون نے نصرت الدولہ سے شکایت کی کہ آپ نے آنا ہی چھوڑ دیا۔

نصرت۔ اب دو چار روز بعد حاضر ہونگا علاقے سے آیا ہون تو ملونگا ضرور۔

سیٹھ۔ ارے یار اِمین آباد کی طرف بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا۔

نصرت۔ (قہقہہ لگا کر) اوچھا! یہ کہیے مگر کیا جوبن ہے سچ کہنا ہمنے تو ایسی حسین عورتین آج تک نہین دیکھی تھین۔

نواب۔ علی ہذا القیاس۔ عجب حسن ہے واللہ۔

نصرت۔ اچھا بھئی رخصت۔ یار زندہ صحبت باقی۔



دور چوتھا

نزول اجلال تیان جادو جمال

ان لعبتان چین اصنام ناز آفرین یعنی لیلی و شیرین کے پرچانے سے یہ قافلۂ عشاق از خود رفتہ سیٹھ گو جرمل ساہوکار کی فرح بخش کوٹھی مین آیا۔ اثناے راہ مین نواب اور سیٹھ دونون کی زبان صرف بکا و فغان تھی۔ دونون رنگ رو باختہ۔ دونون حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ۔ دونون ہمدم ہمراز ہمزبان و ہمساز۔ دونون صید طلسم سازی عشق۔ شکار نیرنگ بازی عشق۔ دونون کی بہار زندگانی مبدل بخزان ہوئی۔ مبتلاے بلا جان ناتوان ہوئی دونون سوختۂ تف جنون۔ دونون تبان رشک لیلی کے مجنون۔ یہ عشق بھی بلاے بے درمان ہی۔ آتش زن کالاے دین و ایمان ہی۔

ای محرم شادی و غم عشق	نظارہ کشاے عالم عشق
ز آغاز گرفتہ تا بانجام	دانی چہ بلاست عشق خود کام
برق شب عشق دلفروزست	گر وصل وگر فراق سوزست
در ہر جگرے کہ خاست شورش	از ہر بن مو رسد خروشش

از خانہ نشستہ سر ببازار
دستان زنیش بچار دیوار

نواب۔ سیٹھ یار اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسوقت ان حوروشون کو ہم پھر دیکھین۔ کیا حسن ہی واللہ کہ حسن صبیح و حسین بر شتہ دونون کا لطف حاصل ہوتا ہی۔ بھئی ہماری تو جان جاتی ہی بے انکے کوئی شی نہین بھاتی ہی۔ سیٹھ۔ اچھا چندو تم جاؤ اور ابراہیم یہودی کو بلاؤ۔ بلکہ ایک کام کرو۔ ہمارے خزانچی سے دو سو کی اشرفیان لیکر جاؤ اور انکو دو اور کہو سیٹھ جی نے آپ کو بلایا ہی۔ قدم رنجہ فرمائیے۔ عزت بخشیے۔ رتبہ بڑھائیے۔ دو سو کی کیا حقیقت ہی نواب۔ اجی لاحول ولاقوۃ۔ بلکہ ہمارا کہا مانو تو پانچ سو ایک دم سے بھیج دو ابھی چلی آئینگی۔ کہان کا جھگڑا۔ یہان تو جان پر بنی ہو۔ روپیہ ہاتھ کا میل ہی واللہ سیٹھ اگر اسوقت اُسکے رخ پر نور کا نظارہ نہ کیا تو جان ہی پر بنجائیگی۔

آپ رچپڑی کا مُنھ نہ دیکھیے اسوقت۔
سیٹھ۔ اچھا جی پانچ سو کی اشرفیان لیجاؤ۔ صدقے ہو آپ پر سے مگر چندو فٹن پر سوار ہی کرالاؤ۔ جھمن تم بھی ساتھ جاؤ۔ کہنا کہ دو گھڑی بیٹھکر چلی آئیے گا حضور کی طبیعت بے طور آئی ہوئی ہے۔ یہ صاف صاف کہہ دینا۔ رفو چکر کا تو کسی مردود ہی کو خیال ہوگا۔ مگر یہ سونے کی چڑیا اُڑنے نہ پائے۔

الغرض میان جھمن اور چندو اُن پری وش یہودنون کے ہان گئے تو دیکھا کہ وہی جوہری بچہ بڑے ٹھسّے سے بیچ مین متمکن ہے اور وہ دونون پریان اغل بغل بیٹھی کُھل کُھل کے باتین کرتی ہین اور جوہری بچہ ایک ایک ادا بانشان پر جان دیتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس جوہری کے خدمتگار نے حسب الحکم آقاے نامدار سونے کی ایک جڑاؤ کڑے کی جوڑی ساختہ لکھنؤ جوہری کو دی اور اُس رئیس زادہ بلند ارادہ نے انہین سے ایک نازنین کی خدمت مین بطریق نذر پیشکش کی اور ہاتھ جوڑنے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ اس تحفہ کو قبول کیجیے۔ اُس حور دور از قصور نے کڑے کی جوڑی بڑے استغنا کے ساتھ قبول کی اور کہا اسکے عوض ہم آپکو بجز اللہ جی اور کیا دے سکتے ہین (چہ خوش اچھا سو کھایا مال) جس طرح یورپ کے شہزادے انعام مین لوگون کو چاندی یا سونے کی آلپین دیکر ٹال دیتے ہین کڑے کی جڑاؤ جوڑی لیکر کسی کھانے کے بہانے سے جوہری بچے کو بھی ٹالا۔ انکا قاعدہ تھا کہ پہلے تھوڑی لگاوٹ کرکے اس طرح کی رکھاوٹ اور رکاوٹ کرتی تھین کہ ع

ان تلون تیل ہی نہ تھا گویا	آپ سے میل ہی نہ تھا گویا

مگر جوہری کو ناراض کرکے نہین بھیجا بلکہ رخصت کے وقت اُسنے فرمائش کی کہ کل کوئی تین چار گھڑی دن رہے ذرا اپنی گاڑی بھیج دینا۔ ہم سیر کرنے جائینگے انکی باچھین کھل گئین۔ ریشہ خطمی ہی تو ہو گئے۔ جب وہ رخصت ہوے تو میان جھمن نے اُس یہودی سے کہا کہ ذرا ادھر تشریف لائیے۔ ہمارے آقا نے

جو ابھی یہان تشریف لائے تھے یہ پانچ سو کی اشرفیان بھیجی ہین اور فرمایا ہی
کہ اگر تکلیف نہو تو دونون صاحب فٹن پر بیٹھی ہوئی یہان تشریف لائین —
دو گھڑی بیٹھکر چلی جائین یہودی نے پانچ سو کی اشرفیان گن ہتیائین اور کہا
یہان نہ چلنا ان دونون کی مرضی پر ہی لیلی نے کچھ عقون کرکے بولی ارے یہ تمنے فرمانے کا
لفظ کیا کہا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی ہم سے کوئی فرمانے والے نہین ہین —
ہمارے ہان عرض کیا جاتا ہی چھمن نے اپنے دل مین سوچے کہ اللہ رے غرور حسن
انکے ہان عرضی بھیجی جاتی ہی — تو یہودن کیا چنگلہ واری اور ناظم بن بیٹھین شان کبریا
مگر اللہ نے حسن ہی ایسا دیا ہی جتنا غرور کرین ہی زیبا — اسکے بعد شیرین نے کہا کہ
اب اسوقت تو ہمین ایک رئیس کے ہان جانا ہی — یہی جوہری جو بیٹھا تھا — پھر کبھی
سمجھا جائیگا — چھمن سوچے کہ نواب صاحب اسوقت سخت مضطر و بیقرار ہین — ہان
انکے نہ جانے سے انکو بڑی ہی مایوسی ہوگی اور حوالی موالی سب ہمکو الو
بنائینگے کہ اشرفیان کی اشرفیان دے آئے — اور پھر بیرنگ واپس
کہا تو حضور ایک کام کرین یہ دونون بہنین چاند سورج کی جوڑی فرسے سے
فٹن پر سوار ہون — صدر مین آپ دونون بیٹھین — سامنے ہم اور یہ (یہودی
کی طرف اشارہ کرکے) ہون — چندر رسان رسان پیدل چلے آئین — چندر و
جل مرا کہ خوب تو ان پریون کے ساتھ اڑن کھٹولے پر جاتے ہین اور ہمکو رسان
رسان پیدل بھیجتے ہین جل بھن کے خاک ہوگیا — کہا (جی ہان چندر وہی تو
پکہا لتو ہین) اسپر وہ دونون خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین — شیرین نے کہا تم جاکے
اپنے آقا سے کہو کہ ہم تو اسوقت اس جوہری کے ہان جانے کو تیار تھے اب اسکے
ہان سے ہوکر وہان جائینگے مگر ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھینگے چھمن اسپر راضی ہوگیا
اسمین آقا سے دریافت کرنے کی کیا حاجت ہی — حضور ایک گھنٹے سے زیادہ
نہ بیٹھین — اور ماحضر بھی وہین تناول فرمائیے گا — مگر انھون نے اصرار کیا کہ
نہین تم جاکے دریافت کر آؤ — چھمن کو طوعاً و کرہاً جانا پڑا — وہان تک امیر کی

کے ساتھ بیان کیا کہ خداوند وہان جو گیا تو دیکھا کہ وہ جوہری بچہ ڈٹا ہوا ہی۔ اور بڑی خاطرین ہو رہی ہین حضور وہ تو بڑا اول کا چالاک معلوم ہوتا ہی بس دو گھڑی بیٹھکر سونے کے کڑے کی جڑاؤ جوڑی کوئی دو ہزار روپی کی حوالے کر دی اب وہ دونون اُسکے ہان جانے والی ہین مگر اُسنے وعدہ کر لیا ہی کہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرینگے۔ مین نے بہت اصرار کیا اور پانچ سو کی اشرفیان نذر کین اور عرض کیا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دو گھڑی کے لیے چلی چلیے۔ بس بگڑ گئین۔ کہا آپ نے فرمایا ہی یا عرض کیا ہی۔ فرمانے کا لفظ پھر کبھی استعمال نہ کیجیے گا۔ مین اپنے دل مین سوچا کہ اللہ رے غرور۔ چکلہ داری اور نظامت کا دم بھرنے لگین۔ خیر ہزار خرابی اسقدر منظور کیا ہی کہ یہان آدھ گھنٹہ بیٹھکر جوہری کے ہان جائینگی۔ اور کھانا بھی یہان ہی کھائینگی۔ سیٹھ جی اور نواب صاحب مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائے۔ حکم دیا کہ جب تک اُنکی خوشی ہو تب تک بیٹھین مگر آئین ضرور۔ ہم اُنکو خوش کر دینگے۔ اور کھانے کا عمدہ سے عمدہ بندوبست ہو جائیگا۔

جھمن چندو کو لیکر خوش خوش وہان پہونچے اور اُس یہودی سے اپنا حق السعی مانگا۔ اُسنے بکشادہ پیشانی ایک سو روپیہ انکے حوالے کر دیا۔ چلیے انکی تو ہنڈیا چڑھ گئی اسمین پندرہ روپیہ انھون نے چندو کو بھی دیے

مشاطگان چابک دست کی نگار بندی نے عرائس جو طلعت کی آتش حسن و جمال کو اور بھی بھڑکا دیا۔ ایک تو یون ہی از سر تا پا زرق برق بحر حسن و خوبی مین غرق تھین مگر اس بناو چناو نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ فٹن پر سوار ہو کر سیٹھ گوبرمل صاحب کے دولت کدہ پر آئین مکان دیکھکر دل ہی دل مین از بس محظوظ ہوئین کہ آدمی صرف امیر کبیر ہی نہین بلکہ شوقین بھی ہی سیٹھ صاحب اور نواب صاحب دونون نے استقبال کیا سیٹھ جی نے بی لیلی اور نواب صاحب نے بی شیرین کو فٹن سے اتارا اور کوٹھی کے بڑے

ہال (کمرے) مین لیگئے۔

لیلی۔ آپ کی کوٹھی تو خوب سجی سجائی ہی سیٹھ جی۔

سیٹھ۔ اسوقت تو یہ کوٹھی رشک پرستان ہی۔

شیرین۔ آپ صاحبون نے بڑی تکلیف کی کہ فٹن سے یہان تک ہمکو لائے

نواب۔ یہ تکلیف نہین راحت ہی۔ خدا کرے ایسی تکلیف ہر روز ہو۔ اور ہم تو اس تکلیف کے خوگر ہو گئے۔ بتون کی نازبرداری کے تو لڑکپن سے خوگر ہین ہم۔ اور اب تک ع

بتون کی نازبرداری ہوگئی تھی خوب ابھی ہی / نیاز خادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے

اور بتون کی نازبرداری کے لیے قسمت چاہیے۔

شیرین۔ قسمت بھی چاہیے اور کلیجہ بھی چاہیے۔

نواب۔ سیٹھ جی سچ کہیے گا کیا عجب ہی۔ واللہ پریان بھی جھیپ جائین۔ سچ مچ پرستاری کرین۔ ع

آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین / قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا

سیٹھ۔ بھائی خدا گواہ ہی۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ بلا تصنع کہتا ہون کہ کلکتے اور بمبئی اور لاہور اور کراچی تک ہو آیا مگر جیسی ان کافرون کی صورت ہائے آج تک نہین دیکھی۔ ہم تو اپنے نزدیک خواب مین پرستان مین پہنچے ہوے ہین۔ ہم تو بتون کے بندے ہین اور دن رات اسی کی تلاش مین رہتے ہین کہ کوئی آگ بھبوکا صورت دیکھنے مین آئے۔ خدا نے ہماری سن لی کہ ان حوران بہشتی کی زیارت کی۔ ع

شکر خورے کو رزق اللہ دیتا ہی شکر / ملیگا وہ پری وش مجھکو دیوانہ ہون مین جسکا

اب یہ فرمائیے بی شیرین جان صاحب کہ آپ کی خاطر تواضع کیسے کیجائے۔ ہم تو اس قابل ہین نہین۔ مگر آپ نے غریب خانے کو یہ شرف بخشا کہ قدم رنجہ فرمایا۔ اب آپ ہم سے بے تکلف ہو جائیے۔ فرمائیے

کون شے پسند ہی - شامپین - شری - چری - برانڈی - روز لکر - موزیل کیورسو - جو فرمایئے -

شیرین - یہ سب لیڈی ڈرنک ہی - ہمکو تو شامپین سب مین زیادہ پسند ہی

سیٹھ - بہت خوب - اور آپ کو بی لیلی جان صاحب -

لیلی - ہمکو بھی شامپین ہی سے رغبت ہی -

سیٹھ جی ان دونون اصنام ملایک فریب اور نواب با مدارا ور اپنے ایک مصاحب خاص لالہ ٹھٹھول کو اُس آراستہ اور سجے سجائے کمرے مین لیگئے - جہان ہر قسم کی شراب ولایتی اور انواع واقسام کے مطعومات لذیذ میز پر بڑے قرینے اور صفائی کے ساتھ چنے ہوئے تھے - نواب صاحب تو نائب تھے علیحدہ بیٹھے - اور ادھر شامپین کی بوتلین دنادن کھلنے لگین لیلی اور شیرین اور ٹھٹھول نے سیٹھ جی کا جام صحت نوش جان کیا اور سیٹھ جی صاحب نے شامپین گلاس ہاتھ مین لیکر لیلی اور شیرین کی صحت کا جام پیا -

شامپین کی پوری پوری بوتلین پی کران دونون گلبدنون کو ایسا سرور ہو گیا کہ تر دماغ ہوگئین - اور تر دماغ ہوتے ہی بے تکلف بھی ہوگئین

نشہ دونے نقاب برخ زیبا الٹا	اٹھو کر بن گیا اُن آنکھون کی حیا پھر تی

نواب صاحب نے ان لعبتان چینی کو سرجوش اور بے تکلف دیکھکر لالہ ٹھٹھول سے کہا بھئی واللہ یہ نسخہ تو اچھا ہاتھ آیا - ایک ایک بوتل مین تر دماغ ہوگئین اب نہ وہ غرور حسن ہی - نہ وہ ناز بیجا - نہ وہ تیکھی چتون - اب بالکل شوخی اور عذر تی ادا ہی - تھوڑی دیر مین سیٹھ جی بھی مخمور اور نشے مین چور ہو گئے - ان دونون کے ساتھ اکا ڈکا بھائی بھی آیا تھا - وہ بھی بیہودہ جیسے پانچ سو روپے مین سے گنوا کر کہا تھا کہ جانا نہ جانا ان دونون سے اختیار ہی ہم تو نوکر ہین بڑا خرانٹ - بڑا کائیان آدمی - بڑا

کون کا یار۔ ایک ہی گھٹا ہوا تھا۔ اُسنے جو سیٹھ جی کو مخمور پایا تو لیلی سے کان مین کچھ کہا۔ اور چند منٹ کے بعد لیلی نے نواب صاحب کی کرسی کے قریب اپنی کرسی کھسکا کر کہا نواب ذری ہمکو یہ کوٹھی نہین دکھا دیتے۔ نواب نے منھ مانگی مراد پائی اور صنم عربدہ کوش کو تنہا کوٹھی عالیشان دکھانے لیچلے

اودھر شیرین نے جو سیدان خالی پایا تو یہودی کی صلاح کے مطابق سیٹھ جی سے کہا کہ آؤ سیٹھ تمکو انگریزی ناچ سکھائین مگر تخلیے کی صحبت ہو ہم ہون اور تم ہو۔ سیٹھ جی سمجھے کہ شیرین بڑے نشے مین ہے۔ تخلیے کا لفظ اور ناچنے کی درخواست شکر جامے مین پھولے نہ سمائے۔ فوراً کمرے کے سب دروازے بند کرا دیے اور کہا آئیے انگریزی ناچ سکھائیے اور ہمین اپنا مرید بنائیے۔ یہودن گو کم سن تھی مگر بلا کی طبیعت پائی تھی اور ہزارون کنوون کا پانی پیے ہوئے بھلا کسی کے پھکے مین کب آنے والی تھی۔ سیٹھ جی سیدھے آدمی اور فضول خرچ اور با مروت۔ شیرین نے پوچھا سیٹھ بھلا علم موسیقی مین بھی کچھ دخل ہے کہا ہان کن رس ہون آپ کوئی چیز چھیڑیے۔ سیٹھ جی بہت کم عمر آدمی تھے اور سبزہ آغاز۔ شیرین نے انکے خوش کرنے اور راس اظہار کے لیے کہ پیار ابھی تیر دل آیا ہے یہ شعر گانا شروع کیا۔ ؎

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہو گیا	یاسمن زار صاف دیکھو سنبلستان ہو گیا

گورے گالون کا لفظ ادا کرنے کے وقت اُس علامہ دہر معشوقۂ شوخ و شنگ نے سیٹھ جی کے گالون پر اپنے دست سیمین پھیرے اور سیٹھ کو اس ادا ے دلربا سے درم ناخریدہ غلام بنا لیا۔ اور عشق سے نوبت بہ جنون رسید ؎

ای عشق چہ دلکشی بجانم	کافروختی آتش نہانم
از عشق نبود این گمانم	کاتش فگند بمغز جانم

انکی یہ کیفیت دیکھکر اُس زاہد فریب نے فوراً انکی کمر مین ہاتھ ڈال کر

کہا آؤ اب ہم تم رل کے ناچیں ناچ تو بخیر مگر سیٹھ جی کی آتش عشق پر اس لپٹ جھپٹ نے کار روغن کیا۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر عابد صدسالہ بھی ہوتا تو پارسائی بالائے طاق رکھتا اور اس بت بے پیر کا بندہ ہو جاتا۔ خود جوان عنفوان شباب اور معشوق کی بھی اٹھتی جوانی۔ خود بھی خوش رو زیبا اندام۔ معشوق بھی نازک بدن گلفام۔ لاکھوں میں لاجواب کروڑوں میں انتخاب۔ پھر شامپین نے طرفین کے سمند جوش پر تازیانے کا کام کیا تھا یہ سیہ مست وہ متوالی۔ وہ مجنونانہ یہ لاابالی۔ یہ مسرور و تر دماغ۔ وہ مارے خوشی کے باغ باغ۔ اور طرہ یہ کہ کمر سے کمر اور سینے سے سینہ بھڑا ہوا اور تخلیہ اسقدر کہ پرندہ تک پر نہ مارنے پائے۔ عین اسی جوش مستی اور وفور عشرت پرستی میں شیرین نے پھرتی کے ساتھ طرارہ بھرا تو سیٹھ جی سے دس قدم کے فاصلے پر ہو رہی۔

سیٹھ۔ کیوں کیوں۔ یہ دفعۃً ذقند بھر کے اتنی دور کیوں چلی گئیں کیا انگریزی ناچ کی یہ بھی کوئی ادا ہے۔

شیرین۔ آج غضب ہو گیا ہمنے اپنے آپ اپنے پاؤں میں کلھاڑی ماری یہ نشے کی حرکتیں ہیں۔ بس ہمارا بڑا نقصان ہو گیا۔ ہم ایک چھتری کے لڑکے سے وعدہ کیا تھا۔

سیٹھ جی نے جو عین سرور و مستی اور ہماچہ کری کے وقت رقیب روسیہ کا نام اپنی معشوقہ مطلوبہ اور محبوبہ ناظورہ سے سنا تو سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔ اگر انکا بس چلتا تو اس چھتری بچے کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتے۔ مگر قہر درویش بر جان درویش۔ رنج اور غصے کو بہت ضبط کر کے انھوں نے کہا سنو میری جانی شیرین اب اسوقت تو ہم تمکو کہیں نہ جانے دینگے مگر تمھاری مرضی کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہمیں منظور نہیں۔ اسکے ہاں نہ جانے میں تمھارا نقصان کیا ہے۔ شیرین کہ انکی بدحواسی

اور غم و غصہ اور رنگ چہرہ کے پرواز پر بغور نظر ڈال رہی تھی ذرا تامل کے بعد بولی۔ اُسنے ہم سے دس ہزار روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا سیٹھ جی نے کہا بس۔ یہ کون بات ہی۔ ہم بیس ہزار دیتے ہین۔ روپیہ تیرے صدقے ہی۔ اُسنے کہا تم بھول جاؤگے۔ کہوگے ہم نشے مین تھے۔ اور ہمارا مفت مین نقصان ہوجائیگا۔ سیٹھ جی نے فورًا گھنٹی بجائی بجاتے ہی خدمتگار حاضر ہوا۔ حکم دیا لالہ ٹھوبل کو بلاؤ۔

اب سُنیئے کہ لالہ ٹھوبل کو اُس خرانٹ یہودی نے پہلے ہی سے گانٹھ لیا تھا۔ اور چہارم کا وعدہ ہوگیا تھا۔ ٹھوبل آئے تو یون سرگوشی ہوئی۔

سیٹھ۔ میری تو اس بچہ جو پر جان جاتی ہی بیس ہزار روپیہ مین اسکو اسوقت دینا چاہتا ہون تمھاری کیا رائے ہی۔

ٹھوبل۔ (باچھین کھل گئین کہ پانچ ہزار تلوہ اُڑائینگے) سرکار بیس ہجار اور پچیس ہجار جو یہ بچی سو تھوڑا ہی۔ جو اُس جوہری بچے کے یہان پہونچین تو پھر پرچھائین بھی دیکھنے کو ترسیے گا۔ اور روپیہ ادھر سے آتا ہی اور اُدھر چلا جاتا ہی۔ ابھی باون ہجار کا مال جہاج مین ڈوب گیا تو کیا بھیا بمبئی والے مکدمے مین رام جی نے پندرہ ہجار سے چوہتر ہجار دلوا دیے ایسا کھرا مال ہجور پھر نہ ملیگا۔ بجے یاد رہے۔

سیٹھ۔ اچھا تو پھر منیب جی کو جگاؤ اور نوٹ لاؤ روپیہ کہان باندھتی پھرینگی

اُسیوقت منیب جی جگائے گئے اور ایک گھنٹے تک انمین اور سیٹھ جی مین گلچپ رہی وہ انکے باپ دادا کے وقت کے نوکر خیرخواہ نمک حلال آدمی بیس ہزار کی رقم کثیر سنکے سمجھے بوجھے کیونکر دیدے مگر سیٹھ جی نے نشے مین گالیان دین اور ٹھوبل نے کہ یہودی سے گٹھ گیا تھا اور بھی دق کرنا شروع کیا کہ دے کیون نہین دیتے تمھاری گرہ سے کیا جاتا ہی بعد خرابی بصرہ بیس ہزار کی رقم کثیر سیٹھ جی نے نشے مین بی شیرین کے

حوالے کر دی یہ رقم پاتے ہی اُسنے ایک دفعہ متحیر ہو کر کہا - یہ لیلی کہان
اپسرا ہو دہی بھی کمرے مین آگیا - کہا لیلی کو نواب صاحب کوٹھی دکھا ہئیے
شیرین نے کہا ہمکو بھی دکھا دو - سیٹھ جی اُس پری پیکر کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر
اُس کمرے سے دوسرے کمرے مین آئے - نواب اور لیلی کو ساتھ لیکر
سب کمرے دکھائے تو ان دونون بہنون نے کوٹھی دیکھتے دیکھتے اشیاے
ذیل پسند کین -

دوشالہ کشمیر پرتن	دوشالہ گلابی	حقہ سیمین مع چلم و منال	عرق گیسر و چنبر	
[illegible]	[illegible]	[illegible]		
زیر انداز دو دستگی	مشکی گھوڑی	چاندی کے پائے	مالاے مروارید	شیشہ آلات
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نواب صاحب سمجھ گئے کہ سیٹھ جی نشے مین ہین مگر کرین کیا اگر منع
کرتے ہین تو اپنی ریاست کے خلاف اور اُن معشوقون کے خلاف ہوا جاتی
اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بیس ہزار کے نوٹ کا گٹھا کا گٹھا بہو دہی کے پاس موجود ہے
لیلی - شام پین تو سیٹھ جی نے اتنی پلائی مگر کھانا ندارد -
سیٹھ - ارے - بالکل بھول ہی گئے تھے - لاحول ولا - نتھو مل عجب واہی آدمی ہو
یار تم - مرد خدا ہمکو اور انکو سب کو بھوکون مار ڈالا -
نتھو مل نے کہا سرکار سب حاجر ہو - کہ اتنے مین توپ چلی - ہنستا
نتھو مل نے کہا بول کالی کلکتا نی کی جے - لیجیے تڑکا ہو گیا - ارے دل کی
دل ہی مین رہی - شیرین سیٹھ جی کو ایک کمرے مین علٰحدہ لیگئی اور ایک
بوسہ لیکر کہا رخصت اگر بلاوگے تو آج ہم پھر آئینگے - سیٹھ جی نشے مین کچھ
کہنے ہی کو تھے کہ وہ کمرے کے باہر پہونچی - وہ ہی تین منٹ مین گاڑی پر
سوار ہو کر یہ جا وہ جا -
گوجر مل مسہری پر لیٹے تو بیہوش - نواب صاحب نے نتھو مل سے کہا

بھئی یہ یہودی انکا بھائی بڑا بدذات آدمی ہی - ملعون سائے کی طرح ساتھ ساتھ رہا - جس کمرے کو دیکھنے جاتا ہون آپ موجود - بڑا عیبی ہی - مگر بابا کی ہمسے تو تین ہزار اینٹھ لیگیئی - مہاجن کے ہان سے منگوا کر دینے پڑے - سیٹھ جی کے بھی کوئی چار پانچ کے پیٹے گئی - نتھولال نے سیٹھ جی کے بیس ہزار کا ذکر نہین کیا - چھمن کو بھی یہ حال نہین معلوم تھا - حقہ پی کر نواب صاحب مع چھمن اپنے گھر تشریف لیگئے نواب نصرت الدولہ انکے ہان تڑکے ہی سے بیٹھے تھے -

نواب - بیلوا ارے یار تم تڑکے تڑکے کہان -

نصرت - کیون صاحب یہ تنہا خوریان -

نواب - تم تو علاقے پر جانے کو تھے - ہمین کیا معلوم تھا کہ حضور ابھی یہان ہی نازل ہین -

نصرت - کہیے شب کا حال کہیے -

نواب صاحب نے کہا بھئی کبھی عمر وہ ہی شب کو سویا ہو - ذرا آنکھ جھپکی تک نہین - بھائی صاحب بڑی دور ہین مگر ایسی لگاوٹ دیکھی نہ سُنی - اور حسن اور نزاکت تو بس کوٹ کوٹ کر رگ رگ مین بھری ہی اور سچ تو یون ہی کہ خدا دے تو جواہرات ہین انکو تولے - تمام شب ساتھ رہا اور صرف ایک بوسہ نصیب ہوا اور وہ بھی جب بڑے دام لگائے - بھائی صاحب تین ہزار روپے دیکر ایک بوسہ ملا لیلی ہمارے ساتھ تھی جب ہمنے بہت اصرار کیا تو کہا کہ ایک بوسے کے لیے کم سے کم تین ہزار روپیہ صرف ہوگا - ہاتھ ہی نہین لگانے دیتی تھی راتون رات منا لال پنا لال کی کوٹھی مین چھمن کو اُسکے بھائی کے ساتھ بھیجا - اُنھون نے رقعہ رکھ لیا اور کہا اسوقت رات کو روپیہ نہین - دینگے کل دس بجے آؤ لے جاؤ اور سیٹھ جی کے بھی کوئی پانچ ہزار پر

پانی پڑا جب جا کے کہین ایک بوسہ ملا۔ نصرت الدولہ جھلا اُٹھے۔ پوچھا آپکے نزدیک پانچ ہزار روپے پر پانی پڑ گیا۔ ارے نادان ایسی صورتین لاکھون روپے خرچ سے بھی نہین نظر آتی ہین۔ کہنے لگے پانی پڑ گیا نصرت الدولہ ان دونون صاحبون سے بھی بڑھ گئے جو آتا ہو اُسکا نمبر بڑھا ہی ہوا ہوتا ہی

نواب صاحب کی آنکھین جھکی پڑتی تھین۔ نصرت الدولہ نے کہا بھی اب تم سو رہو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے۔ اگر نہ گئے تو شام کو ملینگے۔

بارہ بجے کے بعد سیٹھ گوجبرمل صاحب کی آنکھ کھلی تو سر مین درد اعضا شکنی۔ پیٹ مین گڑ بڑ۔ قلب ضعیف۔ اضمحلال طبع بدرجہ غایت سستی کی انتہا نہین۔ اُٹھے اور پھر لیٹ رہے۔ پھر اُٹھے اور گر پڑے۔ لوگون نے کہا نہا ڈالیے۔ نہانے بیٹھے تو بدن سے شعلے نکلتے تھے۔ آٹھ دس گھڑے سے غسل کیا۔ ذرا تسکین ہوئی۔ سوڈا اور ایسڈ پیا۔ کمرے مین جا کے بیٹھے پوچھا وہ سب کے بجے گئی تھین۔ سپاہی نے کہا حضور توپ دغنے کے بعد پوچھا "اور نواب صاحب" کہا۔ اُنکے جانے کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد۔ پوچھا ہم بیہوش تو نہین تھے۔ کہا نہین حضور مگر بہت تیز نشہ تھا۔ یہ سنکر سیٹھ جی کو افسوس ہوا۔ پوچھا ہمنے کوئی بے ضابطگی تو نہین کی تھی۔ اُسنے دبے دانتون کہا جی نہین مگر منیب جی کو گالیان دی تھین۔ اسپر سیٹھ جی کے کان کھڑے ہوے۔ کیا! منیب جی! منیب جی وہان اُسوقت کہان کہا سرکار حضور نے بیس ہزار کے نوٹ منگوائے تھے کہ نہین۔ یہ اور بھی متحیر ہوے۔ بیس ہزار کے نوٹ کیسے۔ یہ کہکر سیٹھ جی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہے مگر چپ نہ رہا گیا۔ نتھومل کو بلوایا۔ پوچھا کل شب کو یہ منیب جی کا جھگڑا سپاہی کیا بکتا ہے۔ نتھومل تو خود بیہودگی سے کٹھے ہوئے تھے یون جواب دیا۔

سرکار کل ہجو کی اور صاحب ٹھار ابجلا کرے نواب صاحب کی کھوب کھوب جوڑ چھپکی - ہجو کے پاس سیرین تھین اور انکے پاس لیلی - انھون نے ایک بوشے کے تین ہزار دیے - ہجو نے ایک بوشے کے بیس ہزار دیے منیب جی نہین دیتے تھے آپ نے انکو کریا یا گلام نے سمجھایا ہجو نے گلام کو تھپڑ مارا - اب تک بے نسان بنا ہی -

سیٹھ جی کو کچھ یاد تھا ہی نہین کہ رات کو کیا ہوا کیا نہین ہوا - انھون نے پہلے تو یہ گپ اڑائی کہ ہجو مین اور نواب صاحب مین کل (کھوب کھوب جوڑ چھپکی) اور پھر اپنی خیر خواہی اور اپنے مظلوم ہونے کا حال جھوٹ موٹ یون بیان کیا کہ (ہجو نے گلام کو تھپڑ مارا) سیٹھ جی چند منٹ تک سکتے کے عالم مین رہے - خدمتگار نے کہا ایک بج گیا - کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہی - اول تو شب بیداری اسپر نشہ بازی - بھوک کہان - کہا کھانے ہم نہ کھائینگے - پالکی گاری نکلواؤ باہر جائینگے - نواب نصرت الدولہ کے ہان آئے -

نواب صاحب سلام -

نصرت - آؤ بھئی استاد مبارک باشد - مگر یہ تنہا خوری اچھی نہین ہی - کیون صاحب یہ الگ ہی الگ معاملے بھگتا نا -

سیٹھ - یار کل تو ہکو نشہ بہت تیز تھا - اور نشے مین ہمنے کوئی پندرہ بیس ہزار روپیہ شیرین کو دے دیا بڑا افسوس ہی -

نصرت - ارے ! رو دے رو دے - بس جاؤ بھی - بنیے ہو نہ آخر - لاکھ ہم لوگون کی صحبت مین بیٹھے مگر بوے ریاست نہین - ارے بیس ہزار کی بھی کوئی اصل و حقیقت ہی بیس ہزار انکی ایک ایک ادا پر نچھاور کر دو سچ - اور یہ بیس ہزار کاہے مین صرف ہوئے جھاڑ کنول حقے کا جوڑ - مشکی گھوڑی اسی مین -

سیٹھ (متحیر ہو کر) جھاڑ کنول کیسے اور یہ مشکی گھوڑی سے کیا مراد ہی

بھئی کسی ملعون ہی کو یاد ہوگا۔ چلو نواب صاحب کے ہان۔

نواب صاحب اور یہ دونون سوار ہوئے۔ وہ اسیوقت کھانا کھا کے بیٹھے تھے۔ نواب نے اپنی سرگذشت بیان کی سیٹھ کو ناچنا سیکھنے تک کا حال یاد تھا وہ بیان کیا باقی جھاڑ کنول وغیرہ کی بخشش کا حال نواب صاحب نے بیان کیا بگھی گھوڑی کے جانے کا حال سنکر انکو رنج ہوا۔ جب نواب نے بیس ہزار روپے کے نوٹون کا ذکر سنا تو افسوس کیا۔ مگر نصرت الدولہ نے ڈانٹ بتائی کہ واہی ہوا ایسے گلبدن معشوقون کو جو چاہیے دے ڈالے۔

سیٹھ۔ خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا مگر موچی کے موچی ہی رہے۔ ؎

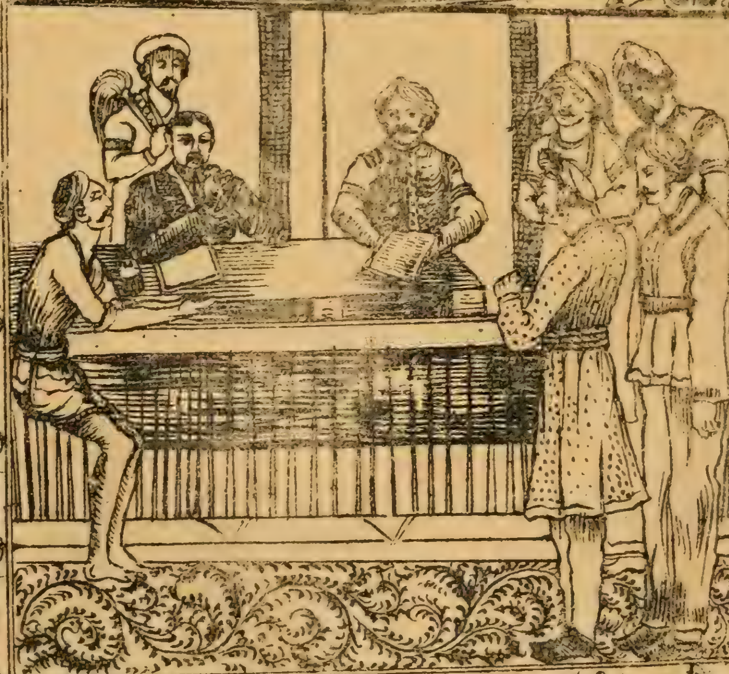
نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہی بہسانے مین

نواب۔ گناہ کا گناہ اور وہ بھی بے لذت اور تین کے بیچے مین جو آ گئے وہ بلیتھن۔ ؎

زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ
گھر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارہ ہوا

دور پانچوان
گھوڑیون کی تیز رفتاری اور میان کھیسٹے کی گرفتاری





کو نواب نامدار کو خوب معلوم تھا کہ وہ عاشق کش معشوقہ طرحدار دودن تک لب بام نظر نہ آئینگی مگر تسلی دل اور تسکین قلب کے لیے فٹن تیار کرائی کہ برج پر ہی منزل ہی کی سیر کر آئین اور شام کے وقت رئیس زادہ گردون بدار مع مصاحبین بدکردار و لایتی بیش بہا فٹن پر سوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے گپین اڑاتے قہقہے لگاتے تھے۔ اور سمند خوشخرام و تیز گام نوخیز معشوقون کے مزاج کی طرح بل کرتے جاتے تھے بجلی بھی انکے مقابل ہن گرد تھی جھپل پل ہین ہرن کی گرمی بازار سرد تھی۔

جھمن نے کہا۔ حضور خدا چشم زخم حوادث سے بچائے اسوقت تو واللہ ریل گاڑی کے بھی انجن ڈھیلے ہو جائین دونون گھوڑیان چوکڑیان بھرتی جاتی تھین او ہو ہو ہو۔ اے صل علی ابھی پرسون ہی کا ذکر ہی بڑے حضور کی خواصی مین بندہ بھی بیٹھا تھا۔ ہلیٹن سے جو جنڈیل ہین کوئی تیس ہزار روپیہ مہینا طلب پاتے ہین بس بس حضور انکی وکٹی جوڑی اور دو نون ویلا۔ کوئی پانچ پانچ ہزار کے گھوڑے سامنے سے جوڑی آئی اور ہماری گاڑی کے آگے نکال لیگیا۔ اے حضور یقین مانیے بس پھر تو گھوڑیان آگ بھبوکا ہو گئین اور دوڑین پھر کر اس طرح جھپٹین کہ بیری ماں ڈیل کرتے ہی دو گولی کے ٹپے پر ہو رہی۔ اور کوچمین کے حواس لا حباز تھے۔ راس کو لاکھ کڑاکتا ہی مگر تو بہ ہی نہ تھلی۔ گر وہوں منتن کیے۔ ایک نہ چلی جنڈیل کی گاڑی تو منزلون دور رہ گئی اور انھون نے جا کے جھنہٹ پر دم لیا۔ سو وہ بھی ہزار خرابی خداوند اسوقت کنوتیان دیکھنے کے قابل تھین واللہ جانتا ہو کمائی کا باپ بھی اسوقت سامنے آتا تو پھاند جاتین اور ہماری کھوپری کے بھی ہاتھے جاتی۔ مگر حضور اسوقت میان گھسیٹے نے بھی وہ کام کیا کہ لاکھ ہعا کے کوچوان سے بھی نہو سکتا اور انیلا تو منہ کے بھل زمین پر آرہتا قسم رب کی کیفیت تھی کہ جیسے ریل کا انجن ڈانوا ڈول ہو جائے۔

رئیس۔ کیون جی گھسیٹے تمنے سنے یہ واردات بیان ہی کی وہ کون فرنگی تھا

گھسیٹے - (کوچمین) حضور کوئی پلٹن کا تھا گل مچھّے رکھائے وہ جو جست لگاتا ہی -

رئیس - پھر تم گاڑی نکال لیگئے تھے -

گھسیٹے - اجی حضور نکال لینا کیسا خدا نے جان بچائی اُسدن یہنین ہم تو اپنے حساب کوچ ہی کر چکے تھے - جون جون روکتا ہون وہ ون وون وہ اور بھی تیزی کرتی ہین - نخاس آباد کی سڑک تک ناکون دم آگیا ایک بڑھیا چلتے چلتے بچی

رفیق - ہان اوہ ایسے تو یہ خدا نے بڑی خیر کی ورنہ بُرے پھنسے تھے -

چھمن - (چھمّا کی) بُرے کیا خاک پھنسے تھے - ہماری سرکار سے صاف بچ گئی ہی تیاک بُڈھا ہوا ہو تو اللہ بڑھیا مر وار کے چار ہی پہیے پر پہیے اُتر جاتے مگر حضور کے نوکرون پر آنچ نہ آنے پاتی -

رفیق - خدا خدا کرو بس کرے - اوہو - اجی تیری قدرت - آپ اور ہمکو سکھائین نہین تو یہ بات کہی کہ بُڈھی عورت بیچاری مفت مین نکل گئی ہوتی -

رئیس زادے نے کوچمین سے کہا کہ میان گھسیٹے جب جانین کہ اُسی دن کی طرح جوڑی کو تیز کرو گھوڑیان ہوا ہو جائین اور باتین کرتے ہان پہنچائین کوچمین نے انعام کی طمع سے جوڑی کو تیز کیا تو ہوا سے باتین کرتی چلین راستے مین جو دیکھتا ہی کہتا ہی بھئی کیا بھونچال ہی - آندھی روگ ہی - جوڑی زورون پر تھی چلتے چلتے موڑ پر ایک کمہار برتنون کی کھانچی لیے ملا تو چھمن نے للکارا اُسائیسون نے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا - ہائیٹ ہائیٹ آئی یو جانے والا موڑ پر سے ہٹ جانا آئی یو کمہار ارے موڑ پر سے ہٹ - کمہار قوت سامعہ سے بے بہرہ اور بارے بوجھ کے پیسا جاتا تھا قدم اُٹھانا دو بھر - اور گھوڑیان بگٹٹ چلی جاتی تھین - موڑ پر پہونچتے ہی کمہار چپیٹ مین آگیا - برتنون کی کھانچی سر سے گری ارارا دھون سب برتن چکنا چور ہو گئے - چو طرفہ تماشائیون کا ہجوم - کسی نے کہا ہاے ہاے کمہار بیچارہ مر گیا - دوسرا بولا ٹانگ پاش پاش ہو گئی تیسرے نے کہا بڈھا تھا پکارتے تو جاتے تھے ہٹا کیون نہین - دو کوس سے تو بگھی کے گھڑگھڑانے کی آواز آتی تھی -

کمہار کا نکھتے کو نکھتے اُٹھا تو ٹانگ مین خفیف سی چوٹ بتائی - اودھر کوچمین نے کمہار کے گرتے ہی راس جو اُٹھائی تو منڈیا مین ہو رہا - رئیس زادہ باوقار اور مصاحبین حماقت شعار پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے ہین کہ کوئی گرفتار کرنے تو نہین آتا رئیس زادے کا چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا - ہاتھ پانون پھولے - یاد بتان طناز بھولے - میان جھمن کانپتے ہین - رفیق کا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے اور کوچمین کی بس یہ کیفیت تھی کہ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

جب منڈیا ون پہونچے تو فٹن کو روک کر کوچمین نے پوچھا حضور کیا حکم ہوتا ہے
رئیس - یہان ہوش کس نا معقول کے ٹھکانے ہین جو تمکو حکم دے - اُون بس اب مارے پڑے - غضب ہی ہو گیا - اُس کمہار کی تو کوئی خبر لاؤ -
جھمن - حضور بھلا اسوقت تازی تازی واردات ہوئی ہے کسکو جان بھاری ہے جو سانپ کے منہ مین انگلی دے -
رفیق - جو جائے وہی عزت گنوائے -
رئیس - گھسیٹے تم جاکے دیکھ آؤ -
گھسیٹے - اور حضور جوڑی کو یہان کون سنبھالیگا اسوقت گھوڑیان بدی پر ہین
رئیس - کھول ڈالو اور جاؤ مگر کتے کی چال جاؤ اور بلی کی چال آؤ -
گھسیٹے - وہ کتے بلی کی تو حضور نے ٹھیک کہی مگر جلتے تو غلام کے جائیگی راس تو میرے ہاتھ مین تھی - مین جاؤن تو اسیدم دھرا جاؤن -
رئیس - اچھا کسی چاکر کو بھیج دو -
ایک چاکر - نا صاحب ہم کا ساڑھے تین روپیہ کی نوکریان بہت مل رہین
دوسرا چاکر - ہان حجور چاکر ہی تو پھانستو ہین -
رئیس - پھر اب ہونا کیا ہے - چودہ چودہ برس کو سب جاینگے ہم تو قانون اون جانتے نہین جھمن نے کہا حضور ایک تدبیر غلام کو سوجھی ہے قربان جاؤن جو کبھی

پیٹ پڑے - پوچھا وہ کیا - کہا حضور تو یہان اسی جگہ بستر جماوین اور غلام تراب علی کو لیکر لپکتا ہوا جاے کسی فرنگی کونسلی کے ہان - اور جو راے وہ دے اُسکے موجب کارروائی ہو - فرمایا واللہ خوب سوجھی - دیکھو ہتنی بات ہوگی اتنی کہینگے - لگی لپٹی سے یہان نفرت ہی - لے بس اب تم جاؤ - تراب علی تم بھی انکے ساتھ جاؤ - تراب علی بولا حضور اسیدم توپ کے مُہرے پر کہیے چلا جاؤن - مین تو نمک پروردہ قدیم ہون - غلام کو عذر کیا - چلو بھئی جھمن -

رئیس زادے نے کہا دیکھو راستے مین کہین لڑ نہ بیٹھنا دونون - کہین باہم گلخپ تکرار جوتی پیزار ہو تو اصل مطلب ہی غت ربود ہوجاے - کہا اے حضور کیا طاقت - اس طرح رہین جیسے شیر و شکر - اسوقت جان نثاری کا موقع ہی یا گلخپ کا - لاحول ولاقوۃ - چاہے جان جاتی رہے مگر معاملہ ٹھیک ٹھاک کیے بغیر ملک الموت کو بھی ٹھینگے بتائینگے -

میان جھمن اور تراب علی پو قدمے چلے تو راستے مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین

جھمن - گھرے ہین استاد گھرے ہین -

تراب علی - اجی ہماری پانچون گھی مین - اور تمھارا سر کڑھائی مین -

جھمن - اب ایک جگہ بیٹھکر معاملے کی باتین تو کرو -

تراب علی - اجی تم تو واہی ہو - کون بڑا لمبا چوڑا معاملہ ہی - چلو چل کے امین آباد والی ساقن کی دکان پر دم لگاؤ پھر ہم سب ٹھیک کر دینگے -

جھمن - واللہ کیا کہی ہی - ارے یار آؤ آج تاڑی پیئین -

تراب علی - بس اسی کو وحشت کہتے ہین - تاڑی واڑی نہین چلو کسی وکیل کے ہان چلین کوئی حقیقت اعلی کا مقدمہ تو ہی نہین لاکھ دو لاکھ کی جایداد کا مقدمہ ہی نہین نہ خون کیا نہ قتل کرکے آئے ہین - ہم تو جانتے ہین کہ دس پانچ روپے جرمانہ ہوجائینگے - تراب علی نے کہا لبراع کیا ملکن (ملکہ) اس سے بھی کم - بہت جرمانہ ہوا آٹھ آنے ایک روپیہ - تدبیر وہ کرو جس سے یار دن سکے

ہاتھ گرمائین اور خوب اارے نیارے ہون۔

تراب علی۔ ہم جا کے اُس کمہار کی تو خبر لائین۔

جھمن۔ خدا کرے ضرب شدید آئی ہو۔

تراب علی۔ ہان مزہ تو جب ہی ہی ورنہ کیا۔ مگر ہم اُسکو خوب بھرے دینگے کہ اب لے کچھ تو لے مرہی موقع ہی۔

جھمن۔ تم الگ بھکاؤ مین الگ پٹی پڑھاؤن۔

تراب علی۔ اجی ہم تو جانتے ہین کہ اگر اس مقدمے مین سال سال بھر کے کھانے کو بھی نہ ملا تو کیا۔

جھمن نے کہا بلے اور پھر ملے اور بیچ کھیت بلے کیونکہ میان کی سٹی پٹی بھولی ہوئی ہی بہت گھبرائے ہین۔

تراب علی اور میان جھمن باتین کرتے آہستہ آہستہ قدم دھرتے امین آباد دن سے داخل ہوے اور سیدھے چلے ساقن کی دکان پر۔

جھمن نے تو بی ساقن رمضان کی خیر اُسنے کہا اب جانتے ہوے ہین سارے بتوسلے۔ اک ذرہ ہی بات نہوسکی نکھٹو۔ جھمن نے کہا اللہ جانتا ہی اگر دینے پر آتا تو یہی دکان کو ٹھی ہو جاتی۔ وہ بولی اونھ اونھ جو میری بکری جی کرجاے تو شیر کو پچھاڑ دے۔ کہا اچھا اب جبدن چھوٹے حضور خوش ہونگے اسا رن ہم شیہ ضرور لڑائینگے۔ اُسنے تنک کر جواب دیا۔ بس چخے دور جب باوا مرینگے تو بیل بٹینگے۔ اسنے کہا لے اب ہم تو لگوا ؤ۔ وہ بولی کوڑی نہ پیسا گنّے والے ہوت۔

تراب علی مسکرائے کوڑی نہ پیسا؟ اور سینے لے بیوی اشرفیان موجود ہین۔ ساقن نے کہا منھ دھو آؤ بابا آج تک کبھی اشرفیان دیکھی تھین آنکھون سے سواے وہی ڈھینگ کے اور کوئی بات نہین۔

الغرض میان جھمن اور تراب علی دونون نے چرس کے دم لگائے وہ دھوان دھار کہ لو آسمان کی خبر لائے کرۂ زمہریر کو کرۂ نار بنائے۔ جب دونون گرمائے

تو دور کی سوجھنے لگی۔

جھمن - کھویا رہے اکیلے گھر کی سیدھیان ہین۔

تراب علی - بس اب رہا ٹے بھر کے کونسلی کے ہان چلتے ہین۔

جھمن - پیدل؟

تراب علی - پیدل نہین تو کیا تمھارے لیے کسی صاحب کے ہان سے گدھا منگوا لون

جھمن - تم بھی وہ باتین کرتے ہو بے تکی کہ گدھون کو بھی ہنسی آئے ارے میان ایسے موقع روز روز تھوڑے ہی ملتے ہین چلو چل کے گھی کرایہ کرین فرسے بیٹھے ہوئے چلین - کہ دنیا بلدی کی غرض سے گھی کر لی تھی - کچھ گرہ سے تھوڑا ہی جائیگا - اور کچھ نہین -

تراب علی - اچھا پھر گھی کرایہ کر لو -

جھمن - وہ کیا اڈگراہی - ارے میان کوئی گھی ہے - کونسلی تک جائینگے -

گاڑی والا - چلیے فل فسٹ کلاس ہے - پہلے گھنٹے کے بارہ آنے پھر چھ آنے گھنٹا

جھمن - جو حساب سے ہوگا دینگے -

تراب علی - جان کیون کھسکی جاتی ہے یہ لو پٹنگی ایک روپیہ لے لو - کھویا یار کھ لو ہان نئے گھن کا ہے - وہ وہ کا دھویا - گاڑی تیار ہوئی اور میان جھمن اور تراب علی کونسلی کے ہان چلے -

تراب علی - اجی گیا کمھار اپنی ایسی تیسی مین چلو کونسلی کے ہان چلین -

جھمن - وہ بھی اپنے دل مین ہنسیگا کہ عجیب قطع کے آدمی ہین - کمھار کا پاؤن ذرا پھسل گیا اور چلے وکیل کے ہان -

تراب علی - اب کونسلی سے آپ تو کچھ کہیے گا نہین مین بھگت لونگا

جھمن - بہتر ہے -

تراب علی - ذرا تم سنتے رہنا کہ کس طرح کیسے گفتگو کرتا ہون - وہ شخص وہ داؤن پیچ یاد ہین کہ یارون چار ہان شاگرد پیٹ تو پڑتا ہی نہین

اجی یہ یارون سے ہتکھنڈے ہین - بائین ہاتھ کے کرتب -

جھمن - فرنگی ہین نہ وہ کونسلی -

تراب علی - اوہ - اصل فرنگی ولایت زا - خاص الخاص لندھن کے -

جھمن - رہتے کہان ہین -

تراب علی - سلیمان باغ کے سامنے - لال جھیل کے پاس کوٹھی ہی -

جھمن - چھوٹے حضور اسوقت بڑے بیاکل ہونگے - نہ ہم ہین نہ تم ہو - نہ مصاحب الدولہ ہین - بالکل سناٹا اور ہو کا عالم - اے بھلا منڈیاؤن کی چھاونی مین اسوقت کون ہوگا - پرندہ تو پر مارتا نہین - اور ہوا اُسن سن چل رہی ہوگی - معاذ اللہ -

تراب علی - واللہ بسم اللہ ہی غلط ہوئی سر منڈاتے اولے پڑے -

جھمن - اب دیکھیے پھر کون ہین آتے ہین یا نہین - ہتّے ہی پر ٹوک دیئے گئے ورنہ پوبارہ تھے -

تراب علی - ابکی یہ ہلہ پار ہو جائے تو سمجھیے کہ بیڑا پار ہو ورنہ وہی ملّا ہین -

جھمن - یار رنگ پھیکا نہ پڑنے پائے ورنہ واللہ پھر کہ استادی مین بٹا لگ جائیگا -

تراب علی - تم چپکے رہو جی ہم سب سمجھ لینگے -

جھمن - ارمیان گاڑی بان - اٹھیے کہ جمین - میان ذرا تیز چلو سویرے ہو گیا -

گاڑی بان - میان ہم تو سوتے نہین ہمارے ٹٹو البتہ سوتے ہین -

جھمن - تو بھیا ذری جگا دو -

گاڑی بان - واہ جگانے کی ایک ہی کہی - گھوڑے بھی گریز ہوئے کہ آدھی راتسے کوکو کا شور مچانا شروع کرے -

جھمن - میان تم بڑے چونچ ہی رہے -

الغرض گاڑی صاحب کی کوٹھی مین داخل ہو گئی - اور تراب علی نے بیرا کو صاحب کو اطلاع ہوئی بلائے گئے سلام کیا اور کہا -

تراب علی - حضور آج فٹن پر ہمارے مالک جا رہے تھے چنانچہ ایک کمہار روپے لینے کے لیے بہانہ کرکے لیٹ رہا - اور غل مچایا کہ کچلا گیا - حضور کچلا نہیں کچھ جھوٹ موٹ غل مچا دیا - گھوڑیاں جو اُسکے غل سے دوڑیں تو ہوا ہو گئیں - بس زمین پر قدم ہی نہیں رکھتی تھیں لاکھوں اکھ سمجھایا غل مچایا الکار ہائیسٹ ہائیسٹ کرتے رہے مگر سنتا کون ہے وہاں - آخر کار گر پڑا -

صاحب - کیا مر گیا ؟

تراب علی - نہیں حضور مگر ادھ مرا ہو گیا -

صاحب - ہاتھ پاؤں کچھ ٹوٹ گیا تھا - کچھ چوٹ آیا ؟

تراب علی - سچ سچ تو یوں ہے کہ ہم لوگ گاڑی تیز بڑھا کر چلدیے تھے خدا جانے اسکی کیا کیفیت ہوئی -

صاحب - وِل تم سب پر سو سو روپٹو جرمانہ -

تراب علی - (مسکرا کر) واہ حضور اچھا فیصلہ کر دیا -

جھمن - (تراب علی کے کان میں) اجی صاحب فقط ہنسی میں کہتے ہیں

تراب علی - ہاں ! واللہ ! اجی نہیں - عجب نامعقول آدمی ہو بھئی یہاں آتے بڑے ہوئے صد ہا مقدمے لڑائے آپ ہم سے شیخت کی لیتے ہیں یہ کونسلی ہیں پیروکار انکو جرمانے اور سزا سے کیا سروکار -

تراب علی - پھر حضور اب کیا رائے ہے -

صاحب - کچھ بات نہیں ہے -

تراب علی - گاڑی کو گھر پہ لیجائیں یا نہیں -

صاحب - برابر لیجاؤ پولیس اگر کو چمین کو پا مگے بھیجدو چالان ہوگا اور روپیا دو روپیا جرمانہ بس -

جھمن اور تراب علی نے زمین دوز ہوکر فراشی سلام کیا اور چلے - تراب علی اور میاں جھمن دونوں ایسے لنگوٹیے یار بنگئے گویا دانت کاٹی روٹی تھی - یہ اُنہر سے

جان نثار کرین۔ وہ انکا دم بھرین مگر دونون گون کے یار دونون ایرے غیرے کے کائیان۔ دنیا بھر کے نیارئیے۔ چکما بازی مین طاق جعلسازی مین شہرۂ آفاق سب گُرون پورے انھین گُرون کے لنڈورے۔ الغرض دونون کونسل سے رخصت ہو کر چلے تو راستے مین کبھی پر یون ہمکلام ہوئے۔

جھمن۔ مانتا ہون استاد تو بھی اپنے فن کا استاد کامل ہو۔

تراب علی۔ میان ابھی دیکھتے تو جاؤ۔ رقم چیز فی ہو۔

جھمن۔ یار چنگ پر تو چڑھ گیا مگر بڑی افتاد پڑی۔

تراب علی۔ بس ہم مین تم مین یہی تو فرق ہو۔ میان سمھنا تو جانتے ہی نہین استاد نے یہ سبق ہی نہین پڑھایا۔ ؎

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

اور آشنا تو کچھہ یار غضب کیا وہ بات ہی کیا ہو جس سے ہم سہم جائین ابھی یہی کہ گاڑی کے پہیئے کے تلے ایک شخص کا پانون آ گیا۔ پھر خوف کا کونسا مقام ہی اگر پانون کچل بھی جاتا تو کون بات تھی۔ دو روپی نہین دس جرمانہ ہو جاتے دس نہین بفرض محال سو جرمانہ ہوتے تو کیا یہ بھی کوئی رقم ہو۔

جھمن۔ ارے یار تیرا بہت بڑا پیٹ ہو۔

تراب علی۔ میان اپنا تو یہ مقولہ ہو کہ ؎

خاک از تودۂ کلان بردار

جب مارے روپی والے کو۔ غریب کے تلے کیا ہو۔ جو دیگا۔ امیر سے البتہ اینٹھنے کا موقع ملتا ہو۔ ہزار دو ہزار کی رقم تک مشت چیرے تو البتہ بات ہی ورنہ سو دو سو روپی کے لیے جعلسازی کرنا اپنے مذہب کے تو خلاف ہو درخت کا ایک پھل رکھوالے کی چوری سے کھایا تو کیا ہان جڑ سے پھننگی تک چٹ کر جاے اور ڈکار تک نہ لے تب تو آدمی ورنہ جانور۔

جھمن۔ شاباش ؎

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

تراب علی - دیکھیے تو حضرت سے کیا کیا جلے کٹتا ہون واللہ سبز باغ دکھاؤن کہ میان کی آنکھین کھل جائین اور اُن لونڈون کو اُلّو بنانا تو بائین ہاتھ کا کرتب ہی آپ جیسے خرّانٹ رئیس کو اگر چٹکیون پر نہ اڑایا تو نام نہین -

چھمن - ای سبحان اللہ بھئی - ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے -

تراب علی - مرشد! شان خدا اجی تمھارے ایسے لونڈے میری جیب مین پڑے ہین - اب ایک بات کا خیال ضرور ہی تھا - کہ چھوٹے حضور کو جب بنیا ڈرایا جائے اتنا ڈرانا مگر آن بان کے ساتھ یہ نہین کہ باتون ہی سے وہ بھڑک جائین

چھمن - دیکھین اب یارون کو اس معاملے مین کیا دلواتے ہو -

تراب علی - اجی وہ دلوائین کہ پھڑک جاؤ -

چھمن - ہان پھر اس فن کے تم بھی بوعلی سینا ہو -

تراب علی - مگر خدا و خدا کا رسول آگاہ ہی کہ میان کے بھی ہوش و حواس غائب ہو گئے کہ یا الٰہی اب کیا ہو گا -

چھمن - وہ تو اپنے نزدیک پھانسی پر چڑھ چکے اب ذرا بھی کسر نہین ہو گھر مین جاتے ہی وہ بھرے دونگا کہ چیدار رشتہ خلطی ہو جائین - یہ بھی اتنا صاف صاف جتا دو کہ ہمارے ہتے کیا چڑھیگا - یہان تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہی - مرد چاہے دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین - ڈیڑھ یار ایک مکان گروی رکھ دیا ہی کچھ ایسا کرو کہ اسکو چھوڑا سکون -

تراب علی - ارے مکان کا مکان چھوڑوا لے اور کچھ روپیہ رکھ چھوڑنا غلہ خرید لے برسات بھر کا - خوب خربوزے اور آم پر چھری تیز کرنا مگر لازم تھا کہ اس کمبخت کمہار کو دیکھ لیتے اور موقع ہوتا تو پٹی بھی پڑھاتے آتے کہ بڑے نواب صاحب کے پاس جا کر خوب دُہائی دے اور دھمکائے کہ ہین جب بکے

پاس چلا جاؤنگا کچھ لے مرا وہ بھی او ہماری تو بقول شخصے ہنڈیا ہی چڑھ جاتی -
کسی غریب آدمی کا بھی ہمارے طفیل مین بھلا ہوتا تو کیا حرج تھا -
جھمن نے کہا - اجی حضرت زمانے بھر کے فائدے کا ٹھیکا تو اللہ میان کے
ہان سے آپ لائے ہونگے یہان تو اپنا فائدہ مقدم سمجھتے ہین -
القصہ میان جھمن اور تراب علی اپنے اپنے اُودھانی چاول پکاتے باتین
بناتے منڈھاون پہونچے -
جھمن - (کھنکار کر) آن پہونچے -
تراب علی - (للکار کر) کو حمین - !
رئیس زادہ - کون ہی -
چاکر - کوئی نہین حضور -
رئیس زادہ - (جھلا کر) نہین کسی کی آواز تو آئی -
کوحمین - کوئی راہ گیر ہونگے حضور -
رئیس زادہ - (بے صبر ہو کر) دیکھو تو -
کوحمین - چاپ تو معلوم ہوتی ہی مگر دور کی سی آواز ہی -
اتنے مین تراب علی نے پکارا ارما گھسیٹے ! - رئیس نے (خوش ہو کر) کہا وہ
آگئے آؤ آؤ - گھسیٹے بولا لبیک آئیے - تراب علی اور جھمن جا پہونچے - تراب علی
نے کہا حضور فتح ہی - جھمن بولا خداوند مبارک ہو - رئیس نے پوچھا خوف تو
نہین ہی یہ بتاؤ مختصر طور پر کہا ایک کونسلی کو کر دیا ہی - حضور خاطر جمع رکھین
خداوند چلتے چلتے گا مچیان درد کرنے لگین - جھمن نے کہا کیا خوب اب کہین
برسانی ہو جاے رئیس زادے نے کہا کیا پیدل گئے تھے - کہا حضور گئے پیدل
آئے بھی ہی - پوچھا بھلا اُس کمہار کا کیا حال ہی - کہا پتلا - ہڈی مین چوٹ
آگئی پڑا اسسکتا ہی - پوچھا جان کے لالے تو نہین ہین - کہا امی خداوند
چو وہ روپئے پیر بخش نیچے والے سے قرض لیکر جراح کو دے آیا ہون اُسکے پلے کیا ہی

دو جوتیاں اور وہ تو چاہتا ہی ہو کہ ٹانگ زخمی رہے حسین سرکار سے آپ نام ڈگری ہو جائے کہ عمر بھر اُسکو روٹیاں دیے جاؤ۔ ہم کونسلی کے ہاں گئے حضور اللہ رے دماغ خدا جانے فغفور چین اپنے کو سمجھتے ہیں یا شہنشاہ روس کا چچا سمجھتے ہیں اُف رے تیرے دماغ سیدھی بات ہی نہیں کرتے۔ تب تو میں جھلا کر چلا گیا لالہ ہیرا لال اور گھنٹی مل کی کوٹھی۔ اُنکے منیب جی ایک ہی جھبا لیے پہلے تو کہا کہ نواب صاحب یا چھوٹے حضور کے نام سے روپیہ قرض لو تو دیں پھر جب میں نے ڈانٹ بتائی تو دو سو روپیہ دیے دیا ایک سو پچاس کے دو نوٹ اور پچاس نقد۔ جھمن کو کونسلی کے پاس بٹھا آیا تھا۔ جاتے ہی روپیہ میز پر ڈال دیا اور نوٹ ہاتھ میں دیے۔ بس پھر کیا تھا۔ روپیہ کی بھی کیا بُری چوٹ ہو حضور کل باتیں سُنیں پہلے تو کہا کہ مقدمہ ذرا پیچیدہ ہو شاید کوئی گرہ سے کہ اس نواب صاحب ہی کے ہاتھ میں تھی مگر سوچ ساچ کر بولے کہ اچھا ہم سمجھ لینگے جاندار تو ہو مقدمہ۔ اور جو ہار گئے تو اپیل میں دیکھ لینگے حضور کو سلام کہلا بھیجا ہو اور کہا ہو تشفی کر دینا کہ آمین کچھ ہونا نہیں ہو خفیف مقدمہ ہو۔ ہزار دو ہزار روپیہ تو البتہ پانی پھر جائیگا۔

رنگین ادا۔ واہ جی۔ عزت بچی یہی غنیمت ہو ہزار دو ہزار روپیہ گیا چولھے کی خبر میں اب تو آبرو پر بن آئی ہو۔

جھمن۔ خدا محفوظ رکھے۔ پیر پیغمبر کا سایہ رہے۔

گھسیٹے۔ (کہ جیسے) بھلا میاں تراب علی ہمپر تو آنچ نہ آئیگی۔

تراب علی۔ تم کیوں گھبرائے جاتے ہو خواہ مخواہ کے لیے۔

گھسیٹے۔ ارے صاحب ہم غریب آدمی پانچ چھ روپے کی اوقات کہیں گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پس نجائیں۔

تراب علی۔ اور آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں۔

رنگین ادا۔ واہ۔ آج تم بڑے کام آئے۔

تراب علی - قربان جاؤن پیر و مرشد - جہان حضور کا پسینا گرے وہان غلام کا خون گرے - اور کیا -

جھمن - حضور کونسلی سے انھون نے وہ تقریر کی ہی کہ ہوش اڑا دیے - جو خداوند وہان ہوتے تو انعام ضرور دیتے -

رئیس اوہ - اوہ انعام کی کون بات ہی - اور اب کیا انعام نہ ملیگا - جس دن میان تراب علی کچہری سے آئے اور دروازے ہی پر سے غل مچایا کہ مقدمہ جیت گئے - بس اُسی دن سمجھو کہ اسکا ستارہ چمک گیا -

تراب علی نے کہا ایک انعام کی کیا بات ہی خداوند حضور کی بدولت بہت کچھ پیدا کیا برسون سے نمک کھا رہے ہین - اسی سرکار کے ساختہ و پرداختہ ہین خانہ ناد - رگ و ریشہ مین اس سرکار کا نمک پیوست ہی - خدا کرے جاہ و حشم روز بہ ترقی پائے - ہر صبح کو دولت آستان بوسی کو آئے اقبال قدم قدم پر ساتھ ہو - رحمت خدا کے ہاتھ مین ہاتھ ہو - عزت بڑھے رتبہ بڑھے اور اسی سرکار کی بدولت تراب علی فیل نشین ہو ہاتھی پر چڑھے -

رئیس اوہ نے کہا کیا خوب دعا مین بھی مطلب نہین چھوڑتے - جھمن بولا واللہ اسوقت تو وہ بات کہی کہ اللہ میان بھی ہنس پڑے ہونگے - اسوقت فرط طرب سے سینہ باغ باغ ہو - اور عرش برین پر دماغ ہی تو کاہے سے - گئے تو تھے پژمردہ و افسردہ - آئے شادان و فرحان - جاتے وقت قدم اُٹھانا دوبھر تھا - آتے وقت ہوا کھاتے کہین اُڑاتے فرّے سے آئے -

جھمن - اب چلیے حضور -

رئیس اوہ - اسی فٹن پر -

تراب علی - ہان ہان حضور اسی فٹن پر -

رئیس اوہ - اب تو اس فٹن پر بندہ نہ سوار ہونے کا -

تراب علی - فٹن سڑک پر لاؤ میان گھسیٹے - حضور سوار ہون غلام کا ذمہ ہی

ایسی بات ہو کبھلا -

الغرض بعد خرابی بصرہ فٹن پر سوار ہو کر چلے مگر ے

آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جان است

رئیس زادہ (مسکرا کر) اب تو میان گھسیٹے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہین -

تراب علی - حضور سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہی -

چھمن - اور کیا دودھ کا جلا پانی پھونک پھونک کر پیتا ہی -

گھسیٹے - حضور کلیجہ دھڑدھڑ کر رہا ہی -

تراب علی - اور کیون جی اگر وہ مرجاتا تو کیسی ٹھہرتی -

گھسیٹے - واہ چھوڑ چھاڑ کر فٹن گنگا پار ہو رہتا -

تراب علی - کیا خوب انکو ابھی شاہی ہی کی باتین یاد ہین نادان ہو کون ع
ارے گنگا پار گیا ہی پاگل - وہان بھی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری ہی -

راوی - مورخ ہم بے بدل ہستند -

فٹن ذرا تیز چلی اور رئیس زادے نے غل مچایا - آہستہ آہستہ آہستہ آہستہ تیز تیز نہ چلو - گھوڑیون نے ذرا کنوتی بدلی اور اگلے ہاتھ پانون کھول گیے اب چابکسوار کو للکار رہے ہین کہ اتر پڑو اتر پڑو ساتھ ساتھ چلو - کئی مقام پر خود اتر پڑے - لوگون کی ناک مین دم - تراب علی نے لاکھ سمجھایا - میان چھمن نے دلاسا دیا مگر بے سود - بہزار خرابی کہین فٹن در دولت پر پہنچی اور دروازے پر ایک دفعہ ہی غل مچا کہ آگئے آگئے - اجی دوا جی بڑے حضور کو اندر اطلاع کر دیجیے کہ سرکار آگئے -

فورا دربان نے کہا یہان کنوون مین بانس پڑ گیے - بڑے حضور گھبرا اٹھے تھے کہ آج خلاف معمول اتنی دیر کہان ہوئی چہار طرف آدمی دوڑے محل بھر مین کہرام مچ گیا بارے شکر ہی کہ حضور آگئے بسم اللہ - رئیس زادہ اترا - دوا فرخندہ اندر سے دوڑی آئین چٹ چٹ بلائین لیکر کہا

که حضور بس جلدی اندر چلیے - بیگم صاحب کی آنکھین روتے روتے لال
بیر بہوٹی ہو گئی ہین - اور بڑے حضور بھی بیدم ہین لغضب! خدا - یہ اتنی دیر
آپ رہے کہان میان - گھر بھر مین دشمنون کے کان بہرے کہرام سا مچ گیا -
ہوش اُڑے ہوے تھے سب کے - رئیس زادے نے جیسے ہی ڈیوڑھی پر
قدم رکھا گھر بھر کی ماما اصیلین مغلانیان خوش خوش ہشاش بشاش لپکین که
چھوٹے حضور آئے چھوٹے حضور آئے مبارک سلامت کی صدا حرم خاص تک
پہونچی - بڑی بیگم رئیس زادے کی مادر مہربان کی جان مین جان آئی اور
فرط محبت سے لڑکے پر خفا ہوئین -

بڑی بیگم - اے غضب خدا - اتنا بھی خیال نہ رہا کہ بڑھیا کڑھ کڑھ کے
اتنی دیر مین مر تو نہ جائیگی - بوڑھے باپ کی خدانا کردہ جان پر تو بن آئیگی
آخرش یہ اتنی دیر جو غائب غلّہ رہے تو دل مین سمجھے کیا تھے ایک آدمی کی
لاش گھر سے نکلوانے کا قصد تھا شاید چلو اوپر باپ کے پاس -

بڑے نواب - بیٹا تم اب تک کہان تھے -

رئیس زادہ - قبلہ کہین نہین - ہوا کھانے گیا تھا -

بڑے نواب - اجی تو اتنی دیر - اتنی دیر مین تو آدمی جھپٹ کے
تین چار پھیرے کر آئے -

رئیس زادہ - گرمی کے سبب سے منڈہا یون نکل گیا تھا -

بڑے نواب - معقول! - یہ انگریزی پڑھے ہی وحشت کی لینے لگے
تو ہماری تشفی کے لیے ایک آدمی یہان دوڑا دیا ہوتا - بس پھر جاے ہے آدھی
رات تک نہ آتے - ہمارے قلب کی اسوقت عجیب کیفیت تھی -

دوا فرخندہ - ابھی کئی آدمی حضور کو ڈھونڈھنے ادھر اُدھر گئے ہین -

رئیس زادہ - توبہ ایسا بھی کیا خوف تھا -

بڑی بیگم - لڑکے جب سر ہلنے لگیگا تب بال بچون کی قدر معلوم ہوگی -

بڑے نواب ۔ جاؤ اب کھانا وانا کھاؤ۔

رئیس زادہ۔ بہت خوب۔ مگر قبلہ و کعبہ یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ جہان کسی دن ذرا دیر ہوگئی اور گھر بھر مین کہرام مچ گیا۔ کنوون مین بانس پڑنے لگے۔ اصیلین مغلانیان گھر مین نوکر چاکر مصاحب باہر غل مچانے لگے۔ اتفاق ہے کسی روز نہ ہو کھانے صدر نکل گئے کسی روز منڈیاؤن کی طرف گئے۔ ذرا دیر ہوئی اور یہان قیامت کا سامنا۔

بڑے نواب ۔ صاحبزادے تم خوب ہوا کھاؤ۔ منع کون کرتا ہے تمھین فٹن پر جاؤ۔ ہاتھے پر جاؤ۔ جیسا جا ہے آؤ۔ مگر دو چار آدمیون کو ساتھ لیجاؤ اور اگر دور جانے کا قصد ہو تو ہمسے کہہ جاؤ۔ بس۔

رئیس زادہ۔ بہت خوب آیندہ ایسا ہی ہو گا۔

بڑی بیگم۔ بیٹا تم ابھی اولاد کی مامتا کا حال کیا جانو کہ کن کن نذرون نیازون سے پالا ہے۔

رئیس زادہ باہر آیا۔ آتے آتے گھر مین مغلانی کی ایک نوجوان خوبرو اور ستم ظریف لڑکی نے جو ذرا بن ٹھن کے رہا کرتی تھی چپکے سے کہا کہ ہوا کھانا حضور کو مبارک ہو۔ رئیس زادہ مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ مصاحبین اور حوالی موالی سب نے سرو قد تعظیم کی ایک صاحب بولے حضور اسوقت بڑی تشویش تھی۔ دوسرے نے کہا اندر سے باہر تک کھانا پینا حرام ہو گیا تھا تیسرے صاحب نے فرمایا قربان جاؤن طرح طرح کے خیال دل مین آتے تھے مگر بخیر گذشت۔

اتنے مین ایک اور مصاحب آئے روشن علی۔

روشن علی۔ آداب بجا لاتا ہون پیر و مرشد۔

رئیس زادہ۔ کہان سے آتے ہو۔

روشن علی۔ حضور ذرا پیرنے گیا تھا۔

رئیس زادہ۔ کوئی تازہ خبر۔

روشن علی - سب بدستور حضور - سُنا کہ آج گاڑی سے ایک آدمی کچل گیا چھاونی کی گاڑی تھی کرایہ کی - گھوڑے تیز جاتے تھے - موڑ پر شاید گولہ گنج کی چڑھائی کے وہان پر کوئی مزدور جھپیٹ مین اگیا مگر بچ گیا -

تراب علی - چوٹ تو نہین آئی -

روشن علی - سنا ہڈی مین کچھ یون ہی سی چوٹ آئی اچھا ہو جائیگا -

جھمن - اجی ڈاکٹر چٹکی بجاتے ہڈی بٹھاتا ہے -

ادھر جھمن اور امام الدین خان مصاحبون مین یون چپکے چپکے گفتگو ہونے لگی امام الدین خان نے پوچھا یار حال تو بتاؤ یہ ہوا کیا - جھمن آہ سرد بھرنے لگا - کہا یار یہ دونون نے مار ڈالا ہائے مار ڈالا - اسکے بعد کمھار کا حال بیان کیا اور پھر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے -

امام - ائین! مین دیکھتا ہون کہ تم خود دیوانے ہو رہے ہو واہ میان - اب رنگ لائی گُلاہری - عقل کے ناخن لو ہوش کی دوا کرو - وہ ہی ہر کون ہا وا اپنے رہے

جھمن - ع

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان		ما نمی خواہیم ننگ و نام را

یہان ننگ و نام اور ناموس اور عقل سب کو دور سے سلام ہے ہم تو سمجھتا روز انکی صحبت گرمائینگے - مگر ادیکھتی ہی مجنون و مفتون ہو گئے اور جھمن نے حضور نوجوان و نوخیز تو ہین ہی اور دہ کافر بھی پندرہ پندرہ برس کی ہین دیکھیے طرفین سے کیسی گرمجوشی ہٹتی ہے . اب یارون کے ہاتھ کیسے گرمانے ہین -

امام الدین - دونون ہاتھون سے لوٹو - مگر ہماری بھی فکر رکھنا -

جھمن - تم تو شریک حال ہوے پہلے تم پھر اور کوئی -

امام الدین - ہان صاحب تو منڈیاون مین ٹھہرے پھر سیدھے گھر چلے آئے یا کہین اور گئے تھے -

جھمن - وہان نواب کو چھوڑا فٹن پر ہم اور تراب علی چلے کونسلی کے ہان

امام الدین - (چٹکی لیکر) ارے ستم! تو یہ کہیے بالکل اُلّو کی دُم فاختہ ہی ہین بھلا ہمکو کونسلی کا کون کام تھا - اچھے رہے - کونسلی کے ہان گئے بھی تھے یا یونہین فقرہ چیت کر دیا - ساقن کے ہان دم لگایا ہوگا - اور جھوٹے حضور سے آکے کہدیا ہوگا کہ ہو آئے - یہ کہا اور وہ کہا خوب سبز باغ دکھایا ہوگا

کہا - تیرے سر کی قسم ساقن کے وہان بھی گئے تھے - مگر وہان سے پلٹ کر پہونچے کونسلی کے ہان اُس سے تراب علی سے بات چیت ہوئی اُسنے کہا ہم ایسے چھوٹے مقدمے مین وکالت نہین کرنا چاہتے - مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ تمکو جب کوئی تلنگا یا برق انداز بلانے آئے تو بھیج دینا دو ایک روپے جرمانہ کی سزا ہو جائیگی - بس یہان آن کر تراب علی نے وہ اُڑان گھائیان بتائین کہ کچھ نہ پوچھیے - کہا کہ پیر و مرشد تمھارا کا حال دیکھا تو ٹانگ مین اتنا کا ڈر دیا اُسنے تو آسمان سر پر اٹھایا کہ مین نالش کرونگا اور لندھن تلک لڑونگا اور بڑے صاحب کے ہان عرضی دونگا - آخر کار مین نے ایک کاندار سے چودہ روپے قرض لیکر اُسکے حوالے کر دیے سا اچھا چونگا کیا نا - ابھی سنتے تو جلیے - کہنے لگے کہ پھر مین کونسلی کے پاس گیا وہ اچھی طرح مخاطب نہوا - مگر ایک مہاجن کی کوٹھی سے دو سو روپے قرض لیے تب جا کے کونسلی کو دیے اور اُسکی رائے لی اور خدا جانے کیا کیا جھوٹ بولے - بس یہ سمجھیے کہ جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے - اُن کچھ ٹھکانا ہی -

امام الدین نے کہا چلو مین لکھتا ہو - ایک تو یہ سیودن والا قصہ تھا ہی دوسرا اسطرح ہوا - اسمین بھی کچھ نہ کچھ لے ہی مرینگے -

جھمن - دو سو چودہ تو دودھ پی رہے ہین -

اب رات بھیگی تو چھنٹ چھنٹ کے تراب علی اور میان جھمن اور امام الدین خان اور نواب صاحب اور ایک افیمی مصاحب الدولہ بہادر رہگئے -

تراب علی - حضور امام الدین حاضر ہین -

رئیس زادے نے کہا میان خان صاحب ہم تو بڑی مصیبت مین پڑ گئے
ایک آدمی دب کے مر گیا۔ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی۔ خان صاحب نے
تشفی دی یہ پیر و مرشد کچھ نہوگا۔ کہا نہین خان صاحب بڑی بلا سے
مقابلہ کرنا ہی۔

تراب علی۔ لاحول ولاقوۃ۔ بلا سے حضور کے دشمنون کا مقابلہ ہی
حضور سے اس مقدمے سے کیا واسطہ غلام تو اپنا اور گھسیٹے کا نام لکھوا آیا

رئیس زادہ۔ واللہ۔

تراب علی۔ حضور کے قدمون کی قسم۔

امام الدین۔ ارے وہ بات ہی کیا ہی۔ چار پانچ سو روپے کا تو خرچ ہی۔

رئیس زادہ۔ اجی خرچ ہونے کو چاہے ہزار بارہ سو خرچ ہو جائے مگر عزت پر حرف نہ آئے

امام الدین نے کہا کیا مجال جھمن بولا کیا حقیقت ہی کسی کی الّن زادے نے
کہا ابھی دیکھو تو اونٹ کس پہلو بیٹھتا ہی ابھی تو مقدمہ ہی درپیش ہی پھر سمجھا جائیگا
ابھی ہم نہ جانے سکے جھمن بولا خداوند رئیس لوگ عالی ہمت ہوا کرتے ہین
اور حضور تو پوتڑون کے رئیس ہین سارے شہر مین ڈگی پھر جائیگی کہ قصد
کرکے پھر تشریف نہ لیگئے نہ چلیے اور ضرور چلیے ایسے ایسے خفیف معاملون سے
تو آپ کو واسطہ ہی نہ رکھنا چاہیے۔

چھوٹے نواب پر نئی نئی مصیبت پڑی تھی۔ ایسی افتاد کبھی کاہے کو
پڑی تھی مگر مصاحبون نے بھرک ٹمانا شروع کیا۔ ایک نے کہا حضور اب تو
مقدمہ گھسیٹے اور تراب علی کے سر پڑا۔ حضور تو بلو بچ گئے اب حضور سے
واسطہ ہی کیا رہا۔ وہ اپنے سمجھ لینگے۔ حضور پر ذرا آنچ نہ آنے پائیگی۔ بلا کو
تو ہم لوگون نے اپنے سر لے لیا۔

تراب علی۔ ہان روپے کی فکر البتہ کرنی چاہیے میرے پلے کفن کو
کوڑی بھی نہین ہی اور بے زر کارروائی معلوم۔

نواب - اوہ جی وہ رقم ہی کون لمبی چوڑی ہی کسقدر روپیہ چاہیے -
تراب علی - اے حضور کوئی بیس بائیس سو کیون جی جھمن -
جھمن - سب ملاکر تین ہزار رکھ لو -
نواب - جھمن سے تین ہزار روپیہ لالہ سے لیکر الگ رکھو اور جب جب
تراب علی مانگین بے دریغ دو - اب رات بھی زیادہ آئی ہی اور ہم
لوگون کو تکان بھی بہت ہوا ہی ابہ برخاست - کل ملاقات ہوگی نیت شب بخیر
صبح کو دربان نے آکر دست بستہ ایک وحشت ناک خبر سنائی گویا شامت
کی صورت مجسم سامنے نظر آئی - یعنی ایک برق انداز جوان طنّازہ خاکی گھٹنا
کالی وردی ڈانٹے سرخ سرخ پگڑی باندھے ایک رول ہاتھ مین لیے ہوئے
آن کھڑا ہوا - اور نواب نامدار کو جھک کر سلام کیا - نواب صاحب کے حواس
غائب ہوش پران مصاحب فرحان و خندان - کوئی وظیفہ خوان ہوا کسیکو
نادعلی یا سورۂ جن وردِ زبان ہوا -
نواب - اللّٰہم احفظنا من کل البلیات -
تراب علی - کہان سے آنا ہوا بھئی جوان -
برق انداز - چوکی پر سے آیا ہون -
تراب علی - کیون ؟
برق انداز - وہی وہ جو گاڑی سے کمھار کچل گیا تھا نہ - اُسی لیے -
نواب - الٰہی خیر کیجیو - خداوندا بچائیو -
جھمن - اچھا کہو کیا کہتے ہو -
برق انداز - حضور وہ کوچوان کا چالان ہوگا - اُسکے تئین ساتھ کر دین -
جھمن - خواہ مخواہ ساتھ کر دین - ساتھ کر دینے کی وجہ ؟
برق انداز - آدمی کچل گیا ہی کہ نہین -
جھمن - کسنے کچلا -

برق انداز- جو کوئی وہ گاڑی ہانکتا تھا اور کتنے کچلا-

تراب علی- ارے میان کوئی گھسیٹے کو تو بلا لاؤ ذرا-

میان گھسیٹے سے جو چوبدار نے جا کر کہا کہ چلیے سپاہی آیا ہی اور آپکے چالان کا پیغام لایا ہی تو ہوش فقرہ ہو گئے- چہرے پر مردنی چھائی سمجھے ہم کہ بس قیامت ہی آ ئی- چوبدار کے ہاتھ جوڑے کہ بھائی للہ سپاہی سے اتنا کہدے کہ گھسیٹے یہان نہین ہی- مین اسیوقت کی ریل پر سوار ہو کر کانپور چل دونگا اوس پار- چوبدار نے سمجھایا کہ کیسے نادان ہو بھلا بھاگ کے جاؤ گے کہان اور کیا کہین توپ لگی ہی- گولہ چلتا ہی مورچے پر کوئی بھیجتا ہی- قضا کے منھ مین جاتے ہو- آخر ماجرا کیا ہی یہ تو بتاؤ یہی نہ کہ کچھ جرمانہ ہوگا- پھر حضور دے دینگے- تمکو کیا فکر ہی-

گھسیٹے- بھائی برا سامنا ہی آج-

چوبدار- اجی بس جاتے ہی پھانسی کا حکم سنایا جائیگا-

گھسیٹے- اُف بری ہوگی-

چوبدار- کیا گلا گھونٹ کے کوئی مار ڈالیگا-

گھسیٹے- وہی تجھے کیسی گذرتی ہی-

چوبدار- خدا ہی مالک ہی- کام تو پھانسی ہی کا کیا ہی- چور بے ایمان-

گھسیٹے- ذرا سا ٹھنڈا پانی پلواؤ-

چوبدار- (خدمتگار سے برف کا پانی منگوا کر) لو پیو-

گھسیٹے- خدا سلامت رکھے- اُف-

چوبدار- یار کہنا مانو- اٹھو- خدا گواہ ہی جو کچھ بھی ہو-

گھسیٹے- ہاے اٹھا ہی تو نہین جاتا-

چوبدار- خدا سمجھے-

گھسیٹے- یہ سب للہ میان ہی کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہین- اب بھی سمجھنا باقی ہی

چوبدار - او شمر - او کافر - چونچ سنبھال - اور سنو -
گھسیٹے - اُف کیا جانے کیا فال ہوگا -
چوبدار - اُلٹے ٹانگے جاؤگے عدالت کے دروازے پر - گو کھا کہین کا -
گھسیٹے - ہان بھائی بگڑے کا کوئی دوست نہین -
چوبدار - ایسی مصیبت کون تمپر نازل ہوئی کہ بس ابھی سے ہی جاتے ہو -
گھسیٹے - جسکے منھوئی بوائی - وہ کیا جانے پیر پرائی -
چوبدار (ہنسکر) اُف اوہ مار ڈالا -
گھسیٹے - میان ہم آپ ادھ مرے ہین - کسیکو مار ینگے کیا -
چوبدار - اب چلتے ہو یا مچلتے ہو -
گھسیٹے - ہم تو نہ جائینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے -
چوبدار - تو پھر اب زبردستی لے چلینگے - اور نہین تو کیا -
گھسیٹے - یا اللہ کس مصیبت مین جان ہے -
چوبدار - مصیبت کیا آج حلال ہوئے بس -
گھسیٹے - جو اللہ کی مرضی ہو بھائی -
چوبدار - اسکی مرضی کا حال تو وہی جانے مگر ہماری مرضی تو یہی ہے کہ تمھارا گلا چلکے رہتین - واہی کہین کا -

ادھر نواب صاحب نے تراب علی کو حکم دیا کہ بھئی دیکھو سپاہی کھڑا ہے کو ہمین کو بلادو - چوبدار بھی مرگیا جا کے - تراب علی لپکے ہوئے میان گھسیٹے کے پاس گئے - ارے میان گھسیٹے ہوت - چلو سپاہی آیا ہے بیٹھے کیا کرتے ہو - چوبدار نے کہا اجی یہ تو راگ لائے ہین اسوقت جانے کیا واہی تباہی بک رہے ہین کہتے ہین کہ اب بس پھانسی ہی ہوئی بچون کی طرح مچل رہے ہین یہ انکی تو کچھ عجیب باتین ہین - تراب علی نے کہا اپنی اپاگل ہو کون چلو جھٹ پٹ اُٹھو - گھسیٹے بولا غریب کی جورو سب کی بھابی یہ تو وہی مثل ہوئی

پوچھا آخر کیا پٹنے سے بچ جاؤ گے-

میان گھسیٹے اتمان و خیراتن چوبدار اور تراب علی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے بہزار خرابی چلے- جب نواب زادہ نامدار کے حضور مین پیش کیے گئے تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے-

نواب- تم بالکل نادان ہو-

گھسیٹے- آپ کے دربار مین جو دانا ہو اسی کو حضور میری عوض بھیج دین

نواب- واہ بڑے بزدل ہو-

گھسیٹے- حضور یہ چھمن تو ڈنڈپیل ہین انھین کو بھیج دیجیے-

چھمن- مین کہونگا کہ مجھے تو کبھی ہی نہین ہانکنا آتی-

گھسیٹے- اور مین کہونگا کہ اسی سے تو آدمی کھیل گیا-

چھمن- گنوار ین کی نہ لو اب چلے جاؤ-

گھسیٹے- آپ تو شہر کے ہین- پھر آپ ہی میری جگہ پر تشریف لیجائین-

نواب- ہم برق انداز سے کہدینگے وہ اک دو رول جما کر کشان کشان لیجائیگا

گھسیٹے نے کہا حضور میرا استیفا (استعفا) تراب علی بولا پھر اس سے کیا بچ جاؤ گے- برق انداز نے قہقہہ لگایا جانو توپ لگی ہے- گھسیٹے بولا ہان بھائی ہنسو ہنسو تم- وقت ہی ہمپر ایسا آن پڑا ہے- اس فقرے کو گھسیٹے نے ایسی بیکسی سے کہا کہ حاضرین و مصاحبین سب نے زور سے قہقہہ لگایا اور گھسیٹے کو خوب ہی بنایا-

برق انداز نے دق ہو کر پوچھا اب چلو گے یا مین چوکی پر رپٹ بولون تھوڑی دیر مین صاحب اجلاس پر آجائینگے ہمپر خفگی ہو گی- نو بج گئے ہین- گھسیٹے نے پوچھا بھلا نہ چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہے-

برق انداز نے کہا تدبیر و دبیر بس یہی ہے کہ تمکو گھسیٹتا لے چلے (نواب صاحب سے) غریب پرور اب ہمین کیا حکم ہوتا ہے- انھین زبردستی پکڑ لیجائینگے ہم-

نواب صاحب نے حکم دیا تراب علی گھسیٹے کو زبردستی لیجاؤ۔ گھسیٹے نے کہا بھیا سپاہی یہان سے کوس بھر پر میرا گاؤن ہے۔ مین جا کے جورو اور لڑکون سے تو مل آؤن۔ اُنسے تو کہون کہ مین اب جاتا ہون (رو کر) ابھی آجاؤنگا۔

برق انداز نے پھر قہقہہ لگایا۔ اخاہ یہ تو جیسے مرنے جاتے ہین۔

نواب صاحب نے کہا سب سے مل کے جائینگے بیچارے۔ جھمن بولا تھے خوب آدمی میان گھسیٹے۔ امام الدین نے کہا کیا چل بسے۔ نواب صاحب نے فرمایا ابھی نہین مگر چل چلاؤ لگ رہا ہے۔ گھسیٹے نے کہا حضور اب میری بندہی خلاصی کیجیے (رو رو کر) ہین ایسی نوکری سے در گذرا۔

برق انداز بولا اجی نوکری گئی کھیلنے اب چلتے ہو یا مسخرہ پن کرتے ہو۔
میان گھسیٹے کو تراب علی نے گھسیٹ گھساٹ کر بہزار دقت ایک ڈولی پر لادا اور باندھکر لے چلے۔ برق انداز اور جھمن اور ایک چوبدار ساتھ ساتھ

گھسیٹے۔ دہائی بڑے صاحب کی۔ دہائی بڑے صاحب کی۔

برق انداز۔ کیا بید پڑ رہے ہین۔

گھسیٹے۔ یہ سارا فساد تراب علی اور جھمن کمبخت کا ہے۔

جھمن۔ بس تم صاف صاف کہدینا کہ حضور ہمنے غل مچایا مگر گھسیارے نے ایک نہ سنی

گھسیٹے۔ اجی دیکھیے تو کیسا صاف صاف کہدیتا ہون گر آپ بھی یاد دلا دیجیئگا

جھمن نے کہا آواز تو نکلیگی نہین۔ کہنے لگے یاد کر رہے ہو۔ ہونہہ ہے۔

میان گھسیٹے گھسٹتے ہوے عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ تراب علی نے ایک درخت کے سایہ مین لیجا کر انکو بٹھایا اور سمجھایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہین کونسلی بڑا اکسٹرا سٹنٹ ہے۔ تمکو تو وہ بچا لانا کوئی بڑی کڑی بات نہین زیادہ سے زیادہ جرمانہ ہو جائینگے۔ بس فرّے سے دندنائینگے۔

گھسیٹے کا دم فنا تھا۔ مبتلائے رنج و بلا تھا۔ لب پر آہ و فغان قضا کا نوحہ خوان

چوبدار۔ ارے یار تم تو اینٹھنا بھول ہی گئے۔

جھمن - واہ! بھولتے تمتے پاگل ہونگے یہان تڑکے تڑکے پانچ سو اینٹھ لائے - یہ دیکھو یہ بندھے ہوے ہین یار لوگ کہین جھپ کرنے والے ہین بھلا

چوبدار - اے جیو میرے شیر (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش!

جھمن - اب مقدمہ ہو لے تو حصے بخرے ہون پھر -

چوبدار - امام الدین خان کا بھی حق ہی بھئی -

جھمن - ضرور مگر روشن علی کو ایک ٹکا نہ دینگے -

جھمن - اجی کس شخص کا نام لیا -

چوبدار - سچ کہنا آج تمکو کیسا دھروادیا -

جھمن - میان گھسیٹے کس سوچ مین ہو -

گھسیٹے - میان کیا بتائین کس سوچ مین ہین -

جھمن - آخر -

گھسیٹے - آخر کی مان گھوڑے ملتی ہو -

جھمن - واللہ باللہ ہون کبھی بھی تو وہی اصطبل کی آخر کو حیوان ہو نہ - وہ مثل نہین ہے کہ اوکھلی مین سر دیا تو پھر موسلون سے کیا ڈرنا - سمجھ تو چکے ہی ہین کہ پھانسی ہوتی ہے پھر اب تھوڑی سی زندگی کے لیے ہنس بول بھی نہ لین گھسیٹے نے کہا بھئی ایسا نہو کہ صاحب ہمپر جرمانہ کر دین اور تم لوگ دل لگی باز تو ہو ہی اپنے اپنے گھر چل دو اور ہمارا مکان گانسا جاے ہمکو نقد روپیہ دے دو کہ صاحب ادھر جرمانہ بولے اُدھر تڑ سے چہرہ شاہی گن دیے -

تراب علی نے دس روپے گھسیٹے کو دے دیے -

گھسیٹے کے ہوش پران کہ خدا جانے آج کس بلا مین مبتلا ہون کیا معلوم کمبخت کی ٹانگ ٹوٹی ہاتھ ٹوٹا سر پھوٹا کیا آفت نازل ہوئی حاکم کیا حکم سنائے - کبھی تراب علی سے باصرار کہتے تھے کہ بھائی جان ہمکو ذرا

گھر تو ہو آئے دو معقول گویا کالے پانی جاتے تھے - کبھی درخت کے سایہ مین بیٹھکر سوچتے تھے کہ بھاگ جاؤن یا دیوانہ بنجاؤن - کرون تو کیا کرون

جھمن - (مسکراکر) ہم سنا وہ کمھار مر گیا -

تراب علی - نہ جی تم اور ڈرائے دیتے ہو -

گھسیٹے - ارے میان ادھ مرے کو کیا مارتے ہو -

جھمن - موئے پر سو دُرے -

گھسیٹے - خدا کرے تم بھی کسی مقدمے مین پھنسو -

جھمن - پھنس چکے - یہان ایک نیا رہے ہین -

گھسیٹے - جیلیے تو ہو ہی - کبھی نہ کبھی پھنسو ہی گے -

تراب علی - اب تم سب کو پانی پی پی کے کوسنا شروع کرو -

گھسیٹے - اللہ کرے سب کا بھلا ہو اور سب کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو -

جھمن - یارا بھی تک پکار نہین ہوئی -

اتنے مین ایک پالکی گاڑی آئی اور صاحب مجسٹریٹ بہادر اسمین سے برامد ہوئے

جھمن - اُنہین کے اجلاس پر مقدمہ ہے -

گھسیٹے - (اُٹھکر) ہان بھلا یہ بلیٹن کے صاحب تو نہین ہین -

جھمن - یہ کیون - اسکے کیا معنی -

تراب علی - اجی انصاف کرینگے ضرور ہی صاحب لوگون کے مزاج مین انصاف بہت ہوتا ہی -

گھسیٹے - ارے بھائی - یہ سب تقدیر کے کھیل ہین بچنے والا بچ ہی جاتا ہی اور جسکو بچنا نہین ہوتا وہ جو چاہے کچھ نہ کرے بنے وہ بیچارہ پھنس جاتا ہو -

جھمن - آج تم بھی قسمت آزمائی کرو -

گھسیٹے - اللہ مالک ہو بھائی -

تراب علی - ہاے کیا پاس ہی - پاگل کہین کا -

جھمن - بزدلا - نامردا -
اتنے مین عبراسی نے پکارا (گھسیٹے کو چپان حاجر ہی)
تراب علی - حاضر ہی حاضر ہی -
جھمن - چلو بھیا -
گھسیٹے - یا خدایا میرے اللہ - مالک میرے بچا ئیو - میرے مولا -
تراب علی - اب چپکے چلے چلو اور جو کچھ دعا مانگنی ہو تو دل ہی دل مین مانگو ہلڑ نہ مچاتے چلو -
گھسیٹے آبدیدہ ہو گیا اگر کوئی ذرا چھیڑتا تو رو دیتا چلا تو قدم اُٹھانا دوبھر ہو گیا - پانوں ڈگمگانے لگے رنگ فق چہرے سے وحشت برسنے لگی چلتے چلتے صاحب مجسٹریٹ کی بگھی کی طرف گیا اور کوچمین سے یون پوچھنے لگا -
گھسیٹے - بھائی مالیکم سلام -
کوچمین - سلام بھیا -
گھسیٹے - ہمکو پہچانا -
کوچمین - ہان وہان نواب صاحب کے ہیان ہو - سمندبوڑہی کی فٹن پر -
گھسیٹے - ہان بھائی ایک مصیبت مین پھنس گئے تھے پہیے کے تلے ایک کہار کا ہاتھ دب گیا -
راوی - اس وحشت کے صدقے کمھار کا کہار اور پانون کا ہاتھ بنایا -
کوچمین - میان یہ کارٹڑا ناجک (نازک) ہی - جرہی (ذری) چوکا اور تلوار کی دھار ہر دم آٹھون گانٹھ کمیت رہے جب جا کے بنے -
گھسیٹے - تمھارے صاحب کا مجاز کڑا تو نہین ہی -
کوچمین - نہین کسو سے بولتے چالتے نہین - سیدھے انگریز ہین بچارے مسم صاحب تو کبھی کبھی کچھ کہتی بھی ہین - یہ بچرو تو بولتے تک نہین -
گھسیٹے - دیکھیے ہمین کیا حکم ہوتا ہی -

کو حمیین - او نھ ہونا کیا ہو - روپیہ دو روپیہ جرمانہ اور کیا -
کانشٹبل نے للکارا کہ چلو جھٹ پٹ صاحب خفا ہو رہے ہین -
تراب علی نے بھی ڈانٹ بتائی کہ اب چلتے ہو یا دھرا لیکے بیٹھے ہو -
خفگی کا لفظ جو سنا تو میان گھسیٹے کی رہی سہی عقل بھی جاتی رہی - بارے
بہزار خرابی اجلاس پر پہونچے تو دونون ہاتھ باندھکر چور کی طرح کھڑے ہو -
مگر بدن بھر تھر تھر کانپ رہا ہو - اور پھوٹ پھوٹ کے رونا آتا ہو - نوبت
باینجا رسید کہ صاحب نے اُنسے پوچھنا شروع کیا -
صاحب - تمھارا نام -
گھسیٹے - حضور بال بچے والا ہون - دو ننھے ننھے لڑکے ہین - ایک بٹیا
پایا ہو - اور قبیلہ ہی حضور - اور دو مسمان ہین -
صاحب - اوہ وَل - یہ مجرم ہو گھسیٹے - باپ کا نام ؟
گھسیٹے - حضور میرا نام کاغذ پر چڑھا لین مگر باپ کا نام نہ لکھین مر ہوے
مردے کیون اُکھیڑیے -
سر رشتہ دار - (شاعر آدمی) مرے ہوے مردے نہین گڑے ہوے مردے
تراب علی - یہ کو جوانی ہی خوب جانتا ہو منطق نہین پڑھا ہو -
صاحب - باپ کا نام گڑا مردہ -
راوی - صاحب مجسٹریٹ کا قاعدہ تھا کہ جو کچھ لکھتے تھے اُسکو زبان سے
بھی ادا کرتے جاتے تھے - حضرت نے جو میان گھسیٹے کے باپکا نام گڑا مردہ
لکھا تو اجلاس پر حاضرین کو بے اختیار ہنسی آئی -
سر رشتہ دار - ابھی اسنے باپ کا نام نہین بتایا -
صاحب - وَل تمھارے باپ کا نام کیا ہو -
گھسیٹے - حضور میرے بال بچے بھوکون مر جائینگے (ہاتھ جوڑکر) حضور
باین مر مٹونگا -

صاحب - یہ پاگل ہی - کون ہو - تم کون ہی -
گھسیٹے - حضور پاگل ہون -
صاحب - اچھا کانسٹبل اسکو پاگل خانے لیجاؤ (مسکراکر) جاؤ پاگل خانے تم -
گھسیٹے - حضور دن بھر گاڑی چلاؤنگا نوکری بجاؤنگا رات کو پاگل خانے مین سو رہا کرونگا -
صاحب - (ہنسکر) باپ کا نام -
سررشتہ دار - بتاتا نہین نامعقول گنوار -
گھسیٹے - ہاے گجب (غضب)
صاحب - باپ کا نام ہاے گجب -
سررشتہ دار - نہین خداوند -
صاحب - چپ رہو باپ کا نام ہاے گجب - دادا کا نام -
گھسیٹے - وہ تو عمر بھر مرغ لڑایا کیے -
صاحب - دادا کا نام مرغ - ول عمر کتنا -
گھسیٹے - نصیر الدین حیدر جب گدی پر بیٹھے تو مین پاؤن چلتا تھا -
صاحب - سررشتہ دار - اسکا عمر کتنا -
سررشتہ دار - خداوند ہماری طرح یہ بھی پچپن سال کے پیٹے مین آگیا -
صاحب - عمر ۵۵ سال - رہنے والا کہان کا ہی -
گھسیٹے - اچھی کس میرسی ہی -
صاحب - رہنے والا کرسی کا - تمنے گاڑی بے کابو (قابو) چلایا -
گھسیٹے - حضور راس جمن کے ہاتھ مین تھی -
صاحب - (سرخ ہو کر) کیا!
گھسیٹے - حضور - ذرا حکم دین تو استنجا کر آؤن - حواس ٹھکانے نہین ہین
سررشتہ دار - ارے مرد خدا جو ہوا ہو بتادے - کوئی کھا نہین جائیگا -

جھمن - بتادو بتادو-
تراب علی - کہ دو صاف صاف - ڈرتے کیون ہو-
گھسیٹے - تھین بڑے باپ کے بیٹے ہو تو کہ دو کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی -
صاحب - مجرم نے اقبال کیا کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی -
گھسیٹے - حضور گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا کہ ہٹ ہٹ (بہت زور سے) موڑ پر سے بھاگ چل ہٹ بیچ ہٹ دو رہیٹ ایک نہ سنی اور ہمکو پھانسی دلوائی -
کمہار - گوسیان جب گلے پہ گاڑی آئے گئی تب پکارس کہ چل ہٹ حرامجادے جب پاؤن نکل گیا تب کہس ہمار گوڑ کاٹ ڈارس -
گھسیٹے - حضور اس سے مجھسے لاگ ڈانٹ ہی - یہ لیے مرتا ہی - حضور میرے بال بچے ننھے ننھے ہین - کمہار ن تو بھولے بھالے کھلونے بناکے بیچ بھی لیگی - میری جورو تو سینا پرونا بھی نہین جانتی -
صاحب - ہمکو تمھاری جورو سے کچھ مطلب نہین -
گھسیٹے - تو خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو تو اوس سے مطلب ہی - اس بوڑھو تی وقت مین جورو واوبا سیتا ہی ہی -
صاحب - (ہنسکر) تم مسکھری (مسخراپن) کرتا -
گھسیٹے - مسکھری ؟ ای حضور جان پر بن آئی ہی مسکھری کسکی جورو ہی -
کمہار - گوسیان ہمار گوڑ گیل ڈالس ہی -
صاحب - بولو - ول تمنے گاڑی تیز کیون دوڑایا -
گھسیٹے - حضور جھمن نے کہا تھا -
جھمن - ارے جب بیوقوف بڑا شریر ہی بھئی -
گھسیٹے - حضور مین حضور کی صورت دیکھے ڈرتا ہون -
صاحب - ول تم ہمکو دولف سمجھتا کیا سمجھتا - ہمکو دولف جانتا -
گھسیٹے - مین نہین سمجھا لوف کیا -

سررشتہ دار- صاحب بہادر فرماتے ہین کہ تم کیا ہمکو بھیڑیا سمجھتے ہو-
گھسیٹے -اللہ کرے اس کمہار کو بھیڑیا لیجاے-
صاحب- گھسیٹے پر دو روپیہ جرمانہ-
الغرض بڑی دیر تک ٹاٹ وبکاری رہی اور آخر کار دو روپے میان گھسیٹے پر جرمانہ ہوے- حضرت نے دو روپے چپکے سے میز پر رکھے اور موچھون پر تاؤ دیتے ہوئے چلے-
تراب علی- کہو پھانسی تو نہین دی گئی-
جھمن- جی چاہتا ہے ایک گدا دون باجی کو- ہر سٹے ہمارا ہی نام لیتا تھا اس کی جھمن ہی کے ہاتھ مین تھی- اور گاڑی بھی جھمن ہی کے کہنے سے دوڑی اور کمہار بھی کچلا تو جھمن کے سبب سے- اس مردود کی شیطنت کو تو دیکھیے-
تراب علی- اب اس تو تو مین مین کو جانے دو مطلب کی دو دو باتین سن لو
جھمن- انکو اچھی طرح سمجھا دو-
تراب علی- گھسیٹے- جو کچھ مل رہے تو کیسا-
گھسیٹے- مل رہے؟ مل کیا رہے ہے؟
تراب علی- اجی روپیہ مل رہے تو کیسا-
گھسیٹے- ہم نے سمجھے ہی نہین- روپیہ کیا چھت پھاڑ کے ملیگا کوئی طرح اکا واکا ڈالنے کی نیت تو نہین ہے- اے ہان- کہ پھر کچہری آنا پڑے- اور اکی طرا گھر ہی دیکھین- بھیا- اب خدا ایمان نہ لائیے- باپ کا نام بتاؤ دادا کا نام بتاؤ حلف اٹھاو- توبہ اب سے آئے گھر سے آئے-
تراب علی- کتنا کوڑھ مغز آدمی ہے- ارے میان نواب سے اگر جھوٹ بول گے روپیہ ملے تو لوگے کہ نہین-
جھمن- نہین- نہ ہر ہی-
گھسیٹے- واہ- نیکی اور پوچھ پوچھ- جو ملے نہ تو تمکو بھی دین-

جھمن (ہنسکر) اور سینے وہ آپ کو بھی سبق دیتا ہی -
تراب علی - ہے

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تم اور ہمکو دو شان کبریائی مگر کچھ پنیدریاپن نہ کرنا -
گھسیٹے - نہین یہ کیا بات -
جھمن - تم کہنا کہ ایک انگریز کونسلی ہماری طرف سے تھا - اسنے خوب خوب تقریر کی -
تراب علی - اور کہنا کہ کمہار نے بھی ایک ڈبلو کیا تھا -
گھسیٹے - اجی ہم کہدینگے کہ اراٹون صاحب اُسکی طرف سے تھے -
تراب علی - ارے! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا - اراٹون تو ولایت گئے ہین -
جھمن - دھرواہی ویا تھا -
تراب علی - نہین جی - وہان کسکو یہ فکر ہی کہ اراٹون کون ہی اور کہان
گھسیٹے - تو پھر ہمکو کیا دلواؤ گے - ہم پندرہ سے کم نہ لینگے -
تراب علی - (جھمن کے کان مین) اچھا گو کھا پھنسا -
جھمن - بھئی پندرہ دینگے مگر اس شرط سے کہ ایک روپے کے یار لوگ دم لگائین -

---


دور چھٹا
بزم شراب

تشنہ ام جام شراب اے ساقی
دم آب اے دم آب اے ساقی

آج آمادۂ شر ہین سب رند
روکنے سے نہ رکینگے اب رند

در مسجد پہ اڑینگے جا کر
آج واعظ سے لڑینگے جا کر

محتسب کے بھی منھ سے لینگے
دو گا رنگ کے چھینٹے دینگے

یہ بھلا سنتے ہین کب قاضی کی
مست ہین کرتے ہین اپنے جی کی

رند ہین آج بڑے زورون پہ
کہدو قاضی سے نہ نکلے باہر

ورنہ چھن جائیگا جامہ اُسکا
رہن مے ہوگا عمامہ اُسکا

مستعد لوٹ پہ ہین سب احباب
جس طرح پائین پیئین آج شراب

جبہ تسبیح و عمامہ بک جاے
آج سب زہد کا جامہ تک جلے

موسم گل ہو مے احمر ہو
صبر پھر ہم سے بھلا کیونکر ہو

باغ مین سب ہین مچائے ہوئے شور
بلبلین ہین کہین کویل کہین مور

دوب ہر سمت ہری نکلی ہے
قاف سے سبز پری نکلی ہے

بادہ خوارون کی بھی تیاری ہے
ساقیا چل کہ تری باری ہے

اب سنیے کہ جب میان کھیسٹے چھمن کے ساتھ نواب صاحب کی کوٹھی سے روانہ ہوئے تو مصاحبون نے باہم سازش کرکے بھولے بھالے رئیس کو چھینٹے دینے شروع کیے۔

امام الدین۔ کیون حضور کیا نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہے۔

روشن علی۔ چہرے پر اُداسی چھائی ہوئی ہے۔

امام الدین۔ بھئی اُداسی تو چھایا ہی چاہے کتنی بڑی بدنامی کا مقدمہ ہے

حاتم علی۔ اجی ہمارا کونسلی بھی خوب لڑیگا۔

امام الدین۔ بھائی جان جنگ دو سردار دہ سرکاری وکیل بھی بلا کا مقرر ہے

حاتم علی۔ اجی خدا مالک ہے۔

روشن علی - حضور کا چہرہ دیکھکر مجھے وحشت ہوتی ہی -
امام الدین - انتہا کا رنج اور قلق ہی بھائی - آج لکھنؤ بھر مقدمہ دیکھنے امنڈا ہوگا
روشن علی - خداوند نعمت اللہ دل کو مضبوط کیجیے - یارو غم کرنے کی بھی کوئی تدبیر ہو -
نواب - اسوقت واقعی ہمارا پتلا حال ہی -
مصاحبین - اے حضور خدا نکرے - خدا نکرے حضور کے دشمنون کا پتلا حال ہو
رفیق - پھر آؤ بھی چکما ہی اُڑے یا چوسر ہی کی دو ایک بازیان ہو جائین -
روشن علی - بھلا کس سے جائیگا - چہرے کی کیفیت نہین دیکھتے -
امام الدین - حضور غم غلط کرنے کی ایک وہ تدبیر ہو کہ سارا رنج نسر لون ہو جائے
روشن علی - کیا کیا ہم بھی سنین -
نواب - بتاؤ پھر بتاؤ نہ -
امام الدین - حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے - پیر و مرشد تخلیے مین چل کر عرض کرونگا -

امام الدین مصاحب نمبر اول نے کونے مین لیجا کر نواب نامدار سے آہستہ آہستہ کچھ کہا - نواب نے کہا اجی نہین لاحول ولا قوۃ - امام الدین بولا حضور کو اختیار ہی مگر رنج کے لیے تو اکسیر ہی اکسیر - نواب نے کہا کھل جائیگا اُسنے کہا اے خداوند کیا مجال - کھل جائے تو وہ سزا دیجیے جو چور کی ہوتی ہی - ایسی بات ہی بھلا - ہم حضور کے بدخواہ تھوڑا ہی ہین کچھ - جان نثارون سے بھلا یہ امید ہو سکتی ہی - ؎

قدیمان خود را بیفزاے قدر   کہ ہرگز نیاید ز پرورده غدر

حضور ہین ذمہ دار - جو ذرا کسی کے فرشتہ خان کو بھی خبر ہونے پائے - روشن علی سے بھی مشورہ لے لیجیے - اشارے سے روشن علی کو بلا کر - حضور ایک امر مین مشورہ چاہتے ہین - روشن علی نے کہا مین سمجھ گیا - پوچھا پھر کیا کہتے ہو - کہا بسم اللہ کیجیے - نواب صاحب نے کہا لائیگا کون

امام الدین بولے ہین ابھی اسی دم۔ یہ کون بات ہی۔ نواب صاحب نے
حکم دیا اچھا لاؤ بھی۔ دیکھین تو سہی۔

حضرات ناظرین۔ کچھ سمجھے بھی۔ جی یہ رازونیاز کی باتین ہین سنیئے
مصاحب بدمعاشون نے آپسمین سکوٹ کر لی تھی کہ جب گھستے وہان ہون تو
سب کے سب ملکے نواب سے کہین کہ حضور کا چہرہ بہت اُتر گیا ہی۔ اُسوقت
ایک کہے دوسرا تائید کرے تیسرا کچھ بیان کرے اسیطرح دو دو فقرے چست
ہون کہ وہ خود بیمار بن بیٹھین۔ تب امام الدین خان چھیڑین کہ حضور رنج غلط کرنے
کے لیے جام شراب ناب کافی ہی۔ خوب ہی بھرے ہین۔ اور بادہ گلگون کی بڑھ
بڑھ کے تعریفین کرین۔ اگر اس رنگ مین آ گئے تو سبحان اللہ۔ پھر کیا پوچھنا ہی
روز گلچھڑا کرے۔ اور پھر یاران بادہ نوش سرشار ہو جائین بڑی دیر تک باتین ہوئین
آخرکار باتفاق راے یہی تجویز قرار پائی کہ رئیس زادہ مانے یا نہ مانے چھیڑین ضرور
جوان آدمی ہی شاید بادۂ احمر کا شوق چرا لے۔

خیر نواب صاحب نے تھوڑی دیر غور کر کے آخرکار منظور ہی کر لیا۔
امام الدین خان مصاحبون بھر مین سب سے زیادہ خُرّانٹ تھے اور پرلے
سرے کے بادہ گسار۔ دائم الخمر۔ سوچے کہ اگر براندی ہی سے بسم اللہ ہوئی
تو سب بنا بنایا معاملہ بگڑ جائیگا۔ لہذا ابتدا ابتدا ایسی پلواؤ کہ نواب صاحب کو
شراب سے عشق ہو جائے۔ پھر سمجھا جائیگا۔ جاتے کہان ہین۔ ادھر
نواب صاحب سے منظوری حاصل ہوئی۔ اُدھر امام الدین خان نے دیوان جی
کے پاس جا کر سو روپے رئیس کے حساب مین لکھوا کر مانک جی کی کوٹھی کا رستہ لیا

امام الدین۔ مانک جی بندگی عرض ہی۔

مانک جی۔ (بہت ہی خوش ہو کر) بندگی بندگی آپ اتنے روز کہان رہا۔

امام الدین۔ طبیعت کچھ بے لطف تھی۔

مانک جی۔ وہ تو ہوا چاہے۔ جب سن مون شراب پیو تو کہان سے رہ سکے

امام الدین - لائیے پھر اسوقت تو پلائیے -

مانک جی - بولے کیا حکم ہو -

امام الدین - ڈونس ہونی برانڈی اور سوڈا اور برف -

مانک جی - (پارسی زبان مین) بیرا جی - ڈونس ہونی اور سوڈا اور برف آپ کو پلاؤ - بہت جلد -

بیرا جی نے کہا - اخاہ کہان رہے اب تلک - کہا کہان بتائین یار کچھ پوچھو نہ - بیرا جی نے کہا ایک دن ہمنے آپ کو کہین دیکھا تھا - پوچھا کہان ! - کہا امین آباد - پوچھا کسکے ہان - کہا نہین سمجھ جاؤ تم لوگ بڑے بدمعاش ہو - یہ دونون کے پاس کیا کرنے گیا تھا - کہا ہان وہ (ہنسکر) تم بھی خوب ٹوہ لیے رہتے ہو - بیرا جی نے کہا لیجیے صاحب پیجیے واہ کیا برانڈی ہی - بڈھا پیے جوان ہوجائے - اہہ ہو ہو شراب کیا قدرت خدا ہی -

امام الدین خان نے سوڈا کے ساتھ برانڈی کے دو جام پیے - جب سرخ خوب گھٹے تو بیرا جی اور مانک جی سے باتین کرنے لگے -

امام الدین - ہمین کچھ بوتلون کی ضرورت ہی - اور کچھ اور سودا خریدینگے -

بیرا جی - لیجیے - اب تو آپ کچھ خریدتے ہی نہین -

امام الدین - (فہرست نکالکر) ان اشیا کی قیمت بتاؤ - ڈونس ہونی برانڈی ایک بوتل من سیرپ (شراب لیمون) یک می اپ - آرینج بٹرز - آپا پانا - سوڈا واٹر - لیمونیڈ کھبلر - وائین گلاس - اسپون - فورک - چینی کی تشتریان - چینی کی پلیٹین - چاے دان -

بیرا جی - پونے تین اور تین پونے چھ ہوے اور سوا - سات ہوے اور سوا - سوا آٹھ اور تین - سوا گیارہ اور ۲ عدد آپا پانا کی بوتلین پانچ ہی پانچ روپے کی

امام الدین - اجی داموں کا خیال نہ کرو اعلی سے اعلی دو -

بیرا جی - اچھا تو سوا گیارہ اور دس - اکیس روپے چار آنے اور دو روپے

تئیس چار آنے۔ تُبلر مد علت کے ہوئے۔ لحہ اکیاون روپے اور چار پیچپن ہوئے اور دس روپے بیٹھ اور بارہ۔ مولہ شاسی اور علہ شانوے اور سات روپے۔ ایک سو چار کا مال ہوا سب۔

امام الدین۔ اسکے دو سو دس روپے سات آنے لکھو۔

بیرا مجی۔ ہان اکیا لائے رنگ پر۔ چین کرو بس۔

بیرامجی نے کل سامان وحشت مزدورون کے سر پر لاد کر انکے ساتھ بھیج دیا امام الدین سوچے کہ اگر بڑے پھاٹک کی طرف سے لیچلے تو خدمتگار سپاہی دواجی سب کی نظر پڑیگی لہذا دوسرا دروازہ کھلوا کر چپکے سے لیگئے اور مصاحب سب گھٹے ہوئے تھے ہی کسی غیر کو کانون کان خبر ہی نہونے پائی۔

رفیق۔ (نواب سے) پیر و مرشد۔ سب سامان آگیا۔

نواب۔ سامان کیسا!۔

رفیق۔ وہی جو امام الدین خان لینے گئے تھے۔

نواب۔ ہان! اُسمین سامان ہی کیا تھا۔ ایک بوتل ہی نہ ؟۔

رفیق۔ حضور وہ تو درجن بھر مزدورون پر لاد کر لائے ہین۔

نواب۔ سب چیزین یہان اُٹھوالاؤ۔ اور کوٹھی کا دروازہ بند کرا دو۔ اہو ہو ہو۔ بھئی واللہ کیا کیا چیزین ہین۔ خدا گواہ ہی جی خوش ہو گیا۔

امام الدین۔ حضور سب جا کر ہین۔ جو کہیے اسمین سے پھیر دون۔

نواب۔ واہی ہو کچھ پھیرنا یہ کیا معنی۔ ہر سب سامان کوئی ڈھائی سو کا ہی

روشن علی۔ اسمین کیا شک ہی خداوند۔

رفیق۔ بلکہ اور زیادہ کا ہوگا۔

امام الدین۔ حضور کوئی انیلا جاتا تو تین سو سے کم کو نہ لاتا۔ اور اگر حضور جاتے تو حضور سے پانچ ہی سو لیتے۔ مگر غلام دو سو گیارہ روپے اور سات آنے مین سب لایا ہی۔ حضور تراب علی کو بھی کچہری نہ بھیجیے جھبن اکیلے

گھبرائینگے - تراب علی آداب عرض کرکے رخصت ہوئے -

اتنے مین ابر سیہ نے عشرت صحبت رندان کی آگ اور بھی بھڑکائی قبلہ کے رخ سے جھومتی ہوئی کالی کالی گھٹا آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام گلستان عالم پر چھا گئی - ؎

برق چشمک زن ز طرف کوہساران بر سر
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران در رسید

آمد فصل بہاری ہی آج
شور پر شور گھٹا اُٹھی ہو
کیا گھٹا ٹوٹ ہی چھایا بادل
جس طرف دیکھو گھٹا ہی چھائی

جوش پر رحمت باری ہو آج
کیسی گھنگھور گھٹا اُٹھی ہو
چارون جانب سے گھر آیا بادل
آج چلتی ہی ہوا چوبائی

خوب دکھلا رہی ہو زور گھٹا
کیے دیتی ہی شرابور گھٹا

اب سُنیے کہ برسات کی رت سُہانا سمان - در و دیوار نور افشان کوٹھی عالیشان - لطافت کی روح نزہت کی جان - سامنے جنانہ باغ - زینت و فرحت کا چشم و چراغ - اشجار ہرے بھرے - گلبن پھولے پھلے - گل بوٹے پر بہار خضارت آگین - ایک ایک شاخ بہار آفرین - سبزان چمن کا دھانی لباس - پھولون کی مست کرنے والی بو باس - نرگس شہلا کی نظارہ بازی - سوسن آزاد کی زبان درازی - برگ گل کی رنگ آمیزی - نسرین و نسترن کی نخلخہ بیزی - شگوفہ حجرہ نشین - کہین سمن کہین یاسمین - جو پھول ہی خندہ رو کشادہ جبین - نازک اندام نازک آئین - نوعروس بہار کا نکھار قابل دید ہی - شاہدان چمن پر وہ عالم ہی کہ نہ دید ہی نہ شنید ہی - سنبل رو کش طرۂ تابدار محبوبان پری تمثال ہی - نشیان صبح نفس دقیقہ رس تحریر ورہ شنفیر سے صفت سنبل ہمرنگ محال ہی گل اورنگ - رشک نگار خانۂ ارژنگ

الغرض جو روش ہی اسدرجہ غالیہ بار ہی کہ مشام جان رشک طبلۂ عطار ہی۔ موج ہوا شانہ کش جعد خیابان فرخار ہی۔ تختہ تختہ بجاے خود گلزار ہی۔ نسیم عنبر بار کی مشاطگی اور زنگار بندی سے سبزہ سبز بخت ہی۔ موسم گل اور بادہ نوشی کا وقت ہی۔ ہر سمت تماشاے نظر فریب۔ گلبدنون کا حسن ملیح آتش زن کالاے صبر و شکیب۔ نونہالان چمن کی چہرہ افروزی اور باد نوروزی نے ستم ڈھایا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر سیہ جھوم جھوم کر آیا۔ چمن نہین نمونۂ قدرت بیچون ہی موسم جوش جنون ہی۔

عشرت سے بلبلون کو قفس کا نہین خیال
گلچین سے اب گلون کو نہ مطلق رہا ملال
از خود شگفتہ ہو گئے غنچون کا ہی یہ حال
پھولے ہوے ہین کبک دری اپنی چال ڈھال

ہر برگ بوستان جہان کا نہال ہی
شمشاد جھومتے ہین خوشی کا یہ حال ہی

باد نسیم رقص کنان ہے چمن چمن
پھولے نہین سماتے ہین جامے مین گلبدن
مہکی ہوئی ہی چار طرف بوے نسترن
یہ گل نئے کھلے ہین کہ سوسن ہی خندہ زن

ہر خار پر گلون سے سوا کچھ بہار ہی
بلبل کا ذکر کیا رگ جان بیقرار ہی

اُدھر کالی کالی گھنگھور گھٹا چھائی۔ اِدھر رندان بادہ نوش نے محفل جمائی مصاحبون کی بن آئی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ امام الدین مصاحب نمبر اول کے بادہ گسار درجہ اعلی کے میخوار۔ معجونیون کے پیر۔ بدمستون کے دستگیر۔ فن مے نوشی کے مسلم الثبوت اوستاد۔ سیہ مست مادر زاد۔
روشن علی مصاحب نو آموز۔
میر گلباز۔ اجوفی مین چوزون کے گرو گھنٹال تھے۔ صاحب مال و منال تھے۔ شراب پینے مین طاق۔ سیہ مستی مین شہرۂ آفاق۔
لالہ حسین بخش۔ ہر دم بچے گھڑے کی چڑھی رہتی تھی۔

افیونی مصاحب۔ چنیا بیگم کے عاشق زار مگر شراب سے عشق نہ تھا۔
الغرض یہ پانچون مصاحب چھوٹے نواب صاحب کے محرم راز ہوے ہمدم و ہمساز ہوئے۔ میان امام الدین ساقی بنے۔ دور چلنے لگا۔ امام الدین نے ڈنس مور فی برانڈی کی بوتل کھولی۔ اور ڈرتے ڈرتے آدھا وائین گلاس ٹمبلر مین ڈالا۔ تھوڑی سی ٹہر زلائی۔ لیمونیڈ کا کاگ دن سے اُڑایا۔ اور باقی سربہ (عرق لیمون) ملا کر چھوٹے حضور کو پلایا ؎

اے دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

نواب نامدار والاتبار بادہ گسار تو تھے ہی نہین جھجکتے ہوئے آپ نے دس دس بیس بیس قطرے نوش جان فرمائے تو لمن سربہ کے ذائقے اور بو باس سے ایسے مسرور ہوے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے۔ اور عین حالت سرور مو فور مین خواجہ سرور کا یہ شعر زبان پر لائے۔

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے مولا ساقی تری محفل کو

امام الدین باغ باغ۔ مصاحبون کا عرش برین پر دماغ۔

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت — عبیر ملائک دران مے سرشت
بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند — بباغ دلم مشک بیزی کند
بیا تا بنوشم بیاد کسے — کہ ہست از غمش در دلم خون بسے
بیا ساقی آن جام یاقوت وش — کہ بر دل کشاید در وقت خوش

مصاحبون کے منھ مین پانی بھر آیا۔ ساقی لا اُبالی کی تندرستی کے لیے سب نے دست دعا اٹھایا ؎

ہمیشہ گل گوہر حسن ہین ساقی سبزہ رنگ — دینے مین ایک جام کے اللہ دیر تک
محفل ہین جب تو لوگ ہین سب زندگی سے تنگ — شیشے اٹھا کے منھ سے لگا لین یہ ہی امنگ

اب تاب ضبط کی نہین یہ بیقرار ہین
ہم بیچنے سے دختر رز کے نثار ہین

امام الدین خان نے ایک ایک جام برانڈی سب کو پلایا۔ اور ایسا چھکا یا کہ سب بدمست اور جنون پرست ہوگئے۔ اُدھر ابر سیہ اور باد بہاری ادھر بادہ نوشون کے جمگھٹے اور سیہ کاری۔ بادہ خوار غزل خوان اور طرب کوش ہین۔ ساقی ہی مجھہ ہی جام ہی اور بادہ نوش ہین۔

امام الدین۔ یا الٰہی حلال ہوں وعظ ؂ دختر رز کو حرام کرتے ہین ؂

نواب۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کہا ہی۔ اہہ ہہ ہہ یہ کسکا کلام ہی۔

امام الدین۔ اسے حضور ملک الشعرا میر وزیر صبا کا شعر ہی۔

نواب۔ خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ۔ کیا روزمرہ ہی۔ واللہ کیا بول چال ہی۔

امام الدین۔ حضور جب ہی تو مشہور ہوا کہ نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا

روشن علی۔ نسیم کون یہ پنڈت دیاشنکر۔ اجی کہن دھوتی ہندون کا ذکر کرتے ہو۔

نواب۔ کیا دھوتی بند!! سخت متعصب ہو تم۔ (چین بہ جبین ہوکر) قسم قرآن کی یکتا تھا بےمثل تھا۔ دیاشنکر نسیم خواجہ صاحب کا ناز اور فخر تھا۔ گلزار نسیم مین قلم توڑ دیے ہین۔ اور اسکے کیا معنی کہ ہندو کا کلام اچھا ہو تو تعریف نہ کرے اور صبا تو خود نسیم کے مداح تھے۔

چلتے ہین نسیم جس دن سے	اے صبا وہ ہولے باغ نہین

امام الدین۔ پیر و مرشد وہ ایسا سخن سنج و نکتہ دان تھا کہ بعد مرگ کشمیری پنڈت کہتے ہین ہندو اور مسلمان کہتے ہین مسلمان تھا۔ اب چار دن مین سُن لیجیے گا عیسائی کہینگے کہ کرشٹان تھا۔ حق یون ہی کہ وہ فخر بنی نوع انسان تھا۔ سچ ہی۔

چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

نواب - ہاے واللہ مصرعے کیا قند و نبات کے ریزے - جواہرات کے ٹکڑے ہین - (چسکی لیکر)

انگلی لب خوبہ رکھکے شمشاد   تھا دم بخود اسکی سنکے فریاد

خدا گواہ ہی نور کے مصرعے ہین جنکو آب زمزم سے دھوئے -

روشن علی - (شراب کے نشے مین) لاحول و لاقوۃ کافر کے کلام کی و یہ تعریف

لالہ حسین بخش - (امام الدین کو خالی جام دکھا کر)

صاف قلقل سے صدا آتی ہی آمین للہ   اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہین

نواب دی اُسنے دعا کہا بصد سوز   فرخ ہون شہا مین ابن فیروز
گل ہون تو کوئی چمن بتاؤن   غربت زدہ کیا وطن بتاؤن
گھر بار سے کیا فقیر کو کام   کیا لیجیے چھوٹے گانون کا نام
پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت   پوچھا کہ طلب کہا قناعت

امام الدین - اے سبحان اللہ حضور زندہ دریا نوش اسکو کہتے ہین

نواب - ناقل دول ہاے - ذرا سنیے گا - ؎

سب طرح گلون کی ہی نوشیدا   گلچین نہ ہوا ہو کوئی پیدا

میر گلباز - اہاہاہا - (چسکی لگاکر) ہان حضور دو چار شعر اور پڑھیے گا - حضور کی زبان سے اور بھی بھلے معلوم ہوتے ہین -

امام الدین - حق ہی -

لالہ حسین بخش - ہم کہنے ہی کو تھے -

نواب - (جام اٹھاکر)

بولی وہ پری بصد تامل   کیون جی تمہین لگیسے تھے وہ گل
بیٹی کی طرف کیا اشارہ   جھلا کے کہا کہ ہان ماپارہ
حرمت مین لگایا داغ تونے   لٹوائی بہار باغ تونے

امام الدین - حضور دور چلتا جاے ایسی شعر خوانی ہنو کہ پینے مین فرق آئے

میر گلباز - پینے کے دن اب گئے -
نواب - (مسکرا کر) بجا ارشاد ہوا -
میر گلباز - حضور اسوقت کا کہنا سننا معافی کے قابل ہی -

کیفیت شراب مین ہو بے تکلفی	پاس ادب مجالس رندان سے دور ہی

نواب - اجی اسوقت سرور ہے -
کاگ دناد ن اڑنے اور آسمان کی خبر لانے لگے - رندان بدست جام بر جام لنڈھانے لگے -

دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین پھوہار نے بہار کی آگ کو اور بھی بھڑکایا ترشح نے خوب ہی رنگ جمایا ہے

لاکھون مین تھی چھٹی ہوئی وہ محفل طرب	ہر شخص تاک مین تھا کہ سے یا وہ عنب

میر گلباز - (امام الدین سے)

یان خوف کچھ نہین ہی حساب و کتاب کا	دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا

امام الدین - یارو ذرا سمند جوش کی باگین لیے ہوے - ایسا نہو کہ پھر مچادو
نواب - ارے میان اتنی تو پیے کہ غنین ہو جاے -

موے تو نشہ الفت اتر گیا عاشق	وہ کیا شراب تھی جسکا خمار ٹوٹ گیا

گلون پر خون ٹپک رہا ہی - باغ بوے عنبر بار سے مہک رہا ہی - اب آتش لباس کا جام عرق چھلک رہا ہی - ہوش کہاں فکر کجا -

قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی	سن رہے ہین خبر راز نہان واعظ

اپنے رندون کی ہین ہو حق کا ہون سنتے فدا یا الٰہی نہ سنا نا سخنان واعظ

میر گلباز - یہی بات ہی حضور -

لطف مے تجھسے کیا کہون زاہد	ہاے کمبخت تو نے پی ہی نہین

لالہ حسین بخش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ امام الدین کی آنکھ چوکی اور حضرت نے بوتل منھ سے لگائی اور چوتھائی لنڈھا گئے تو آنکھڑیاں خون کبوتر کی سی سرخ ہوگئیں۔ اپنے آپے میں نہ رہے۔ لگے غل مچانے۔

مقراض موج دامن دریا کتر گئی کشتی کا بادبان سر پا کتر گئی

روشن علی۔ (غل مچاکر) حضور دیکھا۔ دھوتی بند کا کلام سنا سنا حضور سنا دھوتی بند ہیں۔ جی اور کیا۔ صاحب تمھارے کیا ہنگ تھی۔ سنا حضور یہ دھوتی بند ہے جی۔ کیا کہا۔

امام الدین۔ پیر و مرشد انکی تو خبر آگئی۔

نواب۔ (قہقہہ لگاکر) ہاں اب یہ تو چل بسے۔ اچھے آدمی تھے بیچارے

روشن علی۔ (رک رک کے) نہیں ــــ حضور ــــ میں ــــ میں ــــ میں۔ میں نے کیا کہا۔ ہاں میں نشے میں نہیں ہوں۔ سنا حضور یہ دھوتی بندوں کا ــــ کیا کہتا تھا میں۔ مگر خداوند نشے میں نہیں ہیں۔ ہاں سمجھے ــــ لوگ میں نشہ نہیں۔

نواب۔ (ہنسکر) ہاں ہاں سب سمجھے۔

امام الدین۔ میاں روشن علی اب نہ پینا بھائی۔

روشن علی۔ یہ۔ یہ یہ دل لگی بازی اچھی۔ نشہ نہیں ہیں میں کو۔

امام الدین۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) میں کو ؟ خاصے۔

نواب۔ اجی حضرت مجھکو یا میں کو۔

روشن علی۔ (لیٹ کر) جی حضور میکو لبار کا نام ہی۔ مگر سنا دھوتی کا اشعار

نواب۔ (مسکراکر) ہاں دھوتی بند کا اشعار سنا۔

امام الدین۔ آپ نے بھی کوئی اشعار یاد کیا۔ آپ بھی تو فصحا اور علما ہو

میر گلباز۔ چڑھ گئی۔

امام الدین۔ نہیں ہی جی۔ اب ہوش میں تھوڑا ہی ہو اپنے۔

نواب - کچھ اور پلاؤ جی امام الدین-
امام الدین - اجی خداوند (آیاپانا کی بوتل اٹھاکر) پیر و مرشد زاہد کے دادا کو پلائے تو واللہ شراب طہور بھول جائے- ہائے کیا شراب ہی آب حیات ہی واللہ آب حیات ہی-

بدہ ساقی آن تلخ شیرین گوار	کہ شیرین بود بادہ از دست یار
اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش	چو نوشی دمے بادہ آئی بہوش

حضور لسان الغیب حافظ شیراز نے یہ اسی شراب ناب کی تعریف مین کہا تھا-
نواب - (آیاپانا کا جام پی کر) واہ - میان یہ تو شربت قند و نبات ہی- شراب کیا آب حیات ہی- اہاہا (ہچکی لگاکر) واہ- صوفی اِسکو ام الخبائث کہتے ہین-
راوی - دیکھیے رفتہ رفتہ قلعی کھُل جائیگی- گھبرائیے نہین ذرا-
امام الدین - جی ہان حضور- اسی کو زاہدون نے حرام کر دیا ہی- ایمان سے کہیے گا کیا چیز ہی- واللہ ہی جو سو برس کا بڈھا پیے تو از سر نو جوانی عود کر آئے
روشن علی - سنا حضور (کروٹ بدلکر) دھوتی بندھی ہین یہ - آپ —— ہان کیا- اوہ- (آنکھین کھول کر) یہ کسکا مکان ہی جی- ہائین- ہمارا کھپریل کہان ہی-
لالہ حسین بخش - (گلا پھاڑ کر) مار لیا- مار لیا- مار لیا ہی- ہمنے کام دیو کو مار لیا ہی-
نواب صاحب نے کہا ارے یہ تو غل مچانے لگے- توبہ توبہ خدا ہی خیر کرے
امام الدین خان نے اُٹھکر سب دروازے بند کر دیے- اور خدمتگار سے کہا کہ خبردار کسیکو یہان آنے نہ دینا- جو آئے اُس سے کہہ دو کہ نواب صاحب سوار ہو گئے-
روشن علی - ارے میان امام الدین- ذرا- ہان لاؤ- جام لاؤ-

ہم ابھی اور پینگے - سُنتا ہے - ہم ہم کچھ اور ہم —— لاؤ ایک بھر کے جام -

نواب - دونون بگڑے ہوئے ہین - پھر اب علاج کیا کرین جی -

میر گلباز - خداوندا کیا عرض کرون - مگر گھبرایئے نہین - مین ان دونون کا بندوبست کرلونگا - دونون اسوقت چونہین بدمست بالکل از خود رفتہ -

نواب - (خیال انکا کرکی) واقعی یہ آب آتشناک شربت قند و نبات ہے - سچ ہے آب حیات ہے - راح روح ہے - کیمیا سے فتح ہے - شکر لبون کے لب لعل گون سے بوسے کا مزہ آتا ہے - ایک جام روح کو وجد مین لاتا ہے - لطف زندگانی اسی سے ہے - لطف جوانی ہے تو یہ ہے -

خوش شد اگر مرد شہنشہ سلامت باشد		خشت زر که در آگرد جوان پیر شود

امام الدین - خداوندا اسکا لطف یہ ہے کہ گلزار سرسبز ہو بہار ہو - اور زنگار گلعذار ہو - ساقی نوش لب ہو - اور بنت العنب ہو - مینہ جھم جھم برسے زاہد خشک بھی رندون کی بدمستیان دیکھکر ترسے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سنسن چلتی ہو - لب بینا سے قلقل کی صدا نکلتی ہو - مہوشون اور خوش گلو ارباب نشاط کی نازک آوازین ہون اور مطرب خوش نوا کی ناخن بازی آتش عیش کو اور بھی بھڑکاتی صوفی صافی آب آتش خواص سے طہارت کرنے آتے ہون - دل لگیان ہون پیر و برہمن ہمسایہ ہون - دنیا سے الگ تھلگ بستر جما ہین - رندون کے جھمگھٹے ہون - ملّا و فقیہ (قل اعوذیے) آنے نہ پائین - گلبدن غنچہ دہن معشوق بھر بھر کے جام پلائین - فکر قریب پھٹکنے نہ پائے - جنگل مین الو ہو جائے -

زان می خورم شراب کہ بیہوشی آورد ۔ زانچہ غیر اوست فراموشی آورد

روشن علی - خداوندا کلام مین اسوقت نشے وشے مین نہین ہون کچھ -

امام الدین - ہان ہان معلوم ہے - بس چپکے پڑے رہو غل نہ مچاؤ -

روشن علی - غل کیسا - چپ سور - غول! غول!!! اٹھون پھر -

نواب - اخاہ یہ تو بلوہ کرنے پر آمادہ ہین جی - خدا خیر کرے -

روشن علی - ساقی حاجیش سرو وگل ولاله ---- (اُٹھکر) خدا وند ہوت!
امام الدین - روشن علی - بس لیٹ رہو (چپکے سے) بھائی کیون نکلوانے
کی فکر مین ہو - للہ بس لیٹ رہو چپکے سے ورنہ راز افشا ہو جائیگا -
روشن علی - (اُٹھکر اور گرکے) کیون بے گرا دیا ہمین - بھلا حضور ہم ہم
سمجھے ہم - کیا سمجھے اجی ہم کچھ صاحب نشے (نشے) مین تھوڑا ہی ہین -
نواب - ہان ہان کبھی نشے مین نہین ہو - کہتا کون ہی کہ نشے مین ہو -
امام الدین - میان روشن علی واسطے خدا کے ہلڑ نہ مچاؤ -
روشن علی - نواب کہان ہی - کدھر چھپ رہا -
امام الدین - کچھ خیر ہی - تم تو مین دیکھتا ہون جامے ہی سے گذرے جاتے ہو جیا
روشن علی - تو کیا ہم کچھ کوچھ - کیا نشے مین تھے - کیا تھے -
نواب - توبہ توبہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی -
اتنے مین میان روشن علی کا خدمتگار آیا - تہور سے کہا کہ میان سے
کہو وہ آپکا آدمی کرم علی حاضر ہی - آم گھر پر سے آیا - کہیے ہٹون کہیے جا جاؤن
تہور (دروازے پر جاکر) شیخ جی - شیخ جی شیخ جی - صاحب دروازہ کھولیے -

میر گلباز - کون ہی -
تہور - حضور مین ہون تہور -
امام الدین - کیا یہان آؤ گے - کام بتاؤ - کچھ کہنا ہی -
تہور - جی میان روشن علی کا آدمی گھر سے آیا ہی - کرم علی -
روشن علی - بلاؤ سامنے - ادھر بلاؤ ہمارے روبرو - آیا کہ مر گیا -
امام الدین - تہور آنے دو بھئی مگر خبردار اور کوئی نہ آنے پائے -
تہور - نہین حضور کیا مجال - (کرم علی سے) چلو جی بلاتے ہین تمھین
میر گلباز نے دروازہ کھولا - مگر ایک ہی پٹ اور تہور کے کان مین چپکے
سے کہا کہ یہان شراب لنڈھائی جاتی ہی دور چل رہا ہی - خبردار کسیکو

کانون کان خبر ہونے پائے سمجھے اور میان یہان سب کے سب شراب پی رہے ہین۔ جام پر جام ۔ چسکی پر چسکی۔ سب مست ہین مگر کوئی سننے نہ پائے۔ اتنا خیال رکھنا۔ مہتو رنے کہا (اجی ہان مین جانتا ہون) مین نے ہی تو بوتلین اٹھا اٹھا کے رکھی تھین مجھسے آپ کیا کہتے ہین۔ میر گلباز نے نشے کی ترنگ مین پھر کہا کہ میان مہتو ر یہان ہم لوگ دروازہ بند کر کے برانڈی کی چسکی لگا رہے ہین۔ تم کسی سے کہہ دوگے تو نہین۔

مہتو ر سمجھا کہ یہان سب کو کچھ گھڑے کی چڑھی ہے مسکرا کر خاموش ہو رہا۔ مگر میر گلباز نے اُسکے کان مین پھر یون کہا۔

میر گلباز۔ یار ہے آج اسوقت ابھی ابھی یہان ولایتی عرق انگور کا دور چل رہا ہے ارے جسکو تم نیچ قوم کے لوگ شراب کہتے ہو۔ وہ سب پی رہے ہین۔ مگر تمکو راز دان کیا۔ کسی سے کہنا نہ سننا۔ بس ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ اور جو کہا تو کم ظرفی۔

مہتو ر۔ اب آپ چپکے سے اندر ہی بیٹھ رہین۔ باہر نہ نکلیے گا۔

میر گلباز۔ تم سمجھے نہین ہمنے کیا کہا۔ بھئی ہم کہتے ہین کہ ہم سب شراب لنڈھا رہے ہین۔

مہتو ر۔ (ہنسکر) مین خوب سمجھا۔ مگر آپ گھڑی گھڑی دہراتے کیون ہین۔

میر گلباز۔ اچھا بتاؤ تم کیا سمجھے۔ جو سمجھے ہو وہ بتاؤ ہمین کہ یہ سمجھے۔

مہتو ر۔ آپنے کہا کہ کمرے کے دروازے بند کر کے سب شراب پی رہے ہین

میر گلباز۔ کبھی نہین۔ کبھی نہین۔ ہمنے یہ نہین کہا۔ ہمنے یہ کہا کہ اسوقت یہان شراب اُڑ رہی ہے۔

مہتو ر۔ (پھر ہنسکر)۔ ہان اب سمجھ گیا بس۔

کرم علی۔ ذرا ہمکو میان سے ملنے دیجیے۔

امام الدین۔ ارے میان گلباز۔ کیا باتین کر رہے ہو آہستہ آہستہ مہتو ر سے

بھور- حضور وہ کرم علی کھڑا ہی بھیج دون-
امام الدین- ہان بھیج دو- اُس سے چھ پردہ تھوڑا ہی ہی- وہ تو راز دان ہی
کرم علی- (کمرے مین جاکر) کیا سوتے ہین میان یا پی بہت گئے-
آپ لوگ انکو زیادہ نہ دیا کیجیے-
امام الدین- کچھ پوچھو نہ بھئی یہ پی تو ہارے ہو کے بہت جاتے ہین
مگر پھر اپنے آپے مین نہین رہتے-
کرم علی- میان- میان- مین حاضر ہون-
روشن علی- (اُٹھکر) ابے پاجی تو یہان کہان- ہائین ابے تو یہان
کہان- بولتا ہی کہ دون ایک-
کرم علی- اجی آپ نے بلایا تھا کہ نہین-
روشن علی- تو ہمنے نواب صاحب کے ہان بلایا تھا کہ یہان بلایا تھا-
یہان کیون آیا تو ہمنے تو نواب سکے ہان آنے کو کہا تھا- تو یہان کیون آیا
پاجی یہان آیا کیون-
کرم علی- حضور نواب صاحب ہی کا تو مکان ہی یا کسی اور کا-
روشن علی- (چانٹا لگاکر) لے اور لیگا- اور دون- (ایک اور دھپ
لگاکر) حرامزادے یہان کیون آیا ہمنے تو نواب صاحب کے مکان پر بلایا تھا-
امام الدین- بیٹھو بیٹھو- از براے خدا بلوہ نہ مچاؤ- بھائی نواب صاحب کی
ڈیوڑھی پر بلایا تھا نہ تمنے- پھر نواب صاحب ہی کی تو کوٹھی ہی یہ- یہین تو
وہ بھی آیا- پھر اُسکو جو تمنے بے وجہ چانٹا لگایا تو یہ نشے کی حرکت تھی یا نہین
اور اوپر سے کہتے ہو کہ مجھے نشہ نہین ہی- ہوش کی باتین یہی ہین کہ چانٹا
دے بیٹھے- اور بے سبب بے قصور-
روشن علی- (آہستہ سے) بھائی جان- ہمارا حکم تھا کہ نواب صاحب کے ہان
آنا اسنے عدول حکمی کی یا نہین-

امام الدین۔ تم اسوقت کہان بیٹھے ہو۔
روشن علی۔ سنولیا ساقن کی دکان پر اور کہان بیٹھے ہین۔
اس فقرے پر نواب نامدار اور تھوڑ خدمتگار۔ اور کرم علی اور پیر گلبانو چارون کو بے اختیار ہنسی آئی۔
نواب۔ یہ سنولیا ساقن کی دکان نہین ہی حضرت یہ خاکسار کا جھونپڑا ہی۔
روشن علی۔ (چونک کر) ہان! دیکھون تو۔ واہ۔ کہین ہو نہ آپکا مکان۔ آپ کا مکان ہوتا تو چھوٹے نواب صاحب نہ ہوتے یہان۔ ہم کیا کچھ اندھے ہین یا نشے مین ہین۔
امام الدین۔ اور باتین کس سے کر رہے ہو (نواب کی طرف اشارہ کر کے) یہ کون ہین۔
روشن علی۔ یہ سنولیا ساقن کے بھائی ہین چھیٹن۔ اسپر پھر قہقہہ پڑا۔ اور نواب صاحب کسیقدر جھیپے کہ مردک نے ساقن کا بھائی بنایا۔
روشن علی۔ ارے! یہ تو ہمارے حضور ہین۔
راوی۔ جی ہان یہ وہی ہین جنکو سنولیا ساقن کا بھائی بناتے تھے آپ۔ بارے خیر اتنی دیر بعد آپ کو ہوش آیا۔
نواب۔ پھر تمنے بے قصور کرم علی بیچارے کو کیون پیٹا بھلا۔
روشن علی۔ کون کرم علی۔ ہمارا نوکر۔ وہ اسوقت یہان کہان ہی۔
امام الدین۔ یہ کیا کھڑا ہی۔ آنکھین کھول کر دیکھو وہی ہی یا کوئی اور۔
روشن علی۔ ہان واللہ خوب بتایا۔ کرم علی ہی سچ مچ جیسے کرم علی ہی ہی۔
نواب۔ (قہقہہ لگا کر) سچ مچ جیسے کرم علی کی ایک ہی کہی۔ اسکو تمنے اسوقت بے خطا مارا کچھ یاد ہی۔؟
روشن علی۔ بھئیا کرم علی کیا تمکو ہمنے پیٹا تھا اسوقت۔ سچ کہنا دیکھو لگی لپٹی کی سند نہین۔

کرم علی۔ کھوپڑی بھنّا گئی آپ کے نزدیک ل لگی ہو۔

روشن علی۔ ہان! کھوپڑی بھنّا گئی۔ توبہ توبہ۔ اچھا تو پھر تو ہم کہیں وہ کرد (اپنے سر سے ٹوپی اتار کر) تمھین قسم ہو ہمارے باپ کی۔ تم بھی زنّاٹے سے ایک دھپ لگاؤ۔ چوکنا نہین۔

کرم علی۔ واہ۔ آپ کا نمک کھاتے ہین۔ یہ کیا بات۔ آپ چاہیے اور دو ایک چپتین لگالین۔

روشن علی۔ (ہاتھ جوڑ کر) بھائی تمھین ہمارے نمک ہی کی قسم ایک دھپ تو ضرور لگاؤ۔

امام الدین۔ کچھ خیر ہو خدمتگار سے کہتے ہو کہ دھپ لگا۔ لیٹ رہو لیٹ رہو

روشن علی۔ کبھی نہین۔ کرم علی تم ہمارا حکم نہ مانو گے۔ ہمین ہو قت پیٹھ پر زور سے دھول جماؤ۔

نواب۔ روشن علی اسوقت کہان ہو تم۔

روشن علی۔ (جھومتے ہوے) ہین کہان۔ جہان تم وہان ہم۔

نواب۔ ہم اور تم کہان ہین۔

روشن علی۔ ہم تم دونون سنولیا کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔ دمون کی خیر رہے۔ الٰہی دمون کی خیر۔

امام الدین۔ اُف۔ بہت نشہ چڑھ گیا۔

نواب۔ بالکل غین ہو جی۔ ذرا ہوش نہین۔

روشن علی۔ کیا مجال۔ ہم نشے مین نہین ہو۔ ہم ہوش کی باتین کرتا ہی چرس کے ایک دم مین ہم نشہ نہین ہوتا۔ تم کس مافق (موافق) بات زبان سے نکالتا ہو۔ ولی ہم بول دیا صاف صاف۔

لالہ حسین بخش بھی غین پڑے ہوئے تھے۔ مگر یہ چہ میگویان سنتے ہی کلبلا کے اُٹھ بیٹھے۔

لالہ حسین بخش - ارے سیو دنوا (شیو دین انکے کمار کا نام تھا) او سیو دنوا ارے بولت ناہین - مر گوا سسر - جمہائی مارے پڑا ہی -

امام الدین خان کو جو دل لگی سوجھی تو حضرت نے آواز بنا کر شیو دین کی طرف سے یون جواب دیا - کہو لالہ کا کہت ہو ابہین تنک آنکھ لگی اور جگا دیہو - کاؤ کہی ناگ مان دم آئے گوا - سے لے اب حاضر ہون کچھ کہیو -

لالہ - ارے سسرال مان جائے کے ہمری خوشدامن سے سندیسا کہو - کہ للا کی والدہ شریفہ کا بر سبیل استعجال پٹھے دین - یہی ساعت لے آو تنک توقف ہوئی تو فرقدان پر پایک (ایک) بال نہ بچرائی دہے - سینوکہ ناہین گوش ہوش سے سنو -

نواب نے ہنسی کو بہت ضبط کیا مگر پھر بھی نہ رک سکی - امام الدین خان مارے ہنسی کے لوٹنے لگے - اور میر گلباز بھی مسکرائے - بہورا اور کرم علی باہر چلے گئے اور دروازہ بدستور بند ہو گیا -

امام الدین - (آواز بگاڑ کر) لالہ کھسدامن کہکا کہت ہین ہو -

لالہ حسین بخش - ارے سسر تین جاہل ہی رہا - کہت رہا ہون کہ تمھوں کی منطق پڑھائے نہ مانس - کھسدامن ناہین خوشدامن - بڑے نخرے سے سسری کا پارسی مان کہت ہین -

امام الدین - (پھر آواز بدلکر) لالہ تم تو جائے کے اپنی کبیلا کا بلائے لاؤ اور ہم جائے کے اپنی مہرارو کا لے آئی - سمجھو سسر سمجھتے ناہین اس جہلی ہی -

لالہ - (بھونی سنبھال کر) کاہے رے سارے یہ سسر تین کس کا بنایس ہی - ؟ -

امام الدین - لالہ تم کا ناہین کہت ہون -

لالہ - پھر کہنکی شان شریف مان یو کلمات سخت و ناملائم زبان سے نکالس ہے -

امام الدین - لالہ تم کا ناہین کہیون - تمھرے باپ کا کہیون -

لالہ - ہان وہ سارکا کہیو۔ ہم کا کہیو تو قلمدان قرقدان پر کھینچ مرہون کہ وندان وہ وہی (۳۲) حلق مان گھس جاہی۔ ارے سیو نواتنک دارو اور پلاے دے -

امام الدین - دارو اب نہ پیو۔ ناہین اللہ کا پاوا بگڑ لاگوگے

لالہ - یہ جون اس تمازت شمس ہر کہ بس کچھ نہ پوچھو بھائی سنے جالی علیوازو زعفن بعینہ چھوڑت ہی۔ تنک بادکش تو دست سیمین سے ڈلاو - للاکی مہتاری

امام الدین - (عورت کی آواز بناکر) واہ ادر سنو ہم کا کچھ بارن ہین انکا کرہی لاگت ہی پنکھا ڈلاو - ڈلاے جکی مہترے ہاتھ ناہین ہین -

لالہ - للاکی مہتارو - وہ - توبہ توبہ مہتارو مہتاری تم ہمیں (غمزے) بھل کرت ہو - خدا اب ذرا ذرا دون مین کالی پرت جات ہو -

امام الدین - (آہستہ سے) خداوند یہ تو بڑہو گئے -

نواب - اُف یار مارے ہنسی کے برا حال ہی کبھی سیٹھ جی کو تو بلاو - کل سے ملاقات نہین ہوئی -

خدمتگار - سرکار وہ گانون گئے ہین کل آینگے -

میر گلباز - حضور اسوقت یہان سب نے شراب پی ہی -

نواب - این ایک شد دو شد -

امام الدین - من چہ فش ام برادر فلان من بسیار فش ست -

میر گلباز - خداوند نقل نہ سمجھے آپ - مگر سنو - (بہت آہستہ سے) قسم قران کی یہان سب پیے ہوے ہین -

نواب - سچ کہو - تم پیے ہوے ہوگے - ہمنے تو نہین پی وہی -

میر گلباز - (آگے کھسک کر) خداوند حضور نے بھی پی ہی -

نواب - اجی خدا خدا کرو -

میر گلباز - (اور آگے بڑہکر) قسم قران کی آپ نے برانڈی پی ہی -

نواب - واسطے خدا کے جھوٹی قسم تو نہ کھاؤ۔

میر گلباز - (اور کھسک کر) حضور کے قدمون کی قسم مین نے اور آپ نے اور ان دونون نے اور ستھو رنے۔ منہین ستھو رنے نہین۔ سب نے پی ہی۔ اور یہ دیکھ لیجئے بوتل ہی سامنے رکھی ہو۔

نواب - واہ یہ تو سرکے کی بوتل ہی جی۔

میر گلباز - (اور آگے کھسک کر) اچھا سونگھیے (بوتل اٹھا کر سونگھیے حضور)

نواب - اب خدا کے لیے بس آگے تو نہ کھسکتے آیئے۔ تمکو بھی نشہ چڑھ گیا۔

میر گلباز - (پیچھے ہٹکر) کیا طاقت خداوند۔ غلام نشے وشے مین نہین ہی۔

امام الدین - مرد خدا یہ حرکت نشے ہی کی ہی یا کچھ اور کہ آگے کھسکتے کھسکتے کملے تک پہونچے اور بار بار کہتے جاتے ہو کہ یہان اسوقت سب پیے ہین کون نہین جانتا کہ سب پیے ہین۔ مگر اتنا ہوش ہی حضور کہ ستھو رنے نہین پی یہی غنیمت ہی۔ میان گلباز کا نمبر ان دونون سے کم ہی یہ تو بالکل ہوش مین

نواب - واللہ مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہی کہ تڑ سے ایک چانٹا جمایا کہ نواب نے ہان بلایا تھا وہان کیون نہ آیا یہان کیون آیا۔ اُف - اچھا لطیفہ ہی اپنے حساب سنو لیا ساقن کے ہان موجین سلے رہے تھے۔

امام الدین - جی ہان اور لالہ کی باتین بھی یاد رکھنے کے قابل ہین۔

ستھو را (دروازے کے پاس آن کر) حضور ذرہی آہستہ باتین کیجیے۔ ظہورن دو تین دفعہ آچکی ہی۔

نواب سمجھے لڑہ لینے آتی ہی۔ صلاح ہو تو ذرہی گھر ہو آؤن۔

امام الدین - نا صاحب کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا معاً چھوٹی بیگم صاحب بھاپ لینگی۔ مانا کہ حضور نشے مین نہین ہین۔ مگر اس کمبخت برانڈی کی خوشبو گل کی طرح مہکتی ہو۔

نواب - ہمین نہین معلوم ہوتی۔

امام الدین - بس گئی نہ اب ہمین اور آپ کو کیا معلوم ہوگی - کوئی باہر والا آئے تو اُسے برابر لپٹین آئین -

نواب - اچھا - تم اُرسے کہو کہ چھوٹے حضور گلوریان مانگتے ہین تو رکھ دے کہ اندر سے گلوریان بنکر آئین جسمین انھین یہ خیال نہو کہ کہین گئے ہین

امام الدین - بہت خوب - مگر نئی بات ہوگی - حضور سوچ لین ذرا ایسا نہو خواہ مخواہ شک گذرے - ہو کہ نہین - کیونکہ آج تک حضور گلوریان کبھی گھر سے بنکے آئین نہین - پس خواہ مخواہ شک ہوگا کہ کہین منگوائین اور خدا و ند ہزار باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ حضور کی ڈاڑھی مین تنکا - اگر اسوقت بادہ گلگون کا شغل نہوتا تو یہ خیال کبھی نہ جاتا مگر وہی حضور کی ڈاڑھی مین تنکا ہو وقت جانے دیجیے

لالہ حسین بخش - (چونک کر) ارے کوئی ہے تنکا للا کی مہارو کا پیچھے دیو -

امام الدین - للا کا ابھی بیاہ تو ہوا ہی نہین مہارو کہان سے آئی -

لالہ - مہارو ناہین ارے ہمری مہارو قبیلہ للا کی مہتاری کا کہت ہی -

امام الدین مسکرائے اور نواب صاحب نے بے اختیار کئی بار قہقہہ لگایا -

روشن علی -	بہار گائیو مطرب جہان گلستان ہے پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہے	

نواب - سوجھنے لگی دور کی -

روشن علی	لپٹ لپٹ کے مزے خوب بادہ کش لوٹین کہ شاخ تاک لپٹنے مین عشق پیچان ہے	

امام الدین　اسوقت تو میان روشن علی ہوش کی سی باتین کر رہے ہین

روشن علی	بجائے بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستان ہے	

نواب - کہو اب ہوش آیا - یا ابھی سنو لیا ساقن ہی کی دکان پہ دم لگا رہے

امام الدین - اب ساقن کو چھوڑا ساقی کی طرف چلے -

روشن علی	بے زبان کہتا ہو کوئی کوئی بیہوش مجھے باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے	

میر گلباز - حضور بے کباب کے شراب کا مزہ نہین -

نواب - اتنی دیر مین ایک ہی بات تو ہوش کی کہی تمنے

امام الدین - لاحول ولاقوۃ مجھے بھی کچھ خیال نرہا واقعی کباب کے بغیر لطف نہین

نواب - غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی کو بلائے -

امام الدین - بہتر خوب حضور (دروازہ کھولکر) تہور غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی سے جاکر کہے کہ حضور یاد فرماتے ہین - ابھی حاضر ہو -

تہور - غلام دستگیر کو تو مین نے ٹہلادیا اور اسوقت باورچی کو یہان نہ بلوائیے جو کہیے حکم دے دیا جائے -

امام الدین - (ٹھٹھک کر) شاباش کیا بات کہی ہے اچھا تم بس اتنا کہدو کہ کوئی سیر بھر قیمہ منگوا کر دو طرح کے کباب پکائے - مگر جلد تیلی پر سے ہو جائے لیکن استاد اچھے ہون - یا کہو تو نواب صاحب سے حکم دلوادون

تہور - حضور آپ تو اول نمبر کے مصاحب ہین - ابھی بچی تو جاکے کھڑکھڑاتا ہون - اسی دم پکوائے لاتا ہون - یہ کیا بات - جیسا آپ کا حکم ویسا چھوٹے حضور کا حکم -

امام الدین - ارے میان ہم تم دونون اسی سرکار کا نمک کھاتے ہین

تہور - مین ابھی پکوائے لاتا ہون - مگر شیخ جی کسی وقت حضور کی چوری سے ہمین بھی ایک چلو پلوادیجیے گا -

امام الدین - (بہت خوش ہوکر) اوہ یہ کہیے - اچھا تمکو بھی دینگے مجھے تو تمسے خوف تھا کہ مبادا پردہ فاش کردو اب تسکین ہوئی - لے کباب تو پکوالاؤ جھٹ پٹ -

تہور - (باورچی خانے مین جاکر) آج تمھارا امتحان ہے - اسیوقت

دم کے دم مین سیر بھر قیمہ خوب باریک کٹا ہوا منگواؤ اور دو طرح کے کباب تیار ہو
باورچی۔ اچھا! لیکن مانگتا کون ہی۔
ٹھوٹر۔ چھوٹے حضور کا حکم ہی لیکن یار جلدی کرو اب دیر نہ لگاؤ نہین تو
خفا ہونگے بڑی تاکید کی ہی۔
باورچی۔ اچھا نمک بھیجے دیتا ہون ایک کنکری ڈال کے گوشت دیگا۔
غلام دستگیر ہم بتائین۔ حاجی صاحب کے ہان پڑوس مین آج کئی من
سالن کٹا ہی کئی بکرے حلال ہوے ہین جاکے دو طرح کے کباب آدھ آدھ سیر
اُنکے ہان سے لے آؤ اُنکا باورچی تو تمھارا بھانجا ہی دو نہین ضرورت کے
وقت چپکے سے لیجائے۔ ہان حاجی صاحب کو نہ معلوم ہونے پائے۔
باورچی۔ خوب سوچے۔ اچھا جاتا ہون۔
باورچی جاکر حاجی صاحب کے باورچی سے جو اسکا بھانجا تھا آدھ سیر
گرما گرم شامی کباب نہایت خوب پکے ہوئے اور کسیقدر دوپیازہ لے آیا
اور تھوڑی دیر کے بعد میان ٹھوٹر خدمتگار کو دے آیا۔
باورچی۔ لو لے آیا اب انعام دلواؤ داروغہ جی۔
ٹھوٹر۔ داروغہ امام الدین خان ہین ہم تو خدمتدار ہین اچھا تو جاؤ
انام (انعام) دلوائینگے۔
باورچی۔ جیتے رہو۔ مین نے دوپیازہ چکھا تھا بھئی واللہ خوب پکا ہی
ٹھوٹر۔ (دروازے کے پاس جاکر) کباب لایا ہون۔
نواب۔ ایَن اتنی جلد۔ سچ مچ ہتیلی پر سرسون ہی جما لائے۔
امام الدین۔ لائو۔ اخاہ۔ یہ تو کئی چیزین ہین بھئی۔ واہ میان واہ
اسوقت انعام کا کام کیا۔
نواب۔ ٹھوٹر کو دو روپے اور باورچی کو چار روپے دیے جائین۔
ٹھوٹر۔ خدا حضور کو سلامت رکھے۔

امام الدین۔ غنیمت جانو اس سرکار کو بے مانگے انعام ملتا ہو حق تعالے حضور کو قیامت تک شاد و بامراد رکھے کیا ہم ہو خدا کی قسم الٰہی ایسی ہی توفیق خیر بیر رئیسون کو عطا کرے۔

میر گلباز اور امام الدین خان اور تہور تیمون نے ملکر نواب گردون بارگاہ اقتدار کو دعائین دین۔ نواب نے ہاتھ بڑھایا اور ایک کباب کھایا۔ میر گلباز نے بھی خوب ہاتھ لگائے اور امام الدین خان نے بھی کئی کباب کھائے۔

امام الدین۔ حضور بے خور کے اسکا لطف نہین حکم ہو تو گلاس بنا تھوڑی سی دون۔

نواب۔ بھئی ہو تو ایسا ہی مگر کہین ہم بھی ان دونون کی طرح بیہوش نہ ہوجاون

میر گلباز۔ نہین خداوندا ایک گلاس کچھ بہت تھوڑا ہی ہو۔

نواب۔ اچھا پہلے آدھا گلاس دو۔

امام الدین۔ بہت خوب یون ہی سہی۔

امام الدین نے ایپانا کا آدھا گلاس اپنے آقاے نامدار کو دیا اور لمونیڈ کی پوری بوتل اسمین انڈیل دی۔ اور من سرب کے کوئی تیس چالیس تودے ملا کر ایک بہت بڑا ٹکڑا برف کا ڈال دیا۔

امام الدین۔ لے حضور اب نوش جان فرمائین۔

نواب۔ کیون میر صاحب اجازت ہی۔

میر گلباز۔ بسم اللہ بسم اللہ۔

نواب۔ قسمیہ لگا کر آج تک جو ہمکو یہ معلوم بھی ہو کہ شراب اسقدر شیرین ہوتی ہے۔

ساقی ار بادہ ازین دست بجام اندازد ۔۔۔ عارفان را ہمہ در شرب مدام اندازد
بادہ با محتسب شہر ننوشی حافظ ۔۔۔ کہ خورد بادہ ات و سنگ بجام اندازد

امام الدین - (برانڈی کا پورا گلاس پی کر) - ع

گلبن عیش میدمد ساقی گلعذار کو	بادِ بہار میوزد بادۂ خوشگوار کو

لالہ - (آنکھیں کھولکر) یہ کون گاتا تھا واہ کیا اچھی ٹھمری ہی - اوہو ہو ہو
امام الدین - ٹھمری کی ایک ہی کہی - مانتا ہون -
روشن علی - (اُٹھکر) ذرا باہر جائینگے ہم - ابھی جاتا ہون خداوندا اور ابھی آتا ہون خداوندا -
نواب - معاذ اللہ ارے میان خداوند کہو خداوندا نہ کہو -
روشن علی - (بیٹھکر) - ع

یارو خطا معاف کرو مین نشے مین ہون	شیشے مین مے ہی مے مین نشہ ہی نشے مین ہون

بھاگ منیا گندی گندی تیرا ڈیرا کہان (چٹکی بجاکر) ارے بھنگ منیا گندی گندی تیرا ڈیرا کہان ہی (تالیان بجاکر) گوریانے مارا برہ بان گوریانے مارا برہ بان
لالہ - اوہو ہو ہو ہو ہو -
روشن علی - سنو لیا ذری ایک تان تو لگا دُو دموں کی خیر دموں کی خیر
میر گلبازہ - (آہستہ سے) پیر و مرشد غلام ناک بدتا ہو قسم خدا سے شریف کی یہ اسوقت پیے ہوے ہی -
نواب نے زور سے قہقہہ لگایا - اور امام الدین بھی خوب ہی ہنسے -
نواب - خدا سے شریف یہ جملہ سنا آپ نے -
امام الدین - جی ہان خداوند - اور واللہ کس مزے سے آپ فرماتے ہین کہ یہ اسوقت پیے ہوے ہی - گویا کسیکو معلوم ہی نہین اور کان مین کہتے ہین چپکے سے جسمین کوئی سن نہ لے واللہ عجب دل لگی ہی (کباب کھاکر) حضور دو پیازہ تو نوش فرمائین - میر صاحب آپ نے تو ہاتھ ہی کھینچ لیا لِلّٰہ واسطے خدا کے چپکے سے کھائیے گا - ہان ایسا نہو کہ دلی یا لندشان مین کوئی سن پائے تو پھر غضب ہی ہو جائے -

نواب — (مسکرا کر) ہو تو سعادت ملنے کی بات۔ مگر یار بہت آہستہ آہستہ کھاؤ۔

امام الدین — اُف۔ واللہ بچھڑ کا دیا۔

میر گلباز۔ (آہستہ سے) خوب بکے ہین۔ حضور ہاتھ کاٹ لے باورچی کے

نواب۔ اَین! معقول! تعریف کرنے پر آئے تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالے بیچارے کے

امام الدین — میر گلباز نے اسوقت وہ چوٹی کی بات کہی کہ جی چاہتا ہی انکی زبان کاٹ ڈالون۔

نواب — سبحان اللہ۔ واللہ اچھا جواب ترکی بہ ترکی فرمایا۔

منور۔ (دروازے کے پاس آ کر) شیخ جی۔ حضور ایک بھڈری آیا ہی کہتا ہی چھوٹے نواب کے سالے نے رحیم آباد سے حضور کے پاس بھیجا ہی کیا حکم ہوتا ہی۔ بھیجون یا کہون کل آؤ۔

امام الدین — خداوند آنے دیجیے دو گھڑی دل لگی ہوگی۔ دیکھیے تو کیسے اینڈے بینڈے سوال کرتا ہون کہ بوکھی وکھی بغل مین دبا کے بھاگے ہی بن پڑے۔ مگر باہر بٹھائیے۔ چق کے اُدھر۔

بھڈری۔ سلام ہجور سلام ہجور۔

امام الدین — بندگی بڑے بھائی۔

لالہ حسین بخش — (کر دٹ بدلکر) تیرے بھائی کو آگ لگائی کھوللا کی مہتائی بھی آئی یا نہین آئی۔

نواب — امام الدین۔ اب کی غل مچائیے نہ تو پیٹ چلو۔

امام الدین — حضور اس بھڈری کی طرف تخاطب ہون اسکو بکنے دیجیے

نواب (امام الدین خان کے کان مین) اس سے پوچھو کہ ظہورن سے جو ہمنے کہا ہو اُسکا وہ کیا جواب دیگی۔

امام الدین (مسکرا کر) واہ حضور۔ ہمسے تو ذکر بھی نہ کیا آپ نے۔ یہ اندر ہی اندر ہنڈیا پک رہی ہو۔

نواب - تمسے کہا تو تھا کہ ایک معاملے مین پیروی کرنی پڑیگی-
امام الدین - یاد آیا - یہ کہیے - مال تو اچھا ہو حضور -
نواب - نکاح ہو تو لطف ہو - اچھا مہراج سے پوچھو تو -
امام الدین - مہراج بتاؤ حضور دریافت کرتے ہین کہ ہمارا مطلب کب حاصل ہوگا
پھڈ ڈرمی - (تھوڑی دیر پوتھی کے ورق اُلٹ کر او جھوٹ موٹ کچھ
بڑبڑا کر) پرمیشر چاہے تو آج کے آٹھوین دن چاندی سے بھینٹ ہو - یہی
حکم آوت ہی - چاہے لکھ رکھو -
نواب - واہی سا ہی - سوال دیگر جواب دیگر - کہین کھیت کی سنین کھلیان کی -
امام الدین - حضور وہ جواب دیا ہو کہ واہ جی واہ -
نواب - اجی جاؤ بھی چاندی سونے سے ہمارے سوال کو کیا تعلق ہو
بھلا - فرمایئے -
امام الدین - خداوند چاندی کو فارسی مین سیم کہتے ہین کہ نہین - اور
ظہور [illegible] سیم بدن ہو یا نہین کہیے ہان - پھر بتا تو دیا بیچارے نے کہ آٹھوین
دن سیم بدن ملے - اب اور کیا صاف صاف چاہتے ہین حضور -
نواب - واہ واہ - شاباش امام الدین شاباش - واللہ تم تو چھپے رستم نکلے
میر گلباز - (بہت ہی چپکے سے) عمل یہان بہت مچتا ہو - مگر ہم کہے دیتے ہین
کہ سب کے سب پیے ہین -
امام الدین - حضور یہ قاعدہ ہو کہ جو دھن سمائی وہ سمائی - بس انکو یہی
دھن ہو کہ سب پیے ہین - یہ جھے انکار کون کرتا ہو - مگر یہ پوچھے کس سے -
دس پانچ منٹ کے بعد ایک ہانک ضرور لگا دینگے کہ حضور سب کے سب پیے
ہوے ہین - اسکا علاج کیا ہو - مگر شکر ہو کہ بگڑ نہین مچاتے - یہ اچھی سوجھی کہ
آہستہ آہستہ بولو - یہان تک غنیمت ہو -
میر گلباز - تو کیا مین جھوٹ کہتا ہون کچھ - نشے مین سب نہین ہین تم ہو کچھ کچھ

امام الدین اور بڑے حضور اور حسین بخش اور روشن علی اور تہور نہین نہین تہور نہین۔ سب نے پی ہی۔

نواب۔ بڑے حضور نے بھی پی ہی؟

میر گلباز۔ ہمین نہین معلوم کہہ دیا سمجھا دیا کہ ذرا تحمل نہ چھوڑو۔ مانتے ہی نہین بڑے حضور نے کیا نہین پی ہی۔

امام الدین۔ مرد خدا بڑے حضور تو محلسرا مین ہین۔

میر گلباز۔ بڑے حضور کا کون ذکر کرتا ہو جی۔ چھوٹے حضور کو کہتا ہون مگر مین نشے مین نہین ہون۔

نواب۔ ہرگز نہین کہتا کون ہو کہ آپ نشے مین ہین کیا طاقت۔

تہور نے بھنڈری کو جھکے سے رخصت کر دیا۔ بھنڈری پھاٹک تک بھی نہین پہونچنے پایا کہ ایک گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی داخل ہوئی تہور کا رنگ فق ہو گیا کہ خدا خیر کرے ایک مصیبت کو ٹالا۔ تو دوسری سے مقابلہ ہوا۔ گاڑی پر سے ایک سبز پوش اترا اور تہور سے آنکر پوچھا کہ نواب صاحب ہین یا ہون تو کہہ دو میرزا محمد آغا صاحب تشریف لائے ہین۔

تہور۔ نواب صاحب تو کوئی آٹھ بجے سے سوار ہو گئے ہین۔ ابھی تک آئے نہین

سبز پوش۔ تو آتے ہونگے پھر آخر کھانا کھاکے تو گئے ہی ہونگے کچھ۔

تہور۔ کھانا تو کھا گئے ہین۔ اب وہ کوئی چار بجے آئینگے۔

سبز پوش۔ اللہ اللہ۔ تو ہم جاتے ہین کہدینا کہ محمد آغا صاحب تشریف لائے تھے۔

تہور۔ (سلام کرکے) بہت خوب۔ اطلاع کر دونگا۔

گاڑی واپس روانہ ہوئی۔ نواب اور امام الدین دروازے کے پاس کھڑے ہوکر تہور اور سبز پوش کی گفتگو سنتے تھے۔ کانپ رہے تھے کہ ایسا نہو کہین کمرے مین چلے آئین۔ تو قلعی کھل جائے اور شہر بھر مین نکو بنین کہ کل تک تو مولویت کی لیتے تھے۔ آج بادہ گسار ہو گئے۔ امام الدین الگ

دعا مانگ رہے تھے کہ یا خدا اس بلا کو دور کر۔ کہاں سے کمبخت مرے پیچھے ہماری جان کے دشمن اسوقت دھوپ مین آئے۔ بارے بخیر گذشت۔

مہتو ریہ خدمتگار تو ایک ہی خرانٹ تھا وہ بھرے دیئے کہ گاڑی واپس ہی کرا دی۔ ورنہ نواب صاحب کی عزت خاک مین مل جاتی۔

نواب۔ مہتو آج تمنے عزت رکھ لی۔

امام الدین۔ واللہ بڑا کام کیا۔ خدا کی قسم کارنمایان کیا۔ خداوند خدام با ادب انھین کو تو کہتے ہین۔ تجربہ کار آدمی۔ اسوقت تو ایسی بات بنائی کہ جی خوش ہو گیا۔

مہتو ریہ۔ ای حضور مین تو ہکا بکا ہو گیا تھا کہ اب کرون تو کیا کرون بڑی مشکل آپڑی تھی۔ بارے اللہ نے بچا دیا۔ وہ جو آپ سے بات کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ ہانڈی پیے ہوئے ہین۔ اللہ نے عزت رکھ لی۔

روشن علی۔ ارے میان یار وہ ایک آدھ کباب تو کھلواؤ۔ کتنے روکھے پھیکے لوگ ہو۔ شراب پلائی اور کباب ندارد۔

میر گلباز۔ ارے چپ ہلڑ مچاتا ہے جسمین زمانہ بھر تاڑ جائے۔ لاحول ولاقوۃ ای لاحول۔

امام الدین۔ تم اپنی تو کہو میر صاحب۔ اب کچھ سرور کم ہوا کہ نہین۔

میر گلباز۔ آہستہ آہستہ پوچھو تو جواب دون گلا پھاڑ پھاڑ کے مت چیخو۔

امام الدین۔ اچھا روشن علی کو ایک کباب تو دو۔

روشن علی۔ (اٹھکر) حضور اسوقت اتنا نشہ ہے کہ گرا پڑتا ہون۔

امام الدین۔ انکھڑیان بھی تو لال لال ہین جیسے خون کبوتر۔

نواب۔ اب یہ بتاؤ کہ بیہوش تو نہین ہو آپے مین ہو یا نہین۔

روشن علی۔ حضور اب ہوش ذرا ذرا آتا جاتا ہے حکم ہو تو ایک کباب غلام بھی کھالے۔

نواب۔ سنیے۔ حکم کی کیا ضرورت ہے۔ کھاؤ میان۔

روشن علی۔ اگر آپ کہا کرتا خداوند اب تو ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوئے۔ بیہوشی مین بھی ایک بات یاد رہی۔ پوچھیے وہ کیا تو کہ چلون حضور اسکی بڈھیا ڈھونڈھو البتہ قتل کروانے کے قابل ہی اور وہ تو خود قاتل ہو۔

امام الدین۔ کیا اے آئین۔ کیا خوب اور لش پر اپنے نزدیک ہوش کی باتین کر رہے ہین۔ خیر!

نواب۔ یہ تم نے کیا۔ اچھی بے تکی سنائی بڈھیا کون اور ڈھونڈھو کون تم ہو کہان ہ۔

امام الدین۔ یہ سنولیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔

روشن علی۔ اسکے کیا معنی۔ سنولیا کا یہان کیا ذکر تھا۔

امام الدین۔ تمھین کچھ ہوش بھی ہی۔

نواب۔ کرم علی کو تمنے چانٹا دیا تھا۔ یاد ہی۔

روشن علی۔ نہین حضور۔

نواب۔ اُس سے تمنے کہا کہ ابے ہمنے تو نواب کے ہان بلایا تھا تو یہان کیا کرنے آیا۔ بس اسی پر اُس بیچارے کو ایک چانٹا آپ دے بیٹھے اور بے وجہ اور بے قصور۔ تم اُسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے بنتے کسکی تھے۔

روشن علی۔ لعنت بکار شیطان۔

امام الدین۔ واللہ مارے ہنسی کے بُرا حال تھا۔ گھڑی گھڑی اُس سے کہین کہ بولا تھا نواب کے مکان پر جاؤ۔ تم سور یہان کسواسطے آیا۔ یہان تم آیا کیون۔ اسپر نواب صاحب نے پوچھا کہ تم اسوقت ہو کہان آپنے فرمایا ہین کہان۔ سنولیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔

روشن علی۔ لاحول ولا قوۃ۔ حضور کے سامنے آج کمال خفیف ہوا۔

نواب۔ اجی تمنے ہمکو کب چھوڑا۔ ہمکو بھی صلواتین سنائین۔

امام الدین۔ ہوش مین تو تھے نہین جو زبان پر آیا بک دیا۔

روشن علی۔ (نواب کے قدمون پر ٹوپی رکھکر) خداوند قصور معاف ہو غلام سے بیجا حرکتین ہوئین۔
نواب۔ (ٹوپی اُٹھاکر) اجی نہین اسکا کسکو خیال ہو۔ وہ وقت ہی اور تھا
روشن علی۔ نہین حضور زبان مبارک سے فرمادین کہ ہمنے معاف کیا تو میری تسلی ہو۔
نواب۔ اچھا ہمنے معاف کردیا۔
روشن علی۔ (استادہ ہوکر تین بار سلام کیا) جان مین جان آئی حضور
امام الدین۔ حضور تو اُسوقت ہنس رہے تھے۔
نواب۔ ہان جی ہمین جو ذرا بھی ملال ہوا ہو تو قسم لو۔
روشن علی۔ حضور رئیسون کو ایسا ہی لازم ہی۔
امام الدین۔ تم رنج کیون کرتے ہو آننا۔ ارے بھئی تم کچھ جان بوجھ کے تھوڑا ہی کہتے تھے۔
روشن علی۔ اسوقت عرق انفعال کے سیکڑون گھڑے ہمپر پڑ گئے۔ توبہ توبہ۔ لاحول ولاقوۃ۔
اتنے مین لالہ حسین بخش صاحب گُلبلاکر اُٹھے اور چلے تو دروازے کے دو شیشے چکنا چور کر ڈالے۔ امام الدین نے اُٹھکر ٹکڑے اُٹھائے اور حسین بخش کو ایک ڈانٹ بتائی کہ نامعقول کیا رسوا ے دہر کریگا سب کو۔ بیٹھے بٹھائے ٹھوکرین مار کے شیشے توڑ کے دھر دیے ایسے جامے سے گذر جاتے ہو۔ آپے ہی مین نہین رہے اپنے۔ حسین بخش لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے تو برانڈی کی بوتل لُڑھک گئی۔ فرش سب شرابور۔ میر گلباز اور روشن علی نے ملکر اُٹھایا۔ امام الدین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کمرے کے ایک کونے مین لیجا کر لٹایا۔
نواب۔ یہ تو بہت بے کیف ہین۔ انکا کچھ علاج کرنا چاہیے۔
امام الدین۔ نہین دیکھیے ہم ایک علاج کرتے ہین۔ ابھی ابھی زمین و

آسمان کا فرق ہو جائے۔
یہ کہکر امام الدین خان نے سوڈا کی ایک بوتل کھولی اور لالہ حسین بخش کے سر اور دماغ پر خوب زور سے بوتل کو اونچا کر کے تڑتڑا دیا۔ اسکے بعد سوڈا کی دوسری بوتل کھولی اور لالہ صاحب کو پلا دی۔ تھوڑی دیر مین پھر ایک بوتل پانی سر پر ڈالا کوئی آٹھ منٹ مین لالہ نے آنکھ کھولی اور کہا کہ سر مین انتہا سے زیادہ درد ہے۔ آنکھین نکلی پڑتی ہین اور پیاس کی کمال شدت ہے امام الدین نے اُسیوقت سوڈا کی ایک بوتل پھر کھولی اور برف ملا کر لالہ حسین بخش کو دی۔ اُنھون نے ٹھنڈا ٹھنڈا سوڈا جو پیا تو کسیقدر تسکین ہوئی۔ اور جان مین جان آئی۔ نواب صاحب نے پوچھا کہ اب کچھ تسکین ہے آہستہ سے بولے کہ جی ہان کچھ کچھ تسکین معلوم ہوتی چلی۔ پیاس کی اب وہ شدت نہین ہے آج ہم بڑے بڑے بچے۔

امام الدین۔ ابھی اک دو گھڑی مین خاصے بھلے چنگے ہو جاؤ گے۔ گھبراؤ نہین

میر گلباز۔ انھون نے تو ایسی کچھ پی بھی نہین تھی مگر اتفاق۔

امام الدین۔ نہین پی تو خوب۔ مگر برانڈی کے ساتھ سوڈا ملایا نہ لمونیڈ تو وہ کیا ہے عمر بھر ٹھرا پیا کیے۔ انکو برانڈی اور سوڈا سے کیا سروکار۔ خالی برانڈی پی اور پی کثرت کے ساتھ دماغ پر گرمی چڑھ گئی بس۔ لگے تنکے چننے یہی تو اسمین خرابی ہے جب پیے ترکیب کے ساتھ۔

نواب۔ تم بھی واللہ اسکے نقاد ہو۔ ہمیشہ کیل کانٹے سے درست رہتے ہو

امام الدین۔ اجی خداوند کیا جائے کسوقت کیا افتاد پڑے۔

نواب۔ ہماری تو رائے یہ ہے کہ پیے اعتدال کے ساتھ۔

میر گلباز۔ جی ہان اعتدال کو تو خدا نے عجب برکت بخشی ہے

نواب۔ بس دائرہ اعتدال سے قدم باہر رکھا۔ اور گیا گذرا آپ بھی کسیقدر تجاوز کر گئے تھے۔

میر گلباز۔ نہین حضور مین تو بیہوش نہ تھا۔
نواب۔ ہان صاحب ڈھونڈھ ڈھونڈھ والا فقرہ میان روشن علی نے بیان کیا۔
روشن علی۔ وہی حضور جب آپ نے ظہورن کا نام لیا تھا بس سمجھ جائیے
نواب۔ بڑے بدمعاش ہو۔ اور سب باتون کے لیے بیہوش تھے اُس بات کے لیے ہوش آگیا۔
روشن علی۔ (مسکرا کر) کبھی کبھی ہوش آجاتا تھا۔
تہور۔ (دروازے کے پاس سے) ذرا اتنا کم کیجیے بڑے حضور باہر تشریف لائے ہین۔
نواب۔ (دنگ ہو کر) ارے! ابا جان آگئے۔
امام الدین۔ اُف۔ غضب ہوا۔
میر گلباز۔ حضور دروازے نہ کھولیے گا۔ ہرگز ہرگز اتنا کہنا مانیے نہین غضب ہی ہو جائیگا۔
تہور۔ اس طرف نہین آتے اصطبل کی طرف تشریف لیگئے ہین۔ چھپے بیٹھے رہیے۔ مین بات بنا لونگا۔
نواب۔ سُن سے جان نکل گئی۔ آج سے توبہ کی کہ گھر پر ہرگز ہرگز نہ بیٹھینگے۔
امام الدین۔ حضور اسکا تو بس وہی لطف ہو کہ باغ مین مینہ برس رہا ہو جھولا پڑا ہو۔ ساقی سیم ساق و آئینہ زانو اور مطرب صافی مذاق و عنبر موہو اور دَور چل رہا ہو۔
روشن علی۔ اور کیا کمرے بند کر کے لطف مے نوشی نہین۔
نواب۔ آج کسی پر افشائے راز نہو تو ایک دن باغ بھی چلین۔
امام الدین۔ حضور افشائے راز کیونکر ہو سکتا ہی بھلا۔ کمرے مین آپ اور دروازہ بند اور تہور تعینات۔ پھر بھلا بھید کیونکر کھلیگا۔ بتائیے آپ مطمئن رہین۔ ایسی احتیاط کیجائے کہ بات پھوٹنے نہ پائے۔ اور اب یہ

لالہ حسین بخش اور روشن علی بھی ذرا ہی فرایا کریٹھے۔
نواب - بڑے حضور کیا کرتے ہین - اودھر آنیکا تو قصد نہین ہو۔
مشہور - کنکوے کے پیچ دیکھ رہے ہین۔
امام الدین - ہان اکثر بڑے حضور کو پتنگ کا شوق بہت ہو۔
نواب - اُف - کچھ ٹھکانا ہو - شوق سا شوق - جوانی مین اشرفی پیچ بدبدکے لڑائے ہین - مگر اب بجز یاد الٰہی دنیا ومافیہا سے واسطہ نہین۔
روشن علی - ایسا ہی چاہیے۔
امام الدین - بڑھاپے مین ہم بھی توبہ کر لینگے۔
نواب - واللہ بڑا احسان اللہ میان پر کیجیے گا - بڑھوتی وقت کی توبہ قبول نہین ہوا کرتی - خدا سے بھی شرارت ایا!۔
اب سُنیے کہ میان گھسیٹے اقبان وغیرہ ان چھمن اور تراب علی کے ساتھ کوٹھی مین داخل ہوئے - نواب سے خدمتگار نے عرض کیا حضور گھسیٹے آگئے - فرمایا جلد ہی بیان کرو کیا روبکاری ہوئی - اُسنے کہا خداوند دوروپی دے کے بیان عذاب سے چھٹی - تراب علی نے کہا حضور اسوقت تو شکنجے کا شکنجہ ہو تو پی جاؤن ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ملوائیے - مرشد آج امام الدین خان ہوسنے ابھی پانی کیا ہوگے - بادۂ گلگون پیو۔
تراب علی - آج تو خلاف معمول بوے خوش سے کمرا بسا ہو۔
چھمن - گلابیان نہین دیکھتے۔
نواب - رنگ ہی رنگ ہو بھئی واللہ - او میان لطف زندگی بھی یہی ہی مرگئے کچھ بھی نہ تھا۔

ساقیا پان لگ رہا ہو چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

محفل ہو خورد و نوش کی بیٹھے ہین گاہ غنہ آ
چھایا ہو ابر چار طرف ہو عجب بہار

بادِ نسیم جھوم مستی آتی ہی بار بار	کوکو سے قمریون کی ہر اک دل ہی بیقرار
طاؤس ہر رقص مین ہو عشرت پیے ہوے	ہین بلبلین بھی شاد گلون کو لیے ہوے

تو پھر لاؤ امام الدین خان ہمکو بھی شریک کرو (نواب سے) کیا حضور عرصے سے اسکا شوق کرتے ہین۔

نواب ۔ اجی توبہ ۔ آج ہی تو بسم اللہ ہوئی۔

تراب علی ۔ اعجاز ہی حضور اعجاز ہی ۔ واللہ جو بات چیت یا چال ڈھال سے ذرا بھی معلوم ہوتا ہو کہ شراب پی ہو۔

جھمن ۔ واللہ مین کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین ۔ اجی یہ کم ظرفون کا کام ہی کہ پی اور بازار مین دوند مچانے لگے حضور عالی ظرف ہین بوتل کی بوتل پلا دیجیے ذرا تو معلوم نہو۔ ؎

ایسے کم ظرف نہین ہین جو بہکیے جائین	

تراب علی ۔ مگر خداوندا انکھڑیون مین تو لال لال ڈورے آگئے۔

جھمن ۔ ہان واللہ مین کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین ۔ (برانڈی کا جام دیکر) بسم اللہ۔

تراب علی ۔ خداوندا اجازت ہی۔

نواب ۔ نوش جان ۔ اور جھمن کو تو دو۔

جھمن ۔ نہین حضور مجھکو تو معاف ہی کیجیے ۔ مین نے کبھی جام نہین دیکھا۔

نواب ۔ اجی تو مٹی کا جام نہ سہی ۔ (مسکراکر) یہ جام جہان نما تو دیکھو۔

جھمن ۔ اعجاز ۔ اعجاز ۔ اعجاز ۔ حضور اعجاز۔

تراب علی ۔ خدا جانتا ہو کیا کہی ہی۔

امام الدین ۔ اور برجستہ ۔ آورد کا نام نہین ۔ سبحان اللہ۔

میر گلباز ۔ اصل مین دیکھیے تو یہ بھی جام جہان نما ہی۔

تراب علی ۔ (کئی بار چسکی لگاکر)

پی کے مے و سرشار لالہ کی اُچھالا چاہیے — دیکھنا تمارا وہ گلگون قبا برسات کی

پھر جھوم جھوم کر —

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل — میکدے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی

نواب ۔ اور جھمن کو پلانا پھر بھول گئے ۔

تراب علی ۔ (اپنا گلاس دیکر) لو میاں لو حوار دو شراب طہورہ کے پھیر ہیں پڑے

گویند بہشت و حور و کوثر باشد — وانجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پر کن قدح بادہ و در دستم نہ — نقدے ز ہزار نسیہ بہتر باشد

جھمن ۔ نہیں اس خیال سے نہیں ۔ واللہ کوئی مذہبی خیال مانع نہیں ہے اسوقت

نواب ۔ ہائیں سبے ادب ۔ ہمارا حکم نہیں مانتا ۔

جھمن ۔ پیر و مرشد معاف ہی کیجیے ۔

نواب ۔ پچھاڑ کے پلاؤ ۔

گو میاں جھمن آدمی بدمعاش اور اوباش پرلے سرے کے گرگے تھے مگر شراب سے طبیعت نفور تھی ۔ سوچے کہ اگر اب بھی انکار کیا تو کھڑے کھڑے نکالے جائینگے اور شراب پینے کو جی نہیں چاہتا ۔ برے پھنسے ۔ شرابیوں سے صحبت کریں تو مفت میں پھنسیں ۔ روزگار اگر جائے کوئی ٹکے کو نہ پوچھے ۔ جائے ماندن نہ پائے رفتن ۔ تھوڑی دیر غور کر کے کہا کہ حضور کا حکم ہو تو باہر جاؤں ۔ ابھی حاضر ہوتا ہوں ۔

میر گلباز ۔ واہ آپ چلے ۔ حضور یہ گئے تو پھر نہ آئینگے ۔

نواب ۔ جانے دو ۔ یا ہیں ۔ یا اُٹھ جائیں ۔

یک کار ازین دو کار می باید کرد

جھمن ۔ اسی دم حاضر ہوا ۔ حضور کے قدم مبارک کی قسم

نواب ۔ جائیے جائیے ۔ وہ نہ آئیگا تو کیا ہو جائیگا ۔ خود پچھتائیگا ۔ یہاں کسی کا کیا جائیگا ۔

میر گلباز - پیر و مرشد یہ سچ - مگر باہر جا کر بدنام کرینگے تو تہمت ہین -
جھمن - کیا تقریر چھانٹتے ہین - کوئی جانے بڑے بقراط کی دم بنے ہین
میر گلباز - ہان! ہمارے محاورات اور طرز کلام پر اعتراض ہے

بت بھی لینے لگے خدائی کی	
شان ہی تیری کبریائی کی	

جھمن - آپ در اصل ہین ——————
میر گلباز - (کھلکھلا کر ہنس پڑے) در اصل ہین - کیوں صاحب اصل مین حضور فی الحقیقت کے بیچ مین میان جھمن بھی اپنے وقت کے دوسرے خواجہ صاحب ہین -
نواب - پیو جی -
جھمن - لائیے - خداوندا رحم کیجیو - (ایک گھونٹ آیا پانا کا پی کر) اہو ہو آنکھین کھل گئین - وہ کباب چکھ جاؤن (کباب کھا کر) واہ واللہ کیا پکایا ہی اور لطف یہ کہ مربا اور حلوا سوہن اور سوہال تک اور حضور پکوان تک ایسا پکاتا ہی کہ ہندو کیا پکائینگے - اور پلاؤ قورمے کا تو بادشاہ ہی یہ مدان ہی
تراب علی - اچار اسکے ہاتھ کا کھایا ہی کبھی -
جھمن - اچار والے کا لونڈا ابھی بولا -
نواب - پیتے ہی چڑھ گئی -
تراب علی - اب سب کو رخصت کیجیے تو حال بیان کرون -
نواب - امام الدین خان تم تو ٹھہرو اور سب کو روخان کرو -
اب کمرے مین نواب صاحب اور تراب علی اور امام الدین خان کے سوا پرندہ پر نہین مار سکتا - میان تراب علی دوزانو ہو کر یون گپ اڑانے لگے -
تراب علی - خداوند یہان سے چلے تو گھیٹے راہ مین کوئی سو بار مچلا ہوگا - نکدم کر دیا خداوند تو تھمبو کر کے سمجھاتے بجھاتے لیچلے جون تون

کر کے کچہری پہونچے ہمنے میان مٹھو کو پڑھانا شروع کیا - کونسلی نے کہا کہ اگر وہ (بہت ہی فلسفے) ہم سمجھائینگے تو بدنامی ہماری اسمین ہی - ہم تمکو جو بتا دین وہ تم سکھا رہو ہم پڑھ پڑھ کے آتے تھے اور انکو بتاتے تھے اور پٹھیان توتے کی طرح گردن ہلا ہلا کر سنتے سب کچھ تھے - مگر دھیان خبروا ہی کی طرف تھا -

امام الدین - حضور نے خوب کیا کہ وہ دن کی چھٹی وسے دی جا کے بیوی سے تل آئیگا -

تراب علی - اجی بس حضور سب سُن لے اور اس کان سنے اُس کان سے اڑا دے جان عذاب مین کہ کیونکر سمجھاؤن - کبھی تو مین جھلا اٹھتا تھا کبھی کُتیا بابا کر کے سمجھاتا تھا - غرض صاحب اکارہ ہوئی - صاحب اجلاس پر بیٹھے تو پھر تو حضور - بس کچھ نہ پوچھیے بس حضور -

نواب - امام الدین خان یہ بھی اڑ گئے - ایک لفظ کہینگے اور بس یا بس حضور

امام الدین - اجی اب صاف صاف کہہ دو نا جھٹ پٹ -

تراب علی - بس حضور ——

نواب - پھر وہی بس حضور -

تراب علی - (ہیسکی لیکر) آپ تو کہنے نہین دیتے -

نواب - اور سنیے اب ہمکو ڈپٹنے لگے آپ - خیر صاحب فرمائیے -

تراب علی - بس پھر پہونچے اجلاس پر صاحب پوچھتے ہین باپ کا نام کہتا ہی خداوند میرے بال بچے بہت ہین - دو ننھے ننھے لڑکے ہین - اور کیا معلوم کیا کیا بکتے رہا - صاحب بھی بہت ہی ہنسے - اتنے مین کونسلی نے مجھے بلایا اور کہا مقدمہ بلٹا جاتا ہی حضور مین سیدھا سادہ مسلمان ہین سمجھا کہ کونسلی بہکاتا ہی مجھے جیسے مین کچھ اور دے نکلون - مین نے کہا واہ صاحب تو ہنس رہے ہین اور آپ کہتے ہین مقدمہ بلٹا جاتا ہی

اُنھون نے کہا۔ تم نہین سمجھا یہ بات۔ صاحب جب سے ناراض ہوتا ہی کہ ہنس دیتا ہی۔ بس ہنسے اور مقدمہ گیا۔ رنگ بُرا ہی اب۔ دو چار باتین کان مین کہہ دین ہمنے ہنسنے کو ایک ترکیب سے اجلاس ہی پر سمجھا دیا۔ تب تو میان ہنسنے لگے فراٹے اڑانے پھر کیا تھا بگڑی بات۔ مگر واہ رے کونسلی وہ ہی سے وہ وہ باتین بتائی ہین کہ واہ جی واہ۔

نواب۔ دور سے! کیا اجلاس پر تمھاری طرف سے جواب دہی نہین کی

تراب علی نے کہا ای خداوند بھلا ایسے ایسے خفیف مقدمون مین کہین ولایتی کونسلی اجلاس پر جایا کرتے ہین۔ حضور انکے بڑے دماغ ہین۔ ہزارون کی آمدنی ہی ہزارون کی۔ بڑے خرچ۔ وہ کیا کسی کو کچھ سمجھتے ہین۔ توبہ توبہ۔ آخرش صاحب مجسٹریٹ نے دو دو جرمانہ کر دیے ہمنے کھن سے پھینک دیے۔ اور حضور ایک محرر نے کہی بار دھمکایا کہ نواب صاحب کی آگاہی ضرور ہونی چاہیے۔ اُنکے نام سمن جاری ہو۔

نواب صاحب نے کہا اُف غضب ہی ہوجاتا اگر کم جرمانہ ہوتا بھی ذلت ہی۔ اب کونسلی کو شکرانہ بھی دینا ہوگا۔ کل جا کے دے آؤ۔

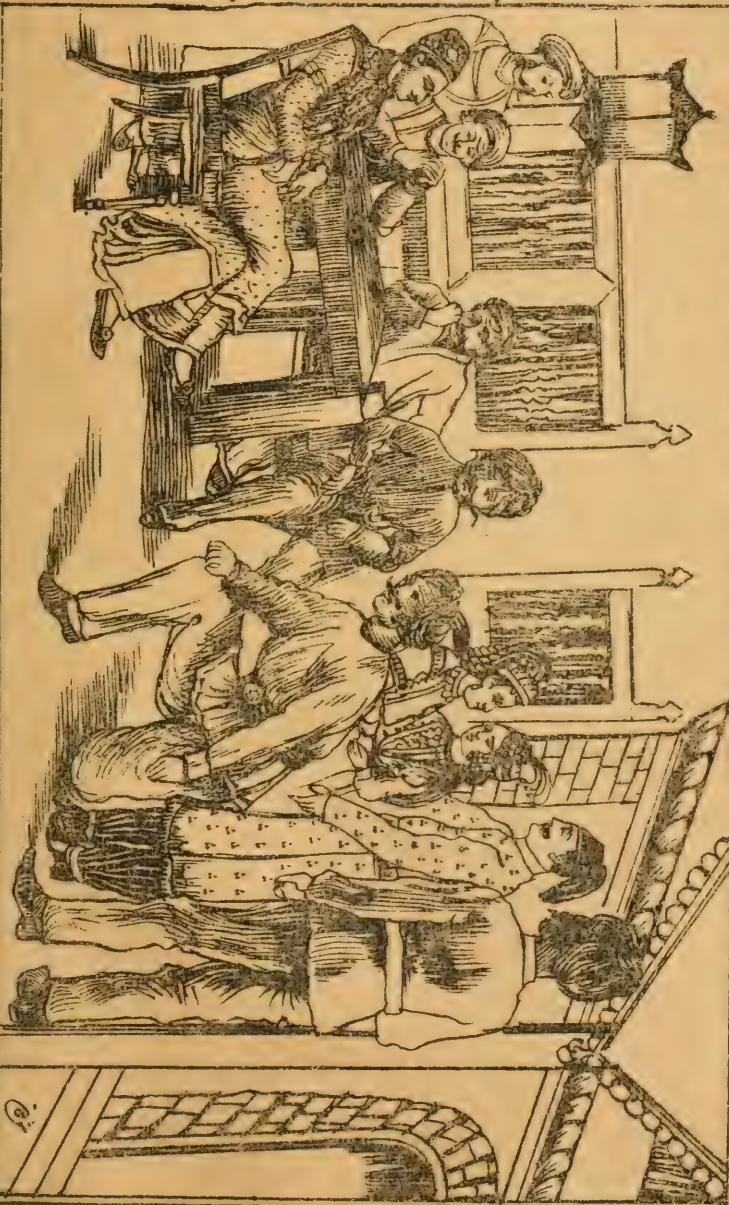
امام الدین خان سے تراب علی نے کہا کیون بھئی بس ایک ہی جام پلا کر رہ جاؤ گے؟

کہینگے ساقی مہوش سے آج اے سرشار
کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہین

اسکے بعد جلسۂ طرب برخاست ہوا۔

دور سا توان

یہودنوں کی پریشانی اور حضرات پولیس کی کارستانی



اُن عہوش لالہ رو سیم بدن عنبر مو یہودیون کے بھائی نے جو قیمتی جڑاؤ کڑے کی جوڑی پائی تو سوچے کہ ذرا بازار مین چلکے انکوائین تو کہ کیتنے کی مالیت ہی۔ سیٹھ جی کی مشکی دو رکابہ گھوڑی پر جو فی شیرینیا لے آئی تھین سوار ہوئے۔ کوئی بیٹی کو جہیز مین گھوڑا ہاتھی دیتا ہی۔ یہ بہنوئی کی کمائی پر اترائے پھرتے ہین گھوڑی پر سوار ہو کر گول دروازے کے پاس اُتر پڑے۔ چوک مین لالہ ہرک چند کی دکان پر جوڑی انکوائی۔ اُنھون نے آنک کر ایک ہزار روپیہ دام لگائے۔ اسکے بعد لالہ ہیم داس کی دکان پر آئے۔ اُنھون نے جو کڑے کی جوڑی دیکھی تو بھانپ گئے کہ یہ لالہ ایشری داس کے ہان کی ہی۔ آدمی بھیجکر انکی کوٹھی کے منیب کو بلوایا۔ اُسنے جوڑی دیکھتے ہی کہا۔ یہ یہان کون لایا۔ یہودی نے کہا ہم لائے ہین۔ پوچھا تم یہ جوڑی کہان سے لائے کہا تمکو اس سے کیا مطلب۔ منیب جی انکو روشن الدولہ کی کوٹھی یعنی کوتوالی لیگئے۔ سب انسپکٹر سے رپٹ کی گئی کہ یہ چوری کا مال ہی۔ یہودی (سلیمان) کے حواس غائب ہو گئے۔ کہ یہ اچھی اُفتاد پڑی۔ دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو نام کیا ہی۔ یہان کیا کرنے آئے ہو۔ کہان فروکش ہو۔ کہا ہم یہودی ہین سلیمان ہمارا نام ہی۔ یہان امین آباد کے چوراہے پر برج مین ٹکے ہین سب انسپکٹر نوجوان آدمی اور خوشرو جوان۔ وردی اسپر بہت زیب دیتی تھی تاڑ گیا کہ یہ اُنھین قبالہ عالم یہودیون کے زمرے کا کوئی ہی۔

منیب جی سے پوچھا لالہ یہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ کڑے کی جوڑی تمھارے ہی ہان کی ہی۔ اُسنے کہا حضور سنار موجود ہی جسنے بنائی اور کئی اور گواہ ہین۔ مینا کار موجود ہی۔ کندن ساز موجود ہی۔ پانچ چھ دن ہوئے کہ چوری گئی تھی۔ پوچھا روزنامچے مین رپٹ لکھائی ہی۔ کہا ہان لکھا دی ہی سلیمان سے دریافت کیا تمنے یہ جوڑی کہان پائی۔ کس سے بنوائی۔ کس سے مول لی۔ سب کے جواب مین اُسنے کہا صاحب ہمارا مال ہی۔

اب کیا پاو ہی کب بنوائی تھی۔ اور ہمارے پاس ہزارون روپے کا زیور ہی۔
کچھ یہی کڑے کی جوڑی تھوڑا ہی ہی۔ سب انسپکٹر نے اس سنار اور مینا کار اور
کندن ساز کو بلوایا جس جس کے نام منیب نے لیے تھے ان سب نے آنکے جوڑی
پہچانی اور کہا یہ ہمارے ہاتھ کی بنوائی ہوئی ہی۔ جب سلیمان نے دیکھا کہ
اب مین پورا چور اور مجرم بنا جاتا ہون۔ اور پولیس کے محرر نے کہا کہ
حسب دفعہ ۴۱۱ تم چوری کے مال کی علت مین ماخوذ ہوئے۔ تو یہ اور بھی
چکرایا۔ صاف کہدیا کہ (یہ کڑے کی جوڑی ہماری بہنون نے ہکو دی ہی)
تھانہ دار نے حکم دیا کہ جاکے انکی بہنون کو ایاین آباد سے بلا لاو۔ اُن
پری تمثال بہنون کا تو ایک زمانہ عاشق تھا۔ کانسٹبل کے پہونچنے کے
پہلے ہی ایک صاحب اُنکے ہان نازل ہو گئے اور کل معاملے سے مطلع کیا
عورت ذات اور نہ عمر نا تجربہ کار اور پولیس کا واسطہ۔ بڑی ہی بدحواس
ہوئین۔ اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین۔ اُسنے کہا چلیے
میرے ہان چلیے۔ یہ سوچین کہ کیا معلوم یہ خبر صحیح ہی یا غلط۔ اور اگر صحیح
بھی ہی تو اس اجنبی کے ساتھ کہین کیونکر جا سکتی ہین۔ کرایے کی ایک خالی
گاڑی جا رہی تھی فوراً آدمی سے کہا کہ روک لے۔ اور بدحواسی کے ساتھ
اُتر پڑین انکے اُترتے ہی بھیڑ لگ گئی۔ صدہا آدمی جمع ہو گئے۔ بیفکرے
ٹکٹکی باندھے کھڑے ہین۔ گاڑی تک جانے کو رستہ نہین ملتا۔ بہزار خرابی
گاڑی تک پہونچین۔ سوار ہوئین تو کوچبین نے پوچھا کہان چلیے گا۔ کس
امیر کی قسمت کھل گئی کہ چاند سورج کی جوڑی اسکے گھر جاتی ہی۔ یہ کوچبین کانا
آدمی تھا۔ واحد العین۔ اور بڑا مسخرہ اور شریر۔ شیرین نے کہا نواب صاحب
کی کوٹھی پر چلو۔ تو وہ کہتا ہی۔ اجی اس بھولے پن کے صدقے۔ حضور یہ
شہر ہی۔ یہان گھر گھر نواب ہین۔ کسی کا نام تو لیجیے۔ نام انکو یاد نہین
لیلی نے کہا اچھا سیٹھ جی کے ہان چلو وہ بولا اجی حضور آپ تو پہیلیان

بچھواتی ہین۔ کون سیٹھ گھنشی مل کے ہان لیچلین۔ اسپر بہنکا بوان نے آوازہ
کسا۔ واہ بیٹا واہ۔ جیتے رہو۔ کیا کہاؤ گے۔ گھنشی مل کے پاس لیجاؤ
یا گڑوالون کی کوٹھی۔ چارم تمھاری کہین نہین گئی۔ وہ سر ہلا کر یہ گاڑی الاہی
یا لال کھان افغان کی۔ اتنے مین ایک جوان سا فقیر آگیا۔ خدا سلامت
رکھے میری بھولی بھالی مس بابا کو۔ ان گورے گورے نازک نازک
ہاتھون سے سائین کو آج دلوادو۔ بلاچٹ۔ بلاچٹ۔ ان پیارے پیارے
گالون کی بچھاور سائین کو بھی مل جاے آج۔ اتنے مین ایک اور بے فکرے
لنگاڑے بنے ہوے فقیر چنڈو خانے سے نکلے۔ بھر دے بھر دے شاہ جی
کی تونبی بھر دے ؎

رہین تا حشر زندہ یا الٰہی میسی بابا فقیرون کا سوال ہو ماہر تمسے میسی بابا	ترقی پر ہو ہر دم یہ ادا و ناز روح افزا ترکا ترے حسن دو بوسہ لب لعل شکر خا کا

کوچمین نے کہا میم صاحب گاڑی کو ان تماش بینون نے گھیر لیا ہو۔
جلدی بتایئے کہان جایئے گا۔ اتنے مین انگی آدہونے بیچ سے کہا ارے
میان سیٹھ گوبر مل کے ہان لیچلو۔ کوچمین نے لوگون کو ہٹا کر گھمی تیز کی۔
سیٹھ جی کی کوٹھی پر داخل ہوئی۔ خدمتگار نے اطلاع دی حضور وہی
بہو بیٹیین آئی ہین اسوقت نصرت الدولہ انکے ہان بیٹھے ہوے تھے
غنچۂ دل کھل گیا۔ بلاؤ بلاؤ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ فوراً بلاؤ۔ یار ہم قسمت کے
دھنی ہین۔ سیٹھ جی نے کہا ؎

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر مین چلے آئینگے

اتنے مین وہ دونون پریان انا البرق کہتی ہوئی آئین۔
سیٹھ۔ ہلو۔ بی شیرین جان صاحب سلام۔ مس لیلی گڈ مارننگ۔
شیرین۔ مرے بیٹے کی خبر بھی نہین لیتے ہو۔ سچ ہو خبیسون کی گسکو ڑی ساہی

سیٹھ- کیون کیون خیر باشد- اسوقت یہ سیدھا سادہ لباس کیسا ہی- اور یہ وحشت کیون برستی ہی- مگر جانِ من خدا گواہ ہی اس سادگی مین اس سے بڑھکر جوبن ہی اور یہ اسوقت میم صاحب بنکر آئی ہو-

لیلی- تمھین میم اور جوبن کی سوجھتی ہی- اور یہان جان پر بنی ہی- ذرا ادھر آؤ تو کہین ہوش اُڑے ہوے ہین-

سیٹھ- ایسے کچھ چوری نہین ہو جی- یہ ہمارے دوست ہین نواب نصرت الدولہ بہادر-

شیرین- ہان ہمنے آپکو دیکھا ہی- آپ اکثر کمیت گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتے ہین

نصرت- زہے نصیب کہ آپ نے ہمکو دیکھا- ہم تو اس قابل ہین نہین آپ پر تو تمام لکھنؤ کی جان جاتی ہی- مگر یہ اسوقت آپ نے وحشت ناک خبر سنائی خیریت تو ہی- آپ کے دشمنون پر خدانخواستہ کیا مصیبت پڑی ہی

شیرین نے مختصر طور پر بیان کیا کہ ایک جوہری کے لڑکے نے ہمین ایک کڑے کی جوڑی دی تھی سونے کی جڑاؤ- ہمنے کہا ایک جوڑی لیلی کے واسطے بھی بنوا لیجیے- بھائی کو دی کہ جاکے انکو اوڈ کنتنے کی ہی وہان اُسکو پولیس والون نے گرفتار کر لیا کہ یہ چوری کا مال ہی- کوتوال نے ہماری طلبی کی- ہمکو پہلے ہی سے معلوم ہو گیا تو گھبرا کے یہان بھاگ آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک آدمی نے آکر عرض کیا سرکار ان دونون کی تلاش مین ایک تلنگا آیا ہی- کہا ٹھہراؤ- کپڑے پہنکر نصرت الدولہ اور گوبر مل کوتوالی چلے- اور یہ دونون اپنی کرایے کی گاڑی پر گئین ادھر یہ دونون رئیس زادے اُدھر وہ دونون پریزادین روشن الدولہ کی کوٹھی یعنی کوتوالی مین داخل ہوئین-

ان رئیس زادون کو دیکھکر سب انسپکٹر سمجھ گیا کہ سفارشین آنے لگین اگر کوئی اور بنیا مہاجن ہوتا تو ٹھانہ دار ڈپٹ دیتا- مگر سیٹھ جی کا تمام شہر

احسانمند تھا۔ اور نصرت الدولہ بھی ایک نامی اور یار باش رئیس تھے۔

یہان اسقدر کارروائی ہو چکی تھی کہ روزنامچے مین چوری کا جرم درج ہو گیا تھا۔ تھانہ دار کے دل کی اسوقت عجب کیفیت تھی۔ بار بار کنکھیون سے اُن بتان سیمبر شکر قمر پر نظر غلط انداز ڈالتا تھا اور دل ہی دل مین سیٹھ جی کو کوستا جاتا تھا کہ انکے سبب سے دال نہ گلنے پائیگی۔

تھانہ دار۔ کوئی کڑے کی جوڑی آپ نے اپنے بھائی کو دی تھی۔

شیرین۔ (گوجبرل کی طرف دیکھکر) جی ہان دی تھی۔

تھانہ دار۔ سیٹھ جی صاحب آپ بڑے خوش نصیب آدمی ہین انہون سے، آپ نے کہان بنوائی تھی۔

شیرین۔ ہمکو ایک جوہری کے لڑکے نے دی تھی جو گھوڑے پر چڑھ کے نکلتا ہو۔ چاندی کا اسباب گھوڑے پر ہو۔

اس جوہری بچے سے سب واقف تھے۔ اتنا پتا سنتے ہی منیب جی کے تو ہوش اُڑ گئے اور تھانہ دار اپنے دل مین سوچا کہ آج بڑی لمبی رقم چیرونگا۔ اور عمداً و قصداً اُسکے اظہار قلمبند نہین کیے۔ منیب جی کی طرف دیکھکر کہا۔ سنا لالہ جی گھر ہی مین چور بناین کرو۔ اور پولیس کو بدنام کرو اب بتاؤ خاک مین عزت مل جائیگی یا نہین۔ منیب جی کا رنگ فق۔ آئیے مین کیا دیکھتے ہین کہ نواب صاحب مع جھمن اور تراب علی کے کوتوالی مین رونق افروز ہوے شیرین اور لیلی نے سلام کیا۔ مسکراتے ہوے آگے بڑھے۔ نصرت الدولہ اور سیٹھ جی نے کہا۔ اَین میان تم یہان کہان۔ کہا جہان تم وہان ہم۔ تھانہ دار نے استادہ ہو کر سلام کیا۔ کہا خان صاحب ذرا یہان آئیے گا علیحدہ کمرے مین تھانہ دار اور نواب صاحب مین گفتگو ہونے لگی۔

نواب۔ بھئی اس مقدمے کو بہت طول نہ دینا۔ خبردار۔

خان - (تھانہ دار) بڑا نازک ہو گیا ہی مقدمہ - منیب نے تو چوری کا مال
لکھوایا - اور کئی دن پہلے روزنامچے مین رپٹ بھی لکھائی گئی ہی - اور ہان
بہودن نے صاف صاف کہہ دیا کہ اُس جوہری بچے نے دی ہی - جو گھوڑے پر
سوار ہو کر نکلتا ہی اور چاندی کا ساز ہی - ہم بے چالان کیے نہ رہینگے - اگر ان
بنیئے صاحبون جوہریون کے ساتھ رعایت کرین تو کھائین کیا - دس بیس روز کا
تو خرچ ہی - یہ کہان سے آئے جناب - آپ اس مقدمے مین نہ پڑیے - ذرا
دور دور سے تماشا دیکھیے - بڑی خوش نصیبی سے یہ مقدمہ آیا ہی - یہ بہودنین
بھلا یون ہتے چڑھنے والی تھین - اب لونڈیان بنی ہوئی ہین -

نواب - بہودنون کی طرف نظر بد سے نہ دیکھیے گا - اتنا یاد رہے -

تھانہ دار - (ہنسکر) ہان ایہ لمرا ہیے - اچھا صاحب - دوست کے مال پر
نظر نہ ڈالینگے مگر اس جوہری سے تو بھرپور رقم لونگا -

نواب - واہ مروت بھون کھائی - لعنت ہی تجپر -

تھانہ دار - گھوڑا گھاس سے یارانہ کرے تو کھائے کیون کر - ایسی مروت سے
بندہ باز آیا - مگر ابھی تک سویرا ہی کہ روزنامچے مین ہمنے کچھ لکھا نہین ہی - منیب کو
بلا کر سمجھا دیجیے کہ لالا گوپی لال کو سمجھا کر ایک توڑا فورا لے آئین ورنہ وہ
ہین اور کوتوالی اور عالم باغ کا میدان -

منیب جی بلائے گئے - کہا لالا آج ہی تو پھنسے ہو - اب ہاتھ کرو یا دو یا
پگڑی - پیسو باٹنگے یا بیڑی کا منھ دیکھو یا فوق کو عزیز رکھو - نواب صاحب نے کہا
چلو ہمارے ساتھ تمھارے لالہ ہی نے ہمکو بھیجا ہی - تھانہ دار نے بخ کے ملازم
گینڈا سنگھ کی معرفت رشوت لیا کرتا تھا - اسکو بھی ساتھ کر دیا - رستے مین
منیب جی کی زبانی معلوم ہوا کہ جوہری بچہ اپنے خاندان اور کل ارباب قوم
کے خلاف شراب خوار ہو گیا ہی - اسی قسم کی کئی حرکتین شراب کے نشے مین
اسمرہاتے سرزد ہو چکی ہین - ایک روز رتین دو شالے گھر سے جلا دیے

ایک روز بردوس کے مکان مین ایک کمہار کے گھر مین کود پڑے - کمہار نے غل مچایا - بڑا فضیحتا ہوا -

نواب صاحب دل ہی دل مین سوچے کہ جدھر دیکھو اس شراب کی کثرت اور بسیار مستی سے سواسی مردار کی شکایت ہی - اپنی اور سیٹھ جی کی بے احتیاطیان یاد کرکے افسوس کیا - انکو شک کی جگہہ یقین ہوگیا کہ چوہدری نے شراب ہی کے نشے مین کڑے کی جوڑی چرا کے دی ہوگی چوہدری کی کوٹھی پر پہونچے تو لالہ نیم جان بوڑھے آدمی - چہرے کا رنگ فق - کہا نواب صاحب کو آج ہمنے بڑی تکلیف دی مگر اور ہمارا کون ہی جو اس وقت کام آتا - نواب صاحب نے سارا حال کچا چٹھا کہہ سنایا - ہزار روپی کی رقم جانے کا اسقدر افسوس ہوا کہ رونے لگے - تھوڑی دیر کی سرگوشی کے بعد کمیدان انکو چار سو روپے دیے اور کہا ہم ابھی کوتوالی مین آتے ہین دو سو کل دیے جاوینگے - کوتوالی مین جاکر تھانہ دار کو سمجھا دیا کہ چھ سو پر قناعت کرو - اُسنے فوراً انکو ایک ترکیب بتائی - اور پٹی پڑھا کر یون کارروائی کی -

تھانہ دار - شیرین جان تمکو یہ کڑے کی جوڑی کسنے دی -

شیرین - ہمکو سیٹھ گوبر مل نے دی - ہم انکو انگریزی گانا اور پیانو بجانا سکھلاتے تھا -

تھانہ دار - آپ نے یہ جوڑی انکو دی تھی سیٹھ جی صاحب -

سیٹھ - جی ہان - خاص میری بنوائی ہوئی جوڑی ہی -

تھانہ دار - منیب جی اگر یہ کڑے کی جوڑی آپ کی ہی تو وزن ضرور یاد ہوگا -

منیب - ہان سرکار - اسکا وزن ایسا کہ آٹھ تولے سے ماسا دو ماشہ کم ہوگا پر بیاستی نہین ہوئیگا -

تھانہ دار - سیٹھ جی - آپ کی جوڑی کا کیا وزن تھا -

سیٹھ - نو تولے دو ماسے -

سونا تولا گیا تو ٹھیک نو تولے دو ماشے نکلا -

سلسبیل جی دست بردار ہوئے - تھانہ دار نے انکو ضمانت پر رہا کر دیا - اور صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس میں رپورٹ کر دی مقدمہ داخل دفتر -

دوسرے روز میاں چمن خبر لائے کہ خداوند کچھ اور بھی سنا - پولیس والے سو روپے یہودیوں سے بھی لے مرے حضور تو بوہری کے ہاں تک گئے تھے اور نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ جی کو باتوں میں لگایا اور وہ برق انداز سلیمان کو علیحدہ لیگئے - کہا بچہ دس برس کو تم بھیجے جاؤ گے - اور یہ دونوں چھچھوندر مچھلیاں بھی تھیں مگر تھانہ دار صاحب کو دو سو روپے نذر دو تو بچنے کی صورت نکلے ورنہ مکی ہو جاؤ گے - اُسنے بڑی خوشامد کی تب جا کے سو روپے پر راضی ہوئے اور اسیوقت سو روپے کا نوٹ دھر دیا - مگر یہ رقم بالا ہی بالا لوگوں نے اوپر ہی اوپر اُڑا دی -

تیسرے روز خبر آئی کہ جس بچ کو حضور پری منزل کہتے تھے اُسکی پریاں اڑ گئیں - گھر خالی پڑے ہیں - دو ایک آدمیوں کی زبانی سنا کہ لکھنؤ کے حضرات ذات شریف سے اسدرجہ گھبرائیں کہ بھاگ گئیں - دی عرض میں سیٹھ جی اور خود بی نصرت الدولہ بہادر آسمے تو بڑا اسی کہرام مچ گیا - ہائے ستم ہائے ستم - واویلا - وا مصیبتا - نواب غضب ہو گیا -

آج ہوتا ہے بڑا درد جو اٹھا میٹھا
دھیان آیا ہے تجھے کسکے لب شیرین کا

سیٹھ - شہر چھوڑ کے جنگل بسانے کو جی چاہتا ہے -

گریباں پھاڑ کر دیوانے نے زنجیریں پہنی
کرے کیا عقل غافل [illegible] جنوں کا کارخانہ ہے

یاروں میں تو دیوانہ ہو جاؤنگا کوہ الم ٹوٹ پڑا -

دور آٹھواں

بیگم صاحب کا روٹھنا۔ نواب کا منانا



کئی روز کے بعد نواب صاحب دربار برخاست کرکے شب کو محلسرا تشریف لیگئے سوچتے جاتے تھے کہ آج بیڈھب سامنا ہو ڈیوڑھی مین قدم رکھا تو مغلانی کی وہی چھوکری جسنے مسکرا کر کہا تھا کہ ہوا کھانا مبارک ہو جھمک کر سامنے آئی اور مسکرائی۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے) یہ آج مسکراتی بہت ہین آپ۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور آپ ہمسے ڈر ا کیجیے۔

رئیس زادہ۔ تمسے تو نہین ہان تمھاری رسیلی نشیلی آنکھڑیون سے البتہ ڈرتے ہین۔ ان دونون بدمستون نے از خود رفتہ کر دیا چشم مخمور بھی بربلا ہو ظالم مظلوم نما ہو۔ شوخی کوٹ کوٹ کر انمین بھری ہو۔ واللہ کیا آنکھ ہو سے

چشم خونریز ترا از بسکہ سیہ کار افتاد
آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد

مغلانی کی چھوکری۔ نہین ایمان کی قسم اب ہمسے حضور ڈرتے نہین۔

رئیس زادہ والاتبار گردون مدار نے اُس ملیح نو خیز کے حسب حال یہ کلام بادل پُر درد بصد حسرت پڑھا۔ ے

ای کہ سر حلقۂ خوبان سیہ فام توئی
چشم بد دور کہ خال رخ ایام توئی
گرچہ سر تا بقدم آمدہ نسخۂ کفر
کعبہ را مژدہ کہ بیدہ اسلام توئی

مغلانی کی چھوکری۔ آج چھوٹی بیگم صاحب کی طبیعت بے مزہ ہو ذری جانے کیا سبب ہو۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون خیر تو ہو۔

مغلانی کی چھوکری۔ اے کیون کیون کا ہیکی۔ مارے غصے کے اور کیون کیا نتھے بنے جاتے ہین۔

رئیس زادہ۔ کس پر بددماغ ہوئین۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور پر

رئیس زادہ۔ این! قصور۔ خطا۔ گناہ مین نے کیا کیا تباؤ حضورن

(مغلانی کی چھوکری کا نام تھا۔

ظہورن۔ حضور سوچیں ہمکو تو تعینات کیا ہے کہ ٹوہ لیتے رہیں۔

رئیس زادہ۔ کیا سوچوں۔ ذہن کام نہیں کرتا۔ انھون نے کسی زیور کی فرمایش کی ہو اور مین نے نہ بنا دیا ہو تو کہوں اس سے بددماغ ہوگئیں۔ انکی خاطرداری تواضع دلجوئی نہ کرتا ہوں تو انکو برا ماننے کا موقع ہو خدا ہی خیر کرے

ظہورن۔ ہان یہ تو ٹھیک ہے مگر اب کیا کہوں۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے چٹکی لیکر) بتاؤ تمھین خدا کا واسطہ۔

ظہورن۔ (ہاتھ کو زور سے جھٹک کر) بس ذرہی الگ ہی رہیے گا۔

رئیس زادہ۔ شعر کے طرز پر۔

ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت
ہمارے نام سے اب ہاتھ وہ کانوں پہ دھرتے ہین

ظہورن۔ اوپر آئیے گا تو معلوم ہوگا۔

رئیس زادہ۔ تم ساتھ چلو جانی۔

ظہورن۔ چہ خوش چرا نباشد۔ واہ جانی وانی نہ کہیے گا۔

رئیس زادہ۔ چلو ہمارے سر کی قسم۔

ظہورن۔ اے حضور قسم نہ دیجیے آپ تو غضب کرتے ہین۔ واہ وا۔

رئیس زادہ۔ اگر ہمارا کچھ خیال ہے تو ساتھ چلیے۔

ظہورن۔ اچھا چلیے کل کو کہین یہ الھنا نہ دیجیے کہ کہا نہ مانا۔

رئیس زادہ۔ (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) چلی آؤ چپکے چپکے۔

ظہورن۔ (ہاتھ چھوڑا کر) یہ چھیڑ خانی رہنے دیجیے مین اس طرح ساتھ جاؤں تو خود بھی نکالی جاؤں۔ بس حضور اپنی عنایت تہ کر رکھیے۔ یہ آج تو بڑی مستیوں پر ہین آپ۔

رئیس زادہ۔ اچھا آپ پہلے چلین۔ خداوند برا نہ مانیے۔

ظہورن۔ ہماری مجال ہے بھلا۔ جب مین پہنچ جاؤن اوپر تب قدم

اُٹھائیے گا بدگمانی سے ڈریئے۔

چھت پر جو پہونچے تو دیکھا کہ انکی چاہتی بیوی ایک نازک مسہری پر خواب ناز مین ہین فرش صاف جیسے بنگلے کا پر نزاکت کا یہ عالم کہ سایے سے بھی کمر نازک لچکنے لگے چھوٹی بیگم گلبدن کا پائجامہ پہنے تھین اور سفید باریک تن زیب کا دوپٹہ کھسک کر آدھا مسہری کے داہنی طرف لٹک رہا تھا زلف پریشان تکیے پر بکھری ہوئی تھی کچھ بال بل کھائے ہوئے گوری گردن کے ارد گرد کالی ناگن کی طرح لہرا رہے تھے ظہورن نے جا کر آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا مگر ڈرتے ڈرتے۔

ظہورن۔ چھوٹی بیگم صاحب چھوٹی بیگم صاحب بیوی اے حضور ذری آنکھ تو کھولیے دیکھیے سرھانے کون کھڑے ہین۔

رئیس زادہ۔ مگر کیسے پڑی ہین۔

ظہورن۔ حضور اب آپ جانین آپ کا کام جانے مین تو جگا چکی۔

رئیس زادہ۔ ذرا ہاتھ پکڑ کر ہلاؤ۔

ظہورن۔ اب حضور ہی اتنی جرأت کرین۔

رئیس زادہ۔ (گدگدا کر) اُٹھو۔

ظہورن۔ اُٹھیے حضور ہمکو تو حکم دیا تھا کہ ذری چھوٹے نواب صاحب کی چال ڈھال کو دیکھتی رہنا اور ہمسے کہہ دینا اور خود سو رہین۔

رئیس زادہ۔ اخاہ۔ یہ سب ہی تم کہتی تھین ظہورن کہ ہمسے ڈریے اب۔ خیر صاحب اب ڈرا کرینگے۔

ظہورن۔ جی اور کیا۔

رئیس زادہ۔ اہو صاحب اُٹھیے۔ اُٹھو تمھین خدا کی قسم۔ ہمین ایک گلوری بنا دو بس پھر چاہے سو رہو۔

بیگم۔ کیا ہو گیا۔ جہان اتنی دیر رہے وہین جاؤ وہین گلوریان بنواؤ۔

رئیسؔ اودہ - اَیْن! خدا خیر کرے - یہ نئی بات سننے مین آئی-

ظہورنؔ - کسی نے آپ کی طرف سے کان بھر دیے ہین-

بیگم - اسوقت سر مین درد ہو بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہو اب صبح کو صاف صاف بیان کرینگے سو نے دو-

رئیسؔ اودہ - درد سر اور نیند! خیر اچھا سو رہو اسوقت-

معشوقۂ نازنین اور مہجوانۂ مہ جبین کو نوابؔ اودہ با تمکین نے خشمگین اور چین بہ جبین جو پایا تو آہستہ سے قدم اُٹھایا اور دبے پانون جاکر بند مشکین کو رخ انور سے ہٹایا اور گوش صفا کوش دلبر ناز فروش کے قریب یون فرمایا ؎

چہ کردہ ام سبب رنجش تو صیت بگو
بگو بگو بدسر بد گمانیت گردم

حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا اسرار ہو کہ یہ فتنۂ خوابیدہ بر سر پیکار ہو اور صورت سے اس درجہ بیزار ہو کہ آدھی بات تک نہ پوچھی آنکھ تک نہ کھولی میدان فکر مین عقل کے گھوڑے لاکھ دوڑائے مگر منزل مقصود تک نہ پہونچنے پائے سوچے کہ ابھی کل تک تو یہ کیفیت تھی کہ ہماری جدائی ایک آنکھ نہین بھاتی تھی ذرا دیر ہوئی تو پشیمہ مت پر بیشمینہ ست آتی تھی چلیے بیگم صاحب یاد فرماتی ہین صبح سے صورت بھی نہین دیکھی بیقرار ہوئی جاتی ہین اور آج ایسی بگڑین کہ روٹھنے لگے آثار صاف عیان ہین رنجش و ملال کی باتین نمایان ہین چہرۂ زیبا پر نقاب ہے آفتاب عالمتاب تہ سحاب ہے ؎

نیم موسی نقاب از چہرہ بردار
نمی آید خوشم این لن ترانی

حضرت نے گدگدانا شروع کیا تب تو چھوٹی بیگم نے نزاکت سے ہاتھ جھٹک کر چادر کو خوب زور سے لپیٹ لیا تو نواب صاحب نے چادر سے چھیننے کا قصد کیا-

اس چھینا جھپٹی کے بعد نواب نے خوب دل کھول کر گدگدایا کئی بار چھوٹی بیگم نے چٹکیان لین کئی مرتبہ جھلا کر انگلیون کو یون ہی سا کاٹ کھایا

میان بیوی کی لڑائی جیسے ساون بھادون کی جھڑی ایک چھینٹا پڑا اور کھل گیا۔ ابر محبت سے غبار کلفت دُھل گیا الغرض شکر رنجی ۶

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند	

اور اس روٹھنے منانے بگڑنے اور کڑھنے مین بھی لطف ہی۔ یہ خیالات نواب زادہ والاتبار کے دل مین آئے تو خوب ہی مسکرائے۔ ع

نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر	بگاڑ بھی نہین اُنکا بناؤ سے خالی

نواب۔ تم ایسا روٹھین کہ میرے آئے حواس غائب ہو گئے۔

بیگم۔ یہ ٹھنڈی گرمیان رہنے دیجیے بس۔

نواب۔ (مسکرا) کیا ہی کیا۔

بیگم۔ یہان سوکھے ٹھٹے کسی کو پسند نہین۔

نواب۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی۔

بیگم۔ تمھین سوچو۔

نواب۔ یا الٰہی کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا سوچون کیا خاک جب کوئی بات بھی ہو۔

بیگم۔ اپنے ہی دل سے پوچھو۔

نواب۔ دل تو قابو ہی مین نہین ہو۔

بیگم۔ دیکھا ۶

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے	

دل قابو ہی مین نہین۔ کاہے سے بے قابو ہو گیا۔ خدا ناکردہ کون ایسی سختی اٹھائی۔ یہ بے قابو کاہے سے ہوا۔

نواب۔ تمھاری خفگی سے۔

بیگم۔ بجا۔ سچتے کہا اور مین نے مانا بندی کا میکا بھی اس لکھنؤ ہی مین ہو کر سی مین نال نہین گڑھی ہو۔ ہماری خفگی سے آپ کا دل بے قابو ہو گیا

کیون صاحب ؟ بجا- ایسے انیلے ہم نہین ہین کسی کے خفا ہونے سے
دل بے قابو نہین ہوا کرتا-

نواب- یہ بدگمانی ! خدا حافظ ہی-

بیگم- دل جب بے قابو ہوتا ہی کہ جب کسی کے قابو مین آجائے-

نواب- اَیَن ! او چھاجی- این گل دیگر شگفت-

بیگم- مین تو تیر جان دون تمھاری تصویر ٹنگ کی دن مین سیکڑون باری
بلائین لون اور تم یہ ہتکھنڈے سیکھو کہو دل جلے یا نہ جلے-

نواب- الٰہی خیر- الٰہی خیر-

بیگم- کیا ننھے ہین (منہ چڑا کر) الٰہی خیر- الٰہی خیر- جانو کچھ جانتے ہی نہین

نواب- قسم جناب امیر کی-

بیگم- چلو بس قسم وسم نہ کھاؤ لڑکو رے گھر مین جھوٹی قسمین کھانا گناہ ہی-

نواب- تو جب جھوٹی قسم ہو نہ-

بیگم- (پلنگ سے جھپٹ کر اُٹھین) اور اوپر سے باتین بناتے ہو-

نواب- اے تو کچھ کہو تو منھ سے (بیگم کے سر پہ ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم
کھا کر کہتا ہون کہ-

بیگم- (منھ پہ ہاتھ رکھکر بس بس رکہ) حکے آگے اور کلمہ نہ نکلے ہم ایسی سنتے
نہین ہین- ہمارا سر بھی کوئی گدہ مقرر کیا ہی آپ یہ قسم بازی تہ کر رکھیے- اوسی
موئی مالزادی کے سر کی قسم کھاؤ جسکے پھیر مین پڑے ہو-

نواب- یہ آج تمنے سوگ نشینون کی وضع کیا بنائی ہی-

بیگم- (ہاتھ زور سے ٹپک کر) مین کہتی ہون تمھین یہ آج ہوا کیا ہی جو اول
جلول منھ پر آتا ہی بے دھڑک بک دیتے ہو سوگ نشین ہون ہمارے دشمن
واہ کہین سبزی تو نہین پی آئے ہو-

نواب- جی ہان بھنگ پی ہی- تمنے آج یاقوتی ضرور کھائی ہی- تمھاری

زبان کترنی کی طرح چلتی ہو۔
بیگم - پھر آپ کے تو خیر سے ابھی ڈواڑھی بھی نہین۔
نواب - (ہاتھ مین ہاتھ دے کر) اب جی خوش ہو گیا بس۔
بیگم - ہوا ہو ہمارے تو دل کا کنول کھِیا جاتا ہو۔
نواب - (پیشانی کا بوسہ لیکر) واسطے خدا کے بتاؤ تو یہ روٹھی کیون ہو
بیگم - اچھا ابکی پھر میرے سر پہ ہاتھ رکھو کہ ہمین کچھ نہین معلوم۔
نواب - (سر پہ ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم جو مجھے معلوم ہو۔
بیگم - ہائے غضب مین فقط تمھین آزماتی تھی اُف ہمارے سر کی قسم کھائی - غضب خدا - !!!
نواب - خدا ہی سمجھے جو مین کچھ بھی سمجھتا ہون -
بیگم - کیا اُڑتے ہین ہمسے -
نواب - خیر اب مین اصرار نکرونگا (تنگ کر) اس بد گمانی کا علاج ہی نہین - اللہ رہی بد گمانی -
بیگم - اچھا یہ آج ابھی تک غائب کہان تھے آپ - شام کے گئے گئے اتنی رات جاکے آئے - جانے کیا کیا بُرے خیال جاتے تھے -
نواب - ہوا کھانے گیا تھا اور گیا کہان تھا - یہ بھی گناہ ہو -
بیگم - یہ اُڑان گھائیان کسی اور کو بتائیے -
نواب - کہا نہ کہ اس بد گمانی کا علاج ہی نہین ہاری مانو نہ جیتی مانو
بیگم - آپ کو ہوا لگی ہو -
نواب - (ہنسکر) تمھین سودا ہو گیا ہو -
بیگم - بجا -
نواب - آخر مین کوئی دودھ پیتا بچہ ہون جو سر شام سے گھر مین گھس رہون ساری ہی خدائی کے خلاف باتین کرتی ہو -

بیگم - ہان نواب تک وہ وہ پیتے فرنی سارے بچے تھے اب آج رات سے جوان ہو گئے - ہونہ -

نواب - ایک ڈاکٹر نے کہا ہو کہ صبح شام ہوا کھانے سے طاقت آتی ہو

بیگم - اُس ڈاکٹر نگوڑے کا سر - نہ کہین جاؤ نہ آؤ اور بیٹھے اللہ جانتا ہو ٹھیک ٹھیک بتاؤ ورنہ مہنا منتھ مچاؤنگی اور جو اپنی والی پر آئی تو پھر خوب سا تماشا بھی دکھاؤنگی -

نواب - ٹھیک ٹھیک بتا دون

بیگم - ہان اور جھوٹ بتاؤ گے تو کیا مین جان نہ جاؤنگی -

نواب - مین وہان گیا تھا سمجھ جاؤ بس -

بیگم - ہان ہان آپ مسکراتے کیا ہین کیا جھوٹ بھی ہو

نواب - شان خدا -

بیگم - سنا ہوا ہی سب -

نواب - (بوسہ لیکر) تم ہمسے اسدرجہ بدگمان ہو -

بیگم - ہین ہی -

نواب - اچھا پھر کچھ دن مین تمھین خود ہی معلوم ہو جائیگا -

بیگم - اوہو کچھ دن مین تو تم کھل ہی کھیلوگے -

نواب - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو -

بیگم - اور یہ نیچے چپکے چپکے ٹھورن سے باتین کیا ہوتی تھین -

نواب - کس سے ؟

بیگم - تمتے تمسے تمتے اور کس سے - ہونھ ! کس سے -

نواب - مجھسے ؟ کب ؟

بیگم - (چٹکی لیکر) ابھی ابھی جب اوپر آتے تھے اور کب ؟

نواب - کچھ نہین - باتین تھین کیسی -

بیگم - ہان! بلاؤن ظہورن کو قلعی کھل جاے - کچھ نہین! ہم سب سن رہے تھے

نواب - تم تو مین دیکھتا ہون اب اُڑتی چڑیان پکڑنے لگین

بیگم - کیسی کچھ - جب تمنے کہا کہ اوپر تم بھی ساتھ چلو تو اُسنے کہا کہ مین نہین نہانے کی پہلے آپ جائین -

نواب - اچھا پھر اس اتنے کہنے مین بھی کچھ گناہ ہوا -

بیگم - گناہ نہین ہوا مگر تمنے چھپایا تو -

اتنے مین کالی گھنیری گھٹا جھومتی ہوئی اُٹھی اور چوطرفہ تاریکی چھا گئی تھوڑی دیر مین بجلی لپکنے لگی اور رعد نے سوتون کو خواب سے جگایا - ایک دم کے دم مین ننھی ننھی بوندین ٹپ ٹپ گرنے لگین -

بیگم - چلیے مسہری اور پلنگ اُٹھائیے -

نواب - ٹھہرو ظہورن کو بلا لین -

بیگم - (چین بہ جبین ہو کر) پھر وہی بات -

نواب - نہین نہین بھول گیا بھول گیا خطا ہوئی مین نے تمھاری تکلیف بچانے کے لیے کہا تھا نہ مجھے کیا نہ سہی -

بیگم - تو اور اتنی لونڈیان باندیان اصیلین مغلانیان ماما چھوچھو بھری ہوئی ہین انمین کسی کا نام نہ چھوڑا (منھ بنا کر) ظہورن کو بلاؤن ہا -

نواب - (ہنسکر) توبہ -

اتنے مین ایک لونڈی آئی اور آتے ہی زینے کے پاس سے چلائی کہ حضور لونڈی حاضر ہے - الغرض پلنگ کمرے کے اندر بچھایا گیا اور مسہری بھی آدھی بھیگ چکی - جب اندر گئے تو نواب صاحب نے ٹھنڈی ہوا سے مسرور ہو کر یہ اشعار بہ لحن باربدی پڑھنے شروع کیے - ؎

پیک فرخندہ فال آپہونچا	پھر پیام وصال آپہونچا -
پھر مبارک ہو صحبت ساقی	موسم برشکال آپہونچا

ابر باران کا جنجال آ پہونچا		اُڑ کے اب جائینگی کہان بطِ مے

بیگم - اہاہا کیا ٹھنڈا ہی اسوقت ہان ایسی شعرین پڑھتے جاؤ -
نواب - اسمین ایک شعر بہت اچھا ہی دیکھو برسات کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھین سنوگی -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پڑوس سے گانے کی آواز آئی اسوقت کا سمان بھی قابل دید تھا بلکہ دید تھا نہ شنید تھا کالی کالی گھٹا چو طرف چھائی ہوئی مینہہ جھماجھم برس رہا ہو رعد کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا اور بھی فرقت کی آگ کو بھڑکاتا ہو کمسن ماہرو نوخیز میان بیوی ایک سجے سجائے کمرے مین بیٹھے فرسے فرسے باتین کرتے ہین ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرتے ہین اور پڑوس مین گانا ہو رہا ہی تبلے دائرے والاگت بجاتا ہو مطرب اپنے فن کے جوہر دکھاتا ہو کیسا ہی غنچہ طبع کیون نہو یہ سمان اسکی بیکلی کو دور کردے انقباض خاطر اور ملال طبیعت کو کافور کر دے -

نواب نامدار ذیجاہ اقتدار اور انکی زوجہ مقدسہ رشک بتان نوخار کو گانے کی آواز ایسی بھائی کہ کھڑکی کھول کر دونون نے چپکے چپکے تاک جھانک لگائی تو دیکھتے کیا ہین کہ بارہ بارہ چودہ چودہ برس کی پانچ چھ کم زبان ملکر گاتی ہین اور سامعین کو وجد مین لاتی ہین - کبھی اندر سبھا کے اشعار عاشقانہ ورد زبان کبھی برکھا کی رت کا بیان - مگر تعلیم کچھ ایسی نہ تھی بس ناواقف ہان نیچر نے انکو ایسی نازک آوازی عطا کی تھی اور انکی آواز اسدرجہ میٹھی تھی کہ سامع دل و جان سے عاشق ہو جاتا فرط بیقراری سے تاب مفارقت نہ لاتا اول تو سب کی سراپا انداز و طناز دوسرے خوش الحان و نازک آواز تیسرے نوخیز و کمسن چوتھے برسات کی رات بارش کے دن اس سب مصالحے نے ملکر وہ رنگ اثر جمایا کہ روح تک وجد مین آئی -

ایک دفعہ دو تین چھوکریون نے ملکر (آدھی رات پچھلے پہر) دادرا کو یل

کوسکے بار بار) یہ تان جو اونچے سروں میں لگائی تو نواب اور بھی مست بادۂ جنون ہو گئے عاشق معشوق ہو گئے۔

کشیده ام ز جنون ساغرے که هوش نماند
دگر معامله با پیر میفروش نماند

خون جوش زن ہوا طائر دل نخچیر تیر محبت ہوا۔

چنان مست جنونم کز عشق حوران ساغ آیم
ز شادی روح مجنون باس من دیوانه می رقصد

پچھلے پہر بیگم کی آنکھ لگ گئی مگر نواب صاحب ادھر سے اُدھر کروٹیں بدلتے تھے نیند نہیں آتی تھی۔ بیو دونوں کی یاد نے انکو سخت پریشان کیا آخرکار انکو یہ سوجھی کہ چلکے ظہورن کو چپکے سے جگائیں آہستہ آہستہ گئے دیکھا کہ وہ سرمست ناز نیند پلنگڑی پر لیٹی ہوئی ہے بالکل غافل۔ نواب صاحب نے بے اختیار بوسہ لے لیا۔ بوسہ لیتے ہی اسکی آنکھ کھل گئی دیکھا تو چھوٹے حضور۔ اشارے سے کہا چلے جائیے۔ یہ بوسہ لینے کی جرأت تو کر ہی چکے تھے آؤ دیکھا نہ تاؤ پھر ایک بوسہ لے لیا ظہورن گو رنگ باز نو سالہ اور متوالی تھی بڑی ہی خوش ہوئی مگر حیا دامنگیر تھی۔ اس عرصے میں دو ایک عورتوں نے انگڑائی لی ایک دو نے کھانسا تو نواب صاحب معاً چلے گئے اور تھوڑی دیر میں تڑکا ہو گیا۔ کوئی دو گھڑی دن چڑھے باہر برآمد ہوئے تو دیکھا کہ چھمن اور ایک اور مصاحب میں گلمنٹ ہو رہی ہے رفتہ رفتہ تکرار بڑھ گئی اور لپاڈگی کی نوبت پہونچی چھوٹی بیگم نے ظہورن کو حکم دیا کہ نواب کو ہمارے نام سے بلواؤ۔ ظہورن ڈیوڑھی میں آئی اور نورا دربان کو پکارنے لگی۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اے نورا۔ موت لگئی موئے اُچکے کو۔

خدمتگار۔ نورا۔ او نورا۔

نورا۔ (نیند سے چونک کر) کیا ہے میاں۔

خدمتگار۔ دیکھو ظہورن دروازے پر کھڑی پکار رہی ہیں۔

نورا۔ (آنکھ کھول کر) کیا ہے ظہورن۔

ظہورن - تیرا سر ہو کب سے کنواڑے پاس کھڑی غل مچا رہی ہون-

نورا- کہو کہو نا-

ظہورن- چھوٹی بیگم صاحب پوچھتی ہین کہ لڑائی کس سے ہوئی یہ ہلڑا ور غل کیسا ہے

نورا- لڑائی وڑائی تو کہین نہین ہوئی- خواب دیکھتی ہو کیا-

ظہورن - ارے یہ محلے بھر مین کھلبلی پڑ گئی ہو تجھے خبر ہی نہین ابھی- موا دوانہ (دیوانہ) گھنٹہ بھر سے برابر بم چخ مچی ہو تیرے حساب کچھ ہوا ہی نہین-

نورا- (خدمتگارون سے) کیا بات تھی بھئی بتاؤ بھائی-

خدمتگار- جھمن اور روشن علی مین دو دو چونچین ہو گئین اس وقت-

نورا- ہان یہ کاہے پر- ہوا کیا تھا کوئی جھگڑا بھی ہوا-

خدمتگار- جھگڑا کہین ہونے دیتے ہین دو دو پنجے کسا لیے بس تھوڑا ہی جٹ الگ کر دیا-

نورا- جھمن کرارا ہی بھئی-

خدمتگار- اجی روشن علی بھی قبار ہا پھکیے چھوڑا دیئے میان کے ظہورن نے جا کر اندر یہ چرچا جڑا-

ظہورن - (چھوٹی بیگم سے) ای حضور وہان تو کشتی ہو گئی تمام خون خچر ہوئے دوا نے کھا کھا کے اسنڈے ہوئے ہین اور چھوٹے نواب صاحب نے انکو اور بھی منھ لگا رکھا ہو- اور نورا تو موا اونگ رہا تھا- جب مین نے چار پانچ ہانکین دین تب لوگون سے پوچھا ہو کہ یہ کیا بات تھی-

چھوٹی بیگم نے کہا ذری بلواؤ تو ظہورن نے نورا کو پکارا-

نورا- (بہ آواز بلند) حاضر- سمجھی تھین ابکی پھر اونگ گیا-

ظہورن- چھوٹے نواب صاحب سے عرض ظہورن پردے کے پاس کھڑی ہو کچھ پیغام لائی ہو ذری یہان تک آجایئے گھڑے بھر کو حضور نے یاد کیا ہو-

نورا۔ (نواب سے) حضور ظہورن پردے کے پاس ذرا حضور کو بلاتی ہین۔

امام الدین۔ لاحول ولاقوۃ۔

تراب علی۔ یہ ہمین سب کو نکلوائینگے۔

ایک رفیق نے کہا جی ہان انکی ایسی ہی حرکتین ہین دو چار دفعہ کہا گیا کہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ نواب صاحب نے کہا لاحول اب جاتی بنتی ہو نہ انکار کرتے بنتی ہو۔ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ توبہ توبہ لاحول ولاقوۃ ان بدمعاشون سے خدا بچاے۔ ابا جان کو خبر ہو گئی اب سخت ذلیل ہونا پڑیگا۔ کہا کیا کچھ حضور انکی بدولت جو نہو سو تھوڑا۔ یہ ہمین نے پہل کی۔ ڈنڈ بل پر بہت پھولے ہین۔ نواب زادہ باوقار لغزا سے۔ پھر درویش بر جان درویش مضطر و بیقرار اٹھے اور چلے تو پردے کے قریب مغلانی کی چھوکری ظہورن سے کہ صاحب حسن و جمال خوبرو زہرہ تمثال پانزدہ سالہ آفت کا پرکالہ تھی دوچار ہوئے ظہورن اسوقت چھوٹی بیگم کے دوپٹے مین عطر عروس ملکر آئی تھی عطر کی لپٹ جو نواب کے دماغ مین پہونچی تو مست ہوگئے اور ظہورن کا پیارا پیارا ہاتھ چوم لیا ظہورن کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے بیگم صاحب اسوقت دیکھ لین تو مفت مین مہنا مٹھ مچائین خدا جانے کس کس قسم کے خیالات دل مین جگہ پائین لیکن اس خوشرو اور خوش ادا نے اگر پر رکھی ہوئی تو خود ہی تھی موقع غنیمت جانکر ایک اداے ہوش ربا سے ذرا ٹھسک کر کھڑی ہوئی اور مسکرا کر کہا۔ دیکھو نواب یہ دل لگی ہمین گوارا نہین ہے۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) خطا ہوئی۔

ظہورن۔ (تیکھی تیون کرکے) اجی واہ صاحب اچھی خطا ہوئی کہ ایک سیانی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر مروڑ ڈالا۔

راوی۔ واہ مروڑ ڈالا یا چوم لیا۔

نواب - معاف کرو پیاری۔

ظهورن - (پھر تبسم کر کے) اہا ہا پیاری! (ہنسکر) کہان ہو اسوقت - یہ پیاری کی کیا تقریر تھی حضور - کہ دونن چھوٹی بیگم سے جا کے۔

نواب - (ان کے تلے انگلی دبا کر) ارے! کہین ایسا غضب بھی کرنا ہم تو خیر تم تو فوراً ہی گھر سے نکالی جاؤ گی۔

ظہورن - (تنک کر) اُنھ اُنھ ذرسی دیکھیے گا بڑے نکلوانے والے آئے۔

نواب - قریب آؤ کچھ کہینگے۔

ظہورن - (اور پیچھے ہٹ کر) بس الگ ہی رہیے دور دور - دیکھو ہمنے کہدیا ہی ہان

نواب - اچھا قسم کھاؤ کہ چھوٹی بیگم سے نہ کہو نگی۔

ظہورن - اللہ جانتا ہی جو کسی سے بھی ذکر کرون اور چھوٹی بیگم سے کہکہ بھلا سوتیا ڈاہ پیدا کرونگی۔

نواب صاحب اندر تشریف لیگئے سمجھے تھے کہ بڑے حضور یعنے بڑے نواب صاحب کو خبر ہو گئی مگر جب سنا کہ چھوٹی بیگم نے بلوایا ہی تو جان مین جان آئی منٹ بھر کے بعد ظہورن بھی پہونچین لیکن اب وہ ظہورن نہین ہین جو پہلے تھین - اب نواب صاحب کے سامنے اٹھکھیلیان کرتی چلتی ہین یا یہ نازو ادا سے اٹھلائے اور جھوم جھوم کر چلنے لگین چھوٹی بیگم کو کیا خبر تھی کہ ظہورن بھی اب مطبوع طبع نواب نامدار ہین اُنھون نے نواب صاحب کو خوب آڑے ہاتھون لیا۔

چھوٹی بیگم - یہ دنگا کیسا تھا۔

نواب - دو بدمعاش لڑ پڑے باہم - مگر مین ابھی ابھی اُنکو سزا دونگا۔

چھوٹی بیگم - بھلا محلے والے کیا کہتے ہونگے اپنے دل مین۔

نواب - شد فی امر۔

چھوٹی بیگم - کیا قضا تھی۔

نواب۔ کیا ہے۔
چھوٹی بیگم۔ پوچھتی ہون کیا قضا تھی کہ ٹالے نہ ٹلتی شدنی امر کیا۔
نواب۔ مین ابھی ابھی خدا کی قسم اسی دم سزا دونگا جسمین پھر انکو جرات نہو۔
چھوٹی بیگم۔ موے کھا کھاکے سنڈے ہوئے ہین ٹیان لگی ہین نگوڑون کو۔
نواب۔ اور کیا۔
چھوٹی بیگم۔ اوپر سے ہنستے ہو اور کیا جو میرے نوکر ہوتے نہ تو کھڑے کھڑے نکال دیتی۔
نواب۔ کیا خوب۔ اور ہین کسکے نوکر آخر۔
چھوٹی بیگم۔ ہائین غضب خدا کا دنگا سا دنگا مچا تھا۔ اور طرہ یہ کہ آپ بیٹھے ہین۔ وہ رئیس کیا کہ جنکے سامنے دنگا ہو۔ مصاحب کشتیان لڑین اور رئیس بیٹھے منہ تاکا کرین۔
نواب۔ مین جاکے ابھی موقوف کیے دیتا ہون دونون کو۔
ظہورن۔ پہلے اس موئے ایمنی کو تو دفان کرو لونڈا کو۔ اتنا غل غپاڑا مچا اور اسکو کانون کان خبر ہی نہین۔ دن رات بیٹھا اونگھا کرتا ہی دربان ایسے ہوا کرتے ہین۔
راوی۔ اللہ اللہ آپ بی ظہورن بھی شیر ہین نواب صاحب سے فرمایشین ہونے لگین کہ فلانے کو موقوف کرو ڈھمکے کو موقوف کرو۔ سچ ہی ہے۔

خواجہ با بندۂ پری رخسار		چون درآید ببازی و خندہ
چہ عجب گو چو خواجہ حکم کند		وین کشد بار ناز چون بندہ

چھوٹی بیگم۔ چاہیے نوبا کو پنشن دو۔ چاہو کسی اور کام کے لیے مقرر کرو مگر میرے دروازے پر آج سے آیا تو مین نکلوا ہی دونگی۔
ظہورن۔ حضور آپ نہ پوچھین جو اِنکی یہان دروازے پر بیٹھا نہ تھا اللہ جانتا ہے ناک کٹا گئ ہی توڑ ونگی موے کی پینک مین تو ہوتا ہی ہے موے الّو کی شکل سے ہمین نفرت ہے

نواب ثریا جاہ بیگم صاحب کی میٹھی میٹھی باتون اور ترشروئی کے ساتھ پیار کی گھاتون اور بی ظہورن کی رنگین ادائی اور دلربائی کے لطف اٹھا کر باہر تشریف لائے پردہ اُٹھاتے ہی دیکھا کہ نورا دربان بداطوار افیونیون کا سردار و قافلہ سالار تپائی پر بیٹھا اونگ رہا ہی مارے غصے کے کسکر ایک لات جمائی تب تو میان نورا چونک پڑے اور متحیر ہو کر بولے کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ناگہانی آئی آنکھین جو کھولین تو دیکھا کہ چھوٹے حضور ہین جھک کر بہ ادب آداب بجا لایا اور چپکا ایک کونے مین دبک رہا۔

نواب۔ تم ابھی ابھی برطرف

نورا۔ کیا مجال۔

نواب۔ (چانٹا لگا کر) مردک۔

نورا۔ کیا خوب یک نشد دو شد پہلے لات جمائی اب چانٹے کی نوبت آئی بڑے حضور کی دوہائی۔

مصاحب۔ ارے چپ دل لگی کرتے ہین۔

نورا۔ ہمارا تو بھرکس نکل گیا آپ کے نزدیک دل لگی ہی۔

نواب۔ تجھکو ہمنے اسی دم موقوف کر دیا۔

نورا۔ اے حضور کیا طاقت۔

نواب۔ کوئی ہی۔

خدام۔ حاضر۔ حاضر پیر و مرشد حکم حضور۔

نواب۔ اس پاجی کی گردن مین ہاتھ تو دو۔

نورا۔ پہلے حضور ہاتھ لگا کر دیکھ لین پھر اورون کو حکم دین۔

نواب۔ (دھپ جما کر) اب خوش ہوا یا ایک اور دون۔

نورا۔ بس ہمین پر شیر ہین دُبلے ماریں شاہ مدار۔

نواب۔ بھنگ پی گیا ہی کیا۔

نورا۔ اے حضور کہہ رہا ہو بس اُسی مین خیر ہو کہ زبان نہ کھلوائیے غلام اس
ڈیوڑھی پر حضور کے باپ کے آبا جان کے وقت سے مقرر ہو۔ خدا گواہ ہو جو
پردے کے پاس کبھی ایسی گفتگو سُنی ہو جیسی ابھی ابھی سُنی مجھے۔ ؟

نواب۔ (رنگ فق) مت بک نالائق نابکار۔

مصاحب۔ (دنگ) حضور یہ گھانس کھا گیا ہو۔

نواب۔ نورا اِدھر آ (علیحدہ لیجا کر) کیا بکتا ہو بے تو۔

نورا۔ (کان مین چپکے سے) غلام سے اور اس چمکو ظہورن سے لاگ ڈانٹ ہو
مگر حضور اُسپر سب بے طور ریجھے۔ اسوقت تو واللہ آپ نے غضب ہی کیا کہ عین
ڈیوڑھی مین زبردستی بوسہ لے ہی لیا اب خدا کے لیے مجھ بوڑھے پر رحم کرو
ظہورن آپ کو اور آپ ظہورن کو مبارک مگر مجھ بڈھے بیچارے کو اس خام پارہ
کے چغلی کھانے سے کیون در بدر ٹھوکرین کھلواؤ گے۔

نواب۔ خبردار نورا نمک حرامی نہ کرنا کسی سے جو یہ راز کہا تو حلال ہی
کر ڈالونگا سمجھا ؟۔

نورا۔ خوب سمجھا مگر یہ حرام کامون کے لیے حلال کا لفظ بھی کتنا موزون ہو
حضور مین کوئی جرگٹا تھوڑی ہون نہین غلام بھی فارسی خوان ہو۔

نواب۔ ہمنے تمھارا قصور معاف کردیا۔

نورا۔ ہونہہ ! کیا احسان جتاتے ہین۔ پیر و مرشد حضور نے میرا قصور
معاف کیا یا غلام نے زبردستی قصور معاف کروایا انصاف کیجیے۔

نواب۔ زیادہ بک بک ہمین پسند نہین۔

نورا۔ واہ ! ظہورن سے گھنٹون گھل گھل کے باتین کیا کیجیے۔ ہمنے جو
ایک بات کہی تو بگڑ کھڑے ہوئے۔ شان خدا۔

نواب۔ تمنے ظہورن کو چڑیل کیون کہا۔

نورا۔ بغض اور تعصب کے سبب سے عداوت اور حسد کے سبب سے۔

نواب - شاباش نورا بڑے سچے آدمی ہو - اچھا سچ بتاؤ - ظہورن کیسی ہے خوبصورت اور جوان کہ نہیں -

نورا - اے حضور بس ٹبیا میں بند کرنے کے لائق ہے - جوانی چھٹی پڑتی ہے ابھی تو رسے چند روز کی بھی تو نہیں چھلاوا ہے چھلاوا ہے --

نواب - نورا تم اب رازدان ہو -

نورا - حضور کے باپ اور دادا تک کا تو میں رازدان ہوں آپ تو ابھی کل تشریف لائے ہیں انشارہ کروں تو کھڑا چنوا دیجئے ایسی باتیں کھیلا

نواب - نورا ظہورن پر ہماری جان جاتی ہے -

نورا - اے خداوند حضور کے دادا کے وقت میں ایک مغلانی تھی ایسی کہ بس کچھ نہ پوچھئے ظہورن سے بھی بڑھی ہوئی اُس پر آپ کے دادا جان فریفتے اور بڑے حضور کا بھی ایک منہارن پر دل آیا تھا - یہ تو پشتہا پشت سے حضور کے ہاں ہوتی آئی ہے ہاں فرق اتنا ہے کہ وہ لوگ کامیاب نہوئے اور حضور میری رائے پر چلینگے - تو سرخرو ہونگے - ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

نواب - تم اگر کوئی صلاح بتاؤ نہ تو عمر بھر کے لیے خوش کردوں -

نورا - واہ ہم درگذرے - عمر بھر کے لیے خوش کردینگے ہاں ہاں جانتے ہو کہ اتنی آدمی ہو مکھنی سا - صد ہا عوارض مہلک میں مبتلا - بہت جیا جیا کئی سے اور دس پانچ مہینے - کہنے لگے عمر بھر کو خوش کردونگا - بس اپنی کائنات رہنے دیجیے -

نواب - ارے کمبخت پھر کیا انعام دیں -

نورا - بس میں اسی ڈیوڑھی پر رہوں -

نواب - اچھا ظہورن سے کہو - وہ مان جائیں تو کیا مضائقہ

نورا - مانا -

نواب - پھر نکل نہ جانا -
نورا - اجی ہوش کی دوا کیجیے حضور -
نواب - نورا تم بڑے گستاخ ہو گئے ہو -
نورا - حضور کا لفظ تو آخر مین کہدیا تھا کہ نہیں - پھر کیا ہ -
نواب - اچھا ظہورن کی مان کو تو گانٹھو -
نورا - اجی تو اس جھگڑے سے آپ کو کیا مطلب میرا جو جی چاہے وہ کرون آپکو آم کھانے سے واسطہ ہی یا درخت گننے سے -
نواب - پھر اسکا کب جواب دوگے -
نورا - ٹکا سا جواب کہیے آج ہی دے دون مگر جواب با صواب کل دونگا -
نواب - اچھا مگر ضرور -
امام الدین - اخاہ! اسوقت تو میان نورا خوب کھل کھل کے باتین کر رہے ہین
نورا - ہونھ! آئے وہان سے بڑے مصاحب کی دم بنکر - بھائی یہان برسون سے اسی سرکار کا نمک کھاتے آئے ہین تمسے ایرے غیرے پچکلیان سیکڑون آئے اور سیکڑون گئے -
نواب - نورا تم جاکے اب منجھو نرے سے ڈیوڑھی پر -
نواب نامدار مع رفقا و مصاحبین بدرگزار اپنے عالیشان کمرے مین جاکر بصد زیب و تجمل متمکن ہوے -
میان نورا نے میدان خالی پایا تو پردے کے پاس سے ظہورن کو بلایا ظہورن ململ کا دوپٹا سنبھالتی ہوئی باہر آئی تو نورا کو ڈیوڑھی پر دیکھکر بہت جھلائی - چین بہ جبین ہو کر بولی کہ اس افیمی نگوڑے کو موت بھی نہین آتی ہر قضا بھی اس کھوسٹ کو بھول بھول جاتی ہی -
نورا - لو ظہورن اب کیا پوچھنا ہی گھی کے چراغ جلاؤ چھوٹے حضور تمپر ریجھ گئے
ظہورن - اے مُردمَوے کچھ شامتین تو نہین آئی ہین -

نورا - ابھی ابھی مجھسے پوچھتے تھے کہ بی ظہورن کوئی چودہ پندرہ برس کی ہوگی مین نے کہا قربان جاؤن حضور اٹھتی جوانی ہی متوالی ہو رہی ہو -

ظہورن - ارے خدا سے ڈر مردوے کہین آسمان نہ پھٹ پڑے -

نورا - دادی جان کے مرنے کی قسم -

ظہورن - (ہنسکر) اے لو اور سنو مسخرے کی باتین - قبر مین پانون تو خود لٹکائے بیٹھا ہی تیری دادی کیا عاقبت کے بورئیے بٹوریگی -

نورا ابھی ہماری دادی دادی کو نہ کوسا کرو - ظہورن تیری نشیلی آنکھڑیون کی قسم تو نے چھوٹے نواب صاحب پر جادو کردیا - رسیلی نینون والیون نے جادو ڈالا -

ظہورن - (قہقہہ لگاکر) اخاہ خیر سے تان سین کی بھی بیٹ کھا گئے ہین -

نورا - ظہورن اللہ جانتا ہی تیرے ہزار جان سے نواب عاشق ہین میرے منھ سے کہین اتنا سا کلمہ نکل گیا کہ گدرایا ہوا بدن ہی تو بگڑکے فرمانے لگے کہ واہ کہین ہو نہ گدرایا ہوا بدن یون نہین کہتے کہ وہان ہان عورت ہی لو آپ ہین کرو -

ظہورن - اے چل دور ہو موے اُنمی آج سے ہمسے دل لگی دل لگی نہ کرنا نہین تو جائیگا -

نورا - سنا نہین کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے - زیادہ ترش ہوگی تو مین صاف صاف کہ چلونگا - وہ اُسوقت کیا ٹھٹھی ٹھٹھی باتین ہو رہی تھین - ہمکو اُڑان گھائیان بتاتی ہو کیون بولو اب بولتے

ظہورن - اللہ جانتا ہی تیرا اپنا خون اُٹھاپ کرڈالونگی اسوقت جو واہی تباہی منھ مین آتا ہی بیدھڑک بکتا جاتا ہی کچھ دوانہ تو نہین ہوگیا ہی - اُلّو کہین کا

نورا ظہورن جو مین جھوٹ کہتا ہون تو بہشت نصیب ہو اللہ جانتا ہی - نواب مجھسے ابھی ابھی کہتے تھے کہ کوئی تدبیر نکالو جسمین ظہورن

ظہورن - اچھا اب اسوقت مختصر کرو چھوٹی بیگم جب آرام کرینگی تو مین چپکے سے چلی آؤنگی - اور سن لونگی -

نورا - اے تم سلامت رہو -

ظہورن کو شک کی جگہ یقین تھا کہ نواب میرے عنفوان شباب اور جوانی کی آب و تاب پر ہزار ایمان سے ریجھے ہوئے ہین - جاتے ہی صابون سے منھ دھویا اور خوب ہی نکھار کیا بالون مین حنا کا سولہ روپئے سیر الاتیل کیسو بل کی لیتے تھے اور رخ انور سے حسن و جمال برستا تھا سرخ موباف پر عالم تھا - چھوٹی بیگم نے جو انکو دیکھا تو مسکرا کر کہا کہ اللہ اللہ آج تو غضب کے نکھار ہین - اسوقت تو ظہورن بیگم زادی معلوم ہوتی ہے -

ظہورن - بندگی پھر آخر پیشخدمت کسکی ہون بھلا آپ کے طفیل مین شہزادی معلوم ہونگی یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے - کچھ اور ؟

اب دوسرا حال سنیے کہ رئیس زادہ با توقیر جب نورا دربان مقصر زبان لسان سے رمز و کنایہ کی باتین کرکے کمرے مین آیا تو مسند جواہر نگار و عظمت بار پر بیٹھکر فرمایا کہ امام الدین خان کبھی اسوقت ہم ازبس نادم و خجل و شرمسار و منفعل ہوئے - امام الدین نے گردن نیچی کرکے کہا حضور بات ہی ایسی ہوئی نگر افتاد - تراب علی بولے قبلہ عالم یہ سارا تخم فساد میان جھمن کا بویا ہوا ہے ایسے ہی لوگ تو درباروں اور رئیسون کا نام بد کرتے ہین ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے گیہون کے ساتھ ہم لوگ بھی گھن کی طرح پسے جاتے ہین -

تراب علی - بہت چل نکلے تھے - جب دیکھو گدے بازی ہی کی باتین کیا کرے کوئی بولا اور آپ نے آنکھین نیلی پیلی کین - اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا -

جھمن - حضور قصور اگر ہوا تو دونون سے روشن علی بچ جائین اور غلام معتوب ہو - بھلا یہ کونسی بات ہے انصاف کی اور یون حضور مالک ہین -

تراب علی - اور سنیے؟ انکی اور روشن علی کی برابری؟ - وہ وزیرزادہ ہین حضور مگر گردش فلکی سے مجبور ہین میان جھمن بھی کوئی شریف ہین -

نواب - ہان! کیا شریف نہین ہے؟

تراب علی - اجی خداوند نام ہی سے نہ دیکھ لیجیے - جھمن - بھلا جھمن بھی آج تک کسی بھلے مانس کا نام ہوا ہی - یا جیون کے نام ہین شیخ جھمن - یا سید جھمن یا مولانا جھمن کسی نے کبھی سنا ہو تو بتائے - اور روشن علی میر روشن علی خان صاحب تو مشہور عالی خاندان آدمی ہین -

نواب - جھمن کے سبب سے محلے بھر مین آج ہماری بدنامی ہوئی -

رفیق - اسمین کیا شک ہی خداوند -

دوسرا رفیق - حضور کی بدنامی تو کیا مگر ہان ہم لوگون کی البتہ ذلت ہوئی -

تراب علی - لوگون نے اپنے اپنے دل مین کیا کہا ہوگا کہ یہان کیسے کیسے بدمعاش جمع ہوے ہین -

مصاحب - حضور آج تو دربار بالکل بھٹیارخانہ ہوگیا -

نواب - پھر اب جھمن کی صورت دیکھنے کا مین کیونکر روادار ہون -

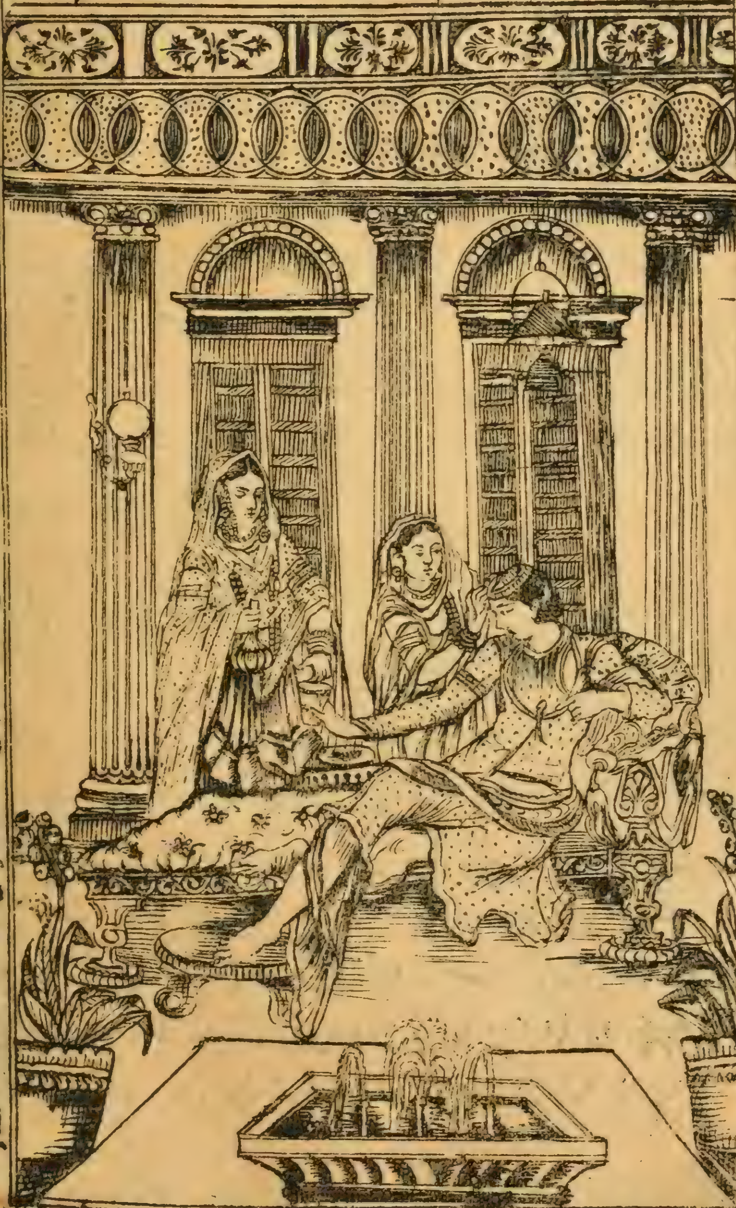
جھمن - حضور زبان مبارک سے بس اتنا فرمادین کہ جھمن اپنا بخیر تقصیر معاف کردیا نواب نے کہا جاؤ معاف کیا - تو ایک مصاحب نے کہا جھک کر سلام کر بے ادب - دوسرا بولا سات بار گن کے - تیسرے نے کہا بڑی ذرہ نوازی کی حضور نے - امام الدین بولے ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین بھائی جان واہ واللہ کیا مزاج پایا ہی - وہ ہوم ہی وہ ہوم ہی - اللہ جانتا ہی دھوم ہی -

جھمن نے زمین دوز ہوکر کہا آداب حضور - حق تعالی حضور کی مرادین بر لائے چلا لیا - خدا جانتا ہی تن مردہ مین اسوقت جان آگئی - اسپر روشن علی نے کہا تن مردہ! ہونہہ تن مردہ یا خاصے ہٹے کٹے بنے ہین -

---

دورِ نوان

صحبت رندان ہمدم و ہمساز اور خاتون بلقیس مرتبت پر فشار رساز



یہی وظیفہ ہو دن رات مجھکو مستی مین
تمام عمر پیے جام بادۂ گلگون
چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اتار ہوا
جہان مین نام مرا رند بادہ خوار ہوا

پیٹے تو نواب ہلال رکاب مجھے کہ وہ یاقوت لب سیم غبغب یہود نین امین آباد کے بدمعاشون کی بدمعاشی کے ڈر سے کسی اور محلے مین جا کر مسکن گزین ہوئی ہین چو طرفہ آدمی دوڑا دیے کہ جا کے خبر لائین مگر انکا پتا نہ ملا آخرکار نواب صاحب کو یقین ہو گیا کہ ان پریون نے کسی اور شہر کو غیرت پرستان بنایا لکھنؤ کو ویران اور سونا کر گئین دل وحشت منزل کی عجب کیفیت تھی۔ کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ لہذا نصرت الدولہ اور سیٹھ جی کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ از برائے خدا اُن عاشق کش معشوقون کی صورت زیبا کہین سے تو دکھا دو سیٹھ جی نے کہا ہمنے اُڑتی سی خبر سنی ہے کہ اُن شاہدان طناز نے کانپور کو دار الفرح والسرور بنایا ہے۔ ابھی ہوٹل مین ٹکی ہین مگر کمپنی باغ کے محاذی ایک بنگلہ استقامت کے لیے ٹھہرایا ہے اتنا سننا تھا کہ نواب صاحب نے جھمن کو بلایا اور نادری حکم سنایا کہ اسی دم کانپور جاؤ اور اُن اصنام لالہ رو کی خبر لاؤ ہماری طرف سے یہ دو شعر کہہ دینا ؎

قطعہ

اے تو شاہد عشوہ ساز چونی
من بے تو بنالہ ہاے خونین
معشوقہ عشقباز چونی
تو بے من خون گرفتہ چونی

اتنے مین تراب علی آیا دست بستہ عرض کیا پیر و مرشد وہ تو بخط راست بمبئی چلی گئین انکو بعض حضرات نے ڈرا دیا کہ سیٹھ جی تم پر نالش کرنے والے ہین۔ اور جوہری والے سے پھڑک کھا ہی چکی تھین بدحواس ہو کے بھاگ گئین۔

سیٹھ۔ ہاے افسوس۔ امام الدین بھئی۔ اسوقت کچھ بلواؤ۔
نواب۔ مین کہنے ہی کو تھا۔ میرے دل کی بات کہی۔

نصرت۔ بجلے اسکے اسوقت ہرگز نہ رہا جائیگا۔

شرابیون کا قاعدہ ہو کہ روز توبہ کرتے ہین اور روز توبہ شکنی۔ صبح کو توبہ کی شام کو پی رہے ہین۔ پیتے دیر نہ توبہ کرتے۔ اچھے ہم ہین اچھی توبہ اور چاہے کوئی عارضہ ہو شراب کو سب کا علاج سمجھتے ہین۔ غم غلط کرنے کے بہانے سے اتنی پی کہ نواب صاحب بیہوش ہو گئے۔ شب کو ہوش آیا تو نہ گو حبرل نہ نصرت الدولہ۔ تراب ہو۔ گلباز اور لالہ حسین بخش غنین پڑے ہوئے حکم دیا کہ انکو جگا کر رخصت کرو اور محلسرا کی جانب سے دور دور۔

نواب نامدار مصاحبین سے رخصت ہو کر محلسرا جانے لگے تو دروازے کا پردہ اٹھاتے ہی دیکھا کہ بی ظہورن خوب نکھر کر کھڑی ایک عورت سے چپکے چپکے باتین کرتی ہین۔

نواب۔ بی ظہورن ہین۔ دیکھون۔ یہ تو کوئی اور معلوم ہوتی ہین۔ اندھیرے مین کچھ سوجھتا ہی نہین ظہورن ہی ہین نہ۔

ظہورن۔ (شیرین ادائی کے ساتھ ترش ہو کر) اوئی ہو گیا انجان بنے جاتے ہین جانو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب۔ کہان تھین اسوقت کہان۔

ظہورن۔ آپ کوئی قاضی ہین ؟۔

نواب۔ یہ باتین کس سے کر رہی ہو۔

ظہورن۔ کسی سے کر رہے ہین (عورت سے) دوگانا چلو چلین۔

نواب۔ اخاہ یہ آپ کی منھ بولی بہن ہین ؟ ذری ہمین تو دکھا دو۔

دوگانا۔ (ظہورن سے لپٹکر) اوئی ہے بہن یہان تو جیسے کوئی فنکاری مارتا ہو

ظہورن۔ اوئی یہ نگوڑا اور بان ہو۔ موا لوزا ابو کب خرانٹے لے رہا ہو۔

دوگانا۔ اف جی سنتا اٹھا۔ تو ج ایسے کسی کے فرانٹے ہون۔ خرخرہ سہم گئی ہائے اللہ ڈر کے۔

نواب - ظہورن تمھین واللہ ذرا اپنی منھ بولی بہن کا جھمکڑا دکھا دو -

دوگانا - اونھ اونھ - بڑی دکھانے والی انکی ظہورن چلو بہن چلین اب ہمین پرائے مردون کی یہ باتین زہر لگتی ہین -

نواب - اللہ اللہ یہ تو بڑی گرما گرم معلوم ہوتی ہین -

دوگانا - ظہورن یہ مردوا آخر ہی کون - اللہ جانتا ہی تمھارے سبب سے چپکی ہو رہی نہین تو کسو کا مقدور پڑا تھا کہ آدھی بات کر لینا -

ظہورن - ای چپ رہو چھوٹے نواب صاحب ہین -

دوگانا - ای واہ حضور - یہ آپ کے وصف تو آج معلوم ہوئے -

ظہورن - چھپے رستم ہین بہن - اور ڈھٹائی تو دیکھو -

دوگانا - اب ہم نہ بولینگے تم دونون کی بیچ ہین - تم جانو وہ جانین -

ظہورن - ہائے میرے اللہ اب جانے ہو کہ ہم جا کے چھوٹی بیگم سے کہ دین - آپ تو وہ انست دار آدمی ہو کر وہ بنے جاتے ہین -

دوگانا - ای دہو مخنت کا جھگڑا لگا لاہی ہماری تو آنکھین جھپکی پڑتی ہین -

ظہورن - (ہنسکر) نیند حرام کر دی -

نواب - اچھا ذرا انکی صورت دکھا دو بس ہم چلے جاتے ہین -

ظہورن - دکھا دو دکھا دو - کیا گھول کے پی جائینگے کچھ -

دوگانا - ای واہ اچھی آئین - اسوقت یون ہی جی نگوڑا بدمزہ ہی یہ اور آئین وہان سے دل دکھانے - حضور ہماری شکل تو آپ کے دیکھنے کے قابل نہین -

ظہورن - (ہنسکر) اُف دوگانا تم بڑی شریر ہو اچھی کہی یون ہی نہ کہ دو کہ آپ کا منھ اس قابل نہین کہ ہمین دیکھیے

دوگانا - تم جانو وہ جانین -

نواب - ہنسی ہنسی مین بات اڑا دی - خیر یاد رکھنا -

ظهورن - سب یاد ہی -
دوگانا - ایک چیز آپ سے مانگین جو دیجیے تو -
نواب - جان تک حاضر ہی -
دوگانا - ای خدا خدا کرو - ہم ایک چیز مانگتے ہین -
نواب - مانگو -
دوگانا - ایسا نہو بات ہی جاے -
نواب - کیا مقدور - ایسی بات ہی
دوگانہ - ظہورن گواہ رہنا بہن -
ظہورن - ہان گواہ ہین مگر فریاد کس سے کرو گی بہن -
دوگانا - مانگتی ہون پھر
نواب - ضرور کہو نہ - اصرار کیون کرتی ہو اسقدر - نہ دین جب ہی کہنا - دین اور پھر دین -
دوگانا - (خوب کھلکھلا کر کے ہنس پڑین) ہمین سونے دیجیے اور جانے دیجیے
ظہورن - خوب کہی لے بس اب ہم ایک نہ سنینگے - ہماری گواہی ہو چکی ہی اب جانے دیجیے -
نواب - اف یہ تو تمھاری ہی سی طرار نکلین
ظہورن - ہئین ہئین -
نواب - اچھا - جاؤ - اسوقت چل دے گئین -
نواب صاحب والا مقام بام فلک احتشام پر تشریف لیگئے - ادھر بی ظہورن اپنی منھ بولی بہن سے ہنس ہنسکر یون گفتگو کرنے لگین -
ظہورن - تین چار دن سے چھیڑ خانی کر رہے ہین -
دوگانا - مگر کیا مجاز پایا ہو - بڑے منھ چڑھے ہین -
ظہورن - ہان مگر چلبلے بڑے ہین - جب بیگم صاحب سے انسے ہوتی ہی

تب دیکھو کیفیت۔ وہ بھی خوب جلی کٹی سناتی ہیں۔
دونوں جا کر چارپائی پر لیٹیں اور آہستہ آہستہ گانے لگیں۔ ؎

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا	مشتاق نہایت ہے یہ شیشہ ہے پری کا
انداز کہاں یہ روش حور و پری کا	دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اڑائے	آنکھوں سے دیا جام مے بیخبری کا
سبزہ مری تربت پہ ہرا خوب ہوا ہے	ایسے ہیں ———

ظہورن۔ چپ چپ کچھ بجتا ہے۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ نو۔ دس۔ گیارہ۔

دوگانا۔ افوہ۔ گیارہ بجگئے۔ بڑی رات آئی۔

ظہورن۔ جب ہی جمائیوں پر جمائیاں آتی ہیں۔

دوگانا۔ جیسے ڈاک بیٹھ گئی۔

ظہورن۔ اب سو رہو۔ صبح اٹھینگے تو باتیں ہونگی۔

دوگانا۔ دکروٹ بدل کر، ہمیں تڑکے جگا دینا۔

نواب صاحب کوٹھے پر سے چپکے چپکے گانا سن رہے تھے دونوں کی نازک آوازیں دل و جان سے بھاتی تھیں۔ مگر تین ہی چار شعر سنے تھے کہ دونوں سو رہیں

نواب صاحب دلبستان بادہ گساری کے ابجد خوان تو تھے ہی پینے کو تو برانڈی کے کئی جام پی گئے لیکن کوٹھے پر جاتے جاتے وہ تیز نشہ ہوا کہ الامان الامان۔ پہلے تو بند کمرے میں بیٹھے بادۂ احمر کے بلبلے اڑاتے آدھ آدھ گھڑی کے بعد چسکی لگائی۔ کبھی ایاپانا کا جام لیا۔ کبھی برانڈی لیمونیڈ کے ساتھ نوش جان فرمائی اب کھلے میدان میں جو آئے تو خمارہ کھینچتا پڑا۔ پلنگ پہ قدم رکھتے ہی چکر آیا۔ سنبھلے لیٹے تو پھر چکر آیا۔ بادوہم ابر و ہوا امیر کے صاحبزادے تکلیف کا برداشت کرنا دل لگی تو نہ تھی گھبرا اٹھے بہلا بہلا واسطہ اور نشے کا عالم سمجھے ترغ میں ہیں تھوڑی

تو نستے ہین یہ سوجھی کہ نبض چھوٹ گئی۔ اعزا و اقربا کے ماتم اور شور و شین کی آواز کان مین آنے لگی چھوٹی بیگم تھوڑی دیر مین کسی ضرورت سے اٹھین تو دیکھا کہ حضرت آرام مین ہین۔ پانون کی آہٹ پا کر نواب صاحب کسیقدر ہوش مین آئے۔ گرمی کی اسوجہ شدت تھی کہ بھنائے جاتے تھے آہستہ سے کہا کہ (پانی) چھوٹی بیگم نے اچھی طرح سنا نہین۔ قریب آن کر پوچھا کہ کیا کہتے ہو۔ نواب صاحب نے اشارے سے بتایا کہ پانی ہوینگا۔

بیگم۔ کیا مکر کیے پڑے ہین۔ کوئی ہائے خدا نا کردہ دشمن بیمار ہو گئے۔

نواب۔ (آہستہ سے) پانی۔

بیگم۔ ڈنک کراہی ہر یہ مکر کی باتین یہان کسیکو بھاتی نہین کیا کہتے کیا ہو

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) پانی (پھر اشارے سے بتا کر) پانی۔

بیگم۔ پانی۔ لو۔

بیگم صاحب نے صراحی کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلایا۔ نواب نے چاہا تھا کہ لیٹے ہی لیٹے پیین مگر بیگم صاحب نے کہا کہ لیٹے لیٹے پانی پینا منحوس ہوتا ہی اٹھ بیٹھو ذری۔ اٹھنا اسوقت دو بھر تھا۔ مگر بہزار خرابی اٹھے اور پانی پیتے ہی گر پڑے۔

بیگم۔ ہائین۔ خیر تو ہی۔

نواب۔ آگ۔ پھونک دیا۔

بیگم۔ (پاس آ کر) بنڈا پھکا ہی۔

نواب۔ پانی سے اسوقت بڑی تسکین ہوئی۔

بیگم۔ کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہی۔ منھ بنا کر) ہو نہہ ہو نہہ کچھ عجب طرح کی بو سی آتی ہی

نواب۔ ہمین تھوڑا پانی اور پلاؤ۔

بیگم۔ لو۔ مگر یہ گھڑی گھڑی پانی پینا کیا معنی ہو گیا۔ ماجرا کیا ہی۔

نواب۔ خیریت ہی۔

بیگم - اللہ خیریت ہی سے گئے مگر کیا ایسا گرما گرم کھا لیا کہ رہ رہ کے دم بدم پیاس لگتی ہے -

نواب - کہ دونگا - اسوقت کوئی پنکھا جھلے تو جان مین جان آئے -

بیگم - ظہورن کو چپکے سے بلالون (زینے پر جا کر) ظہورن - او ظہورن ہائین - سانپ سونگھ گیا کیا -

نواب - (اپنے دل مین) خدا نکرے -

بیگم - اے ظہورن (کنکری پھینک کر) ظہورن -

ظہورن - (چونک کر) کون ہے؟ -

بیگم - ذری یہان تو آنا -

ظہورن - (اپنے دل مین) یا اللہ اسوقت آدھی رات کو کیا کام ہے اور تو کبھی نہین بلوایا آج معمول کے خلاف بلوایا ہین - ہو نہو کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - کہین انکی اور ہماری باتین نہ سن لی ہون - اللہ بچائے جو اماں سنینگی تو کہین کا نہ رکھینگی -

دوپٹا سنبھالتی ظہورن اوپر داخل ہوئین -

ظہورن - اے حضور خیر تو ہے -

بیگم - اسوقت کہتے ہین کہ گرمی معلوم ہوتی ہے - اور ہمکو پنکھا اچھیکا نظر آئی دیتا تھا - دو - اچھا ذری پنکھا جھلو -

ظہورن - (سرہانے جا کر) حضور طبیعت کیسی ہے - کہین درد تو نہین ہے -

نواب - (نہایت ہی مسرور ہو کر) - کون ہے ظہورن -

ظہورن - ہان حضور طبیعت کیسی ہے - دیکھون اتنے ہی مین منہ تھتھا سا نکل آیا -

بیگم - (نواب کے کان مین) - ایک بات پوچھون سچ بتا دینا کہین کسی حرامزادی نے تو نہین ٹونا دونا کر دیا -

نواب - (مسکرا کر) کچھ خیر ہے -

بیگم - پھر ہو کیسے - بے چینی کیون ہی

نواب - پانی -

ظہورن - ابھی لائی - لیجیے حضور مگر تن کے پانی نہ پیجیے گا - دو گھونٹ پانی پی کے ہونٹون کو تر کر لیجیے -

نواب صاحب نے چاندی کی کٹوری اُس سیمبدن کے دست نگین سے لیتے ہی ایک ٹھوکا دیا ظہورن کھل گئین کہ اسوقت بھی چھیڑ خانی سے باز نہین آتے -

نواب - اُف پانی سے ذرا تسکین ہوتی ہی -

بیگم - ارے کہین وہ تو نہین مُنھ لگی - یہ کھوہم پہ کھڑے گئے اب کالا پانی نگوڑا بھی مُنھ لگا -

ظہورن - نہین حضور - اللہ اللہ کیجیے - یہ بدگمانی ہی بیوی -

بیگم - ہم بی ہمسائی کے میان کو ہنسا کرتے تھے اب لوگ ہمین ہنسینگے -

ظہورن - اے تو حضور اب اس وہم تو نہ کچھ کیجیے - بیچارے آپ ہلکان ہین مین بتاؤن ایک گنڈا میرے پاس ہی -

نواب - اب یہ گنوار ہی باتین رہنے دو - گنڈے تعویذ کا خبط ہمکو نہین ہی

ظہورن - وہ دعا ان کو جگا لاؤن -

بیگم - اُنھین سے پوچھو -

ظہورن - حضور اب تو ذرہی آرام ہی - اسوقت جو غنچہ کھلے تو طبیعت ہلکی ہو جائے -

نواب - ظہورن ذرا سر دبا دو جو تکلیف نہو تو -

ظہورن - اے حضور آپ کے اوپر سے تصدق سیکڑون قربان ہو جائین سر کا دبانا بھی کوئی پہاڑ اٹھانا ہی -

بی ظہورن سرہانے بیٹھکر پیار پیارے پیارے ہاتھون سے نرم نرم

نواب زادے کا سر دبانے لگین - تھوڑی دیر مین ایک عجیب ادائے دلربا سے دوپٹا اپنے سر سے سرکا دیا تا کہ مانگ کا جوبن نواب زادے کی آتشِ عشق کو اور بھی تیز کر دے -

نواب - اُف کسی کروٹ چین نہین آتا تھا اب کچھ کچھ فرق ہی - عطر کا ایک پھویا تو لاؤ -

بیگم صاحب کمرے کے اندر گئین - صندوقچی کھولی - عطر نکالا - موقع و وقت غنیمت جانکر نواب صاحب نے چُپکے سے معشوقۂ پری چہرہ کے دستِ سیمین کو چوم لیا اور ظہورن نے بھی ہنسی خوشی ہاتھ ڈھیلا کر دیا - اس تھوڑے ہی سے عرصے مین ظہورن نے وہ وہ پیاری پیاری ادائین کین کہ نواب کا دل ہاتھ سے جاتا رہا - اتنے مین بیگم صاحب عطر کی شیشی لیکر کمرِ نازک کو لچکاتی ہوئی آئین تو ظہورن کی طرف دیکھکر مسکرائین - ظہورن کے دل مین تو چور تھا سمجھی کہ بیگم صاحب نے بھانپ لیا - اسوقت گورے گورے گالون کی رنگت کئی دفعہ سرخ سے سفید اور سفید سے سرخ ہو گئی - مگر وہ مسکرائی صرف اس بات پر تھین کہ عطر کی عوض تیل لائی تھین کہ دیکھون نواب پہچانتے ہین یا نشے کی حالت مین تیل کو عطر کے دھوکے بدن مین مل لیتے ہین شیشی لاکر نواب صاحب کو دے دی -

بیگم - لو بوجھو تو بھلا - کسکا عطر ہی - باجی جان نے قنوج سے بھیجا تھا -

نواب - (سونگھکر) ماشاء اللہ - آپ کی باجی جان کے قربان - ایسا عطر تو بسنہاریان بھی نہ چھوئین - آپ کی باجی جان خیر سے بڑی نفیس مزاج ہین -

ظہورن - (شیشی لیکر) واہ - اے یہ تو حنا کا تیل ہی چھوٹے گندھی کے یہان کا -

بیگم - (قہقہہ لگا کر) ہم جان بوجھ کے لائے تھے کہ دیکھین نشے مین جو ہو تو نہین ہین -

ظہورن - اے ہین جیسے کبھی رہتے ہی ایسا ہی نشہ تو جس کسیکو ہو - کیا وہ ہوا دوریاں شیشہ مقرر کیا ہی کچھ - کہان نگوڑا تیل کہان عطر -

بیگم - (عطر کی شیشی دیکر) لو -
نواب - ہان یہ البتہ عطر ہی - دماغ کو معنبر کر دیا -
بیگم - گلوری کھاؤ گے جو جی چاہتا ہو تو بنا دون -
ظہورن - واہ پان اور گرمی کریگا -
نواب - خدا جانے پان کے عوض کیا بلا لے آؤ - بس آب گلوری رہنے دیجیے ہم در گذرے - برف ہو چکی کہ ہی -
ظہورن - حضور ساری گھل گئی - منگوا لیجاے - اُس موئے چھتنے نگوڑے رنوڑا کو بھیج دون ؟ -
بیگم - واہ آج کا گیا پرسون کی خبر لے - سیدانی کو بھیج دو سیدانی کو -
نواب - اور سُنیے - عورت ذات - آدھی رات - برف لینے جاے - یہ پچاس ساٹھ آدمی کیا دیکھنے ہی بھر کے ہین -
بیگم - اجی ہو مطلب یہ کہ بات نہ پھوٹنے پاے -
ظہورن - تو بیوی سیدانی کا یہ جگرا نہین ہی کہ اسوقت اندھیاری مین کوس بھر برف لینے جائین -
بیگم - کون - اللہ جانتا ہی وہ بڑی قہر ہی - جاوے تو لے ہی آوے -
ظہورن - اجی وہ شتقل کیا ہی بیچاری -
بیگم - یہ شوق تمھین کب سے ہوا - اور کوئی اتنی پی جاتا ہی - بھلا یہ موے خوشامد خورون نے اس ڈھرے لگایا ہوگا -
نواب - سچ یون ہی کہ مغل پٹھان شیخ سید برہمن چھتری کسی قوم سے نہین بچی ہی - اور ہان خوب یاد آیا بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہو تمھارے بھائی نہین پیتے - ذائم الخمر -
بیگم - واہ تو کونسا ایسا اچھا کام کرتے ہین - انھین کوئی بھی اچھا کہتا ہی گر اسبب تمھاری انکی بنتی خوب -

نواب - ہان ع

	خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو	

ظہورن - اے بیگم صاحب مین صدقے ہو جاؤن بہت دن ہوسے کوئی چھ مہینے جب سے آپ کے ہاتھ کی گلوری نہین کھانے مین آئی۔
بیگم - (پیشانی نورانی پر دست رنگین ٹیک کر) اے پتھر پڑین تمھارے اس جھوٹ پر ظہورن چھ مہینے ہوئے ہمارے ہاتھ کی گلوری کھانے کو - !
ظہورن - وہ نہ سہی چھ مہینے مگر بہت دن تو ہو گئے -
بیگم - (گلوری بنا کر) لو -
ظہورن - بندگی - واہ وا کیا گلوری ہے - اللہ جانتا ہے پسینے آ گئے یہی تعریف ہے بنانے کی -
نواب - بس اب بہت خوشامد نہ کرو -
ظہورن - اے لو خوشامد کرتی ہون مین -
نواب - اس پلنگ مین کھٹمل بہت ہین - آج بے طور دق کیا -
بیگم - اے تو مسہری پر سو رہو - ہم کونچ نکلوا لینگے - یہ کھٹمل کہان سے آئے
نواب - نہین آج ہم اس پلنگ پر سوئینگے جسکے ہرے ہرے پائے ہین یہ بہت بڑا پلنگ ہے خوب آرام سے سوئینگے -
ظہورن - تو مین نیچے جا کے جگا نہ دون دو تین کو ہاتھون ہاتھ پلنگ آ جائے یہان -
نواب - نہین ہم خود چلتے ہین - تم یہان سیدانی کو بھیجدو اور مغلانی کو -
ظہورن نے جا کر بی بی سیدانی اور بی مغلانی کو جگایا اور کوٹھے پر بھیجا
نواب صاحب نے پلنگ اُٹھایا ظہورن قریب کھڑی دیکھتی تھین -
ظہورن - دیکھیے دیکھیے اسوقت بہت زور نہ بدن پر دیجیے - اے ہو کہین منڈیر کی اینٹین نہ گر پڑین تو ناحق چوٹ آئے -

نواب - مضبوط لینا پلنگ - چھوڑون - چھوڑتا ہون بی سیدانی -
ظہورن - اے واہ - (آہستہ سے) ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دینا ایسے ہی بے غیرت نکٹون کا کام ہی -
نواب - (جھیپ گئے) جواب دینے کو تھے مگر نہ سوجھا - کیا!
ظہورن - بس اب شرمایئے نہ -
سیدانی - حضور پلنگ سجھ گیا تشریف لایئے -
ظہورن - جایئے بس اب جایئے اب کہین پی پی کے غل نہ مچایئے گا کہ محلہ بھر جاگ اُٹھے -
نواب - ظہورن تمھاری سادی وضع قیامت بپا کرتی ہی -
ظہورن - اے بس اب جانے ہو یا باتین بنایا کروگے سیدانی کو کہین کچھ اور شک نہو کہ پیے ہوے گر پڑے کہین -
نواب - تمھاری صورت دیکھنے سے اُسوقت ہمین وحشت ہوتی ہی -
ظہورن - کیا کہا - کیا ہوتا ہی کیا ہوتی ہی -
بیگم - ظہورن کیا کرنے لگی وہان -
ظہورن - حضور پانی پی رہے ہین - گھونٹ گھونٹ -
بی سیدانی اور بی مغلانی اُتر آئین - اور نواب صاحب کوٹھے پر جاکر پلنگ پر لیٹ رہے - شب کو باد سرد کے فرحناک جھونکون اور چھوٹی بیگم کی زلف چلیپا کی بوے عنبر بار اور چاندنی کی دل لُبھانے والی بہار سے نواب نامدار خوب میٹھی نیند سوئے - تین بجے آنکھ کُھل گئی تو مارے پیاس کے لب خشک تھے - اور شدت تشنگی سے کلیجہ مُنھ کو آتا تھا - بہزار دقت بستر استراحت سے اُٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے صراحی سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا قلب کو تسکین ہوئی - پھر سو رہے - ساڑھے چار بجے کے وقت پھر نیند سے چونک پڑے اور پھر گئی اُبخورے پانی کے پیے - سو رہے

تو آٹھ بجے کی خبر لائے۔ سویرے شفق اندھیرے سے بیگم صاحب نے سیکڑوں بار
جگایا مگر وہ اسوقت سنتے کسکی تھے۔ بڑے نواب صاحب نے تین چار مرتبہ
دریافت کیا کہ آج چھوٹے نواب کیسے ہین۔ تشویش تھی کہ خلاف معمول
اتنی دیر تک سونا کیا معنی۔ چھوٹی بیگم صاحب عورت تھین تمیزدار کہلا بھیجا
کہ منھ ہاتھ ذری پھیکا تھا۔ بے چینی اسقدر کہ پلک سے پلک نہین جھپکی۔ کوئی
چار بجے خدا خدا کرکے آنکھ لگی اب اسوقت اچھے ہین۔ مگر رات بھر کے
جاگے ہین ذری سو لین تو اچھا۔ بڑے نواب صاحب کو کیا معلوم تھا کہ
یہ سیہ کاری اور بادہ گساری کا نتیجہ ہے۔ سمجھے کہ آج کل فصل اچھی نہین ہے اور
آدمی ہین نازک مزاج کھانے پینے مین بے اعتدالی ہوئی ہوگی۔ جب بارہ کا
گجر بجا تب تو چھوٹی بیگم بھی گھبرائین کہ تڑکے گھر والے اٹھنے والے اور اب تک
غافل سو رہے ہین۔ ظہورن سے کہا کہ ذری جاکے جگا تو دو۔ کہو سارے
محل مین دھوپ پھیل گئی آپ ابھی تک آرام ہی کر رہے ہین۔ ظہورن نے
کہا بیگم صاحب حکم بجا لاتے ہین اس لونڈی کو عذر نہین۔ مگر آپ ہی دل مین
سوچیے کہ اتنی ڈھٹائی مین کہان سے لاؤن کہ جاکر جگاؤن۔ بھلا کوئی
بات بھی ہے۔ ہان حضور کے ہمراہ کہیے تو چلی چلون۔ مگر اکیلے جاتے ہوے
طرح طرح کے خیال آتے ہین۔ اور جو آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو خیر بسم اللہ ہم
جاتے ہین۔ یہ کہکر ظہورن کوٹھے کی طرف جانے لگی چھوٹی بیگم نے اسکے
دوپٹے کے آنچل کو پکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا کہ ٹھہرو ہم بھی ساتھ چلتے ہین
جو تمکو وہان کھٹکا ہی خوف ہے تو آؤ ہم بھی ساتھ چلین ظہورن نے کہا قربان جاؤن
حضور اللہ نہ کرے کہ ڈر کا مقام ہو۔ مگر آپ منصف مزاج ہین آپ ہی غور کیجیے
کہ مین کوئی بوڑھی عورت تیس چالیس برس کی ہوتی تو بے جھجک چلی جاتی مگر گو
چھوٹے نواب صاحب کو خدا سلامت رکھے بڑے نیک رئیس ہین لیکن پھر بھی
جو دیکھتا وہ اپنے دل مین کیا کہتا کہ یہ جوان جہان اور انکو جگانے گئی

حضور ہم غریب ہین تو کیا ہوا عزت آبرو کا بڑا خیال ہی۔ بیگم صاحب پھر مسکرائین اور بولین کہ ظہورن اللہ جانتا ہی ہم تمسے اسوقت بہت خوش ہوے۔ آؤ چلو چلین جگائین۔ آخر شب سونے کا بھی کوئی ٹھکانا ہی۔ اے آٹھ بجگئے اور اب تک آپ سو ہی رہے ہین۔ ظہورن پیچھے پیچھے اور بیگم صاحب آگے آگے دونون ملکر گئین نواب صاحب کو جگانے۔ کوٹھے پر پہونچین۔ کمرے مین گئین تو دیکھا کہ حضرت بالکل غافل سو رہے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر۔

بیگم صاحب۔ اللہ اللہ۔ دنیا بھر مین دھوپ پھیل گئی اور یہ سو ہی رہے ہین بے غافل۔

بیگم صاحب۔ (شانہ ہلا کر) اٹھو اٹھو۔ اَین! کچھ خبر بھی ہی۔ اے آٹھ بجگئے۔

ظہورن۔ حضور اب اٹھیے۔ دن بہت چڑھ گیا۔

بیگم صاحب۔ اے اٹھو بھی۔ اوئی۔ موئی نیند نہوئی وہ ہوگئی۔

نواب۔ (انگڑائی لیکر) کے بجے ہونگے اسوقت۔

بیگم۔ نو بجینگے اب۔ ذری آنکھ تو کھولو (منھ پر سے دلائی ہٹا کر)۔

نواب۔ اُف اوہ۔ نو بجینگے!!! توبہ۔ توبہ۔

ظہورن۔ حضور بڑے نواب صاحب کئی بار ہی پوچھ چکے ہین تمہرے۔

نواب۔ (آنکھ کھولکر) اَین! سچ مچ نو ہی بجے۔ لاحول ولا قوۃ۔

بیگم۔ اب اسوقت ہو کیسے؟ طبیعت تو اچھی ہی۔

نواب۔ ہان بفضل الٰہی ہی مگر تشنگی کی شدت ہی۔ ہائے پیاس کے لب خشک ہوے جاتے ہین۔ تالو مین کانٹے پڑے ہوئے ہین۔ زبان خشک ہی۔

ظہورن۔ سویرے سویرے نہار منھ پانی پینا برا ہوتا ہی۔

بیگم صاحب۔ اے کچھ نہین ہوئی ہی۔ پانی لاؤ جاکے۔

بیگم صاحب نے کہا جو صراحی خوب ٹھنڈی ہوئی ہو وہ لے آؤ۔ ظہورن نیچے گئی کہ آب سرد لائے بیگم صاحب نے نواب سے کہا چاہی ہی تبھی کھانے

جو جھوٹ بولے سچ کہنا تمھین قرآن کی قسم اب اسوقت نشہ تو نہین ہے۔ ہائے غضب ارے اتنی افسانہ پیے ہی کیون کہ دس دن تک خمار باقی رہے۔ ہائے افسوس اب اسوقت کیا کہون۔ شام کو کہونگی۔ نواب سخت خفیف ہوئے۔ مارے شرم کے مُنھ سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔

اتنے مین بی ظہورن ایک شیشے کا گلاس اور ایک صراحی ٹھنڈے پانی کی لائین۔ اور نواب پر اپنی نزاکت ثابت کرنے کے لیے صراحی کو زمین پر ٹپکا۔ اور اوئی کہکر بیٹھ گئین۔ اللہ ری نازکی۔ کچھ ٹھکانا ہے ہمین اس مقام پر پھر وہی قول یاد آیا۔ ؎

خواجہ با بندۂ پری رخسار	چون در آید ببازی و خندہ
چہ عجب گو دو خواجہ حکم کند	وین کشد بار ناز چون بندہ

بیگم صاحب نے صراحی سے ایک گلاس پانی انڈیلا اور اپنے دست سیمین سے نواب صاحب کو دیا۔ نواب صاحب اسوقت پانی کو غنیمت سمجھتے تھے ظہورن نے چاہا کہ لیٹے ہی لیٹے پانی پی جائین۔ مگر بیگم صاحب نے تنک کر کہا کہ اللہ جانتا ہے ہم پانی وانی پھینک دینگے اور اُٹھ کے چلے جائینگے۔ ہزار بار سمجھایا کہ لیٹے لیٹے پانی نہ پینا چاہیے۔ ذری اُٹھ بیٹھو۔ پانی پی لو پھر لیٹ رہنا۔

نواب صاحب کوشش کر کے اُٹھے۔ پانی پیا تو جان مین جان آئی پھر لیٹ رہے اور باتین کرنے لگے۔

نواب۔ کیا ابّا جان یہان آئے تھے۔

ظہورن۔ نہین حضور یہان تو نہین آئے مگر کئی بار پوچھ چکے۔

بیگم۔ اب اُٹھ کے اُنسے ملتے آنا۔ کہ دینا کہ رات کو ذرا نیّ جی مالش کرتا تھا مگر اب اچھا ہون۔ وہ بیچارے بہت بیقرار ہین۔

ظہورن۔ اچھا ہوا ہی چاہین۔ بیگم صاحب۔

بیگم۔ اور کیا۔ مگر اب آج سے توبہ کرو کہ پھر کبھی نہ پینگے۔

نواب - واسطے خداکے اسوقت کوئی اور ذکر چھیڑو۔
ظہورن - اچھا اور ذکر سہی - وہ موا دربان دفان ہوا کہ نہین -
بیگم - وہ تو مرکے بھی بھُتنا بنیگا مونڈی کاٹا۔
نواب - پشتہا پشت سے اسی سرکار کا نمک پرورده ہی - اب پیرانہ سالی مین اُسکو کیونکر جدا کرون - سوچو تو سہی -
بیگم - تو اُسکو پنشن دو - کوئی اور مقرر کرو -
نواب زادہ بلند اختر و عالی گوہر خراماں خراماں اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئے - فرط ادب سے زمین دوز ہوکر آداب بجا لائے - بڑے نواب صاحب خوش ہوئے کہ فرزند دلبند صحیح و سلامت سامنے آیا -
بڑے نواب - شب کو کیسے تھے بیٹا -
نواب زادہ - ابّا جان جی مالش کرتا تھا -
بڑے نواب - اب تم دودھ پیتے بچے نہین نا خدا جانے ہزار بار سمجھایا تم نشب کو سونا مضر ہی - دس گیارہ بجے تک خیر چندان مضائقہ نہین مگر تمھارے مزاج مین ضد اور ہٹ بہت ہی - رات بھر اوس مین بیٹھتے رہے ہمارا کہنا نہ مانا
نواب زادہ - بجا ہی کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا ہی ورنہ شبنم سے تو مین خود احتیاط رکھتا ہون -
بڑی بیگم - کمرے مین رات بھر پنکھا چلتا رہے تو کیا ٹھنڈھک نہو - اوس مین کیا اللہ دھرا ہی - پیشانی پر ہاتھ رکھکر - ٹھنڈا لگتا ہی -
ظہورن - جی ہان رات بھی پنڈا پھیکا تھا -
بڑے نواب - نبض دیکھکر - نہین - فضل الٰہی ہی -
بڑی بیگم - کیا اسوقت بدن صاف ہی -
بڑے نواب - ہان ہان - فضل الٰہی ہی - بس یہ اوس مین سونے کے سبب سے خرابی ہوئی -

اب مصاحبین بادہ گسار کا حال سنیے - لالہ حسین بخش نے جو ہوا کھائی تو پانوں ڈگمگانے لگے - یہ گرے وہ گرے - اس مصیبت سے تھوڑی دور چلے تھے کہ نشہ اور بھی تیز ہو گیا - اب راستہ نہیں سوجھتا - ایک درخت کے تنے سے ٹکرائے اور گرے اور وہین بیہوش پڑے رہے -

تراب علی ساقن کی دکان پر پہونچے - وہان چرس کے دم لگائے ایک تو برانڈی کا نشہ ہی کیا کم تھا اسپر چرس کا دم اور بھی طرّہ ہوا - بے اُڑا - دماغ پر گرمی چڑھ گئی اور پھٹ سے دکان ہی پر گرے - دو چار آدمیون نے ملکر اُٹھایا - کسی نے پانی کے چھینٹے دیے کسی نے برف کا ٹکڑا کھلایا -

ساقن میری دکان پر ایسی بات کبھی نہین ہوئی تھی -

دک باز - اور ایسے تو کچھ دم بھی نہین لگائے -

چرسیا - اجی صاحب تمھارے انکی چلم کی تو آسمان کی کھبر لاتی ہو - آج تو جب آئے جب ہی ڈھیلے نظر آئے (نظر) -

دک باز - ڈاکٹر کو بلواو -

ساقن - اور دور وہ کسکے گھر سے آئینگے - مر جائیگا موا مر جاے - کل موا آج دوسرا دن -

برق انداز - کیا ہوا بیوی سلار و -

ساقن - اے میان کیا بتاؤن کیا ہوا - یہ آئے اور اک دو دم لگائے بس بیہوش گر پڑے (اے لو وہ گاڑی ڈاکٹر کی آتی ہے) ذری روک لیجیے روک لیجیے -

ڈاکٹر - اگاڑی رکوا کر) کیا ہے -

ساقن - ذری ایک مریض کو دیکھتے جائیے - یہ سامنے بیہوش پڑا ہے -

ڈاکٹر - ول کیا ہوا گیا -

ساقن - ابھی کوئی آدھ گھڑی بھی ہوئی کہ یہ دکان پر آئے تو انھون نے کہا کہ جی مالش کرتا ہی مگر مُنھ سے شراب کی بو آتی تھی اور نشے مین تھے مین نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ چرس نہ پیو۔ ای مین تو اُس طرف کسی کام کو گئی اودھر آپ نے دو دم لگا ہی تو لیے - بس پھٹ سے گر پڑے -

ڈاکٹر - اچھا آدمی ساتھ کردو ہم دوا دے دیگا -

ساقن - میرے بابو صاحب ایسی دوا دیجیے کہ ہوش آجائے -

ڈاکٹر - اچھا دوا ہی - شو گھبرانے کا بات نہین -

ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی دیکر کہا کہ یہ گولی ابھی کھلا دو تو استفراغ ہوگا اور ہوش آجائیگا - اسکے بعد اس بوتل کی دوا آدھی چھٹانک اسوقت پلا دو اور آدھی چھٹانک دو گھنٹے کے بعد - آدمی نے گولی اور بوتل لی اور حکم کے موجب ایک گولی تراب علی کو کھلائی - استفراغ ہوا ہوش آیا - بتایا کہ سر کا سے درد کے پھٹا پڑتا ہی اور دماغ بھنکا جاتا ہی - آدمی نے بوتل سے آدھ چھٹانک عرق ایک پیالی مین لیکر پلا دیا - دس بارہ منٹ مین تراب علی اُٹھ بیٹھے -

ساقن - اب کیسے ہو -

تراب علی - اب اچھا ہون مگر گرمی بہت معلوم ہوتی ہی اور سر مین تھوڑا تھوڑا درد ہی -

ساقن - کوئی ایسا کام کرتا ہی - شراب پی کے آئے اور اسپر اتنے دم لگائے

چرسیا - توبہ توبہ - بہت بچے صاحب تمھارے -

تراب علی - اب ہم جا کے سرا سے اکا کرتے ہین اور گھر جاتے ہین -

چرسیا - اِکا نکرنا - اُسکے ہچکولے صاحب تمھارے اور بھی حیران کر دینگے مجھے مجے (مزے مزے) پیدل چلے جاؤ - ٹھنڈی ہوا ہی اسوقت -

تراب علی - رخصت ہوئے -

میر گلباز کا حال سنیے - یہ جو نواب صاحب کے دربار سے اُٹھے تو سیدھے
نان بائی کی دکان پر پہونچے اور نشے کی حالت مین اس سے یون کہنے لگے

میر گلباز - بھائی جان اسوقت کچھ کھلواتے نہین ہو -

نان بائی - جو حکم ہو مگر کیا پیے ہوے ہو - ذری دکان سے الگ ہی رہیے گا - کوئی مسلمان دیکھ لیگا تو چھوئیگا نہین -

میر گلباز - سنتے ہو میان ہم اسوقت پیے ہوئے ہین -

نان بائی - (مسکرا کر) ہان مین سمجھا -

میر گلباز - سمجھے خوب مین نے کہا - ہم اسوقت برانڈی پی کے آتے ہین چار روپے بوتل والی -

نان بائی - سمجھا سمجھا - آپ کے بے کہے ہی سمجھ گیا تھا -

میر گلباز - کہینگے تو ہم اپنے منھ سے کبھی نہین - مگر ہم پیے ہوے ہین ارے میان تمکو ہماری بات کا یقین نہین آتا - واللہ ہم پیے ہوے ہین - نہ بھئی -

نان بائی - اب جائیے سو رہیے رات بہت آئی -

میر گلباز - لاحول ولا قوۃ انکو یقین ہی نہین آتا - خدا گواہ ہے ہم پیے ہوے ہین

نان بائی - اجی تو مین کیا کرون پیے ہوئے ہین آپ تو میری بلا سے -

میر گلباز - یہ نہین - نہ بھئی مطلب یہ کہ برانڈی اسوقت خوب پی ہے

نان بائی - خدا نکرے کہ شرابی سے پالا پڑے -

میر گلباز - اور امام الدین بھی پیے ہوے ہین - اور ہم بھی -

نان بائی - امام الدین کون شخص ہین -

میر گلباز - ہونھ - جانتے ہی نہین گویا - گویا جانتے ہی نہین - جان بوجھ کے پوچھتے ہین کہ کون شخص ہین گویا کبھی کی ملاقات ہی نہین جانتے ہی نہین گویا

نان بائی - اب جائیے حضرت - گھر جائیے -

میر گلباز - ارے میان ہم تو نشے مین ہین - سمجھے بھائی جان - نشے مین عین ہین - چور بالکل -
نان بائی - (جھلاکر) اجی پڑو جہنم مین نشے مین ہو یا کسی مین ہو - ہماری دوکان چھوڑ دو - چلو اٹھو - واہ بک بک کے مغز کھا گئے -
نان بائی کا آدمی - میان انکو پہچانا نہین یہ تو گلباج (گلباز) ہین -
نان بائی - ارے! توبہ توبہ - میر صاحب ہین میر صاحب - آئیے مین سمجھا نہین تھا ابھی تک -
میر گلباز - ہم اسوقت خوب پیے ہوئے ہین برانڈی پر برانڈی اور جام پر جام
نان بائی - کہا سنا ہے (معاف) کیجیے گا -
میر گلباز - ٹھنڈی ہوا نے اور نشہ تیز کر دیا -
نان بائی - میر صاحب اتنی کیون پی جاتے ہو بھائی - ذرا سی پی بس معاملہ ختم کیا -
میر گلباز - تنے دیر مین ہمکو پہچانا -
نان بائی - جی ہان آپ کو کبھی اس طرح (دیکھا) تو تھا ہی نہین پہلے -
میر گلباز - بجے کی -
نان بائی - یہی کوئی گیارہ کا عمل ہو -
میر گلباز - اوہ - گیارہ بجے - اچھا سلام -
نان بائی - ذری ٹھہرے رہیے مین اپنا آدمی ساتھ کیے دیتا ہون چھجن ذری انکے ساتھ تو چلے جاؤ - گھر تک جانا -
چھجن - اچھا - پھر ادھر ہی سے مین گھر چلا جاؤنگا تڑکے آ جاؤنگا -
میر گلباز - آدمی کی تو ضرورت نہ تھی (آ گئے بڑھے تو ٹھوکر کھائی)
نان بائی - یا علی -
چھجن - ادھر کیچڑ ہو - یون آئیے - ادھر ادھر - ہان ہان -

میر گلباز۔ (دو قدم جا کر پھر پلٹے) ارے میاں سنئے ہو خوب یاد آیا۔ لالہ حسین بخش
بھی پیے ہوئے ہیں۔

نان بائی کی دکان پر تین چار آدمی اُسوقت بیٹھے تھے۔ سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ اتنی دور جا کر پھر پلٹے اور یہ حرف اشنا کہنے کے لیے کہ لالہ حسین بخش بھی پیے ہوئے تھے لا حول و لا قوۃ۔ نان بائی نے کہا جی ہاں سب پیے ہوئے تھے اب آپ جائیے رات بہت آئی کل ملیئے۔

الغرض میر گلباز نے راستے میں کوئی پچاس مرتبہ نان بائی کے آدمی سے کہا کہ نواب نے بھی اور تراب علی اور امام الدین نے بھی برانڈی کے کئی جام لنڈھائے اور لالہ حسین بخش نے بھی خوب ہی مزے سے چسکی پر چسکی لگائی اُس بیچارے کی ناک میں دم آگیا وہ کہتا جاتا ہے کہ آپ چپ چاپ گھر چلے چلیے۔ مگر یہ ایک نہیں سنتے۔ آخرکار دو چور ملے میر گلباز کو دیکھکر جھک کر آداب بجا لائے اور یوں گفتگو کی۔

چور۔ آپ اسوقت کہاں۔

میر گلباز۔ ارے میاں کسی سے کہنا نہیں نواب نے بھی آج خوب پی اور ہمنے بھی پی۔ اور تراب علی نے بھی پی۔ سمجھے خوب پی!

چور۔ آپ اسوقت بہت پی گئے ہیں۔

میر گلباز۔ چپ بے سور میں نے اسوقت برانڈی پی ہے۔

چور۔ چلیے اچھا ہے ہمی ساتھ چلیے۔ گھر پر جائیے یا ہمارے ہاں چلے چلیے۔

نان بائی کا آدمی۔ (چپکے سے) انکو لیجاؤ۔ یہ راہ بھر بکتے آئے۔

چور۔ چلو استاد گانا سنوائیں۔

میر گلباز۔ ہمنے۔ سمجھے نہ۔ ہمنے اور نواب نے اور میر گلباز نے سب نے خوب پی۔

چور۔ آپ نے اور میر گلباز نے پی۔ اور وہ گلباز کون ہیں۔

میر گلباز۔ وہ بڑا استاد ہے۔

چور۔ کون ؟۔

میر گلباز۔ گلباز۔ اور کون۔ اور نواب۔ اور کون۔ اور تراب علی۔ اور کون اور امام الدین۔ اور کون۔ چلا جاؤ بڑھ۔

چور۔ (ہنسکر) استاد آج تو اسوقت بالکل غین ہو واللہ۔

میر گلباز۔ چپ سور۔ چپ رہو۔ آج اور نواب نے اور تراب علی نے خوب پی ہے۔ خوب ہی پی ہے۔ واللہ خوب ہی پی ہے۔

چور۔ استاد بس چلو ہمارے ساتھ تم اسوقت بہکے بہت ہو۔

نان بائی کا آدمی۔ ہان انکو لیجاؤ نہین یہ کیا جانے کیا کر گذرینگے۔

چور۔ استاد چلو ایک جگہ برانڈی پلائین۔

میر گلباز۔ (ریشہ خطمی ہوکر) ہان! برانڈی ہو برانڈی۔

چور۔ استاد دل بھر کی۔

میر گلباز۔ لا۔ لا۔ جلد لا۔ ابے لا بھی۔ مگر ہم اور نواب سب نے پی۔

چور۔ تو چلو پھر یہان کہان ہے۔

میر گلباز۔ اچھا چلو۔

چورون نے نان بائی کے آدمی کو رخصت کیا اور میر گلباز کو دلاسا دیتے ہوے اپنے ہان لیگئے۔ اور وہان انکو تتھمبو کر کے بستر پر سُلا دیا۔

اب میان روشن علی کا حال سنیے۔ جب نواب کے گھر سے چلے تو یون ہی سا نشہ تھا لیکن راہ مین ایک اور خدائی خوار رند خرابات ملگیے اور وہ ذات شریف انکو زبردستی اپنے گھر لیگئے کہ چلیے آپ کو سونف کی شراب پلائین۔

روشن علی۔ بھئی برانڈی پی کے پھر دیسی پینے والی کی ایسی تیسی۔

رند۔ اجی تم دیکھو تو چل کے۔ واللہ برانڈی ورانڈی سب بھول جاؤ

روشن علی۔ مہوے کی ہو گی ٹھرا۔

رند۔ نہیں میاں خاص سونف کی اور بھپکا بھی نیا تھا۔ خاص دارو غۂ آبکاری کی معرفت بنوائی ہو۔ تم مل کے دیکھو تو۔

گھر پہونچکر رند خرابات نے روشن علی کو سونف کی شراب کا ایک جام پلایا

روشن علی۔ ہان ہو تو اچھی مگر دیسی اور ولایتی مین زمین آسمان کا فرق ہو لے اب چلتے ہین۔ بہت پی۔ قسم ہو خدا کی دوپہر سے چسکی لگاتے لگاتے یہ وقت آیا۔ میان روشن علی نے گھر کی راہ لی۔ مگر ایسے چوندھیائے کہ راستہ نہین سوجھتا۔ لڑکھڑاتے ہوئے سڑک پر جاتے ہین۔ ایک آیا سامنے سے آتی تھی یہ جو جھومتے ہوئے چلے تو قریب پہونچتے ہی پانون ڈگمگایا اور اسپر بارا کر گرے۔ آیا نے غل مچانا شروع کیا۔ اوئی یہ کون بلا ہو۔ اُنہے بل چل مردوے کیا نشے مین ہو گیا۔ روشن علی سنبھلے دس قدم گئے ہونگے کہ پھر چکر آیا تو ایک درخت کے تنے کے سہارے کئی منٹ کھڑے رہے۔ بعد ازان آگے بڑھکر ایک سبیل پر انھون نے پانی پیا اور منہ دھویا تو ذرا تسکین ہوئی۔ وہان سے آہستہ آہستہ چلے اور بہزار دقت گھر پہونچے لیکن پیاس کے مارے بُرا حال تھا

روشن علی۔ (دروازے پر کھڑے ہوکر) کھولو۔ دروازہ کھولو مبارک قدم او مبارک قدم۔ (کنڈی کھڑکھڑا کر)۔

مبارک قدم نے دروازہ کھولا اور حضرت گھر مین تشریف لیگئے۔ جاتے ہی چارپائی پر دھم سے گر پڑے اور کہا کہ مبارک قدم ہمنے تمکو طلاق دی۔

مبارک قدم۔ (لونڈی) کیا! اور سنو۔ میان کیا کہتے کیا ہو۔

روشن علی۔ تمکو۔ تمکو۔ سمجھی۔ ہمنے اپنی خوشی اور رضی سے بحالت ثبات عقل طلاق دے دیا۔ لفظ طلقتک گفتم۔ پھر اب تو گفتم سو گفتم۔

روشن علی کی بیوی۔ آج ہو کہان اسوقت۔

روشن علی۔ تمکو بھی عاق کیا۔

روشن علی کی بیوی۔ چہ خوش لونڈی کو طلاق دیا اور بیوی کو عاق کیا۔

مبارک قدم - بیگم صاحب آپ نہ بولیے - اسوقت پچھے گھڑے کی چڑھی ہو

بیگم صاحب - اے ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے -

روشن علی - تمکو عاق کیا عاق کر دیا تمکو -

بیگم صاحب - جورو کو نہین عاق کیا کرتا ہو کوئی - عاق اولاد کو کرتے ہین ہوش مین آؤ - (مسکرا کر) جاؤ ہمنے بھی تمکو خلع دے دیا -

روشن علی - مبارک قدم تمکو ہمنے طا - طا - طا - طلاق دیا -

مبارک قدم - (ہنسکر) تو میان کیا میرے (خسم) ہو تم -

روشن علی - خسم کو بھی ہمنے طلاق دے دیا -

بیگم صاحب - ابھی تو ہوا سے لڑو گے تم - یہ آج سوجھی کیا کہ سب کو طلاق ہی دیتے پھرتے ہین -

روشن علی - تمکو بھی طلاق دے دیا - بس - جاؤ - طلاق -

بیگم صاحب - اب سو رہو سو رہو - فجر کو طلاق کی باتین ہو رہینگی -

روشن علی - سونے کو بھی طلاق دیا -

بیگم صاحب - یہ آج ہو کیا گیا - واہی تباہی بکتے جاتے ہو - بس اب سو رہو اللہ برائے خدا سونے کا دھیان کرو - طلاق دے چکے گھر بھر کو -

یہ گفتگو اتفاق سے ہمسائے کی عورتین بھی سنتی تھین - روشن علی نے جو کئی بار مبارک قدم کو طلاق دیا اور بیگم صاحب کو عاق کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑین اور پکار کر پوچھا کہ بی ہمسائی آج کیا ماجرا ہو تمھارے میان سب کو طلاق دیے دیتے ہین - روشن علی کے کان مین جو یہ آواز آئی تو آپ نے غل مچا کر کہا کہ جاؤ تمکو بھی طلاق دیا - ہمسائے کی ایک سطرار عورت بولی کہ ہوش کی دوا کرو مردوے - کہین سبزی تو نہین پی کے آیا ہو - بی ہمسائی بہن انکو سلا دو - کسی ترکیب سے - روشن علی کی بیوی نے جھینپ کر کہا کہ اے بہن لاکھ جتن کرتی ہون وہ سوتے ہی نہین سب کو طلاق دیتے جاتے ہین -

تمھارے ہی آواز آئی تھین کو طلاق دے بیٹھے۔ روشن علی نے چارپائی پر سے جھکر کہا کہ آواز کو بھی طلاق دیا۔ تب تو ہمسائے کی عورتون نے اور بھی قہقہہ لگایا اور بنی ہمسائی کو ٹھٹکیون پر اڑایا۔ روشن علی کی بیوی مارے شرم کے کٹ گٹ گئی کہ ہمجولیون سے جھیل دل لگی تو ہوتی ہی تھی کچھ بول نہ سکی۔

روشن علی کی بیوی۔ اے ہمسائی بہن کسو کو ہنسنا نہ چاہیے۔

ہمسائی۔ اے ہم تھوڑا ہی ہنستے ہین۔ یہ تو خانم ہنس رہی ہو۔

روشن علی کی بیوی۔ اچھا خانم ہنسو ہنسو۔

روشن علی۔ خانم کو بھی طلاق دیا۔

تب تو روشن علی کی بیوی اور مبارک قدم بھی بے اختیار ہنس پڑین۔

مبارک قدم۔ بسم اللہ میان نے ہماری ہی طلاق سے کی۔

خانم۔ اے یہ آج بوکھلائے کیون ہین۔

مبارک قدم۔ جانے کیا سبب ہو۔ جسکا نام سنا اسکو طلاق۔ سنا اور جھٹ طلاق۔

روشن علی۔ تمکو بھی طلاق۔

مبارک قدم۔ نہ میان۔ تم طلاق دے دوگے تو اس بوڑھی عمر وقت کسکی ہو کے رہونگی۔

روشن علی چارپائی سے پھر اُٹھ بیٹھے مبارک قدم سے کہا کہ ذرا سا پانی ہمکو پلاؤ۔ لونڈی پانی لیکر گئی۔ تو اب حضرت پانی نہین پیتے۔ میان پانی لائی ہون۔ میان اے میان پانی مانگا تھا۔ روشن علی تو اسوقت اپنے آپے مین تھے ہی نہین۔ یاد کسکو کہ پانی مانگا تھا یا نہین انکی بیوی نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مبارک قدم سے کہا کہ دو آفتابے خوب ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کے بھر لا۔ دو سے خوب تڑا تڑ سر پر دیے تو روشن علی کے دماغ کی گرمی چھینٹی۔

روشن علی۔ بیگم اف۔ آج تو چھوٹ گیا ہین۔

بیگم - خدا غارت کرے اس موئی شراب کو - باپ ماں کی جمع جتھا سب اسی کے پیچھے پھونک دی - یہ گت ہوئی اب بھی نہیں چھوڑتے -
مبارک قدم - ای بیوی اس نگوڑی کا قایدہ (قاعدہ) ہی کہ جہان مُنھ لگی بس لگی
روشن علی - توبہ کی - بس اب آج سے توبہ کی ہی -
بیگم - ہان! اک دس ہزار دفعہ تو ہمارے سامنے توبہ کر چکے -
روشن علی - خیر جہان دس ہزار وہان ایک دفعہ اور سہی -
بیگم - (آہستہ سے) ہان بیحیائی پر جب کمر باندھی تو کیا ڈر ہی -
روشن علی - اب مین سوتا ہون جگانا و گانا نہین -
صبح کو جو میان روشن علی اُٹھے تو طبیعت از بس مضمحل ہائی سوزش احتراق تشنگی کم طاقتی درد کمر - درد سر - ان سب کی مہمانی تھی - اُٹھے تو تیورا کے گرے
بیگم - یا علی -
مبارک قدم - (دوڑ کر) اوہ میان کیا حال ہی خیر تو ہی -
روشن علی - ذرا سا پانی پلاؤ -
مبارک قدم - لیجیے آپ لیٹے رہیے - اُٹھیے نہین - توبہ - کیا حال ہو گیا رات ہی بھر مین چہرہ اُتر گیا - کیا بُری چیز ہی -
روشن علی - نہین آج کچھ طبیعت ہی ناساز ہی -
بیگم - اور جا کے پی لو تھوڑی سی طبیعت تو ناساز ہوا ہی چاہے -
مبارک قدم - لپک کے پچھواڑے سے حکیم صاحب کو بلا لاؤن -
بیگم - ابھی ذرا اور ٹھہر جاؤ -
روشن علی - کہین حکیم وکیم کو نہ بلوانا - ورنہ بڑی بیعزتی ہو گی -
یہ کہکر میان روشن علی پھر سو رہے اور مبارک قدم پنکھا جھلنے لگی -
اب میان گلبازہ کا حال سُنیے کہ رات کو اُنھون نے وہ ہلڑ مچایا کہ الامان گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے جاتے ہین کہ لوگو آہستہ باتین کرو یہان سب

پیے ہوے ہین۔نواب نے بھی پی اور لالہ بھی غین ہی اور امام الدین بھی
نشے مین ہین۔ اور ہمنے بھی پی ہی خبردار غل نہ مچانا ورنہ سب کو معلوم ہوجائیگا
انکے ساتھیون نے سمجھایا کہ میان خدا کے واسطے خاموش بھی رہو۔ تم تو
پی آئے ہو۔ ہم سب کو بھی اپنے ساتھ بدنام کروگے کیا۔ وہ برابر یہی کہتے
جاتے ہین کہ سب پیے ہوے ہین۔ لالہ اور تراب علی اور ہمارے نواب صاحب
اور جتنے حوالی موالی تھے سب پیے ہین۔

صبح کو جو نواب صاحب برامد ہوئے تو مصاحبون سے یون گفتگو ہونے لگی

نواب۔ کہیے رات کی سرگذشت کہیے۔

امام الدین۔ حضور خوب مزے مین کٹی۔

نواب۔ تم اپنی کہو میان تراب علی۔

تراب علی۔ حضور پیاس کی بڑی شدت تھی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے واللہ
کوئی دس مشکیزے تو پی گیا ہونگا۔

نواب۔ یہان تو بڑی بے لطفی مین کٹی۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب دوڑتے ہوئے آئے۔

روشن علی۔ مجرا عرض کرتا ہون خداوند۔ خان صاحب کو بندگی ہی۔

امام الدین۔ آئیے آئیے مین تو سمجھا آندھی آگئی۔

نواب۔ آپ کیا آئے گویا بھونچال آیا۔

جھمن۔ اعجاز۔ اعجاز۔ کیا کہی ہی خداوند۔

تراب علی۔ بہت ہی خوب۔ قسم قرآن کی کیا پھبتی ہوئی ہی۔

امام الدین۔ اسوقت تو چھاگئی بھئی روشن علی۔

روشن علی۔ (مسکراکر) حضور تو ایسی پھبتی کہتے ہین کہ پھر جواب کی
گنجایش ہی نہین رہتی۔

جھمن۔ اور لطف یہ کہ فی البدیہہ۔

امام الدین - آمد ہونا آورد کا نام نہین -
جھمن - غلام دستگیر - ارے میان کیا آج رمضان شریف ہین -
نواب - حقہ لاؤ جی - نہ گلوری نہ حقہ - یہ ماجرا کیا ہی - ہان روشن علی کل کی تو کیفیت بیان کرو -
روشن علی - کیا عرض کرون خداوند کل تو بے کیف کر دیا -
نواب -

عروس لبس خوشی ای دختر رز		ولے گہ گہ سزاوار طلاقی

روشن علی - حضور یہان سے جو چلا تو راہ مین شیطان کے ایک چیلے مل گئے - اب مین لاکھ کہتا ہون کہ اسوقت خوب تیز نشہ ہی معاف کرو وہ کہتے ہین نہین سونف کی شراب ذرا سی پیتے جاؤ - ہماری سنی ہی نہین اپنی ہی کہے جاین - انھین بھی اسوقت کچے گھڑے کی چڑھی تھی - آخرکار پینچے جھاڑ کے چمٹ گئے - اور پلا ہی چھوڑی - وہان سے جو ہم چلے تو اب راستہ نہین سوجھتا - بارے لڑھکتے پڑھکتے خدا خدا کر کے گھر پہونچے -
امام الدین - جا کے سو رہے نہ - دنگا تو نہین مچایا -
روشن علی - سو جاتے تو اچھے نہ رہتے -
جھمن - محلے والون پر تو نہین ثابت ہوا -
روشن علی - یہی تو افسوس ہی - اور افسوس کیا ہی -
امام الدین - لاحول ولا قوۃ -
روشن علی - جاتے ہی دھڑ سے گر پڑے چارپائی پر - اب - اُف - واللہ کچھ ہنسی آتی ہی کچھ رونا آتا ہی - گرے تو اب جو بولتا ہی اسکو ہم طلاق دے بیٹھتے ہین - بیوی نے کہا - یہ آج ماجرا کیا ہی - ہمنے کہا تمکو بھی خلع دے دیا بی ہمسائی کی آواز آئی اور ہمنے انکو بھی طلاق دیا کسی نے پانی کا نام لیا اور ہمنے کہا پانی کو بھی طلاق دیا توبہ توبہ ہماری بی بی اسوقت کٹ کٹ گئین

اور میری یہ کیفیت کہ جُورہ ذرا پانی نہ ملا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا
مبارک قدم لونڈی نے پوچھا میاں کیسے ہو ہمنے کہا تمکو بھی طلاق دیا۔
امام الدین۔ حضور یہ ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ سہ

ہر کہ بدنام کند اہل خرد را غلط ست
بلکہ می میشود از خوردن نادان بدنام

نواب۔ یہ سب شاعروں کے ڈھکوسلے ہین جنہین سے فیصدی بیس بھی شراب سے واقف نہ تھے کہ ہی کیا بلا۔ اصل مین شراب مردار واقعی مین بڑی بُری چیز ہی۔ اُف۔ توبہ۔ توبہ۔ کان پکڑے۔ توبہ کی۔ اب کبھی نہ پینگے۔

اتنے مین غلام دستگیر نے آنکر ہیکے سے کہا کہ حضور بی مغلانی کہتی ہین کہ چھوٹی بیگم صاحب ابھی ابھی فوراً آپ کو بلاتی ہین۔ پوچھا خیر تو ہی۔ کہا کچھ لڑائی سی ہو رہی ہی گھر مین۔

چھوٹے نواب صاحب جھپٹکر محلسرا مین تشریف لیگئے۔ ادھر چوکھٹ پر اُنھون نے قدم رکھا تھا کہ چھوٹی بیگم بجلی کی طرح چمکتی ہوئی سامنے آئین۔

نواب۔ کیا ماجرا ہی کچھ کہو تو۔

چھوٹی بیگم۔ کہین تو اُس سے جو کچھ مانے۔ اور جو سنے ہی نہین اُس سے کہہ کے مفت مین بات ہی گنوائین اپنی۔

نواب۔ (کرسی پر بیٹھکر) خیر تمھین اختیار ہی نہ کہو۔

میان بیوی مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بی ظہورن ململ کا صندلی رنگا ہوا دوپٹا جھمکاتی اٹھکھیلیان کرتی سامنے آئین نواب صاحب نے جو اُس بت آئینہ زانو پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ چہرہ اُداس ہی اور اشک جاری ہین۔

نواب۔ ظہورن۔

نواب صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ظہورن اور بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

چھوٹی بیگم۔ روتی کیون ہو ظہورن۔ اللہ جانتا ہی اسی گھڑی تو موئے کو نکلوا دون۔ ڈیوڑھی نہ ٹھہری بھنگیڑ خانہ ٹھہرا شہدا موا۔

نواب - کون - کون - نام تو لو اُسکا -
بیگم - اُسی موئے خبیث نورا کو -
نواب - بس اتنے ہی کے واسطے -
بیگم - ہماری تو آنکھون مین تنکے کی طرح کھٹکتا ہی - مگر کیا کرین بس نہین چلتا -
نواب - کیسی باتین کرتی ہو - بیوقوفون کی سی -
بیگم - اری ظہورن آنچل کی خبر لو - دیکھو دوپٹا سرکا جاتا ہی -
ظہورن - (دوپٹا سنبھال کر) اللہ کرے ہم مرجائین (روکر) اب ہم یہان نہ رہینگے امان چاہین رہین چاہے جائین -
نواب - آخر صاف صاف بتاؤ تو کہ نورا نے کہا کیا -
بیگم - دوروپے لیکے ظہورن پردے کے پاس گئین اور نورا سے کہا کہ کسی آدمی کو دے دو اور کہو چھوٹی بیگم صاحب کا حکم ہی کہ چھوٹی الایچی جو گھڑے کی لے آئے - اری بس تنک گئے بولا کہ چلو چلو - آئین وہان سے حکومت کرنے کوئی انکے باپ کا نوکر ہی جیسے - اسپر ظہورن سے رہا نہ گیا - انھون نے کہا کہ چپ رہ موئے دوانے - جوتیان کھانے کو تو جی نہین چاہتا ہی - اتنا کہنا تھا کہ ہزارون گالیان دین - بیسوا اسکو بنایا - نٹ کھٹ اسکو کہا - شفتل اسکو کہا - اور اللہ جانے کیا کیا بکا کیا - بھلا زنانی ڈیوڑھی پر ایسے نگوڑے شہدون کا کیا کام ہی - اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون خاتون جنت کی قسم میری آنکھون مین خون اُتر آیا -
نواب - منہ دھو ڈالو ظہورن -
بیگم - ظہورن منہ دھو ڈالو -
ظہورن نے اُٹھکر منہ دھویا - مگر منہ دھوتے وقت اور بھی زار زار روئی نوجوان رئیس نادوسے نے جو اپنی معشوقہ نوخیز و پری تمثال حور طلعت جادو جمال کو بھولے پن کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو ایک عجب

ستم کا اثر انکے دل پر ہوا جسکو وہی سمجھ سکتے ہیں جو سمجھ سکتے ہیں بار بار کنکھیون سے اُس برق وش کو دیکھتے جاتے تھے اور سچ یون ہی کہ گو اس خندہ پیشانی کے رونے سے نواب کا دل بھر آیا مگر اُس بت جادو نگاہ کی چشم سرمہ آلود پر اسوقت وہ جوبن تھا کہ غزالان حرم بھی دیکھتے تو شرما جاتے۔ ؎

تعلیم ناز میکند ہی چشم مست را		دل آنقدر بیر کہ توانی نگاہ داشت

نواب۔ (ظہورن کی مان بی مغلانی سے) بی مغلانی مین کھڑے کھڑے اُس مردک کو نکالے دیتا ہون۔ تم خاطر جمع رکھو۔

مغلانی۔ ای حضور لونڈی تو اس مالہ (معاملہ) مین بولتی ہی نہ چالتی ہی بیگم صاحب جم جم جئین۔ اسقدر مجھپر اور میرے بچون پر عنایت کرتی ہین کہ میرا ہی دل جانتا ہی۔ مگر ہان اسوقت اس نگوڑے دربان نے وہ لام کاف بکا کہ جی چاہتا ہی دست پناہ سے زبان پکڑ کر کھینچ لون۔ ظہورن اب رو نہ بیٹا ہلکم بردار کا علم ٹوٹے مونڈی کاٹے پر دیکھو اللہ نے چاہا تو اٹھوارے ہی مین موے کا جنازہ نکلے

نواب صاحب ازبس خشمگین ہو کر باہر تشریف لائے اور نادری حکم دیا کہ ابھی ابھی اس بدبخت نورا کے سر پر پانچ جوتے گن کے لگاؤ۔ یہ کہکر نواب نامدار پھر اندر تشریف لیگئے غلام دستگیر نے نورا سے کہا کہ گردن جھکاؤ حضور کا حکم ہم ضرور بجا لائینگے۔ نورا ایک ہی شریر آدمی تھا۔ گڑگڑا کر بولا کہ بڑے بھائی پانچ جوتے مین تو ہماری کھوپڑی ہی پلپلی ہو جائیگی۔ غلام دستگیر نے کہا پھر چاہتے ہو ہو۔ حکم ہی دے گئے ہین۔ نورا بہت ہی تیکھے ہوئے۔ واہ حکم کی ایک ہی کہی تمھین شرم نہین آتی خدمتگاری کرنے آئے ہو یا جوتے مارنے اس سے تو دو گنڈے گنتا ہی مار اگر دو۔ تھوڑی نے ہنسکر کہا بس اب گردن جھکاؤ۔ خیر اسی مین ہی بہت سب کی چپلیان کھایا کرتے تھے آج آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا بچہ جی کو۔ اچھا بھئی غلام دستگیر ایک کام کرو۔ دیوار پر پانچ جوتے لگاؤ

نورا نے کہا واہ بھائی ستو رکیوں نہو - شاباش - کیا تدبیر سوچ کے نکالی ہی - اندر تک آواز جائے - سمجھیں کہ نورا پر بے بہا وہ کی پڑ رہی ہیں اور یہاں کان پر جوں بھی نہ رینگے -

غلام دستگیر نے گن کے پانچ مرتبہ دیوار پہ تڑاتڑ جوتے لگائے اور نورا نے وہ غل مچایا کہ الامان پھاٹک پر سپاہی اور بنگلے سے تراب علی اور امام الدین اور میان جھمن اور روشن علی دوڑ پڑے کہ دیکھیں کیا واردات ہو گئی دیکھا تو نورا غل مچا رہا ہی - اور خدمتگار دیوار کو جوتیا رہا ہی - بڑی ہنسی ہوئی -

بی ظہورن ہشاش بشاش کہ نورا پہ جوتے پڑے - لاکھ چاہا کہ روزنی صورت بنائے رہین مگر لب پر ہنسی آہی گئی - نواب کے غنچہ دل کے ساتھ اس ہنسی نے باد صبا کا کام کیا - اسوقت ظہورن کے رخسار تابان کی رعنائی قابل دید تھی - اور صندلی دوپٹے پر وہ عالم تھا کہ واہ جی واہ - ع

	صندلی رنگ پہ مین مرہی گیا		درد سر کسکا یہان سرہی گیا

نواب - اب خوش ہوئین -

ظہورن گوری گوری گردن پھیر کر مسکرائین - اس بت شیرین حرکات کے خندہ نمکین نے انکے دل پر بجلی گرائی - ع

نگر از بادہ داوند آب بستان جمالش را		کہ گلہائے تبسم از لبش مستانہ می آید

غنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی اور اس نازنین ملاک فریب کی چپاہ گنوئین جھکانے لگی - جس طرح فصل بہار مین طاؤس رنگین پر و بال ابر کی طرح جھوم جھوم کر ناز کرتا ہی اسی طرح یہ زہرہ شمائل مشتری خصائل بصد آن بان دلربائی اٹھکھیلیان کرنے لگی - ع

شمع رویش محفل افروز بہار		نرگس مستانہ از و پرواہ دار
زلف و کاکل سنبل گلزار طور		ساق و ساعد باہی دریای نور
مہر از شورش دل آوارہ		قرص مہ از سینہ اش انگارہ

از نگاہ آن دو چشم نیم خواب	آب دریا قوت میگردد شراب

صبح زار سمترن پروانہ آتش
کشتی بوسے سمن پیمانہ آتش

حضرات عاشق تن اور ریختہ مزاجان جنون خوب جانتے ہین کہ جس وقت عاشق زار اپنے معشوق گلعذار کو کسی خفیف بات کے سبب سے آزردہ خاطر پاتا ہے تو جھوٹ موٹ کا رونا دھونا اور روٹھنا منانا کس درجہ لطف دکھاتا ہے بی ظہورن جو اتنی دیر تک روئین اور پھر رخ انور کو صندلی دوپٹے کے آنچل مین چھپا کر مسکرائین تو نواب صاحب کو وہ لطف مزید حاصل ہوا کہ ظہورن یون ہنستی تو ہرگز نہ حاصل ہوتا -

بیگم صاحب - اوہ ظہورن کی آنکھین مارے غصے کے لہو کی بوٹیان ہو رہی تھین

سیدانی - ای بیوی پھر ہوا ہی چاہین -

نواب - اور اب -

ظہورن - (چہرے پر پنکھیا رکھکر مسکرائین) -

سیدانی - پنکھیا کی اچھی آڑ کی -

نواب - (پنکھیا چہرے سے ہٹا کر) آئین !

ظہورن نے گردن نیچی کر لی اور بیگم صاحب بولین کہ چلو بس اب چھیڑ خانی نہ کرو نہین یہ پھر رو دینگی -

نواب - ہان ! رونی ہی تو ہین -

ظہورن - (تنک کر) جی ہان عشرے کی پیدائش ہے -

بیگم - خیر بارے بولین تو اتنی دیر کے بعد -

نواب نادرا بیگم صاحب کا دل بہلا کر اور ظہورن کو ہنسا کر باہر تشریف لیگئے -

فورا - آداب عرض ہے خداوند -

نواب - اب کی جو شکایت آئی نہ تو قسم کلام اللہ کی ظہورن سے کہدونگا

کہ پانچ چھپتین گن کے لگا دے۔
نورا۔ خداوندا افسوس تو یہ ہو کہ وہ بھولی بھالی چھوکری ابھی ایک تک
گنتی تو جانتی ہی نہین۔
تہور۔ ہم نہ گنتے جاینگے۔
نورا۔ حضور۔ اللہ جانتا ہی۔ ظہورن جب چاہے چپتین لگائے۔ خدا
چاہے تو دو دن تک نازک نازک ہاتھ اور ملائم ملائم انگلیان درد کرین
اور یہان جون کے تیون۔
نواب۔ بڑا بیحیا ہی۔
نورا۔ کون ؟۔
نواب۔ تو اور کون۔
نورا۔ یہ کاہے سے بیحیائی کیا کی۔
نواب۔ ابھی پٹ چکا مگر بیحیائی بلا دور۔ شرم چہ کُتی ست کہ پیش مردان آید۔
نورا۔ قسم ہو قران شریف کی کس سوہر پھول کی چھڑی بھی پڑی ہو۔
نواب۔ ایں۔ بدبخت شرعی قسم کھاتا ہی۔
نورا۔ حضور کا نمک ہی پھوٹ پھوٹ کے نکلے جو اسمین ذرا فرق ہو۔
نواب۔ سچ بولو غلام دستگیر۔
غلام دستگیر۔ (ہاتھ جوڑ کر) حضور قصور ہوا۔ اب کیجیے پانچ کے عوض دس لگا دون
نورا۔ اب مجھے حکم دین حضور تو پانچ مین اسکے لگاؤن۔ بدتمیز اپنے آقا کا
حکم نہین مانتا۔ خداوند چونی دینے کا جو غلام نے وعدہ کیا تو چپکے راضی
ہو گیا ایسا بے ایمان ہو۔
غلام دستگیر۔ امام حسین کی قسم جو تّی دونی سب جھوٹ ہی۔
تہور۔ حضور رونے لگا تو انھون نے ترس کھا کے دیوار پر جوتے لگا دیے
نواب۔ بڑے خوش قسمت ہو نورا۔

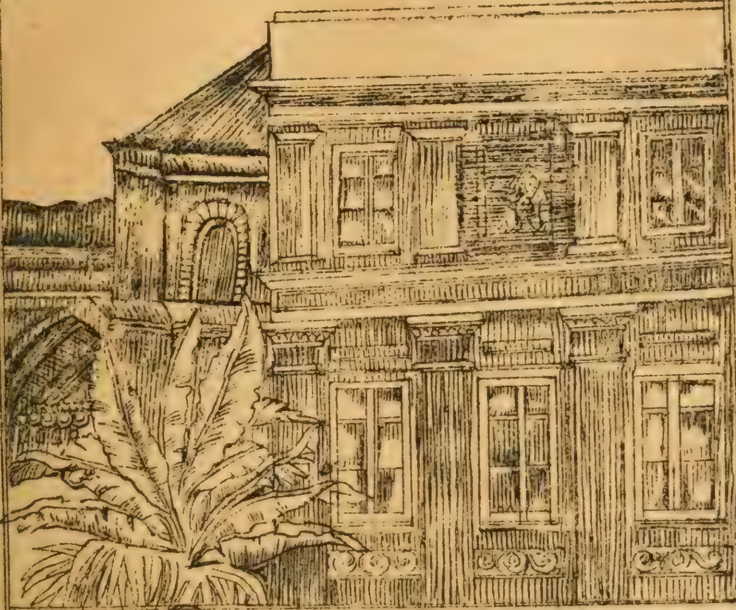
نورا۔ ٹھیک ہے، مگر خداوند اس مغلانی کی چھوکری سے کم ہی کم۔

نواب صاحب یہ فقرہ سنکر ہنس دیے۔ اتنی خوشامد پائی تو نورا نے
عرض کیا حضور غلام کی مطلق خطا نہ تھی یہ سارے کانٹے بوئے ہوئے
اس بوڑھی کھوسٹ مغلانی کے ہین۔ ظہورن کی اماجان۔ ایک ہی ہی کمبخت
کا ٹھکرا ہی فرہاد کے تیشے کا حصہ اسنے ضرور رکھایا ہوگا۔ تاریخ مین دو ہی
بڑھیون کا ذکر ہی ایک فرہاد کش بڑھیا اور دوسری یہ ڈھدو جسکے مارے
ناک مین دم آگیا۔ یہان حضور کی جوتیون کے صدقے مین چھپنے سے تر مال
چکھنے کے عادی ہین۔ اس نصیحتے سے تو یہی اچھا کہ زہر دیجیے کہنے کو تو
ہوگا کہ مرتے دم تک ڈیوڑھی نہ چھوڑی۔ مر کے نکلا۔ یہان اسی ڈیوڑھی پر
بھوین تک سفید ہوگئی ہین۔

نواب صاحب نے نورا کا قصور معاف کر دیا۔

دور دسوان

نواب صاحب کمل کھیلے -





اب نواب صاحب کو جو ساغر و مینا اور اصنام ماہ سیما کی صحبت کا چسکا پڑا تو آزادی کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ مہینوں شب کو ایک ایک دو دو بجے گھر مین آنے لگے اور سارے شہر مین انکی بادہ گساری اور تماش بینی کا چرچا ہو گیا۔ مگر ابھی تک بڑے حضور کے کان تک بھنک نہین گئی تھی۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ادھر لیلاے شب نے حسن ملیح کی جھلک دکھائی اور عروس عدن کی سواری بصد زیب و تجمل آئی ادھر نواب گردون قباب کے خانہ باغ مین یاران موافق اور رفقاے صادق مصاحبین خوشخوار احباب لطیفہ گو دو گھڑی غم غلط کرنے آئے۔ اور حسب معمول سب نے باہم صحبت کے خوب مزے اڑائے کبھی خوش الحانی کبھی شعرخوانی کبھی ارباب نشاط کا تذکرہ کبھی خم و قمار یون کا چرچہ

قلیاں پہ ہے مشکبو دھواں دھار	بیڑے سے کھچے پان کے فرے وار

ادھر ادھر کے فقرے چست ہو رہے تھے کہ اتنے مین نصرت الدولہ نے جو رنگین طبع خوش مذاق نوجوان رئیس زادے تھے چھوٹے نواب سے کہا یار اسوقت گانا سننے کو جی چاہتا ہے۔ واللہ شب ماہ مین بغیر ماہرو کے کس مردود کو اپنے حساب زندگی کا لطف آتا ہو۔ بلواتے نہین کوئی پری چہرہ اسوقت۔ واللہ بے گلعذار گلبدن کے باغ کاٹے کھاتا ہے اور یہ پھول خار کی طرح آنکھون مین کھٹکتے ہین۔ بلاؤ تمھین واللہ۔

مصاحب۔ حضور سنا حیدر جان عظیم آباد سے آئی ہین۔

نصرت الدولہ۔ واللہ اہو ہو ہو۔ (چھوٹے نواب سے) یار تمھین جناب امیر کی قسم۔ ضرور بلواؤ۔

چھوٹے نواب۔ حضرت یہ آپ ہی کا کام ہے۔

نصرت الدولہ۔ اخاہ بے زبان کو بھی زبان آئی۔ خیر

اچھے صاحب۔ واللہ چھپے رستم نکلے۔ ہم تو اب تک سمجھتے تھے بڑے قل اعوذیے ہین مگر یہ راز تو آج کھلا کہ ضلع جگت مین بھی طاق ہین۔

نصرت الدولہ- ضلع جگت کیا معنی- آپ انھین زرا جا گلو ہی بجھے تھے اب تک حضرت یہ بہت دور ہین- نرے ملا ہی نہین ہین-

مصاحب- خداوند ایک دیہاتن آئی ہی- جھجر نٹے سے- واللہ باللہ ثم باللہ کیا نور کا گلا پایا ہی- ایسی ٹیپ ار آواز تو کسی نے پائی ہی نہین زیچھ پا بند یا لیگئی ہو رُ کل ایسا ایسا گائی ہی کہ محفل بھر کو لٹا دیا-

امام الدین- ٹکی کہان ہی-

مصاحب- اجی پُرانے حیدر گنج کی طرف جو نخاس کے پل سے جاؤ تو خیرا تشانہ کے پاس ایک بارہ دری نہین ہی بائین ہاتھ-

امام الدین- ہان ہان- ہی- کسی راجہ کے پاس ہی گرو-

مصاحب- ہان وہی- بس اُسی بارہ دری کے سامنے جو میدان ہی-

امام الدین- ہان اسپتال کے ادھر-

مصاحب نے کہا ہان وہی- بس وہین پر ڈیرا ہی- حضور دیکھنے سے تعلق ہی اوہو ہو ہو- واللہ ہی ایسے اچھے زاہدون کو چٹکیون مین کافر کردے- اور وہ گت باندھتی ہی کہ مرقع کھنچ جائے- اور توڑون کی یہ کیفیت ہی کہ چاندنی مین شکن نہ پڑنے پائے- حضور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی- دس بارہ تیرہ برس کا تو سن ہی ابھی اور سیاب کمبخت کو تو قرار بھی ہی اسکو ایک دم قرار نہین- طرارہ بھرا اور وہ ہو رہی- ناک مین بندا وہ جوبن دیتا ہی کہ واہ جی واہ چوک مین ایک تو اُس ساتھ کی ہی نہین- فرخندہ نام ہی- لوگون نے قہقہہ لگا کر کہا فرخندہ! کیا کسی کی لونڈی نکل بھاگی ہی کیا- نرے گاودی ہی رہے

مصاحب نے جھلا کر کہا بات سنی ہی نہین پوری اور بھٹی جوتی کی طرح دانت کھول دیے کسی اور صحبت مین ہوتے تو گردن پکڑ کر نکلوا دیے جاتے واللہ یہ لوگ صحبت کے لائق نہین ہین قسم قران کی اٹھوانے کے قابل ہین

امام الدین نے کہا فرخندہ دیہاتیون کا نام ہوتا ہی بھائی ایسی ہنسی کی کیا بات ہی

مصاحب۔ بولا دیکھیے تو بھلا ؎

لائق صحبت نگردد ہر کہ خندد بے محل	گفتش چون نمدان ہزار دو در شل پا کلینة

امام الدین۔ لائق صحبت نگردد۔ نہین لائق صحبت نباشد۔
نصرت الدولہ۔ نواب یار بلواؤ اس دیہاتن کو انھون نے تو تعریف کے پل ہی باندھ دیے (مصاحب سے)
نواب۔ ابا جان سن لینگے بھائی تو بری ہوگی۔
نصرت الدولہ۔ اجی بیٹھو بھی چپکے سے بلوا لو کانون کان تو خبر ہوگی نہین
نواب۔ بجا ارشاد ہوا بندہ نواز اور گانے کی آواز تو وہان تک جاویگی ہی
نصرت الدولہ۔ تو یہ کیا فرض ہو کہ خواہ مخواہ گانا ہی ہو۔
نواب۔ معقول۔ پھر بلانے سے کیا فائدہ۔
نصرت الدولہ۔ سیدھے سادے مسلمان ہین بیچارے۔ ابے نامعقول دو گھڑی گھورا گھاری چہل ڈل لگی ہوگی۔ دیکھو تو چھیڑ چھاڑ کیا لطف کھاتی ہو
تراب علی۔ عرض کرون خداوند دیہاتن یہ باتین کیا جانے۔
جھمن۔ بھائی گربا۔ اور سکان کو بکھری۔ اور آگ کو آگی کہنا جانین یہان کی شستہ تقریر سے انکو کیا مس ہو بھلا۔
مصاحب۔ اجل کھن گے خاک ہو کر م خدا کی قسم جی چاہتا ہو ابھی جا کے ساتھ لے آؤن صحیح ہم کہتے ہین کہ اپنا جواب نہین رکھتی مگر باتے ہی نہین
نصرت الدولہ۔ اچھا اسی بات پر لاؤ جا کے۔
مصاحب۔ ای حضور یہ سب بدمعاش ہنسینگے اور مجھے آئیگا غصہ۔
نصرت الدولہ۔ نواب بھئی واللہ اگر اسوقت بلاؤ تو خدا کی مار تم پر
نواب۔ ایک شرط ہے کہ اس برج مین چل کے بیٹھینگے چاہے جمعدار غل مچے خبر ہی نہو کسی کو۔
نصرت الدولہ۔ اجی تم چل کے جہنم مین بیٹھو چاہے۔ ہم

ہمکو تو دل لگی سے غرض ہو کہین سہی

اتنی شہ پاتے ہی نواب نصرت الدولہ بہادر نے اپنے خدمتگار کو بلایا اور پوچھا (فرخندہ کو تم جانتے ہو) اسنے عرض کیا جی ہان وہ جو مچھر ہٹے سے آئی ہین۔ وہان ٹوریا گنج کے اسپتال کے پاس رہتی ہین حکم دیا کہ انکو جا کے لے آؤ۔ ساتھ ہی بلا لاؤ۔ خدمتگار نے جا کے بی فرخندہ کی مان سے کہا کہ نواب صاحب نے بلایا ہی ہمارے ساتھ ہی کر دیجیے۔ فرخندہ نے پوچھا (کہان رہت کہان ہین کوئی دوئی تین کھیت ہوئی) خدمتگار نے کہا۔ (کوئی ٹکا ڈولی) انکو ڈولی پر چڑھنے کی عادت تو تھی ہی نہین۔ ٹکا دولی کا محاورہ یہ کیا سمجھین۔

الغرض بی فرخندہ کی ڈولی ایک گھنٹے کے عرصے مین نواب صاحب کی کوٹھی مین داخل ہوئی۔

بڑے نواب صاحب باسٹھ برس کے تھے۔ باسٹھ ہا اور پچھتر برس کے سن مین انکے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اتنی مدت سے اس کوٹھی مین کبھی بیسوا کا گذر نہین ہوا تھا۔ لیکن آج نواب نصرت الدولہ بہادر اور رفقاے بدکردار کی بدولت مچھر ہٹے والی فرخندہ چھم چھم کرتی ہوئی آئین فرخندہ ایک سیزدہ سالہ بابند بالا برق دم پری چہم نازک اندام گلفام بیسوا رگ رگ مین چلبلا پن کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آتے ہی جھک کر سلام کیا اور ایک کرسی پر بے تکلف جا ڈٹی۔

نصرت الدولہ۔ آپ کا نام کیا ہو۔

فرخندہ۔ ہمرا نام فرخندہ۔

نواب نامدار نے جو اُس بت پندار پر نظر ڈالی تو عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی دولت پارسائی لٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک ایک عضو بدن سانچے کا ڈھلا ہوا ہو۔ ؎

گل سے رخسار گول گول بدن
جلوۂ حسن رشک شعلۂ طور
آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوے
رگ گل سی کمر لچکتی ہوئی
بے مسی کے وہ دانت رشک گہر

گات جس طرح سے قمقمے روشن
چشم بد دور آنکھین ہوتی چور
پیاری پیاری کچین نکالے ہوے
چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی
جان عاشق نثار ہو جس پر

دیکھتے ہی نواب عاشق زار ہو گئے - تیر نظر نے گھائل کر دیا عشق رنگ لایا - جنون مزاج پرسی کو آیا -

نواب - لکھنؤ مین کب سے ہو بی فرخندہ -

فرخندہ - یہی تین چار مہینے ہوے ہوئین عشرہ محرم ہمارا ان ہوا - حسین کا تیجہ یہان شہر (شہر اماں (مین) کیا -

نواب - گانا کہان سیکھا -

فرخندہ - دوئی برس گوالیر مان ایک نایک سے تعلیم پائی -

نصرت الدولہ - اللہ اللہ نایک سے تعلیم پائی -

نواب - اور ناچ کس سے سیکھا -

فرخندہ - اماں سکھاین رہین -

نصرت الدولہ - واہ رے لکھنؤ - اُف - پھڑکا دیا خدا کی قسم

فرخندہ - شہر کے لوگن سے تو اللہ پناہ مین رکھے -

نواب - کیون صاحب؟ اہل شہر کا قصور؟ -

فرخندہ - ای بات بات پر ہنست ہین - ہم تو دیہاتن ہین - چاہے کوئہ ہنسے یا نہ ہنسے -

نصرت الدولہ - بھئی کتنی ہنس مکھ ہو -

فرخندہ - (ہنسکر) مول ٹہر جاؤ مول ٹہر جاؤ -

امام الدین - خداوند ابھی یہ کھلی نہین ہین -

نصرت الدولہ - ایک ہوئی بی فرخندہ صاحب یاد رکھیے گا - ہاں بھولنے کی سن نہین -

فرخندہ - تم اپنی لال کتاب پر لکھت جاؤ - جہان (جسمین) بھولنہ پاؤ -

امام الدین - حضور یہ تو قیامت ہو واللہ - رشک حور ہو - خدا جانتا ہو پرستان کی پریان دیکھ پائین تو شرما جائین - کیا بانکی ادا ہو - ساوہو ہو بہو - واہ واہ تراب علی - خداوند غلام ٹاک ناک بدتا ہو جو کوئی اسی ساتھ کی دوسری شہر بھر مین نکال لے -

نواب - واللہ آج تک جو ایسی کافر نظر سے کبھی گذری ہو -

فرخندہ نے کہا اے تنک حقہ وقہ پلاؤ - جیسے ابھی سے رمجان ہو انکے ہان نکھلؤ کا تماکھو منگوا تو ہوت ہو مدا ہمکا پسند ناہین آوت ہو -

اسپر ایک مصاحب بولے -

	چہ داند بوزنہ لذات ادرک	

شیخ کیا جانین سابن (صابون) کا بھاؤ - فرخندہ نے بھولے پن کے ساتھ کہا جب تمھار آدمی گوا تو پہلے تو اتان بھیجت ڈرات راہین مدا اب بیٹھے رہین ہمکا جلدی جاے کی ہو بھائی - اس بھائی کے لفظ پر مذاق ہونے لگا - نواب صاحب نے کہا نصرت الدولہ یہ آپ کی طرف مخاطب ہو کر انھون نے کیا کہا - وہ بولے آپ کی جھیپ میرے سر آنکھون پر - مخاطب تو آپ ہی کی طرف تھین - اور صورت بھی ملتی ہو - اسپر بڑا قہقہہ اڑا محلسرا تک آواز گئی اور چھوٹی بیگم صاحب ظہورن کو ساتھ لیکر سہ منزلے پر آئین کہ دیکھین یہ قہقہہ بازی کہان ہو رہی ہو -

ظہورن - (دریچے سے جھانک کر) اے بیگم صاحب ادھر تو دیکھیے ذری -

بیگم - بہت سے لوگ بیٹھے ہین -

ظہورن - وہ لوگ تو گئے ایسی تیسی مین - اُس کرسی پر تو دیکھیے ذری غور سے

بیگم - اوئی - ہان! یہ بھی واہیات ہونے لگین۔

ظہوران - آج تک ہمنے کبھی چھوٹے حضور کو اس رنگ مین نہین دیکھا تھا-

بیگم - یہ ان مردوون کی بھی کیا اعتبار ہو-

ظہوران - بیگم صاحب اللہ جانتا ہو آپ تو آپ - مین تک اس سے آفتابہ اُٹھوا دون

بیگم - واہ ذرہی قطع تو دیکھو - اللہ جانتا ہو ہنسی آتی ہو-

ظہوران - تپ دق کا عارضہ ہو موئی مشتعل کو-

بیگم - اب سب اسوقت اسپر لوٹ ہین - جانو پرستان کی پری ہو تو یہ بھی ہم تو چوٹی ایڑی پہ قربان کردین ایسی ایسی ہزار ہزار کو - ہونہہ-

ظہوران - شکل چڑیلون کی ناز پریون کا-

بیگم - پھونڈے غمزے تو دیکھو - واہ رے تیرا چھبیلا-

ظہوران - جی چاہتا ہو ایک چہار پانچ مارون اُٹھا کے-

بیگم - آج آنے تو دو - اب تو کھل ہی کھیلے-

ظہوران - حضور آج کل کے زمانے مین سب مردوون کا یہی حال ہو گھر مین جورو بیٹھی ہو - باہر بالزادی-

بیگم - عقل کا ماتھا ہی بگڑا ہو - آینگے نہ پہلے تو مین بولون ہی گی نہین - میری آنکھون مین خون اُتر آئیگا - اور جو چھیڑینگے تو پوچھونگی کہ کیون صاحب یہی منصفی کے معنے ہین کہ ہم آپ پر جان دین اور آپ ہمارے سامنے ایک چڑیل کو لیکے بیٹھین - خیر-

ظہوران - کھڑ گھنجی چھتیسی-

بیگم - اب تک تو ایسے بے لحاظ نہ تھے - یہ رفیق خوشامد خورے اُکھسا اُکھسا کر کے خواہی نخواہی ایک نہ ایک عادت لگا دیتے ہین - آخر اسکا نام کیا ہو - یہ آدکین -

ظہوران - آہا - مین تاڑ گئی - اللہ چاہے ہو نہو وہی ہو-

بیگم۔ کون کون۔ اے جانی کسکا دھیان ہوا۔ تمنے بھلا اسے کہان دیکھا تھا
ظہورن۔ ایک باری یہ درگاہ جاتی تھی۔ نوچندی تھی جمعرات اور کچھاکھچ ڈولیون پر ڈولیان اور فنسون پر فنسین اور بگھیان اور گھوڑے اور یہ اور وہ تانتا لگا ہوا تھا۔ رجب کی نوچندی۔ حضرت عباس کی درگاہ مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ تو یہ بھی گئی تھی۔ فیروزہ۔ نہین نہین۔ کیا جانے کیا نام ہو بھلا سا نام ہو مگر ہی یہ کہین دیہات کی۔
بیگم۔ ہے ابھی کم عمر ہی۔
ظہورن۔ ہاے اسی پر تو لٹو ہین۔ اور اس گھر گھنی مین ہو کیا؟ آپ پہلے اپنے ظاہر نہ کیجیے۔ باتون باتون مین پوچھیے کہ کہین باہر کی ہوا تو نہین لگی۔ کبھی گھرون پر تو نہین پہونچے۔ کبھی کوئی ڈولی تو دروازے پر نہین آئی پھر دیکھیے کیسے جھوٹ کے پل باندھتے ہین۔
بیگم۔ (خوش ہوکر) ہان ہان اچھا خوب سوجھین ظہورن۔
ظہورن۔ اہو ہو ہو۔ ادھر تو دیکھیے۔ نواب صاحب کی کرسی کھسک کر پاس آگئی۔ اخاہ کھل ہی کھیلے سچ مچ۔ ہی ہی جو بڑے حضور دیکھ لین اسوقت تو غضب ہی ہو جاے۔ اللہ بچاے بیوی۔ اللہ بچاے۔
بیگم۔ ہمارا تو اسدم جسم بھر پھنکا جاتا ہو۔ کیا بے دھڑک لیے بیٹھے ہین اُف ری ڈھٹائی۔
ظہورن۔ ہمین رہ رہ کے تاجب (تعجب) آتا ہو کہ وہی نواب صاحب ہین یہ۔ کایا پلٹ ہی ہو گئی۔
چھوٹی بیگم اور ظہورن مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ادھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ بھئی اسکو بلوایا ہو تو کچھ خاطر تواضع ضرور کرنی چاہیے۔ چھوٹے نواب نے بہ خندہ پیشانی کہا کہ رخصت کے وقت دس روپے ہاتھ دھر دینگے۔ وہ بات ہی کیا ہو۔ نصرت الدولہ

بولے اجی رویہ تو دوہی گے اسمین ایک خراب عادت ہو- وہ کیسا بتا ہی دون- کہنا نہ کسی سے- یہ پیتی بھی ہو- چھوٹے نواب نے جو یہ فقرہ سُنا تو اُچھل پڑے- فرمایا کہ اچھا پیتی ہین تو پھر کیا پوچھنا ہو- امام الدین خان کو حضور نے قریب بلایا- وہ پُھرتی کے ساتھ حاضر ہوے- کان مین کہا کہ اسوقت ہم تخلیے کی صحبت چاہتے ہین- اغیار کو اُٹھا دو- مگر ترکیب کے ساتھ امام الدین نواب باتون مین برق تھے ہی- آپ نے صلاح دی کہ سہل تو ترکیب ہو- حضور ذرا کرسی سے اٹھ کھڑے ہون- اور مین پوچھون کہ کیا آرام فرمایئے گا- حضور جھوٹ موٹ محلسرا کی طرف جائین- ایرے غیرے سب ہُرہو جاینگے- تھوڑے سے مین کہ دونگا کہ تراب علی اور روشن علی کو نہ اُٹھنے دیں اور اُٹھین بھی تو چپکے سے کہ دین کہ جایئے نہین کچھ کام ہو- بس چھٹی ہوئی- نواب صاحب کو یہ تجویز ازبس پسند آئی- تھوڑی دیر کے بعد اُٹھے امام الدین خان نے حسب تجویز پوچھا (کیا حضور اب آرام فرماوینگے) نواب نے کہا ہان چلیے جونہی ہان کا لفظ سنتے ہی سب کے سب بھڑبھڑا کے اٹھ بیٹھے نصرت الدولہ بخوبی سمجھ گئے امام الدین خان ساقی بنے اور دور چلنے لگا- تھوڑی دیر مین سب بست ہو گئے تو فرخندہ نے بے جھجک گانا شروع کیا-

فرخندہ-	بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ	

ترا آباد میخانہ- ترا آباد میخانہ-

نصرت الدولہ- واللہ شین قاف تو درست ہی-

نواب- بھئی گانا وانا موقوف ہی رکھو ورنہ ہم ذلیل ہو جاینگے-

فرخندہ- ایّن! اب کو دو آنا بھی جو رہے نا ہین ت ہی- ایسا وی تو دیو ہی کا نکت

تراب علی نے کہا حضور چکر آنے لگے اور قلب پر —— یہ کہکر تراب علی

چھت سے گر پڑے اور مارے گرمی کے تڑپنے لگے۔ امام الدین خان نے
چاہا کہ اُٹھائین مگر بے سود۔ نواب نامدار نے ستور کو حکم دیا کہ پنکھا جھلو۔
اور منھ پر خوب پانی کے چھینٹے دیے۔ فرخندہ کھلکھلا کر ہنسنے لگین کہ ایک تو
ڈھلگے۔ تراب علی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تھی۔ جب پانی کے چھینٹے دیے
تو ذرا ذرا ہوش آیا۔ آہستہ سے کہا کہ حضور غلام کو ڈولی پر سوار کرا کے شفاخانہ
بھیج دیجیے۔ اسوقت بڑی بُری حالت ہی۔ نواب صاحب سوچے کہ کسی طرح
اس بلا کو ٹالوں تو جب سے راضی ہو گئے۔ مگر امام الدین خان نے سمجھایا
کہ خداوند بڑی بدنامی ہو گی۔ شہر بھر مین مشہور ہو جائیگا کہ نواب صاحب کے ہان
شراب خوری ہوتی ہی۔ آیندہ جو حکم ہو۔ نصرت الدولہ بہادر چپکی لگا کر بولے
کہ انکو پانی پلاؤ اور ہوا مین تھوڑی دیر ٹہلاؤ۔ اک دس پانچ منٹ مین گرمی چھنٹ
جائیگی۔ اسپتال بھیجنا واقعی غلطی ہی۔ تراب علی کو دو آبخورے پلا کے گئے
اور ستور نے باغ مین پلنگ بچھا کر کہا کہ چلیے وہان خوب ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی۔
تراب علی نے ہوا کھائی تو ذرا جان مین جان آئی اور آرام سے سو رہے۔
اب سنیے کہ بی فرخندہ بیٹھے بیٹھے دفعۃً اُٹھ کھڑی ہوئین پوچھا کہان
کہان۔ کہان جاؤ گی۔ بولین ہم ذری نواب صاحب کا محل تو دیکھ لین نواب کے
ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے۔ اب چھٹکارا مشکل ہی۔ نصرت الدولہ نے جو
یہ کیفیت دیکھی تو اُٹھکر فرخندہ کو سمجھایا کہ کچھ دیوانی ہوئی ہو۔ بھلا اسوقت
شراب پی کر وہان جانا کون سی دانائی ہی فرخندہ کو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی
نصرت الدولہ کی چپت گاہ پر ایک ٹیپ جمائی۔ تو ٹوپی کھوپڑی پر سے
ایڑی کی خبر لائی۔ یہ تو ارباب نشاط کے ہاتھ سے پٹنے کے عادی تھے کانون
کان خبر ہی نہو سے مگر نواب نامدار البتہ بہت ہی جھلائے فرخندہ ہنسکر
بیٹھ گئی مگر بیٹھتے ہی پھر اُٹھی اور ایک طرارہ بھرا تو صحن مین تھی۔ جب تک
امام الدین اور روشن علی وہان تک جائین اُسنے آسمان سر پر اُٹھا لیا

اور اسقدر غل مچایا کہ دربان اور سپاہی بھڑ بھڑا کر دوڑ آئے۔ دیکھا تو
بی فرخندہ زمین پر قدم ہی نہیں رکھتین جھک جھک کر گالیان دے رہی ہین
مگر بلا جی۔ لوگون نے دانتون کے تلے انگلیان دبائین کہ غضب ہو گیا۔ یہ لوگ
کبھی ایسی باتون کے عادی تو تھے ہی نہین اس واقعہ دردانگیز کو حیرت کی
نظر سے دیکھنے لگے۔ سب کو یہی خوف تھا کہ مبادا بڑے حضور جاگ اٹھین
یا صبح کو کوئی خوشامد خورا پرچہ جڑ دے تو ستم ہی ہو جائے۔ امام الدین خان اور
روشن علی نے آنکر فرخندہ کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لیجا کر پھر کمرے مین بٹھایا

نصرت الدولہ۔ فرخندہ تم امیرون رئیسون کی صحبت مین رہکر بھی
نادان ہی رہین۔

فرخندہ۔ (جیت جما کر) تمھار موٹر۔ ہم تو نواب کا محل جرور کر کے دیکھب

فرخندہ پھر اٹھی۔ مگر اس مرتبہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو جو غصہ آیا تو طیش
کھا کر آپ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرخندہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے
جھٹکا دیا۔ فرخندہ نے چاہا کہ انکو اپنی طرف کھینچے مگر نصرت الدولہ نے بٹھا ہی دیا
اس چھینا جھپٹی مین نصرت الدولہ کے انگرکھے کے بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے
اور فرخندہ کی کئی چوڑیان ٹھنڈی ہو گئین۔

فرخندہ۔ گاج پڑ جائے۔ جن ہاتھون سے چوڑیان ٹھنڈی کین وہ ٹوٹ جائین
اللہ کرے۔

نصرت الدولہ۔ پھر تم کہا تو مانتی ہی نہین ہو۔

سلارو۔ دیکھو ہم کہت رہی کہ امیرن کے پاس بیٹھ کے سہور (شعور)
سیکھو۔ ہر ڈھنگا کرے لاگیو نہ۔

نواب۔ انھون نے تو ناک مین دم کر دیا۔

فرخندہ چمک کر پھر صحن مین ہو رہی اور لگی غل مچانے یہان تک کہ ظہورن
اور چھوٹی بیگم نے مہتابی کی کھڑکی سے پھر جھانکا تو دیکھا کہ وہی بیسوا

چمک چمک کر نواب کو بے نقط سنا رہی ہو۔ اور گرد دس بارہ آدمی آہستہ آہستہ سمجھاتے جاتے ہین کہ چپ رہو۔ چپ رہو۔ غل نہ مچاؤ۔ بیگم کی آنکھون مین خون اتر آیا اور ظہورن بھی بکمال افسوس کہنے لگی۔ لیکن اتنی خیریت گذری کہ بڑے نواب صاحب کا پلنگ بہت دور تھا۔ اُنکے کان تک فرخندہ کی آواز نہین گئی ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ نواب صاحب نے نصرت الدولہ سے کہا کہ بھائی اب ہم گھر مین منھ دکھانے کے لائق نہین رہے۔ واسطے خدا کے اس مردار کو یہان سے لیجاؤ۔ نصرت الدولہ نے کہا یار خفیف تو ہم بھی ہوئے مگر از براے خدا جورو سے تو نہ اسقدر ڈرا کرو۔

نواب - اجی خوف کو رکھیے چھپر پہ۔ جورو کا خوف چہ معنی دارد۔ اپنا نفس خود ملامت کرتا ہی افسوس کا مقام ہی۔

نصرت الدولہ۔ اجی بس جاؤ بھی۔ لاؤ وہان سے وہی نرے کٹ ملاؤن کی سی باتین۔

می خور می خور اگر چہ اسیخواہی	ناکردہ گناہ پیش قاضی نبر زنار

نواب۔ بس ایسے ہی ایسے کلامون نے تو شراب خوری کو ترقی دی۔ سمجھے خاک نہین کہ شاعر کا مطلب خاص کیا ہی۔ کہنے لگے می خور می خور۔

نصرت الدولہ۔ بھئی اب تو جو ہوا سو ہوا۔

نواب۔ واللہ بڑے ہی خفیف ہوئے۔ اب ہم اس قابل بھی نہین رہے کہ نوکرون کو منھ دکھائین آپ کو دل لگی سوجھی ہی اور یہان خون خشک ہی۔ جنت سے ہم ضرور محروم رہینگے۔

نصرت الدولہ۔ اجی جنت کو ڈالو جہنم مین۔ اب بتاؤ چلتے ہو ہمارے ساتھ چلو ہمارے مکان پہ چلو۔ فرخندہ کو بھی لیتے چلینگے قسم خدا کی۔

نواب۔ کچھ خیر ہو۔ بھلا اسوقت جانے کا کون موقع ہی۔ کوئی ہو۔ ذرا پہرے والے سے پوچھو گھڑی مین کے بجے۔

حسنو۔ حضور اب چار بجینگے۔

نواب۔ ایّن اتنا تڑکا ہو گیا۔ لاحول ولا قوۃ۔

نصرت الدولہ۔ اجی نہین کوئی بارہ بجے ہونگے۔

تہور۔ حضور تراب علی کا بُرا حال ہے کھایا پیا سب ——

نواب۔ ہان ہم سمجھے استفراغ ہو گیا۔

تہور۔ بیٹھے رو رہے ہین۔

نواب۔ نصرت الدولہ بھئی اب تم تو اسکو لیکر جاؤ۔ ہم تراب علی کو جا کر دیکھتے ہین۔

نصرت الدولہ۔ ذرا حقہ تو بلواؤ۔

نواب۔ کچھ سڑی ہو گئے ہو۔ تڑکا ہو گیا۔ اب اسکو یہان سے ذفان کروگے یا اچھی طرح ذلیل ہی کرنا چاہتے ہو۔ حقہ وقہ رہنے دیجیے۔

نصرت الدولہ کچھ کہنے ہی کو تھے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی تب تو نصرت الدولہ بہادر گھبرائے فرخندہ کو گاڑی پر بٹھایا اور رلمبے ہوے۔ شراب پیے تو اتنی تو پیے۔ پیتے پیتے تڑکا کر دیا۔ دور جب چلنے لگا تو دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہ رہی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ تڑکے گجر دم اب نصرت الدولہ بہادر بی فرخندہ کو ساتھ لیکر اپنے گھر تشریف لیگئے اور یہان چھوٹے نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ آنکھین جھکی پڑتی ہین تہور کو حکم دیا کہ کمرے کے دروازے کھول دو اور قلی سے کہو کہ پنکھا کھینچے۔

نواب صاحب آرام فرمانے لگے۔ ظہورن نے دربان سے پوچھا کہ چھوٹے حضور کہان ہین اُسنے کہا آرام میں ہین۔ پھر ظہورن نے کہا کہ چھوٹی بیگم صاحب دریافت کرتی ہین کہ شب کو کہان تھے۔ دربان نے چپکے سے کہا کہ تھے تو یہین مگر اب تو نئی نئی باتین ہونے لگین۔ وہ جو نواب ہین لمبے سے جنکے یہان دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا وہ آئے تھے۔ اور ایک

دیہاتن کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے رات بھر ہلڑ مچا کیا۔ اور وہ پی کے مست جو ہوئی تو دروازے پر آکے غل مچانے لگی مین نے کہا غضب ہو گیا اندر تک معلوم ہو جائیگا اور پھر بڑی خرابی ہو گی ابھی ابھی تو وہ نواب گئے ہین ظہورن نے پوچھا (اور وہ دیہاتن کہان ہے اُسکو یہین چھوڑ گئے ہونگے۔) دربان نے کہا نہین وہ تو ساتھ گئی ہے۔ اب تو فقط نواب صاحب ہین رات بھر سونا نصیب نہین ہوا۔ ابھی تان کے سوئے ہین۔ دیکھ لینا کوئی دس گیارہ بجے کی خبر لائینگے۔ ظہورن سے دربان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خدا کے لیے کہین چھوٹی بیگم صاحب سے نہ کہنا نہین نواب صاحب مجھے کھڑے کھڑے نکال دینگے۔ ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ یہ بکتا کیا ہے۔ اسکو خبر ہی نہین کہ چھوٹی بیگم اپنی آنکھون ساری کیفیت دیکھ چکی ہین۔

گیارہ بجے چھوٹے نواب صاحب بیدار ہوئے۔ مُنھ دھو کر بہتو سے کہا کہ ہم کھانا نہ کھائینگے۔ مگر تم کسی سے کہنا نہین کہ آج چھوٹے حضور نے کھانا نہین کھایا۔ آلو کا آب زلال ہمکو پلاؤ۔ بہتو نے تھوڑی دیر مین تعمیل ارشاد کی اور نہایت عمدہ کیوڑا ڈال کر آب زلال لوبے بخار احاضر کیا۔

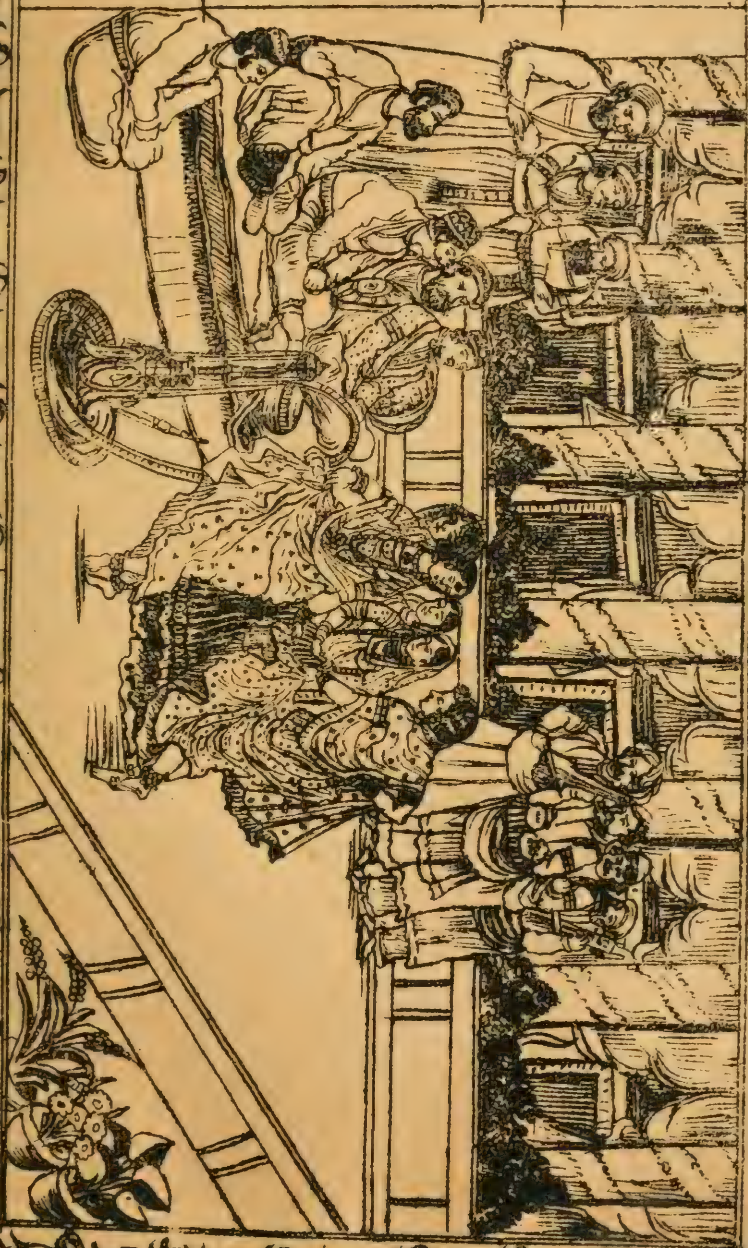
آلو پی کر نواب صاحب محلسرا مین تشریف لیگئے۔ تو پہلے ظہورن سے مڈبھیر ہوئی۔ شب کا خمار ابھی تک باقی تھا۔ اور وہ رشک حور سولہ سنگار اور غضب کا بناؤ چناؤ کرکے کھڑی تھی ململ کا دوپٹا دھانی۔ گلبدن کا نیا پاجامہ۔ ہاتھون مین مہندی پور پور پر جوبن۔ ظہورن کے گال پر ہاتھ پھیر کر کہا اسوقت اُداس کیون ہو۔ کہا حضور کل تو بڑا ہی غضب ہو گیا اب حضور بالکل ہی کھل کھیلے۔ بیگم صاحب تک خبر ہو گئی۔ نواب صاحب نے کہا (چل چھوٹی ہم سے اور چکمہ) یہ کہکر آہستہ سے پیار کے ساتھ ظہورن کے گورے گورے گالون پر ہاتھ پھیرا اور بیگم صاحب کے کمرے مین گئے تو بند پایا۔ لاکھ لاکھ قسمین دین۔ صد ہا منتین کیے مگر انھون نے نہ کھولا نہ کھولا

تب ظہورن نے آہستہ سے کہا سرکار انھون نے کل رات کا کل حال اپنی آنکھون دیکھا۔ اور بڑے حضور کو بھی سب خبر ہو گئی۔ بیگم صاحب تو مہتابی پر سے سب دیکھ رہی تھین۔ مگر بڑے حضور کا حال ہمنے ابھی اسیوقت امان سے سنا بلکن یہان تلک سنا کہ بڑے حضور نے کہا کہ اکیلا لڑکا ہی نہین تو مین عاق کر دیتا۔

عاق کا لفظ سنتے ہی نواب صاحب آگ ہو گئے۔ بیگم صاحب کے کمرے مین کبھی نہین جانے پائے اس سے اور غصہ آیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بڑے نواب صاحب نے نورن لونڈی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا جسمین دو سطرین لکھی تھین۔ (چھوٹے نواب مین اپنے مکان مین یہ بدمستی اور سیہ کاری نہین پسند کرتا۔ تم اب کہین اور مکان لو۔) پڑھتے ہی جھلا اُٹھے۔ کہا ظہورن اپنی بیگم سے کہدینا کہ جیتے جی ہم انکو اپنی صورت نہ دکھائینگے یہ کہکر چھوٹے نواب بڑے غصے مین باہر چلے گئے اور اُسیدم نصرت الدولہ کے باغ مین جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر تھا جاکر فروکش ہو گئے۔ اور باپ اور بیوی کے جلانے کے لیے فرخندہ کو سو روپیہ ماہواری پر نوکر رکھ لیا اب تو کھُل ہی کھیلے۔ نہ بیوی کی طعن و تشنیع کا خوف۔ نہ باپ کا ڈر۔ نہ مان کا لحاظ۔ دن رات صحبت فسق و فجور۔ ہو حق۔ روپیہ کوڑیون کی طرح لٹانے لگے ہر وقت نشے مین چور۔ ہر دم مخمور۔ چھ مہینے تک اسی طرح اُس باغ مین رہے۔ دن عید۔ رات شب برات۔ نہ بیوی کا خیال۔ نہ مان باپ کی فکر۔ بی فرخندہ ہین اور آپ اور مصاحب اور شراب خواری اور سیہ کاری۔

دور گیارھواں

دھوم دھام کی تیاری اور تزک و احتشام کی مہمانداری



جب تک چھوٹے نواب باغ مین رہے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی ہر روز بلا ناغہ اُنسے ملنے جاتے تھے اور ہر دم شغل میگساری رہتا تھا۔ اس باغ مین ساری خدائی کے افعال قبیحہ و ذمیمہ سرزد ہوتے تھے ایک روز سیٹھ جی نے اپنے ہان نواب صاحب کی دعوت کی اور اس دھوم سے کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ انکے مزاج مین امارت تو ایسی سمائی تھی کہ کسی سے دب نکلنا کمال شاق گذرتا چاہتے ادنی ادنی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے۔ کسی سے آنکھین نیچی نہون۔ کوئی نوک کی نہ لینے پائے۔ اور خدا کے فضل سے روپے والے بھی تھے۔ تعلقہ دار۔ ساہوکار۔ تاجر باوقار۔ لاکھون کے نوٹ بنک مین جمع۔ ہزارون سود کے آتے تھے۔ سیٹھ گو جر بل صاحب گو فضول خرچ اور بادہ خوار انتہا سے زیادہ تھے۔ ساتھ ہی اسکے دیانت اور سچائی پر ہر دم تلے رہتے تھے۔ دور دور تک انکی ساکھ تھی۔ اس سے بڑھکر ایک وصف انمین یہ تھا کہ غربا کو چار چھ آنے سیکڑا پر سود دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کسانون کی مدد مین ساعی بانجبر ہوتے تھے۔ اگر خدانخواستہ فصل اچھی نہوئی تو سود اور قرضے کی بابت اُنپر سختی نہین کرتے تھے۔ ہان اسکے ساتھ ہی ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط اور بد وضع آدمیون کو بھی ہزارون روپیہ بات کی بات مین اُٹھا دیتے تھے۔ اور رفیقون کے ہاتھ ایسے بک گئے تھے کہ جو اُنھون نے کہا وہ کیا۔ دس کی جگہ بیس خرچ ہون یا سو کی جگہ پانچ سو اس سے انکو سروکار نہ تھا۔ تجارت کے سوا اور امور مین حساب کتاب کو دیکھنا اور اُسکی جانچ پرتال کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جسکے پاس جو رقم رکھی وہ اُسکے باپ کی ہوگئی۔ کسی نے مہینے مین ساٹھ ہضم کیے اور ڈکار تک نہ لی کسی نے سو اڑا دیے انکے فرشتہ خان کو بھی خبر نہوئی۔ یار لوگون نے صدہا کے وارے نیارے کیے چٹکیون مین سیکڑون ہزارون چٹ کر گئے انکو کانون کان خبر بھی نہونے پائی۔ نواب والا تبار کی جو اُنھون نے دعوت کی تو ٹھان لی کہ چاہے دس

پندرہ ہزار ایک شب مین صرف ہو جائے مگر ایسی معقول دعوت ہو کہ شہر مین دھوم مچے اور اخبارون مین چھپ جائے - میان عنایت بھٹیارے کو روپیہ دیے گئے کہ نکیلی رنگیلی چھیل چھبیلی نوجوان جوان بھٹیاریون کو بلا لائے اور کہے کہ باہم ہاتھ پھیلا پھیلا کر اور انگلیان مٹکا مٹکا کر لڑین اور جتنی گالیان یاد ہون بکین - دم نہ لین - مگر تاکید اکید کی تھی کہ جتنی ہون مثالی سج دھج کی ہون اور بانکی ادا ستم ڈھائے - بوڑھی ریٹ ایک بھی ہوئی تو حضور بد دماغ ہو جائینگے پھر روادار نہونگے کہ اس ڈیوڑھی پر میان عنایت قدم رکھنے پائین - عنایت نے اپنی سرا مین جا کر نوخیز اور رنگیلی بھٹیاریان چنین - اسی طرح شہر کی دو چار نامی سراؤن سے جوان اور نگاہین بھٹیاریان منتخب کین - اور اُنسے کہا کہ خوب بن ٹھن کے چلو - وہ نکھر نکھر کے بن ٹھن کر چھما چھم کرتی ناز و ادا سے قدم دھرتی آئین - عنایت نے سیٹھ جی کو اطلاع دی کہ خداوند چودہ چودہ پندرہ پندرہ اور بیس بائیس برس تک کی کوئی اُنیس بھٹیاریان سولہ سنگار کرکے اسوقت سرا مین تیار بیٹھی ہین - جو ہو دُلھن بنی ہوئی اور شہر بھر سے چُن کے لایا ہون سب چھنٹی ہوئی ہین - حکم کی دیر ہے خداوند پھاٹک ہی سے لڑتی جھگڑتی آئین - ایک مصاحب بولے ارے میان عنایت تم کُٹن بھی ہو - عنایت نے کہا واہ وہی سنوٹی حضور اب تو چار دن مین مجرے جایا کرینگی - دوسرے صاحب نے فرمایا کیون بھئی گھر کو بھی لائے ہو - عنایت بولا اے حضور پانچ اب تو وہ کسی نواب کے گھر پڑ گئی تیسرے ذات شریف نے بڑے شوق سے پوچھا کہ بھلا نظیر آباد کی طرف بھی گئے تھے - میان عنایت نے (ہونھ) کرکے کہا - واہ وہین نہ جاتا - سب کے پہلے تو وہین گیا تھا - سیٹھ گوبرمل صاحب یہ بیہودہ تقریرین سن کر کھلے جاتے تھے - جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ کوئی نامی بھٹیاری باقی نہین رہی - اتنے مین ایک رفیق نے بڑے شوق سے دریافت کیا کہ ارے میان عنایت نواب گنج والی جلائی ہو یا نہین - لالہ نتھومل نے آہ سرد بھر کر کہا - افسوس

اسوقت تمنے کس کافر کا نام لیا - وہ تو مر گئی بیچاری - اَیَن ! (مر گئی) -؟ اجی ہنین - عنایت نے اسکی تصدیق کی کہ ہان واقعی مر ہی گئی - لوگون نے کہا افسوس نا م جلائی اور اسقدر جلد قضا آئی بڑی دیر تک محفل اُداس رہی نتھو مل گئی منٹ تک اُسکی ادائے رنگین اور شوخی کی تعریف کیا کیے سیٹھ جی بھی ان سب کے افسوس مین شریک تھے -

ارباب نشاط کے پاس چھٹی معمول سے زیادہ بھیجی گئی - قوالون پر تاکید کی گئی کہ ٹھیک شام کو حاضر ہون -

جل ترنگ والے سے کہہ دیا گیا کہ اگر انعام خاطر خواہ لیا چاہو تو چراغ روشن ہونے سے قبل ہی آجاؤ -

ایک انگریز کو جو تھیٹر کا مالک تھا مع اُسکی نو عمر اور حسین مس کے بُلایا تھا کہ انگریزی ناچ اور تماشا دکھائے - وہ بھی کھٹ پٹ کرتا ہوا دن سے موجود - رفیق اور مصاحب تعظیم کے لیے اُٹھے - اور جھک جھک کر آداب بجا لائے گویا کوئی بڑے جلیل القدر حاکم آ گئے تھے - صاحب نے احمد بیگ سے پوچھا کہ ول صاحب کہان - احمد بیگ نے کہا جی حضور مین سمجھا نہین - صاحب بہت جھلائے - یو بلڈی فول - مالک کہان اس مکان کا - سیٹھ جی نے اُٹھکر کہا مین ہون -

صاحب - ول صاحب (ٹوپی اُتار کر سلام کیا) آپ نے تکلیف کیا -

سیٹھ - واہ - مین نے کیا تکلیف کی - آپ نے البتہ تکلیف اُٹھائی کہ آج ہی تھکے ماندے آئے اور منظور کر لیا - آج کیا آپ اکیلے تماشا دکھائینگے یا مس صاحب بھی آئینگی -

صاحب - ول جگہ بتاؤ -

سیٹھ - جگہ مین خود چلکر بتاتا ہون - پس آپ تماشا کرینگے اور مس صاحب - ہرگز نہ -

صاحب - جگہ بڑی چاہیے -

سیٹھ - میدان اور کوٹھی فراخ سب حاضر ہی لیکن مس صاحب کو تو بلائیے

صاحب - اب وقت بہت کم ہو آپ ہمین جگہ جلد دکھائین -

سیٹھ جی اپنے ساتھ لیگئے اور کوٹھی کا سب سے بڑا کمرہ دکھایا - صاحب ایک ہی کُھرّانٹ آدمی تھا - گرگ باران دیدہ امریکا اور فرانس اور انگلستان اور جرمن اور چین اور ہندوستان ہزارون کنوٗون کا پانی پیے ہوے بھانپ لیا کہ رئیس بڑا امیر کبیر ہی - اصطبل مین دس گیارہ گھوڑے - انغل بغل فنسین اور تامدان پالکیان - بگھی خانے مین فٹن پالکی گاڑی کارٹ ادھا ٹینڈم ڈگیٹ ہر قسم کی گاڑیان - دروازے پر سپاہی خدمتگار بار ہی کہار جاہ و حشم دیکھکر سوچا کہ انکو پھانسنا چاہیے -

کوٹھی مین جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر کمرہ سجا سجایا دلھن بنا ہوا ہو - جو شے ہی بیش بہا ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر - سیٹھ جی نے جو لڑکپن کے سبب سے کئی بار پوچھا کہ مس کہان ہین - وہ بھی آئینگی یا نہین انکو بلوائیے نا - تو سوچا کہ اس نوجوان رئیس زادے کو اُلّو بنانا چاہیے - سیٹھ جی ہر بات مین یہی پوچھین کہ مس صاحب اب تک کیون نہین آئین مہربانی کرکے انکو بھی بلوا لیجیے انکے بغیر محفل کی رونق نہین - رنگ نہ جمیگا - صاحب سنتا جاے دل ہی دل مین ہنسے مگر جواب نہ دے - اس سے انکی بیقراری کی آگ اور بھی مشتعل ہوتی تھی - اتنے مین انھون نے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین ابھی ابھی فٹن بھیجدون - صاحب نے بہت متانت کے ساتھ یون جواب دیا -

صاحب - ول سیٹھ صاحب مس نہین آسکتین - اور آئین بھی تو ناچینگی نہین - وہ کسی کے مکان پر جاکر ناچنا گانا پسند نہین کرتین ہان اگر خود خوش ہوگئین تو شاید ہمارے تماشے مین ساتھ دین - مگر ہم جانتے ہین کہ وہ نہ آئینگی -

سیٹھ - (از بس بیقرار ہوکر) نہین آپ ضرور بلوائیے - میری محفل کی رونق

جاتی رہیگی۔ رنگ بالکل پھیکا ہوجائیگا۔

صاحب۔ اچھا تو چھٹی لکھتے ہین آپ ہمارے آدمی کو فٹن پر بھیجیے۔

صاحب نے چھٹی لکھی۔

ڈیلی۔ یہ رئیس جسکے ہان آج ہمارا تماشا ہو بڑا امیر آدمی ہو۔ ہمسے بار بار پوچھتا ہو کہ مس کہان ہو مس کیون نہین آئی۔ ہمنے تو تمھارے اور اپنے دونون کے تماشے کا روپیہ چکایا تھا مگر یہ سیدھا سادہ آدمی ہمسے پوچھتا ہو کہ آپ اکیلے تماشا دکھائینگے۔ ہمنے کہا بیشک تو بہت بیقرار ہوا۔ تب مین نے کہا کہ مس کسی کے گھر پر جا کر نہین ناچتی ہین۔ ہان اگر کسی امیر یا رئیس کی تواضع تکریم خاطرداری سے خوش ہوگئین تو مضائقہ نہین۔ شاید شریک ہوجائین۔ تم ضرور آؤ۔ مگر اسطرح کی باتین کرنا کہ سیدھا آدمی ریجھ جائے۔ اسکے کمرون مین عمدہ عمدہ اشیا ہین۔ ہم جب تمھاری کارستانی کے قائل ہون دو تین ہزار کا اسباب باتون باتون مین اُٹھوا لیجاؤ۔ مگر جو کچھ یہان سے وصول ہوگا اسمین تین حصہ ہمارا ایک حصہ تمھارا تم ہماری تنخواہ اور کھانا پاتی ہو۔ اور تمھارے والدین نے تمکو ہمارے ساتھ بھیجا تھا تو اسی عہدے پر بھیجا تھا کہ اگر کوئی رئیس یا امیر اسکو انعام دے تو صرف ایک حصہ کی تم مالک ہوگی اور تین حصے کے ہم۔ رئیس خوبصورت اور نوجوان آدمی ہو۔ اسکو کسی نے بہکا دیا ہو کہ تم میری لڑکی ہو۔ تم انکار نہ کرنا۔ آج اسکو خوب بناؤ اور اس سے کوئی معقول رقم اینٹھو۔ جان کوین۔

یہ خط بند کر کے اپنے نوکر کو دیا اور فٹن پر سوار کر کے اسکو مس کے پاس بھیجا۔ سیٹھ جی نے کوچبان سے کہدیا تھا کہ بچہ اگر ہوا سے باتین کرتی جوڑی نہ گئی تو کل تم موقوف کر دیے جاؤگے۔ بہت تیز جاؤ۔ ذرا گھوڑون کو دم لینے دو۔ خبردار۔ ورنہ میرا نمک پھوٹ پھوٹ کے نکلیگا۔ ایک سپاہی بھی ساتھ بھیجا کہ دیکھو کوچبان گھوڑون کو ہوا کی طرح اُڑا لے۔ غیر صاحب نے

اس کمرے مین مزدوروں اور آدمیون کی مدد سے اپنا اسباب قرینے سے ساتھ رکھا لیمپ روشن کیے۔ آدمیون کو باہر نکال کر پردہ ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوے۔

صاحب۔ اب سب ٹھیک ہو۔

سیٹھ۔ بس مس صاحب کی کسر ہو۔

صاحب۔ ول نے تو بہت لکھا ہو اور تاکید کی ہو مگر لڑکی ضد بہت کرتی ہو جو سمائی بس سمائی۔ ناچنے گانے مین فرانس تک کے ٹھیٹروں مین ایسی ایک نہین

سیٹھ۔ خدا کرے منظور کرین۔

صاحب۔ یہ آپ کے اختیار مین ہو ہم نہین جانتے۔

سیٹھ۔ جو کچھ فرمائینگی۔ مین نذر کرونگا۔ مگر آپ کے ساتھ تماشہ دکھانے مین شریک ہون اور ناچین گائین۔

صاحب۔ آپ اپنے کمرے دکھائیے۔ شاید کوئی چیز پسند آگئی بس پھر ناچنے سے انکار نہ کرینگی۔ نقد کی انکو پروا نہین۔ اسقدر شوق ناچنے گانے کا ہو کہ شادی نہین کرتین۔

سیٹھ۔ سن کیا ہوگا۔

صاحب۔ (دل ہی دل مین خوب ہنسے) ول۔ کوئی اٹھارہ برس بلکہ کم

سیٹھ جی نے حسن و جمال کی تعریف تو سنی ہی تھی اب جو سنا کہ اٹھارہ ہی برس کا سن ہو تو اور بھی ریجھ گئے۔ سچ ہو۔۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد		بسا کین دولت از گفتار خیزد

ٹھان لی کہ اگر ایک لاکھ روپیہ بھی مفت مانگے اور بے ناچے گاے لیجاے تو توقف نہ کرونگا۔ بلا سے لاکھ پچاس ہزار یون بھی سہی گیا پر واہ صاحب کو انھون نے اپنے حساب اپنا یارچہ بنایا۔ اور وہ ایک ہی خرانٹ دل مین انکی سادگی اور بھولے پن اور عشق جنون خیز پر قہقہہ لگاتا تھا۔

اور کھلے جاتا تھا کہ آج رقم معقول ہتّے چڑھی -

سیٹھ جی - مس صاحب نے اب تک شادی نہ کی -

صاحب - ابھی بچہ تھا - صرف اٹھارہ برس کا اب سن ہو -

سیٹھ جی - اب شادی ولایت مین کیجیے گا - ہو نہ -

صاحب - ول وہ شادی کرنا اگر پسند کرے -

سیٹھ جی - یہ کیا - کیا ہندوستانی رئیس کے ساتھ شادی کرنا پسند کرینگی - اس فقرے پر صاحب بہت ہی ہنسے - لاکھ ضبط کیا مگر ہنس ہی دیے اور بولے کہ ول ہم اس معاملے مین دخل نہین دیتے اگر وہ پسند کرین تو کیا ہرج ہو - مگر ہندوستانی جنٹلمین امیر ہو - تربیت یافتہ - بدوضع نہ ہو - شراب خوار نہو - جواری نہو - بدمعاش نہو - خدا ترس ہو اور حسین ہو - بدصورت نہو ایسا شکیل اور خوبصورت ہو کہ جو لیڈی دیکھے پھڑک جائے - تو ہم فوراً منظور کر لین - سیٹھ جی اسوقت دیوانے تو ہو ہی گئے تھے سمجھے کہ صاحب جو کچھ کہتے ہین سب سچ ہو - یہ تقریر جو سنی تو ریشہ خطمی ہو گئے - بار بار آدمی پر آدمی دوڑاتے ہین کہ دیکھو فٹن آئی - گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ ہوئی اور دوڑے کہ فٹن آئی - صاحب یہ سب تماشے دیکھتا جاتا تھا - انکی بیقراری کی انتہا ہی نہ تھی -

صاحب - کتنے آدمی ہونگے آپ کے ہان -

سیٹھ جی - تھوڑے ہی ہونگے -

صاحب - چاہے جسقدر ہون -

سیٹھ جی - بس سب ملا کر کوئی سو آدمی ہونگے - کیون جی نتھومل - ہو نہ - یا زیادہ ہونگے -

نتھومل - وہ بیس پچیس زیادہ ہوئے تو کیا -

سیٹھ گوبرمل صاحب سے نتھومل نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا

کہ حضور اسکو کچھ دین وین نہین اس سے تو وعدہ ہو چکا ہی کہ پورا تماشا دکھائیگا۔ مس آئے اور پھر آئے یہ بڑا جھمیلا معلوم ہوتا ہی۔ آپکی نیت مین یہ ہی کہ بس کچھ لے مریئے۔ سو اب دینا چکما کھانا ہی جے بات یاد رکھنے کے کابل (قابل) ہی آیندہ جو جی چہے (چاہیے) سو کیجیے آپکی مرجی (مرضی) سیٹھ جی تو مس کافر کے حسن، گلگوں، سبزہ اور نور عالم افروز کا شہرہ سن سنکر دیوانے ہو رہے تھے انکو تاب کہان کہ کوئی مصاحب یا رفیق صاحب کو بے ایمان کہے اور یہ چپ چاپ سن لین۔ نتھومل پر بہت ہی جھلائے تو بیچ مین بولنے والا کون ہی۔ تو ہی کون بیچ مین بولنے والا۔ گنوار جاہل۔ خبردار ان باتون مین جو دخل دیا ہوگا تو تو جائیگا۔ اور سنیے بڑے مشیر کی دم بنکے آئے ہین مجھے کوئی لونڈا مقرر کیا ہی۔ کیا اگر ہزار دو ہزار اور اٹھ گئے تو کیا ہو جائیگا۔ دوالا نکل جائیگا ہمارا۔ آخر ہوگا کیا۔ ہماری تو دلی آرزو ہی کہ وہ مس آئے اور ہمسے کچھ مانگے۔ قسم جناب باری کی دس ہزار کی رقم بھی مانگے تو کون مردود دریغ کرے۔ طبیعت ہی تو۔ اور تم صلاح دینے آئے کہ صاحب اگر سو پچاس اور مانگے تو نہ دیجیے گا۔ چلو ہٹو سامنے سے بدتمیز بے شعور۔

لالہ نتھومل انکے مزاجدان تو تھے ہی سمجھ گئے کہ اب چاہے ساری خدائی ایک طرف ہو جائے ممکن نہین کہ یہ کسی کے سمجھائے سمجھین۔ صاحب ہر قسمت کا دھنی خوب بٹور لیجائیگا۔ اور مزے اڑائیگا۔ اور وہ پرکالہ آتش مس تو بس لوٹ لیگی۔ مال کا مال لوٹیگی اور دل کا دل۔ اسکی جوانی اور اسکا چہرۂ نورانی اور مستانہ چال اور حسن و جمال انکو دیوانہ بنائیگا۔ اب خدا ہی حافظ ہی۔ عشق تنکے چنوائیگا۔ دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ آپ کی نیت کیا ہی اب البتہ سمجھ گیا جواب بولون تو گنہگار سزاوار سیٹھ جی نے کہا تم پھاٹک پر کھڑے رہو۔ جیسے ہی فٹن آئے ہمین معاً اطلاع دو۔ بہت خوب کہکے لالہ نتھومل روانہ ہوے۔ اور پھاٹک پر جاکر ٹھہرے

او صاحب کو جو کچھ اور بندوبست کرنا تھا اُس سے فراغت پائی تو سیٹھ جی نے
اونکو اپنی کوٹھی از سر نو دکھائی صاحب نے بڑی دیر تک تعریف کی اور کہا
اسمین شک نہین کہ آپ نے کوٹھی کو خوب سجایا ہی - ہم جانتے ہین یہان ایک
رئیس کی کوٹھی بھی ایسی سجی سجائی نہوگی - جو چیز ہی لاجواب - ہزارون مین فرد
لاکھون مین انتخاب - کوٹھی کیا دُلھن ہی - مس کو صفائی کا نہایت ہی شوق ہی
عجب نہین کہ ہوٹل کو چھوڑ کر آپ ہی کی کوٹھی مین رہنا پسند کرین صرف
دو چار دن تو اس شہر مین رہنا ہی ہی - سیٹھ جی کا چہرہ گلنار ہو گیا دل ہی دل مین
دعا مانگی کہ یا الٰہی مس آتے ہی اسمین رہنا شروع کر دے - ہوٹل جانے کا نام تک
نہ لے - اگر ایک دن ٹل جائے تو برس بھر تک ہر روز دعوت کرون - اور
اُسکی محبت و عشق کا دم بھرون - عقد نکاح مین لاؤن - لطف زندگی اُٹھاؤن
آدمیون کو حکم دیا کہ فی کمرہ دو دو لمپ اور روشن کر دو - خدام سلیقہ شعار نے
آقاے نامدار کے حکم کے بموجب دو دو لمپ پھرتی کے ساتھ معاً روشن
کر دیے - کوٹھی اور بھی جگمگانے لگی - اب ہر سمت عالم نور ہی - الٰہی یہ کوٹھی ہی
یا کوہ طور ہی - ہر در و دیوار سے صبح بنارس کا جلوہ عیان ہی - چپہ چپہ نور افشان ہی
اب سنیے کہ سیٹھ گوبرمل کے ایک مصاحب تھے - پیشر دہی دین ایک ہی
کائیان زمانہ ساز دغا باز آدمی - مگر جہان جہان گوبرمل کا پسینا گرتا وہ بلا مبالغہ
اپنا خون گراتا - لیکن بڑا کھانے والا - پیڑ کو جڑ سے کھا جائے - اور سالس
ڈکار تک نہ لے - جو رقم اُنکے پاس رکھوائی اُسکے باپ دادا کی ہو گئی - گوبرمل
کی بدولت بنگیا - خود مہاجنی کرنے لگا - انکی کیفیت جو دیکھی کہ مس کے حسن
صبیح کی توصیف سنکر از خود رفتہ ہو گئے تو چپکے سے کان مین کہا کہ اگر
حکم ہو تو جسدم میم صاحب فٹن پر سے اُترین سلامی اُتاری جائے ایک دستہ
جوانون کا ہتھ کلا ئین لیے ہوے کھڑا ہے - ادھر فٹن سے وہ اُترین ادھر
دائین وائین سلامی اُترے پھر دیکھیے کیسا رنگ جمتا ہی سیٹھ جی

اس صلاح سے ایسے خشنود ہوے کہ دیبی دین کو گلے لگا لیا۔ اور پیٹھ ٹھونک کہا کہ شاباش دیبی دین۔ بس ایسے ہی مصاحب تو امیرون اور رئیسون کے دربار کے قابل ہین اسوقت تمنے وہ صلاح دی کہ جی خوش ہو گیا۔ کوئی ہے۔ خزانچی سے کہو کہ سو روپے ہمارے سیج کے حساب مین لکھکر دیبی دین کو دے دے دیبی دین نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اُن داتا تمھارے ہی بدولت تو جیتے ہین کچھ کام کرین نہ کاج سیکڑون روپیہ سال مین پاتے ہین اور بال بچون کو لیکر بیفکری سے دندناتے ہین۔ سیٹھ جی آدمی تھے فیاض۔ ایک ذرا سی بات مین رفیق کو سو روپیہ انعام کا دے دیا۔ دیبی دین خوش و خرم کہ سو روپیہ نقد پایا اور رئیس کے دل مین جگہ ہو گئی۔ ہر طرح اچھے رہے۔ حکم دیا گیا کہ بارہ جوان پتھر کلا لیکر عین پھاٹک پر حاضر رہین۔ فٹن آتے ہی سلامی اُتارین۔ اگر ایک بندوق بھی رنجک چاٹ گئی تو حضور ازبس ناراض ہو جائینگے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو مصاحبون نے قہقہہ لگایا۔ رفیقون نے کہا کہ دیبی دین نے رئیس کو ہردم چٹکیون پر اُڑایا۔ اچھا بھرا دیا۔ اور خوب ہی رنگ جمایا۔ سپاہی بندوقین بھر بھر کے پھاٹک پر صاحب کی آمد آمد کے منتظر ٹہلنے لگے۔ محلے بھر کے آدمی صدہا زن و مرد میم کے ناچنے کی خبر سنکر کوٹھی کے اِرد گِرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے کھڑے تھے۔ کہ ناچ شروع ہو تو دیکھین میمین کس طرح ناچتی ہین۔

صاحب۔ آپ ساہوکار ہین۔

سیٹھ۔ ہان۔ اور تعلقہ بھی ہے۔ اور نوٹون کا سودا آتا ہے اور تجارت کرتا ہون۔

صاحب۔ واہ واہ۔ تب تو آپ بڑے امیر ہین۔

سیٹھ۔ امیر ہونا تو مشکل ہے مگر ہان دال روٹی خدا دیے جاتا ہے یہی غنیمت ہے

صاحب۔ آپ کے والد کہان ہین۔

سیٹھ۔ انتقال کیا۔

صاحب۔ کوئی بھائی ہے۔

سیٹھ۔ جی نہین۔
صاحب۔ شادی آپ کی ہوئی ہی۔
سیٹھ۔ ابھی نہین۔
صاحب۔ آپ اب شادی کیجیے۔
سیٹھ۔ مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک کوئی تربیت یافتہ اور پری پیکر لیڈی نہ ملیگی مین شادی نہ کرونگا۔ اگر یہان حسب دلخواہ وہ مطلب یہ کہ مرضی کے موافق شادی ہوگی تو فہو المراد ورنہ ولایت جاؤنگا مصمم ارادہ تھا کہ فرانس جاکر پیرس مین شادی کرون۔
صاحب۔ پیرس نہین۔ پیری تلفظ ہی۔ س کا تلفظ نہین کیا جاتا۔ فرانسیسی لفظ ہو نہ۔ ول۔ تو آپ ولایت کی کسی مس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین۔ اچھا ہم مس صاحب سے کہینگے۔ اگر وہ کسیکو جانتی ہون تو سفارش کرین انکے ساتھ اسکول مین دو چار بڑی حسین اور نازک اندام چھوکریان پڑھتی تھین اگر وہ آپ کے عقد نکاح مین آئین تو آپ بھی خوش ہوجائین۔
سیٹھ۔ مس صاحب بھی تو ابھی ناکتخدا ہین۔
صاحب۔ ہان۔ ول۔ مگر ———
سیٹھ۔ مجھے آپ مثل اپنے غلامون کے سمجھیے۔
صاحب۔ اسکے کیا معنی۔ آپ رئیس ہین۔ امیر ہین۔ سیر چشم ہین۔ ہم کوشش کرینگے کہ کسی یوروپین لیڈی کو آپ بیاہین۔
سیٹھ۔ (جی کڑا کرکے) کوشش کیا معنی۔ آپ کے تو امکان مین اتنی قدرت ہی آپ کی صاحبزادی ———
سیٹھ صاحب کہنے کو تھے کہ آپ کی صاحبزادی ہی مستعد ہین۔ مگر جرأت نہوئی مس انکی لڑکی تو تھی نہین ایک غریب آدمی کی لڑکی کو انھون نے تھیٹر کے لیے تیار کیا تھا۔ تنخواہ دیتے تھے اور ساتھ رکھتے تھے لیکن

جہان کہین جاتے لوگ اُسکو انکی لڑکی ہی سمجھتے۔ پوچھا کہ آپ گانا جانتا ہے سیٹھ جی نے مسکرا کر کہا۔ کیا خوب گانا اور رونا کون نہین جانتا۔ مگر طوائفوں کی طرح مین نہین گا سکتا۔ صاحب بولے کہ ول اگر آپ انگریزی ناچ سے واقف ہو تو مس بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ ناچتین۔ سیٹھ جی نے کہا اُس طرح جیسا کہ انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا شروع کیا۔ سیٹھ گو جبریل کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے ہم مین واقف کیون نہوا۔ کس لطف کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچا۔ مگر نیدوسلا صد افسوس ہے۔ اگر کوئی باکمال رقاص ایسے اسوقت دس بیس ہزار روپیہ مانگتا اور وعدہ کرلیتا کہ ایک گھنٹے مین ہم ناچنا سکھا دینگے تو سیٹھ بے دریغ دے نکلتے ذرا چون و چرا نکرتے۔ لیکن ایسا رقاص کہان۔

لالہ نتھو مل۔ وہ جل ترنگ والا آیا ہے۔ بٹھا دیا اُس کمرے کے چبوترے پر۔

سیٹھ۔ بہتر ہے فنٹن نہین آئی۔

نتھو مل۔ اب گئی ہے۔ کپڑے ویڑے پہنینگی۔ نہائینگی دھوئینگی۔ بنین ٹھنینگی۔ جب تو آئینگی۔ بے سنگار کیے کبھو نہ آنے کی۔

سیٹھ۔ ہان چاہیے بھی ایسا ہی۔ مگر سچ کہنا حسین ہے۔

نتھو مل۔ چاند کا ٹکڑا ہے۔ چاند کا۔ دُبلی تپلی کامنی۔ اور چنچل نار۔

اتنے مین منیب جی نے آنکر مژدہ دیا کہ دسون گھوڑے بکسا گئے اور سب ملا کر گیارہ ہزار کا فائدہ ہوا۔ سیٹھ جی بہت خوش ہوے۔ نتھو مل سے کہا کہ بولو اب گیارہ ہزار مفت ملے یا نہین۔ پھر اگر دو چار ہزار اس کامنی کے لیے بھی خرچ کیا تو کیا۔

اتنے مین نواب قمر رکاب کا صحیفہ رشیقہ آیا۔

مخدومی جناب سیٹھ صاحب بی فرخندہ کی طبیعت اسوقت نصیب اعدا یون ہی سی بے لطف ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو بلوایا۔ نسخہ لکھ گئے ہین۔ خاکسار نو بجے حاضر خدمت

شریف ہوگا۔ کیا کروں مجبور ہوں۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ وقت معینہ سے ایک منٹ بعد آتا۔ نہ کہ گھنٹوں کی کسر۔ وجہ معقول پیش کی ہو قصور معاف فرمائیے گا

آپ کا خادم نواب امین الدین حیدر

یہ خط پڑھتے ہی سیٹھ جی کھل گئے۔ دعا مانگی کہ خدا کرے نو بجے کے بعد نواب صاحب آئیں۔ تاکہ اُس بت جادو جمال سے باتیں کرنے کا خوب موقع ملے اُسی دم خط کا جواب لکھا۔

عالی جناب نواب صاحب بہادر آداب عرض کرتا ہوں۔ نامۂ نامی پڑھکر طبیعت کو انتشار ہوا۔ خدا شفاے عاجل اور صحت کامل عطا کرے یہاں سب سامان لیس ہے۔

آپ کا خادم سیٹھ گوجرمل عفی عنہ تاریخ ——

یہ خط نقطوں کو دیا اور باہر گئے۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک کمرے میں جل ترنگ والا اپنے لونڈے لاڑھیوں کو لیے ہوے بیٹھا ہے۔ دوسرے کمرے میں ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور طبلیے اپنے اپنے رنگ میں مست ہیں۔ ایک طرف چانڈو اُڑ رہا ہے۔ ایک طرف ساز مل رہا ہے۔ تیسرے کمرے میں دو طائفے ٹکے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ایک خوش گلو گاتی جاتی ہے ؎

نگر اسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہے	اُلٹتی ہیں صفیں گردش میں جب پیمانہ آتا ہے
طلب دنیا کی کرکے زن مرید ہو نہیں سکتی	خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

استاد جی بتاتے جاتے تھے (ہمت مرہمت مر) دیکھو ٹھساری بہن ماشاءاللہ سے کیسی خوش گلو ہیں اور کس ڈھیان سے سنتی ہیں جو ایک نغمہ کہا عمر بھر نہ بھولینگی۔ ہاں کہو (ہمت مرہمت مر) دانہ آتا ہے ہمت مردانہ آتا ہے اور آگے بڑھے تو صادق علی خاں صاحب نے اُٹھکر سلام کیا۔ سیٹھ جی۔ آج مقابلہ ہو خانصاحب۔ تان رس خاں بھی آتے ہونگے۔

صادق علیخان - حضور ہم مقابلہ و مقابلہ کیا جانین - بس اتنی آرزو ہی کہ اللہ کرے محفل مین تمیز دار بیٹھے ہون - کوڑھ مغز نہ بیٹھے ہون جو بہاگ اور بہیروین تاب مین تمیز نہ کر سکین -

سیٹھ - نہین آپ بھی فرد ہین واللہ -

خانصاحب - آپ سے کچھ کان مین کہنا ہی -

سیٹھ جی - کوئی کفر کی بات تو نہ کہیے گا -

سیٹھ گوبرمل کے کان مین خانصاحب نے آہستہ سے کچھ کہا - انھون نے نتھومل کو بلوایا اور حکم دیا کہ جو خانصاحب کہتے ہین وہ سن لو -

نتھومل - آپ بھی بس ایک ہی ہین یہان سیٹھ جی اکثر تعریف کیا کرتے ہین

احمد بیگ - اجی دور دور تک ثانی نہین ہے خانصاحب - قسم خدا کی بس گانا کیا اعجاز ہی اور بہیروین کے تو بادشاہ ہین -

ایک رفیق - دم غنیمت ہی خانصاحب فرد ہو فرد - واللہ باللہ بس یکتا ہو -

صادق علیخان - یہ آپ کی قدردانی ہی - ورنہ من آنم کہ من دانم -

احمد بیگ - تان رس خان بھی آتے ہین -

نتھومل - آئے ہین یا آتے ہونگے -

رفیق - اجی وہ کوئی آئے - ہمارے خانصاحب دب نکلنے والے نہین -

صادق علیخان - وجہ دب نکلنے کی وجہ -

رفیق - سچ ہی - اللہ نے جوہر دیا ہی -

صادق علیخان - مگر آج تو لکھنؤ بھر کے طائفے اور قوال اور یہ اور وہ جمع کر لیے ہین بھئی - کوئی گھڑی بھر کا مجرا ہو گا -

نتھومل - یہ پیار کھان (پیارے خان) جو مشہور تھے وہ کون تھے -

احمد بیگ - وہ رباب بیے تھے - گویون سکے بھی پیر - راگ کا دھرم رکھنا انپر ختم ہو گیا -

صادق علیخان - ہولی دھرپد کے بادشاہ تھے -
نتھو مل - اور تان رس خان -
احمد بیگ - وہ خیال لیے ہیں ٹپپ - ڈکار - رنگ با نہ منہ چڑھے -
نتھو مل - کوئی اور با شور مشہور ہیں بندو خان یا بڈو خان -
احمد بیگ - وہ تان کا کپتان تھا - بڑے زور شور کی ٹک کا گانا جسکے شانے سے سُر نکلتے تھے - ڈکار ذرا گھٹ کے تھے مگر منہ چڑھے انتہا زیادہ
نتھو مل - اور ہمارے کہاں صاحب
احمد بیگ - کون؟ یہ - صادق علیخان - اجی یہ سب گُن پورے انھیں کون کہے لنڈورے - خیال ٹپہ ٹھمری سب میں طاق خصوصاً دھن میں شہرۂ آفاق - نتھو خان ذرا تان کے مقدمے میں واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے تھے -
احمد بیگ - مگر استائی تو ایسی بھرتے تھے کہ واہ جی واہ کیوں جناب نقشا؟
صادق علیخان - اسمین کیا شک ہے -
احمد بیگ - مگر استاد تم بھی اپنے فن میں یکتا ہو - دھن میں تمنے سب کے کان کاٹے - اور یوں تو سب اپنی اپنی جگہ استاد ہیں - تان رس خان کی ایکاری کیا کچھ کم ہے -
رفیق - میاں خدا کی دین ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

کیوں صاحب یہ بہادر سین کون تھے -
احمد بیگ - آفتاب تھے اپنے وقت کے - سر سنگار کے یہی موجد تھے رُلا دینا اور ہنسا دینا انکے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا - کوئی بات ہی نہ تھی

سیٹھ جی ادھر سے خراماں خراماں برآمد ہوئے - نہایت حیرت سے پوچھا کہ نتھومل ابھی تک فٹن نہ آئی - نتھومل نے کہا خداوند آتی ہو گی احمد بیگ

ہوئے دیر آید درست آید سج دہج کے آئینگی - پھر بننے ٹھننے مین کچھ دیر لگتی ہی یا نہین - سیٹھ جی نے دریافت کیا کہ فنٹن کے ساتھ سپاہی گیا ہی یا نہین - کہا گیا کہ حضور بھیجا ہی -

سیٹھ گوبرمل صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جناب نواب صاحب کے پاس جاؤ - کہنا پوچھا ہی کہ فرخندہ کیسی ہین - اور کہا ہی کہ ہمکو کچھ جلدی نہین ہی آپ کو جسوقت فرصت ہو تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے یہان سب ساماں لیس ہی - آدمی کو سمجھا کر روانہ کیا - صاحب کے پاس چلے کہ پوچھین کسی شی کی ضرورت تو نہین ہی کہ اتنے مین بندوقون کے دغنے کی آواز آئی - دن - دان - دن - بارہ بندوقین - ایک دم سے ائین ائین کرکے دغین - نتھومل دوڑے ہوئے بدحواس آئے - حضور چلیے لپکیے پیرو مرشد فنٹن آگئی - دو رفیقون نے بڑھکر آواز دی خداوند مس صاحب آگئین آئیے حضور - سیٹھ گوبرمل صاحب تھوڑی دور تک تو بدحواس دوڑتے ہوئے گئے - مگر پھر سوچے کہ اگر اس حالت وحشت مین ہمکو دیکھا تو اپنے دل مین کیا کہیگی - سمجھیگی کہ کوئی جانگلو ہی گنوار ٹھہر گئے اور ذرا دم لیکے چلے - فنٹن کے قریب جاکر کھڑے ہوئے اُس بت پندار صنم گلعذار کے اسوقت کچھ اور ہی ٹھاٹھ اور ہی دماغ تھے فرانسیسی ڈھنگ وہ بانکی پوشاک اور کج کلاہ کہ بانکپن بھی اُس سے سبق لے - بال بکھرے ہوئے لٹین کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کمر نازک کے نیچے تک لٹکتی تھین - گوری گوری گردن اور چاند سے مکھڑے کا جوبن اُس زلف سیاہ نے اور بھی دوبالا کر دیا تھا - بس بلا مبالغہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بن گہنا چاند ہی - ابر زلف سے ماہ رخ ابھی ابھی نکلا ہی - ایک رفیق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور مس صاحب سیٹھ جی صاحب فنٹن کے پاس کھڑے ہین اتنے مین صاحب بھی رپ رپ کرتے ہوئے تشریف لائے

صاحب۔ سیٹھ کنور گوجرمل آپ ہین۔

مس۔ (نصف ہاتھ بڑھا کر) ول سیٹھ صاحب۔

سیٹھ جی نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا۔ نازک نازک دست سیمین اور ملائم ملائم انگلیان جو ہاتھ مین لین تو جامے مین پھولے نہ سمائے مس صاحب فٹن پر سے اُترنے لگین تو سیٹھ جی کی طرف ہاتھ بڑھایا انھون نے لپک کر ہاتھ دیا اور فٹن سے اُتارا۔ ایک قوال جو بن بلائے آیا تھا اس کیفیت کو دیکھکر بے تکلف گانے لگا۔ رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔ سیٹھ جی ادب کے ساتھ ہمراہ چلے۔ اٹھلا اٹھلا کر اور ادائے دلربا سے قدم اُٹھا کر مس للی نے خرام ناز سے سیٹھ جی کا دل پامال کر دیا۔ ؎

من باین رفتار شیرین عمر خود در باختم
عمر من میرفت و من پنداشتم رفتار اوست

سیٹھ جی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مقام پر جہان اُس سرو روان گلشن رعنائی کا قدم پڑے بوسے لین اور اُنش مین کو ہزار ہزار بار چوم لین۔ ؎

تو ہمی خرامی و من از پیت نمیدانم
کز اضطراب زنم بوسہ بر کدام زمین

کوٹھی کے ایک سجے سجائے کمرے مین مس للی بصد شان دلربائی و رعنائی متمکن ہوئین۔ اور زلف چلیپا کرسی کے ادھر اُدھر فرش مکلف پر مار سیاہ کی طرح لہرانے لگی۔ ؎

نہ زلف ست آنکہ ہر دم بر قد دلدار می پیچد
ز مستی ہا ہر نفس بر شاخ صندل مار می پیچد

اس بت لیلی سرشت نے رئیس نوجوان پر بغور نظر ڈالی اور ایسی تیکھی چتون سے انکو دیکھا کہ تیغ نگہ کا گھائل ہی کر دیا۔ طرح طرح کے ناز و ادا اور عشوہ ہاے دلربا سے انکا دل قبضے مین کر لیا۔ کبھی سینہ صافی کو اُبھار کر تن گئی۔ کبھی گردن نیوڑا کر پھیر لی اور گلوے مصفا کی جھلک دکھا دی گردن فوارہ نور تو سینہ صافی رو کش آب بلور۔ ؎

پیداست ہمچو قبلہ نما از تن بلور
از سینہ لطیف دل آہنی آہنش

مست صہبائے ناز۔ سراپا انداز۔ شیرین حرکات۔ انتخاب مہوشان کا نا تا مہ لقا۔ سمن سیما۔ ایک ایک ادا مین سو سو طرح کی گھاتین۔ پیاری پیاری بھولی بھولی باتین۔ کبھی آپ ہی آپ رونا۔ کبھی مسکرانا۔ کبھی پیشانی نورانی پر عرق آنا

نیست عرق کہ بر رخت در حرکات میچکید ‖ ہر قدمے کہ می نہی آب حیات می چکید

سیٹھ جی سے کہا کہ چلیے کوٹھی کی ذرا سیر کرین۔ یہ کھل گئے کہ شکر اللہ منھ مانگی مراد پائی۔ اس معشوق عنبر مو کو کوٹھی ایسی پسند آئی کہ سیر کرنے کو دل چاہا۔ کوٹھی دیکھنے کا شوق چرایا۔

پہلے سیٹھ جی خانہ باغ کی طرف لیچلے تو حوالی موالی اپرا غیر انتھو خیرا سب سایے کی طرح مس کے ساتھ پیچھے پھر کر نہایت غیظ و غضب سے دیکھا۔ نتھو مل تو ایک ہی کائیان تھے تاڑ گئے کہ تنہائی کی صحبت اسوقت پسند ہو۔ بھیڑ بھڑ کے سے طبیعت نفور ہو۔ شب ماہ ہر بغل مین حرہ ہو۔ فکر کوسون غم و الم نزدیک ون ور ہو صنم مہوش پایا ہو۔ اور اس غیرت گلزار کے ساتھ سیر چمن کا شوق چرایا ہو۔ مس نے بصد انداز دلربائی اٹھکھیلیان کرتے ناز معشوقانہ سے قدم دھرتے باغ کو رشک فرخار بنایا۔ بیلون کو آتش حسد سے جلایا گلون کو شرمایا۔ ؎

وہ یکا یک باغ مین پہونچے جو اٹھلاتے ہوے
کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے

سیٹھ جی۔ آئیے جھولا جھولیں۔

مس۔ واہ۔

سیٹھ جی۔ اگر مضائقہ نہو اور طبع نازک پر گران نگذرے تو از راہ کرم جھولا جھو لیے۔

نتھو مل۔ (دور سے) ؎

جھولا جھلاوینگے لیجاکے چمن مین تجھکو ‖ رت کہین آنے تو دے جورلکا ساون کی

احمد بیگ۔ کو فاتون مین شعر یاد کیا تھا۔ اور جورلکا کی کتنی کہی ہو۔

اس غیرت خوبان فرخار نے چمک کر ایک طرارہ جو بھرا تو دوسری روش پر تھی ہو رہی۔ اور وہان سے جو تن تن کے جھوم جھوم کر چلی تو سیٹھ جی کا دل اور بھی پامال خرام ناز کر دیا۔ ؎

ہر نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہوئے ٹھکراتی ہوئی

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب زلف کے پھندے سے نکلنا معلوم۔ بیٹھے بٹھائے اچھا درد سر مول لیا۔ مس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ میان کسی اچھے نامی سوداگر کی کوٹھی بھی ہے ہمکو کچھ سودا خریدنا ہے۔ لفٹنٹ راس یہان فوج مین ایک صاحب ہین۔ انسے ہم فرمایش کرینگے۔ بیچارے بہت اچھے آدمی ہین۔ اور ہمسے انکو دلی محبت ہے۔ کبھی ہمارا کہنا نہ ٹالا۔ تنخواہ تو کم ہے ابھی مگر گھر کے امیر کبیر ہین۔ انکو ساتھ لیکے جائینگے اور جن جن اشیا کی ضرورت ہے کوٹھی سے پسند کر کے لے آئینگے۔

سیٹھ جی رقیب کا نام سنکر دھک سے رہگئے۔ آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔ کہ انکے چاہنے والون مین ایک ہم ہی نہین ہین۔ خاص اسی شہر مین ایک پلٹن کے صاحب بھی ہین جنپر انکو یہ دعویٰ ہے کہ جو چاہینگے انکے ساتھ جاکر کوٹھی سے لے آئینگے۔

سیٹھ جی
فرمایشین حضور نہ اغیار پر کرین
موجود ہے یہ تابع ارشاد کس لیے

مس۔ (مسکرا کر) ہم آپ کے ساتھ باہر نہین جا سکتے۔ آپ نیٹو ہے۔ ہم یورو پین۔

سیٹھ جی۔ جو فرمایش کیجیے یہین حاضر ہے۔

مس۔ ہم آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتے (خدمتگار سے) ٹھنڈا پانی بلاؤ۔ مس چمک کر دوسری روش مین جا کھڑی ہوئی۔ سیٹھ جی نے بھی اس روش کی طرف رخ کیا۔ خدمتگار ایک طشت میں جا نمبار مین آب سرد لایا۔ سیٹھ جی نے

بصد ادب اپنے دست مبارک سے پلایا اور دونون باغ مین ٹہلنے لگے-
سیٹھ- کل ہم آپ کو اپنے بڑے باغ لیچلینگے-
مس- کل تو لفٹننٹ راس سے اقرار ہو اُنکے ساتھ ہوا کھاینگے-

سیٹھ جی-	صبا کسن روبہ تو ام شادی و غم ہین زمانے مین شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہی	

مس- اب تو ناچ کا وقت آگیا-
سیٹھ جی- ہم کمال مشتاق ہین کہ آپ کا ناچ دیکھین-
راوی- دیکھتے جائیے- ابھی وہ آپ کو انگلیون پر نچاینگی-
مس- (تنک کر) ہمارا ناچ؟ ہمارا ناچ کیسا-
سیٹھ جی- (ڈرتے ڈرتے) کیا آپ آج شب کو نہ ناچینگی-
مس- ہرگز نہین- راس خفا ہو جاینگے-
سیٹھ جی- کسی کو کانون کان تو خبر ہونے نہ پائیگی-
مس- راس کے گو ہندے چھوٹے ہوے ہین-
سیٹھ جی- آپ نہ ناچینگی تو ہمکو کمال ملال ہوگا-
مس- خیر- مگر راس کا دل ہم نہ دُکھاینگے-

سیٹھ جی-	مرے حال پر رحم کرتا نہین ہی خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہین ہی	
قضا کی نشانی ہی الفت بتون کی		وہ جیتا ہی جو ان پہ مرتا نہین ہی
	صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر کوئی کام تجھسے سنورتا نہین ہی	

مس- (چین بہ جبین ہو کر) پیارے راس کو بُرا بھلا نہ کہنا-
سیٹھ جی- (آہ سرد بھر کر) -نا- ہ

مرجاونگا مین لکھ تو چین بر جبین نہو		برق غضب کہین نگہ خشمگین نہو

اغیار کے نہ عشق جتلانے پہ جائیو — کوئی بکا کرے خبر او نازنین نہو

مس للی انکے جلانے اور نائرۂ عشق کے مشتعل کرنے کے لیے لفٹنٹ راس کا نام کئی بار زبان پر لائی۔ اور واقعی انکے کانون سینہ مین حسد اور بغض کی آگ ایسی تیز کر دکھائی کہ ہردم آہ شرربار تھی اور طبیعت از بس بیقرار تھی۔ رقیب کا ذکر سنکر شیشۂ دل چکناچور ہوا۔ جگر مین عشق کا ناسور ہوا اُس بت سفاک کو انکی چتونون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ راس کا ذکر انکی رگ جان پر نشتر کا کام کرتا ہو۔ اور نام سنتے ہی آہ سرد بھرتا ہو۔ سیٹھ جی پہلے تو مثل گل کھل گئے تھے کہ محبوب مطلوب کو باغ مین خندان و فرحان ساتھ لائے مگر اب دل کا کنول بجھ گیا۔ ؎

جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے — رہگیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

کہان تو جشن خسروانہ کی تیاریان تھین کہان آہ آتش فشان ہو۔ اور بکا و فغان ہو۔ مس نے کہا کہ ہمین اپنی کوٹھی تو دکھلاؤ۔ سیٹھ جی ناشاد و نامراد اُس پریزاد کو ساتھ لیکر چلے۔ کوٹھی کو جو دیکھا تو ہر در و دیوار نور بار ہو۔ جو کمرہ ہو جواہر نگار ہو۔ اشیائے بیش بہا لاتعداد و غیر محدود ساری خدائی کی نعمتین موجود۔

سیٹھ جی نے ایک نادر جیبی طلائی گھڑی خاص جنیوا کی بنی ہوئی کوئی دو ہزار روپے کی مس للی کی نذر کی اور کہا یہ گھڑی آپ اپنے پاس رکھیے یہ بطریق نذر دیتا ہون۔ مس للی پھولی نہ سمائین۔ پیار کی نظر سے سیٹھ کو جنرل صاحب کو دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ ہمین نہین چاہیے۔ سیٹھ جی نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا خفا ہوگئین۔ اسپر وہ ستمگر قہقہہ لگا کر ایک مسہری پر لیٹ گئی۔ سیٹھ جی گھڑی ہاتھ مین لیے۔ کھڑے گھورتے تھے۔ مس للی معاً اُٹھین اور بجلی کی طرح چمک کر دوسرے کمرے مین ہو رہین۔ سیٹھ صاحب نے کہا از برائے خدا یہ تحفہ قبول فرمائیے۔ غریبون کا کہنا بھی مانتے ہین۔

للی نے گردن نیچی کر کے کہا کہ رئیس سن لیگا کہ ایک خوبرو جوان سے کے ہاں سے مفت گھڑی لائی۔ گو جبریل اسوقت نہایت ہی برافروختہ ہوئے۔ پھر اسی ریب روسیہ کا نام اُس گلفام کی زبان پر آیا۔ غصے کو ضبط کر کے فرمایا کہ اُنکے تو فرشتہ خان کو بھی خبر نہونے پائیگی۔ حالانکہ لفٹننٹ راس صرف ایک مصنوعی نام تھا۔ یہ فقط سیٹھ جی کے پھانسنے کے لیے ساری تدبیرین ہوئی تھین کہ انسے رقم کثیر لیکر ہوا بتایئے اور اُلّو بنایئے۔ سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اگر آپ یہ گھڑی یہ قبول کرینگی تو ہم تماشا دیکھنے نہ آئینگے مس للی نے اس بھولے پن کے ساتھ انکی طرف دیکھا کہ سیٹھ گو جبریل صاحب ہزار جان سے عاشق زار ہوگئے۔ اور پھر عرض کیا کہ واسطے خدا کے گھڑی کو قبول ہو جایئے

مس للی نے گھڑی لے لی اور کہا آپ کی خاطر ہو۔

کیا خوب سو روپیہ پر ناچنے گانے تماشا دکھانے آتی ہین اور دو ہزار کی گھڑی خاطر سے لی ہمکو یقین آگیا سیٹھ جی نسمجھے کہ اب مار لیا ہی۔ یارون کا وار خالی نہین جاتا۔ اب اس گلبدن سیمتن کو عقد نکاح مین لائے۔ پانچون گھی مین۔ چین ہی چین لکھتا ہی مس للی نے ایک انگریزی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا۔ ؎

سر یہ احسان لین امیرون کا	ہم فقیرون کا یہ دماغ نہین

سیٹھ جی۔ احسان! چہ خوش! احسان کیا معنی۔ اللہ اللہ یہ در پردہ احسان جتاتی ہو۔ بیشک۔ بیشک۔ ہم کمال مشکور ہوے۔ آپ نے اسوقت ہم پر وہ احسان کیا کہ دل ہی جانتا ہی اور چاہیے بھی ایسا ہی۔

مس۔ اب ہم ایک کے پاس ذرا جاتے ہین۔

سیٹھ جی۔ (ہاتھ پکڑ کر) نا ؎

آج اندھیرا ہو گر وصل نہو	رات آتی ہی کہان جایئے گا

مس للی۔ ابا نے ہمارے ساتھ اس آدمی کو تعینات کر دیا ہی جب سے برابر ساتھ رہے۔ آپ تاجر بھی ہین۔

سیٹھ جی - جی ہان -

مس للی - کسکی تجارت ہوتی ہی (مسکراکر) یا جبرے کی -

سیٹھ جی - وہ کوئی اور ہوتے ہونگے - گھوڑے کی سوداگری ہوتی ہی اور جواہرات کی -

مس للی - ایک عمدہ سا گھوڑا کوئی چودہ پندرہ سو کا ہو مگر وہ ان قیمتون ہمارے ہاتھ بیچیے - قیمت اسی دم دینگے -

سیٹھ جی - بہت خوب ایسی کھری اسامی کہان ملیگی - مگر مول تول کی سند نہین - ایکہی دان گھوڑا تو مین ہی ہون -

مس للی - آپ تو گدھون کی سی باتین کرتے ہین - پسند آیا خریدا ورنہ چھیڑ دیا

احمد بیگ - (کمرے کے باہر سے) گھوڑے کے لیے چھیڑنا بھی کیا خوب کہا ہی حضور واللہ طناز ہی نہین جگت باز بھی ہین -

عنایت بھٹیارے نے پھر انگ بھول سے کہا کہ خداوند اب سب اکٹھا ہو گئین سرامین اٹھی ہین جب ضرورت ہو بلوا لیجیے - بھول بولے اب بالا اور مس للی نے سیٹھ جی سے فرمایش کی کہ کوئی تیز اور سبک خیز گھوڑا ہمین دکھائیے مگر گیارہ بارہ سو تک قیمت کا ہو - سیٹھ صاحب مس للی کو ساتھ لیکر اصطبل دکھانے لیچلے - کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ قوال اور ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور ہوالی موالی سب اُٹھ اُٹھکر جھانکنا شروع کیا - للی کی گوری گوری صورت پر سیاہ زلف عجب جوبن دکھاتی تھی اور بکھرے بکھرے بال جو کمر نازک تک لٹکے تھے اُنسے جوبن اور بھی دو بالا ہو گیا تھا - ؎

کمر تک جو زلف چلیپا گئی	یہان وہ کمر لاکھ بل کھا گئی

جس طرف نظر غلط انداز سے دیکھا گھائل کر دیا - کشیدہ قامت - حور طلعت گلعذار - سرو رفتار - چھریرا بدن - غنچہ دہن - فرط مستی سے جھوم جھوم کر قدم رکھتی اصطبل کی طرف بصد کرشمہ و خوبی چلی - معاً دو تین غل مچا اور پکار اُٹھے - ؎

موت آتی جو عشق گیسو مین		مغفرت بال بال کی ہوتی

اصطبل مین جا کر دیکھتی ہین تو ایک سے ایک بڑھکر گھوڑا-

۱- ویلر- پنج سالہ- وور کا بہ- ٹمٹمی مین اس طرح جاتا ہی جیسے آندھی آگئی ہی اسکا نام آندھی روگ ہی-

۲- کمیت- آٹھون گانٹھ کمیت- ران سواری- پوری گھوڑی چار سال ہوا بیچھ رہے- یہ آگے پہونچے- اڑن کھٹولا نام ہی-

۳- سمند سیاہ زانو- گھوڑا کیا دلھن ہی- کانپور کی گھوڑ دوڑ مین تین بار اور لکھنؤ کی ریس مین ایکدفعہ بازی جیتا- کودنے پھاندنے مین طاق ہی نام صف شکن-

۴- سبزی گھوڑی پیٹھ پر انسان آیا اور یہ ہوا ہوئی- یہ جا وہ جا- نہایت خوبصورت گھوڑی ہی- نام پری-

۵- سرنگ بڑا منھ زور گھوڑا ہی چلنے مین بجلی- نام برق-

۶- پیگو کا ٹانگھن- بد قطع- بھدے بھدے ہاتھ پانون- مگر زمین پر قدم ہی نہین رکھتا- جگری قدم ایسا کہ اچھے اچھے گھوڑے دلکی جائین مگر اسکو نہ پائین- نام چلتا پرزہ-

الغرض اصطبل بھر کا مس صاحب نے جائزہ لیا- اور سمند سیاہ زانو پسند کیا- اس فرس تند خو کے کپتان و لاٹ چار ہزار دیتے تھے اور راجہ بھنگا نے پانچ ہزار لگائے تھے- ایک وکیل منہ مانگے مین مانگتے تھے شہر بھر مین ایسا ایک گھوڑا بھی نہ تھا- سیٹھ جی نے کہا حاضر ہی- کھلوا لیجائیے تب تو مس للی بہت ہی خوش ہوئین- اور پھر پیار کی نظر سے سیٹھ جی کی طرف مسکراتے ہوے دیکھا اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ انکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اٹھلاتی ہوئی چلین- کوٹھی کے قریب صاحب ملے-

صاحب- اب ہمکو آپ اسوقت ذرا سی برانڈی پلوائین-

مس - کیا ساتھ نہین ہی -

مس - آپ بھی برانڈی پیتے ہین سیٹھ جی -

سیٹھ جی - ہان - کیون - بھیجیے تو لاؤن -

مس - ہم تو میٹھی شراب پیتے ہین -

سیٹھ جی - روز - اپایانا - موزیل - اسپارہ کلاناگ ہاک - چری براندی کیور ریسو - ہر قسم کی میٹھی شراب موجود ہی - نکالون کوئی بوتل

مس - ول کیور ریسو -

سیٹھ جی - ہمکو بھی یہی پسند ہی -

مس - آرنج ڈبا -

صاحب - تم سب کے سامنے نہ پینا - الگ جاکر پیو اور اس بیرا کو ساتھ رکھو -

بیرا - حضور مس بابا کے ساتھ ساتھ تو تھا -

مس للی - ہان یہ کیا کہین چلا گیا تھا -

مس للی کو سیٹھ جی پھر کوٹھی مین لیکر گئے اور ایک نیا کمرہ دکھلایا للی دنیا بھر کی سیر کر آئی تھی سوچی کہ اگر اسوقت کوئی فرمایش کرتی ہون تو چھوٹی بات ہی - ایک جھاڑ کو غور سے دیکھا کہا کہ اہا کیا اچھا جھاڑ ہی سیٹھ جی سے اگر اسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد بھی مانگتین تو معاً دیدیتے ذرا پس و پیش نہ کرتے - انھون نے دیکھا کہ مس للی نے اسکو پسند کیا - فوراً آدمی کو حکم دیا کہ لیجاؤ علحدہ رکھو - جب مس صاحب جائینگی تو انکے ساتھ بھیجدینا - یہ سوا تین سو روپیہ کو سیٹھ جی نے نیلام سے خریدا تھا - اس فیاضی کے صدقے دل مین دعا مانگتے جاتے تھے کہ خدا کرے کوئی شی اور پسند کرے تو کوٹھی کی کوٹھی اسکے نام لکھ دون - عشق نے عقل کی آنکھون پر پٹی باندھ دی - اسوقت دنیا و مافیہا کی انکو خبر نہ تھی -

اتنے مین یورپن خدمتگار کیوراسیو کی بوتل اور ٹمبلر اور برف اور سوڈا اور لیمونیڈ اور کاگ سیچ اور برز لیٹر آیا۔ سیٹھ جی نے کہا لیجیے لیجیے۔ آج ہمارا آپ کا مقابلہ ہے۔ دیکھین کون زیادہ پیتا ہے۔ مس للی مسکرائین اور عجب ناز و ادا سے فرمایا کہ ہم بڑی خوشی سے آپ کی تندرستی کا جام پئینگے۔ بوتل کھولی اور نصف ٹمبلر کیوراسیو برف کا ٹکڑا ملا کر پی گئین۔ سیٹھ جی نے بھی چوتھائی ٹمبلر پیا۔

للی نے کہا ہم جسقدر شرابی سے ڈرتے ہین اسقدر شیر سے نہین ڈرتے

سیٹھ جی نے پوچھا یہ کیون۔ کہا طبیعت۔ کہا اور لیجیے۔ پوچھا رہ اس تو نہ سن لینگے۔

سیٹھ جی اسوقت نہین خوشی کی حالت مین تھے مگر پارس کا منحوس نام سنتے ہی انکا چہرہ اداس ہوگیا۔ کہا پھر تمنے وہی نام لیا۔ اچھا بتاؤ۔ پارس مین کونسی بات ہے جو ہم مین نہین ہے۔ کہا وہ ملٹیری آدمی ہے۔ نیٹیو فوجی کا افسر۔ وہ جو ہمکو یہان دیکھین تو ہمکو گولی مار دین۔ مگر تم بھی خوب آدمی ہو۔ طبیعت بہت خوش ہوئی۔ جب تک ہم اس شہر مین ہین۔ روز تمسے ملنا۔

سیٹھ جی۔ اور اس شہر سے جاؤ گی کہان۔ ہم کیا جانے بھی دینگے۔

للی۔ بس اور دس بارہ روز یہان ہین۔ پھر ہم کہان۔ تم کہان۔

سیٹھ جی نے دست بستہ کہا پیاری کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو۔ واسطے خدا کے کوئی تدبیر سوچو از برائے خدا۔ پیاری للی

للی نے کہا بہت خوش۔ فرشتے ہین آئے ہین تو کہتی ہی تھی کوئی کرامت ہو جاؤ گے۔ یہ پیاری کیا معنے۔ بس۔ اب ہم جاتے ہین۔ سیٹھ جی نے اٹھکر آہستہ سے ہاتھ پکڑ لیا۔ قصور معاف کیجیے۔ پیاری کہا تو گناہ کیا کیا۔ اور گناہ ہوا ہو تو جان بخشی ہو۔ للی مسکرا کر بولی۔ جان بخشی کیسی۔ کیا خون کیا ہے۔

اتنے مین لالہ تھولی نے آکر عرض کیا کہ خداوند بڑی گھٹا اٹھی ہے۔

سیٹھ جی خوش ہو گئے۔ اہو ہو ہو۔ سے

یہ چار طرف گھٹا جو چھائی	ہی زلف صنم کی یاد آئی
بادل آئے ہین عیش کے جھوم	اسوقت نہ رکھ تو مجھکو محروم
ایسا کر دے مجھے سیہ مست	تا برق کی طرح دل کرے جست

سیٹھ کو جبرل صاحب مس للی کو لیکر کوٹھی کے باہر تشریف لائے تو پھاٹک کے پاس بھٹیاریون کا غول دیکھا جو ہی نکیلی رسیلی چھیل چھبیلی۔ ایک نوجوان نوخیز بڑی پھرتی سے آگے بڑھی اور لہنگا پھرکچھ یون ہی سا اٹھا کر کولا پھڑکا کر مٹکا کر گانے لگی۔ چڑیا کی بندی چھوڑ دے پیارے۔ نینون کے مارے بان جگر بھئے پارے۔

چڑیا کی بندی چھوڑ دو پیارے
کرتی ہتی مین بھولی بھولی تم ایسے گاڑھے جوان ملنگے ناہین۔
چڑیا کی بندی چھوڑ دو پیارے
ارے کوو۔ چڑیا کی بندی چھوڑ دو پیارے

دس بارہ نوجوان بھٹیاریان ملکر تالیان بجاتی تھین اور دو ایک کہتی جاتی تھین (ہک۔ ہک۔ ہک۔) للی (ہنسکر) یہ کون ہین۔ یہ چھوکری تو خوب ناچتی ہی۔

احمد بیگ۔ حضور خدا کی قسم آج تک ایسا ناچ اور گانا سنا نہ دیکھا۔

نتھومل۔ نئی بات ہی۔

صادق علیخان۔ معلوم ہوتا ہی یہ پی گئی ہین۔

احمد بیگ۔ خوب پہچانا۔

رفیق۔ ہمنے بھی اتنی عمر آئی یہ باتین آج ہی دیکھین۔

نتھومل۔ یہی مین بھی کہنے کو تھا۔

احمد بیگ۔ ارے میان نتھومل یہ کون ہی بھئی جو سب سے زیادہ پیشقدمی کرتی ہی۔

نتھو مل۔ کیا خوب۔

احمد بیگ۔ کیا خوب! کیا خوب تو ایک بھانڈ ہی۔

نتھو مل۔ مین کیا کوئی بھٹیاریون کا داروغہ ہون۔

اور سیٹھ تو دل لگی دیکھا کیے۔ مگر مولوی محمد ممتاز الحق صاحب اور پنڈت پرمیشری داس جب کہ اس وجہ انکا آنا اور ٹٹک ٹٹک لرگانا اور گالیان بکنا ناگوار گذرا اُٹھکر چلے گئے ایک دم بھر بیٹھنا بھی شاق تھا۔

جسوقت بھٹیاریان تھرک رہی تھین شامت اعمال سے سیٹھ گوبرمل صاحب کے ایک بزرگ بھی آن پہنچے یہ صاحب کلکتہ گئے تھے۔ ریل پر آئے بگھی کرایہ کی اور وہان سے داخل۔ یہان دیکھا تو کچھ اور ہی نقشے ہین سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ برس کی بھٹیاریون کا غول ہی۔ اور اُلٹا مچا رہی ہین چپکے سے کوچبان کو حکم دیا کہ گاڑی پھیر۔ ایک اور رشتہ دار کے گھر پر گئے راہ مین سوچتے جاتے تھے کہ بس اب سیٹھ جی کا دیوالا نکلا۔ گئے گذرے اب تو اُنچ کی لینے لگے۔ بھٹیاریون کا ناچ کسی نے آج تک نہ دیکھا ہوگا حضرت بھٹیاریان بھی نچوانے لگے۔ اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ مس کو سمند سیاہ زانو اور جہاز بخش دیا۔ اپنے عزیز کے مکان پر فروکش ہوئے اور کمال افسوس کے ساتھ اُسنے کہا کہ گوبرمل گئے گذرے بس اب خدا حافظ ہی۔ ایک سال دو سال شاید اور کارخانہ چل سکے دیوالا نکلا سمجھو۔ غضب خدا کا اسوقت جو جا کر دیکھتا ہون تو وہ روشنی اور نور کا عالم کہ محلہ بھر جگمگا رہا ہی۔ اور کوئی پچاس ساٹھ بھٹیاریان کھڑی بیہودہ بک رہی تھین لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ قلم دوات کاغذ منگوا کر گوبرمل کے نام خط لکھا۔

عزیز از جان من سیٹھ گوبرمل حفظہ سلمہ بعد دعا ئے کہ ما فوق آن نباشد مطالعہ نمایند کہ اندرین ایام عاقبت از سواری ریل شریف کہ گردون دو دست بر آمدہ بسبزی دولتخوجہ بر مکان شما رفتم انا دیدم کہ باشندگان نوجوان وسیمتن

دور کہار جوان ۲۳۵ جام سرشار

وآگ بھبوکا بے سراے کہ عبارت از بھٹیاریان نازک کمر و شیرین ادا و عشوہ خود بیبہاست بر دریچہ کلان یعنے پھاٹک شما دیدم - چہ گویم کہ چہ قدر ملال عارض حال این خیر سگال عقیدت مآل شد بر دریچہ کلان مکان رئیس جوان و عالی خاندان بھٹیاریان را اجتماع نمودن و آنرا براے تھرکیدن اجازت دادن و گفتن کہ ہان مٹک مٹک اور چمک چمک کر گاؤ محض از عقل بعید ست چہ کہ مردمان رہرو و آیندگان و رفتگان و رہ گذشتگان وغیرہ وغیرہ دیدہ می گویند کہ این مردم سیٹھ بسیار بد معاش ست کہ دن دوپہرے بھٹیاریان را طلبیدہ مے رقصاند - لاحول و لا قوۃ -

لہذا ان عزیز را از بزرگانہ فہمایش می کنم کہ آیندہ از ہمچو حرکات مجنونانہ کہ حرفت بھٹیاریان سراے را لازم و ملزوم ست خویشتن را سپرد نہ فرمایند - راہ راست رو - بابا - راہ راست گرفت کن - راہ ٹیڑھی مرو - کہ شیخ جی گفتہ بودند عین حیات خود - ؎

راستی موجب رضی خدا است		ندیدم کہ کس گم شدہ از راہ راست

قول حکما و علما را جان برابر باید فہمید زیرا کہ قول شان باعث سعادت جوانان براے تعمیل و عملدرآمد ست نہ براے آنکہ کتاب خواندہ بر طاق کسراے نہادند و گفتند کہ من ہم در پنجم سواران ہستم - واہ - این چہ معنی - در پنجم سواران ہستی یا نہ ہستی - جبکہ آن زنان جوانان مے بدیا بر دریچہ کلان و بزرگ شما دیدم از ہوش رفتم کہ این چہ باشد خرافات بات - امید کہ آیندہ خیال دارند - براے خدا - از براے خدا - ؎

آنچہ گویم شما مکن آن کن		مصلحت بین و کار آسان کن

این مال و زر و روپیہ و اٹھنی و چونی و دونی و آنی خاک ست مگر تا ہمچنین حیات کہ انسان زندہ باشد جان ست و روح رواں ست و از ہمین جملہ سامان ست - خیر آنچہ شد آن شد - نشدن آن نمیتواند شد

مطلقا منظور (کیا خوب! سنیے - لیجیے - ہنسیے -) امید کہ آیندہ خیال نگہدارند ع

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند — تہی خمخانہا کردند و رفتند

راقم آثم گنہگار پرشاد

یہ فصیح و بلیغ تحریر جسکے حرف حرف سے علمیت ٹپکی پڑتی ہی بیٹھ جی نے دیکھکر ایک قہقہہ لگایا - شراب کے نشے مین چور تو تھے ہی جواب یون لکھا ابے جا - بڑا بزرگ کی دم بنا ہی - بچہ تم اپنی تو خبر لو - ہم اپنی بھگت لینگے - میان ہم تو رند مشرب آدمی ہین - تم پرانے کھوسٹ - بھلا بھٹیار ین کے نچانے مین عیب کیا ہی - واہی ہو - میان دنیا کے یہی مزے ہین - اور ہنے نہین کیا - غالب دہلوی خوب کہہ گیا ہی کہ ایک نیکبخت اگر بہشت مین ملی تو اجیرن ہو جائیگی - ع

زن نو کن ای دوست ہر بہار — کہ تقویم پارینہ ناید بکار

اب بتاؤ ہمارا قول اچھا یا تمھارا - تم اپنے گاڑھا دھوتر بیچو - تمکو ان امور سے کیا واسطہ - تم گزہی گاڑھے مین سکھ چھالٹین کا بھاؤ جانو - یہ اور ہی کوچہ ہی - تم کیا جانو - ع

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

سمجھے اب بھی نہ سمجھو تو خدا سمجھے - ع

ابر است و بہار است و ہوا ہم مزہ دارد — بر سبزہ کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

اور سنو معاملے کی بات تو یہ ہی - ع

اے دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے — قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

کسکی بہشت کیا دوزخ کہان کی جہنم مفت کا غم - ع

مر گئے ہم نجات کے غم مین — ایسی جنت پڑے جہنم مین

دنیا کے لطف اٹھاؤ - کھاؤ اور کھلاؤ - یہ نہین کہ بڑے زاہد کے وہ بن سکے چلے ہین - ع

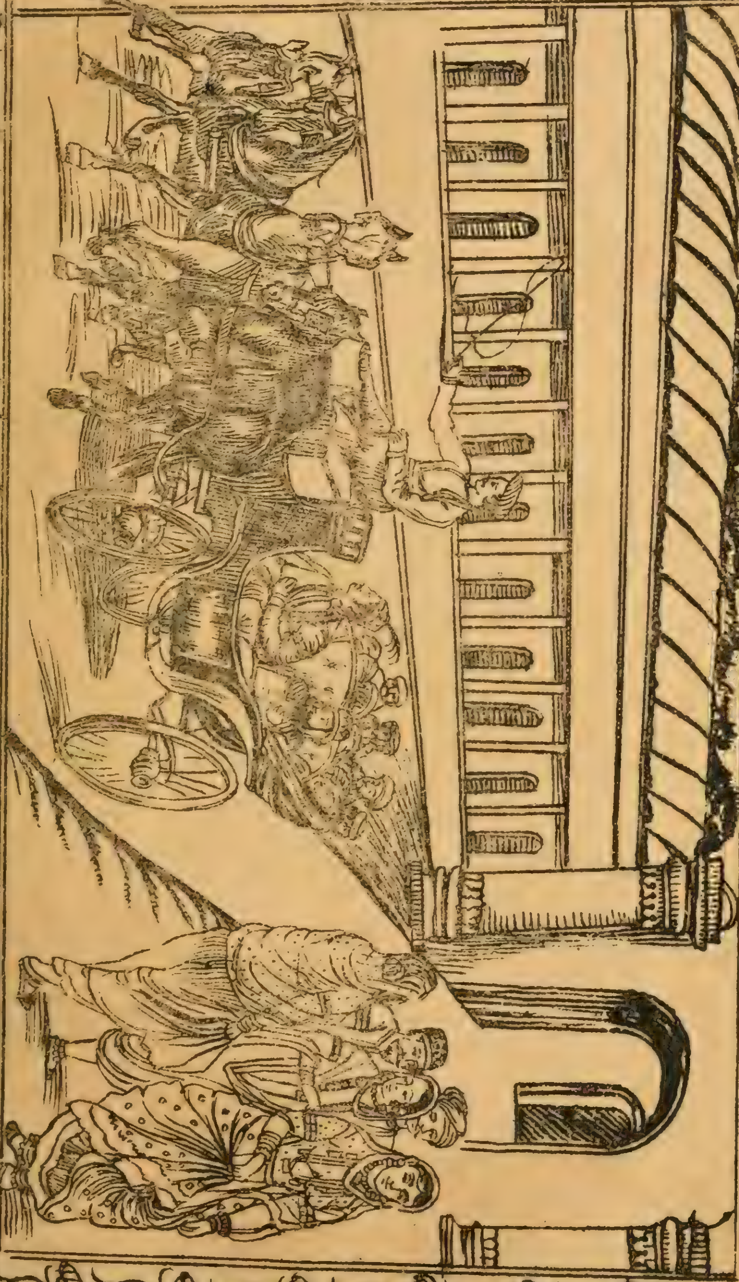
اک روز مجھکو زاہد مکار ساقیا | دکھلاکے سبز باغ ثواب و عذاب کا
کہنے لگا ز راہ حماقت کہ بیجا
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

آہاہ شتاپ - ہو حق - واہ رے مین -

میان ہم اسوقت ہرن پین ہین - واہی بنے ہوئے - اور آپ کو سوجھتی ہی یاوری پن کی - پھر بنے کیونکر - قاضی جی دبلے کیون ہوئے جاتے ہین شہر کے اندیشے مین -

خط آدمی کو دیا - حضرت نے جو پڑھا - تو آگ ہو گئے سبحان اللہ بزرگون اور بڑون سے اور یہ چہل -

اب ادھر کا حال سُنیے کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اور امام الدین خان اور تراب علی اور روشن علی اور چمن اور حاتم علی لیس ہو کر گاڑیون پر سوار ہوے اور چلے -


دور بارهوان
سنّاٹا

ظلمتکدہ مین میرے شب غم کا جوش ہے | اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے
نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال | مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے
اے تازہ واردان بساط ہواے دل | زنہار اگر تمھین ہوس نائے و نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو | میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی | مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط | دامان باغبان و کف گلفروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صداے چنگ | یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین | نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

ایہا الناظرین۔ صبح کسکی یہان رات ہی کو تڑکا ہوگیا۔ اب سنیے کہ محفل رقص و سرود آراستہ و پیراستہ ہونے ہی کو تھی کہ رئیس جم اقتدار نواب والاتبار مع مصاحبین و رفقاے سلیقہ شعار فٹن پہ سوار ہو کر چلے۔ سمند گھوڑیان کنوتیان بدلکر ہوا سے باتین کرتی آتی ہین کوٹھی کے ہر در و دیوار پر عالم نور ہے۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ مکان ہے یا کوہ طور ہے بیش بہا لیمپ اور جھاڑ کنول کسے جگمگاتی تھی دل کی کلی نسیم مسرت سے کھلی جاتی تھی۔ صاحب نے اپنے اسٹیج اور تماشے کے سامان کو لیس کر رکھا تھا مس فوق البھڑک لباس زیب تن کیے ہوے اتراتی پھرتی تھی ایک ایک بن مو سے انا البرق کی صدا بلند تھی۔ چمک دمک مین برق جہندہ سے بھی دوچند تھی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمال مین حسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا۔ رخ انور رشک قمر۔ زلف پریشان تا کمر۔

چھٹنا ضرور رخ پہ ہے زلف سیاہ کا | روشن بغیر شام نہو چہرہ ماہ کا

انکھڑیان لگاوٹ باز۔ ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز۔

سیٹھ گوبرپل صاحب اس نگار عنبر مو کی لگاوٹ اور رکھاوٹ دیکھکر زبان حال سے کہتے تھے۔ ؎

میں انھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں ۔۔۔ چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو ۔۔۔ کاشکے تم مرے لیے ہوتے

وہ صنم عربدہ جو کبھی دلبری کی راہوں سے واقف تو تھی ہی کبھی لگاوٹ کی باتیں کرتی تھی۔ عشق و محبت کا دم بھرتی تھی۔ کبھی چین بہ جبین ہو جاتی تھی۔ کبھی مسکرا مسکرا کر انکے دل پر بجلیاں گراتی تھی۔ ؎

نہ شعلے میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا ۔۔۔ کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے

سیٹھ گوبرپل نے بہت منت و سماجت کہا کہ اب آپ کچھ دن اس کلبۂ احزان ہی میں تشریف رکھیے۔ دعوت قبول فرمائیے۔ فقیر دن پر کرم کیجیے۔ جانے کا لفظ زبان پر نہ لائیے۔ تو ایک ادائے دلربایانہ کے ساتھ تیکھی ہو کر بولی کہ واہ یہاں رہنے کی وجہ۔ ہم اباکے پاس جاتے ہیں چہ خوش۔ آپ اڑان گھائیاں بتاتے ہیں۔ بس اب رخصت۔

سیٹھ جی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ؎

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام ۔۔۔ سو بار بیٹھے بیٹھے ہمیں تم رُلا چکے

سیٹھ جی۔ یہ رخصت کا لفظ کیوں گھڑی گھڑی زبان پر لاتی ہو۔

مس۔ اپنے جی کی خوشی کسیکو کیا۔

سیٹھ۔ کچھ ہماری دلشکنی کا بھی خیال ہے۔

مس۔ دلشکنی تو ہمارا جوہر ہے۔

سیٹھ۔ ؎

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

مس۔ ٹھنڈی سانسیں کیوں بھرتے ہو۔

سیٹھ جی۔ ؎

دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

ادھر مین کارے چھون ترنا و دیکر ہنکارتا تھا کہ واللہ عینڈہ باندھ مین مزہ دکھاؤن کہ لوگ کہین سرون کے میناک سے رہا ہر - میان کی ملار اور کانھرا اس لطف سے بجاؤن کہ گویا محمد شاہ کی سواری چلی آتی ہی قربان جاؤن اپنے استاد کے جوڑے کی تیاری اس بلا کی ہو کہ بجاتے بجاتے ہاتھ سیدھا کر دون تو معلوم ہو تیتر کی گھوم رہی ہی - بھانے مین وہ لطف حاصل ہو کہ نیند آنے لگے گویا کوئی کان مین ٹھمری سی کہرہا ہی

قوال اپنے کمال کے زعم مین اتراتے تھے - اسوقت تو شاہ سدا رنگ بھی آئین تو منہ کی کھائین - تان سے گولا مارون تو زمین سے پانی نکل آئے غلام رسول خان کی روح مرحبا و احسنت کہے تو سہی -

جل ترنگ والا کہتا تھا فرنگیون نے پانی اور دھوئین کی ریل چلائی ہم پانی اور چینی کے برتنون سے وہ بات کر دکھائین کہ تمام اہل محفل وجد مین آئین -

بھٹیاریان تخت کے چوکے پر ٹھٹے سے بیٹھی تھین کہ ذرا اشارہ ہو اور چمک چمک کر گالیان بکنے لگین -

ارباب نشاط نکھر نکھر کے تیار تھے کہ اپنا اپنا جوبن دکھائین اور نظر غلط انداز سے گھائل کرین -

نواب صاحب کی گاڑی تھوڑی دیر مین سیٹھ جی کے در دولت پر داخل ہوئی - چوبدار دوڑا کہ سیٹھ جی کو اطلاع دے - لالہ بھتول پیشوائی کو گئے - نواب صاحب مع نواب نصرت الدولہ بہادر و رفقا گاڑی سے اترے تو دھوم دھام دیکھکر ازبس محظوظ ہوئے - ایک نازک کمر نازک بدن نازک اندام بھٹیاری نے نواب نصرت الدولہ کو دیکھکر ایسا اشارہ کیا

کہ نواب بہادر تاڑ گئے کہ کبھی کی ملاقات ضرور ہو—

نواب - یار مال تو اچھا ہے - کھرا مال ہے - اور غضب کی صورت شان زیبا پائی ہے - مگر یہ تو بھٹیاریاں سی معلوم ہوتی ہیں—

نصرت - یہی لکھنؤ کی بھٹیاریاں بھی وہ نکیلی ہوتی ہیں کہ دیکھنے سے بھوک پیاس انسان کی بند ہو جاسے ادائیں کتنی بانکی ہیں کہ پری بھی شرما جائے

نواب - ارے بھئی احمد بیگ سیٹھ جی کہاں ہیں - اور یہ تو بتاؤ کون طائفے ہیں—

احمد - خداوند اٹھارہ اُنیس تو جوان بھٹیاریاں ہیں اور پانچ طائفے زنانے اور ایک مردانہ ہے—اور قوالوں میں خانصاحب ہیں اور جل ترنگ والا ہے - اور حضور ایک تماشے والا انگریز آیا ہے— اُسکی سیر دیکھیے گا تو لوٹ پوٹ ہو جائیے گا - ایسی چھوکری دیکھی نہ سنی

اتنے میں قریب تھا کہ طبلے پر تھاپ پڑے اور سہ

محفل میں گدگداتی ہو شوخی نگاہ کی	شیشوں سے آرہی ہو صدا قاہ قاہ کی

کہ دفعتہ چوبدار نے نتھو مل کی طرف مخاطب ہو کر کہا لالہ جی ہمارے سرکار کہاں ہیں - چو طرفہ تلاش کر آیا کہیں پتا ہی نہیں ملتا - کنوؤں میں بانس پڑ گئے - نہ زنان خانے میں ہیں نہ کوٹھی میں - نہ باغ میں - نہ چھت پر - سامعین کو حیرت ہوئی کہ سیٹھ جی کہاں چل دیے - اِدھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بے سود - ابھی تک کسی کا ذہن نہیں لڑا کہ کیا واردات ہوئی - کہاں چلے گئے - گھر میں بزم طرب آراستہ - ہزارہا روپیہ ایک شب کے لیے صرف کر ڈالے اور خود غائب - اب مالک مکان کے بغیر جلسہ بھلا کیونکر شروع ہو—

اتنے میں تماشے والا بوڑھا انگریز آیا - اور نتھو مل سے کہا تمہارا سیٹھ ہمارا مس بابا کو لیکے کہاں چل دیا - اس سوال سے نتھو مل کا

رنگ فق ہو گیا۔

نواب - (چپکے سے) کچھ دال مین کالا کالا نظر آرہا ہی۔

نصرت - معلوم ہوتا ہی مس پر دل آگیا اور پردہ ڈالا نہ ٹکڑہ کہیں پھسل گئی

جھمن - حضور بڑا جو تا چلیگا - خدا خیر کرے -

صاحب - (بہت جھلا کر) تم نہین بتاؤ گے جی -

احمد - یہ آپ جھلاتے کس پر ہین - ہم تو نوکر لوگ ہین - ہم کیا جانین یہ آپ کی زبانی سنا کہ مس بابا بھی نہین ہین -

صاحب آگ بھبوکا ہو گیا - چہرہ مارے غصے کے سرخ - کبھی پانون زور سے زمین پر دے پٹکا - اور کئی مرتبہ میز پر ہاتھ دے مارا اور اپنی زبان مین خدا جانے کیا کیا بکا کیا - اور للی للی غل مچاتا ہوا ادھر ادھر تلاش کرنے لگا -

ادھر نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر نے احمد بیگ اور نتھو مل کو علیحدہ لیجا کر دریافت کیا کہ اصل حال کیا ہی - سیٹھ جی کو سمجھا دو کہ لڑکپن نہ کرین اگر مس نابالغ ہی - تو یہ تماشے والا چھتر بگاڑ دیگا - ہم لوگ سے ہرگز مخفی نہ رکھو - اگر سیٹھ جی کے خیر طلب ہو تو ہم سے صاف صاف بیان کرو - ان دونون نے قسمیہ عرض کیا کہ ہمین ذرا بھی نہین معلوم ہی کہ سیٹھ جی کہان چلے گئے - اور مس للی کہان ہین - مگر اسقدر البتہ جانتے ہین کہ سیٹھ جی نشے مین چور ہین - اور مس بھی مسرور ہین ہی - اتنے مین ایک ڈھاڑی نے کہا حضور وہ تو ایک کرایے کی گاڑی پر سوار ہوتے تھے اندھیرا بہت تھا مین پہچان نہین سکا کہ کون کون لوگ انکے ہمراہ تھے لیکن سرکار کو مین نے بخوبی پہچان لیا - اسپر نواب صاحب نے آدمی چوطرفہ دوڑا دیے کہ پتا لگائین اور کل اڈگر گاڑی والون سے اپنے طور پر دریافت کر کے چپکے سے ہمین اطلاع دو - مگر با ایں ہمہ سیٹھ جی کا پتا

نہ معلوم ہوا - دو تین گھنٹے تک تو تلاش رہی - اسکے بعد تماشے والے صاحب نے تھانے پر جا کر رپٹ لکھوادی کہ سیٹھ گوبرجل نے تماشے کے پہلے سے ہکو اور مس للی کو بلوایا اور ہماری لاعلمی مین مس کو کسی نشے کی دوا سے بیہوش کر کے بھگا لیگئے - وہ ابھی نابالغ ہے - اور سیٹھ جی نے ہماری اطلاع کے بغیر زبردستی سے اسکو بھگا دیا -

ایک بجے کے وقت نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اپنے اپنے گھر جانے لگے تو سیٹھ جی کے ایک خدمتگار نے نواب صاحب کو ایک رقعہ دیا جسکا مضمون یہ تھا -

جناب نواب صاحب بہادر - کورنش - طائفون اور قوال اور جلسہ والون اور بھٹیاریون اور تماشے والے صاحب کو جو کچھ مناسب ہو اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دیجیے - روپیہ خزانچی سے لے لیجیے بندہ ایک اتوار کے بعد آپ سے ملیگا - مگر جلسہ ضرور دیکھیے گا ایک مین نہین تو نہ سہی - نصرت الدولہ بہادر کی خدمت مین تسلیم -

آپ کا خادم گوبرجل -

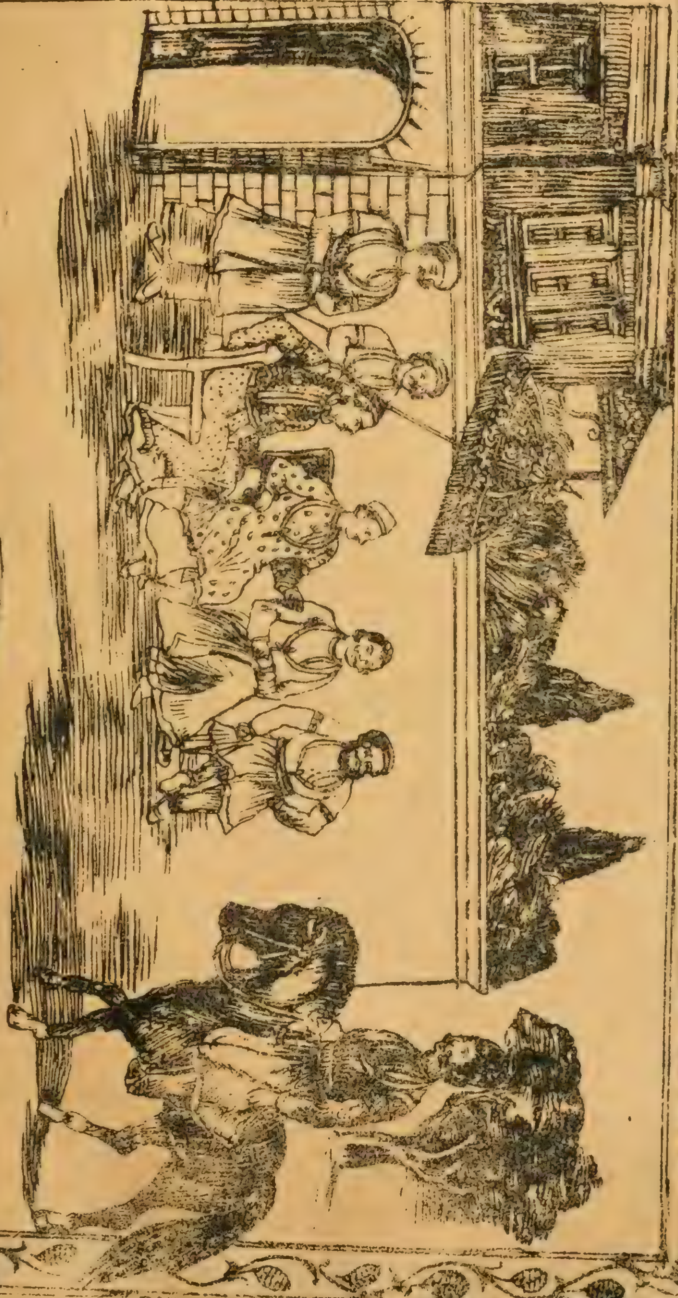
یہ خط پڑھکر سب تاڑ گئے کہ اُس بت نازنین و زہرہ جبین یعنی مس للی کے حسن و جمال پر ایسے لٹو ہوے کہ اسکو کہین بھگا لیگئے - گو صاحب پر اوس پڑ گئی مگر خود بھی دھرے جاینگے - نواب صاحب نے ارباب نشاط اور کل حاضرین کو حکم دیا کہ کل تین چار گھڑی دن رہے ہمارے داروغہ کے پاس حاضر ہو تو انعام دلوا دیا جاے - اور سب نے تو منظور کر لیا مگر صاحب بہادر بہت ہی بگڑے اور بڑے ہی غصے مین تھے لیکن قہر درویش بجان درویش -

نواب - کیون جی لالہ ہنس ہنس کیا واقعی بڑی خوبرو اور نازک بدن لونڈیا چھوکری تھی -

نتھومل - سرکار ایسی کامنی ہمنے تو کدہی دیکھی نہین تھی -
احمد - حضور ممکن نہین کہ کوئی جوان اور شوقین رئیس اسکو دیکھے اور فریفتہ نہو جاے عورتین تک خدا کی قسم گھورنے لگین -
نواب - تو بس بچیرے اوڑا جوان مگر کسی سے مشورہ تو لینا تھا -
نتھومل - نہ کسو سے پوچھا نہ کسو سے کچھا اور بھاگ گئے -
احمد - خداوند عالم جوانی ہاست -
نواب - مگر فضیحتا بڑا اوٹہ یگا - یہ پیر فرتوت تماشے والا بڑا خرانٹ اور خرانٹ کیا معنی اسکی تمام عمر کی کمائی جاتی ہی - کوئی اسکے قلب سے پوچھے
احمد - حضور سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہی - نہ ایسی گوری کلائی دیکھی نہ ایسا گورا مکھڑا - نہ ایسے ابرو - ہ

ترے ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہی
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہی

اتنے مین نواب صاحب وغیرہ گاڑیون پر سوار ہوے - ڈوم ڈھاڑیون نے بوریا بندھنا اوٹھایا - جل ترنگ والے نے بیاے سنبھالے قوال اور بین کار چلتے ہوے - ارباب نشاط نے چھم چھم کرتے ہوے ڈولیون کو رونق بخشی - سب ہر - مگر تماشے والا صاحب بلا کی طرح اس کوٹھی کو چمٹا رہا -



صبح کو نواب نامدار سات بجے باہر آئے۔ تراب علی۔ اور امام الدین خان آداب بجا لائے۔ سیٹھ گوجرمل صاحب کی باتین ہونے لگین۔ نواب صاحب نے آتے ہی پوچھا۔ احمد بیگ کوئی اور خط تو نہین لائے تھے۔ لالہ نتھومل تو نہین آئے تھے۔ سیٹھ صاحب کا کچھ اور حال تو نہین معلوم ہوا۔

حضور کچھ بھی نہین مگر مین نے ایک رقعہ احمد بیگ کے نام بھیج دیا ہی آدمی جواب لاتا ہی ہوگا۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب بھی نازل ہوے۔ آداب بجا لاتا ہون خداوند۔ خانصاحب کو سلام ہو۔ کیسے مزاج اقدس۔ امام الدین خان نے کہا بندگی عرض ہی حضرت۔ آئیے۔ مگر استاد اسوقت تو باچھین کھلی جاتی ہین کیا پایا۔ کچھ ملا ضرور ہی۔

جانور فربہ شود از نائے و نوش		آدمی فربہ شود از راہ گوش

روشن علی نے موچھون پر تاؤ دینا شروع کیا۔ کھرے ہین اللہ کھرے ہین کیا کیا کچھ بتاؤ تو بھئی۔ بتا چکے۔ مٹھائی آگے رکھو۔ شاگرد ہی کرو تو بتائین یون نہین بتایا کرتے ہین۔ سکاتا اور لے دوڑی۔ نواب کی طرف مخاطب ہوے خداوند آج کے چھٹے مہینے غلام بھی ملک التجار ہو جائیگا۔ دیکھتے تو جائیے۔ جو کوئی تاجر بھی مقابلہ کر سکے تو ناک کی راہ نکل جاؤن۔ نواب صاحب مسکرائے۔ خدا کرے آپ تاجرون کے سردار ہو جائین مگر پھر تو کاہیکو دماغ ملیگا۔ سلام بھی کرینگے تو حضور منہ پھیر لینگے جواب نہ دینگے۔ ہی کہ نہین۔

روشن علی نے کہا کیا مجال خداوند ہم لوگ نمک حرام تھوڑے ہی ہین کروڑپتی کیون نہون مگر جب آقا سے ملینگے جھک کر۔ ایسی بات ہی بھلا۔

نواب۔ اب بتاؤ تو ملک التجار کیونکر ہو جاؤگے۔

روشن علی۔ حضور ایک یابو خریدا ہی۔ اہو ہو ہو۔ یابو کیا بس بجلی ہی بجلی برق دم۔ پری پیکر۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ خدا کی قسم اس طرح

گھٹ پٹ گھٹ پٹ جاتا ہی کہ بایدو شاید۔ حضور کل تک مین نے آزمایا تھا آج صبح کو چکر تک گیا۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ ایک کپتان صاحب مشکی دوڑ کا سبزے گھوڑے پر آتے تھے۔ بابو جو سامنے سے نکل آیا تو ڈلکی چلانے لگے۔ لیکن حضور قربان جاؤن اپنے بابو کے ہوا ہو گیا۔ واللہ حق تو یہ ہی کہ یہ ابھی اسکے مقابل مین گردہی پر ادھر سوار بیٹھ پر آیا اور وہ گولی بھر کے ٹپے پر ہو رہا۔ واہ رے بابو۔ ناگھن کیا بلا ہے بے درمان ہی۔ حضور دیکھنے کے قابل ہی۔

امام الدین خان۔ میان ہزار مرتبہ کہدیا کہ اتنا جھوٹ نہ بولا کرو کچھ ٹھکانا ہی۔ جھوٹ بھی تو کتنا۔ بابو گیا ریل گاڑی ہی۔ بجلی ہی۔ صاعقہ ہی کہنے لگے کپتان کا مشکی پیچھے رہگیا۔

جھمن۔ خداوند واللہ ہی کوئی لدو ٹٹو ہو گا کسی بھٹیارے وٹیارے کا۔ کہنے لگے ہوا ہی۔ اور بلا ہی اور بجلی ہی اور یہ ہی اور وہ ہی۔ کبھی بابا راج سواری رکھنا نصیب ہوا تھا۔ بھلا لائیے تو اُس بابو کو۔

روشن علی۔ قسم خدا کی جی چاہتا ہی کہ اپنا مُنھ پیٹ لون۔

نواب۔ فوراً۔ فوراً۔ جو کو نہین۔

جھمن۔ کہون! جو یہ اپنا مُنھ پیٹ لین نہ تو مین قائل بھی ہو جاؤن

روشن علی۔ واللہ اسوقت بے اختیار جی چاہتا ہی کہ مُنھ پیٹ لون بس۔

جھمن۔ پھر تامل کیا ہی لگے ایک دو ہتڑ۔

نواب۔ ہان صاحب لو بابو گیا ریل گاڑی کا جواب ہی۔

امام الدین۔ اور خریدا کتنے مین تھا۔

جھمن۔ کوئی دو تین ہزار کو لیا ہو گا۔

روشن علی۔ ایسے ہی ہوتے تو یہان نہ بیٹھے ہوتے تم ایسے گرگے خوشامد کر رہے ہوتے۔ اور ہم بھی رئیس بنے مسند تکیہ لگائے ——

نواب - کہیے تو غلام مسند چھوڑ دے -

حاضرین - اعجاز حضور اعجاز -

امام الدین - خوب کہی - واللہ پانی پیتے پیتے مارے ہنسی کے رہا نہ گیا -

نواب - ابھی جاؤ اور ابھی وہ یابو لاؤ -

روشن علی - خداوند اگر حضور پسند فرمائیں تو حاضر ہے مگر اسمین دو آدمی شریک ہیں ایک غلام اور دوسرے شنکر سہائے -

نواب - شنکر سہائے کون -

روشن علی - حضور ایک تحصیل کے قانونگو تھے - اب گھوڑون کی سوداگری کرتے ہیں -

جھمن - لائیے یابو لائیے تو سہی -

روشن علی نے کہا خداوند اب گیارہ بجینگے - گیارہ نہین تو دس تو ضرور ہی بجینگے - اور چکر تک چکر لگا چکا ہے - شام کو حاضر کرونگا - مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس شہر کا کوئی یابو اُسکے مقابلے مین ٹھہر سکے تو جو کہیے وہ مین ہارون - ورنہ میان جھمن پر جرمانہ ہو - جھمن نے کہا درست ہم پر شیر ہین اور یہ دو گھنٹے سے امام الدین خان بنا رہے ہین اُنکی کچھ نہین کہتے ا تحریون پر شیر ہین -

امام الدین - بھئی کیون لڑواتے ہو - بس تمہاری انھین باتون سے تو روشن علی کو کتنے نفرت ہے - ہے نہ میان روشن علی -

روشن علی - اجی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو -

نواب - جی اور کیا سگ زرد برادر شغال -

روشن علی نے کہا مین جا کر ابھی ابھی لے آؤن - ۶

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

دیکھ لیجیے - اگر ہوا کی طرح نہ جائے تو ایک مہینے کی تنخواہ جرمانہ ورنہ

روشن علی سرخرو۔ اور جھمن کا مُنھ کالا۔ یہ بات وہ ابھی کہ نہین۔ یہان تو یاران چوری نہ پیران دغا بازی۔ اور یہ بات تو کوئی ایسی نہین کہ جسکا ثبوت مشکل ہو۔ آج شام کو دو گھڑی دن رہے کسوا لاؤنگا چاہے حضور سوار ہون چاہے میان جھمن۔ ہاہا بڑے شہسوار کے بچے بنے ہین قلعی کُھل جائیگی۔

جھمن نے کہا اچھا میر صاحب بہت نخرے بگھارے ہو قدر عافیت معلوم ہو جائیگی۔ مین راجہ برتھی سنگھ کا بابو کسوا لاؤنگا۔ چلیے مقابلہ ہی سہی دیکھین تو کیونکر آپ کا بابو نکل جاتا ہی۔ نواب صاحب نے کہا ہمنے وہ بابو دیکھا ہی بیشک ہوا ہی۔ اور شاید ہی روشن علی صاحب کا ٹانگھن اس سے نکل جاے ورنہ امید تو یہ ہی کہ وہ بابو اسکے چھکے چھوڑا دے۔

روشن علی۔ فہمیدہ خواہد شد۔ مین تو دعوی کرکے کہتا ہون کہ آدھ میل ریل تک کے ساتھ لیجا سکتا ہون چاہے یقین نہ آئے کسیکو اسکی پروا نہین ہم کہتے ہین کہ ریل اسکی گرد کو بھی نہ پاسکے۔

نواب۔ صاحب نے کہا واہ رے بابو۔ بھلا کیون میر صاحب جادو کے زور سے تو نہین بنا ہی اسپر مصاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور روشن علی بہت ہی جھلّائے۔ دانت پیس پیس کر رہجاتے تھے مگر سوچتے جاتے تھے کہ شام کو ان سب پر آپ ہی کُھل جائیگا۔

تین بجے کے وقت میان روشن علی گھر گئے۔ شنکر سہاے سے کہا بھئی سنتے ہو آج ہمنے اپنے نواب کے ہان جم ہس بابو کا ذکر کیا تو سب کے سب ملکر ہمکو بنانے لگے۔ کسی نے کہا بابو کیا ریل گاڑی ہی۔ کوئی بولا بجلی ہی۔ کسی نے مسکرا کر کہا جادو کا تو نہین بنا ہوا ہی۔ جان عذاب مین ہوگئی۔ یار آج دو گھڑی دن رہے لیچلو تو وہ سب روسیاہ ہون۔ اور پھر ہم سب کو للکارین کہ دیکھا کیسا بابو ہی۔ شنکر سہاے نے کہا ابھی ابھی چلیو خدا کی قسم ایسا بابو دیکھا نہ سنا۔ وہ لوگ جب اسکا جگری قدم دیکھینگے

تب البتہ چکر انیٹلے - ابکی جو چاہین بک دین - یابو کیا ایک چیز ہی - واللہ پیار کرنے کے قابل ہی جانور - ہان خوبصورت نہین ہی - مگر قدم تو بس ستم ہی - تم تو چکر تک آج خود ہی ہو آئے ہو پھر کیسا پایا -

روشن علی نے کہا جب ہی تو جاکر ہمنے اسقدر تعریف کی -

خیر پانچ بجے کے وقت لالہ شنکر سہائے نے یابو کسوایا - روشن علی سوار ہوے اور نواب صاحب کے مکان پر پہونچے -

امام الدین - کہیے وہ ریل گاڑی کہان ہی -

جھمن - اس جادو کے یابو کو بھی لائے یا خالی خولی آئے -

روشن علی - اب آپ فرمایے راجہ پرتھی سنگھ والا ٹانگن کہان ہی -

جھمن - موجود مستعد -

الغرض نواب صاحب اور رفقا باغ مین جاکر سڑک کی طرف کھڑے ہوے اور یہ بھی سڑک پر دونون یابو آئے - ایک نے کہا آمین ماشاءاللہ دوسرے نے کہا ارے! اسی کی اسدرجہ تعریف کرتے تھے - تیسرا بولا لاحول ولا قوۃ - شاید سے

	شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوا	

صورت حرام جنور ہی - گدھا ہی یابو - میان روشن علی کو گدھے کی سواری ہوئی - میان روشن علی اور جھمن سڑک پر گئے - ادھر یہ ادھر وہ سوار ہوئے - نواب صاحب اور رفقا بغور ٹانگھن کی طرف دیکھ رہے تھے روشن علی ادھر سوار ہوئے اُدھر نظر سے غائب - یابو ہوا ہو گیا - جھمن کا یابو بھی نہایت تیز جاتا تھا مگر اسکی گرد کو بھی نہین پاتا تھا -

نواب - سبحان اللہ - سبحان اللہ -

امام الدین - اہو ہو ہو - وہ پہونچا یابو - اس باغ کے دہان پر -

تراب علی - بجلی کی ایسی تیسی -

تہور۔ مگر روشن علی میان ب جمے بھی خوب ہین۔ دوسرا ہوتا تو ایک گہرپٹتا مُنھ کے بل۔

رہرو۔ واہ واہ۔ کیا یابو ہی پری کا ہر پری ہے۔

دوسرا رہرو۔ ہمنے تو آج تک ایسا جانور نہین دیکھا تھا۔

امام الدین۔ حضور نظر ہی نہین آتا۔

تراب علی۔ میان جھمن پلٹے آتے ہین۔

نواب۔ میان مُنھ کی کھائی نہ بھئی روشن علی سچ کہتا تھا کیون۔

تراب علی۔ خداوندا ایسا یابو ایک رئیس کے پاس تو نکلیگا نہیں کم

تھوڑی دیر کے بعد میان جھمن واپس آئے۔ نواب نے پوچھا کہو واپس آئے۔ جھمن نے کہا خداوند سچ مچ ریل کا دادا ہی۔ اُفوہ کچھ ٹھکانا ہی اللہ رے قدم۔

نواب۔ تمہارا یابو اُسکے مقابل مین گدھا ہی۔

میان روشن علی بھی کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتے آئے۔

روشن علی۔ میان جھمن سلام۔

جھمن۔ بھائی سخت خفیف ہوئے۔

تراب علی۔ بات تیرے کی۔

روشن علی۔ امام الدین خان کہان ہین۔

امام الدین۔ شاباش بھئی کوئی انکے ڈنڈ تو مل دینا۔

نواب۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ شنکر سہاے کہان ہین۔ ابھی بلواؤ۔

روشن علی۔ بہت خوب۔ تہور ذرا کسی سپاہی سے کہو ہمارے دکان سے لالہ شنکر سہاے کو بلا لائے۔ کہے ابھی چلیے۔ سپاہی روانہ ہوا۔

لالہ شنکر سہاے صاحب تشریف لائے۔ آتے ہی نواب صاحب کی خدمت مین آداب عرض کیا۔ نواب صاحب نے جواب دیا۔ اور یون مکالمہ کیا۔

نواب - یہ یابو آپ کا ہی -
لالہ ش - ہان حضور -
نواب - برق ہی یابو کیا ہی -
لالہ ش - حضور اسکے ساتھ اور کسی یابو کا چلب دشوار ہی (چلب بہ شوار)
اس فقرے پر نواب صاحب مسکرا لئے -
نواب - ہان واقعی نہایت تیز قدم ہی -
لالہ ش - حضور زود گام ہی - اور کوسن منزلین بزودی ہر چہ تمامتر
چلت ہی - مانو باد صبا -
امام الدین - کہان خریدا تھا -
لالہ ش - بٹھور ——— وہ بٹیسر کے میلے پر -
امام الدین - اَیَن! ہمنے نہین دیکھا -
لالہ ش - میلے کے بعد سوداگر لایا تھا - وہ وہ اسپان کو دیکھنے سے
تعلق رکھت ہی -
امام الدین - اسپان تھے اور آسپینی بھی کوئی تھی -
لالہ ش - اسپین ؟
امام الدین - (مسکرا کر) - جی ہان - گھوڑی سے مراد ہی - بھلا کوئی
اسپچہ بھی تھا -
نواب - (ہنسکر) - اسپچہ کیا معنی ؟ بچھیرے سے مراد ہی نہ -
لالہ ش - گلستان سعدی مان (مین) اسپچہ اور آسپینی کا ذکر خیر نہین گذرا
امام الدین خان - ہان نہین ہی - مگر بوستان جامی مین ہی -
نواب - بھلا کوئی شعر بھی یاد ہی -
امام الدین - جی ہان خداوند - لالہ شنکر سہاے صاحب داد دینگے -

یکے اسپینی بود چون حسا ملہ	کہ من بعد دہ ماہ شد اسپچہ

اسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا- واہ بھئی امام الدین خان کیون نہو- واللہ کیا چھٹ پٹ شعر موزون کر دیا- اسپین اور اسپہ دونون کی مثال موجود ہی- لالہ شنکر سہائے صاحب سے نواب صاحب نے یابو کی قیمت دریافت کی لالہ صاحب نے کہا اول یہاں پیش بہا اُستادون کی راے ہی- جون کچھ حضور دیدین تو وہ منظور- رئیسون سے چکانا چکوانا نہ چاہیے- نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھئی یہ کچھ بات نہین جو قیمت ہو بتا دو- کچھ مول لیگا جبر تو ہی نہین کہ ہم بھلا گھسو ہم آپسی شریفین جو قیمت ہو صاف صاف بیان کر دو- خریدنا منظور ہوگا- فوراً خرید لینگے- ورنہ خاموش ہو رہینگے- لالہ شنکر سہائے صاحب بولے کہ اسمین ہمارا اور روشن علی کا ساجھا ہی- اور روشن علی حضور کے نمک خوار- قدیمان خود را بیفزاے قدر زیان- جون یہ کہدین اور آپکو منظور ہو- روشن علی نے اشارے سے سمجھایا کہ مجھے اسمین شریک نہ کرو تم تو دینٹ لو- مگر شنکر سہائے کی سمجھ مین نہ آیا- روشن علی سے نواب صاحب نے پوچھا کہ قیمت کیا ہی- روشن علی نے گردن جھکالی- بتاؤ بھئی- ارے میان بولو- جی کیا عرض کرون- بتاؤ جی شنکر سہائے- شنکر سہائے نے کہا جون مرضی- اسپر روشن علی بہت ہی جھلا گئے- جون مرضی- جون مرضی اسکے کیا معنی- جون مرضی کیسی- صاف صاف کیون نہین کہ دیتے کہ بھئی اسقدر لینگے- امام الدین خان نے کہا حضور مین فیصلہ کیے دیتا ہون روشن علی اور شنکر سہائے کو علیحدہ لیگئے کہا اب یہ بتاؤ کہ یابو ہی کسکا- ساجھا ہی دونون کا- اچھا تو ایک قیمت تجویز کر لو- اور کہ دو کہ اس سے کم نہ لینگے- اسپر ان دونون نے قیمت بتائی-

امام الدین خان نے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ پیر و مرشد ان دونون کا ساجھا ہی- اور ابھی اسکا اعتبار بھی نہ کرنا چاہیے بھلا آپکے نزدیک یہ یابو کہان تک ملے تو اچھا-

نواب صاحب نے سوچکر کہا۔ میرے علم و یقین مین اگر سات سو تک بھی ملے تو بُرا نہین۔ اور رئیس کو پسند آجاے تو ہزار بھی کم ہے۔ امام الدین خان نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ خداوند ہمکو اس معاملے مین شک ہے۔ برہمن آدمی بڑا کائیان ہے۔ یہ روشن علی سے ملگیا ہو تو عجب نہین۔ پرتھی سنگھ کے یابو پر برہمن تھا اور روشن علی اپنے یابو پر تھے باہم دونون نے سازش کرلی ہو تو عجب نہین۔ یا شاید ہماری ہی راے غلط ہو امتحان تو کر لیجیے۔ حضور تو سوار ہون شنکر سہاے والے یابو پر اور غلام راجہ کے یابو پر سوار ہو پھر اگر نکل جاے تو البتہ ہم تعریف کرین۔

نواب صاحب نے اس راے سے اتفاق کرلیا دوسرے روز نواب صاحب روشن علی والے ٹانگھن پر اور امام الدین خان راجہ صاحب کے یابو پر سوار ہوے۔ چالیس قدم تک دونون ٹانگھن برابر جاتے تھے۔ چالیس قدم کے بعد روشن علی کا یابو ایسا ہوا ہوا کہ دم کے دم مین نظر سے غائب تھا۔ یہ گیا وہ گیا۔ اب نظر ہی نہین آتا۔ روشن علی انتہا کے خوش لالہ شنکر سہاے جامے مین پھولے نہین سماتے۔ باغ باغ ہوے جاتے ہین امام الدین خان واپس آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب کا یابو بھی آن موجود ہوا۔

نواب۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

برہمن۔ خداوند پیار کرنے کے قابل ہے۔ آندھی ہے آندھی۔ صورت دیکھیے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لدو ہے مگر سیرت سبحان اللہ۔

شنکر سہاے۔ حضور لوگون کی قدردانی ہے۔

امام الدین۔ اور فیض دانی نہین ہے۔

تراب علی نے کہا حضور واللہ ہے سیکڑون ہزارون شاہی یابو انھین آنکھون دیکھ ڈالے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ مگر ایسا یابو

اتنی عمر آئی ہی۔ قسم خدا کی جو کبھی دیکھا بھی ہو۔ واہ زمین پر قدم نہین رکھتا ہوا کو جواب دیتا جاتا ہو اور کسقدر تن کے چلتا ہو کہ واہ جی واہ۔ یابو ہو تو ایسا۔ پرتھی سنگھ کا یابو اس شہر مین بس ایک ہی ہی مگر اسکی تو گرد تک کو نہین پاتا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا کہ تم جا کر چپکے سے دریافت کرو کہ راجہ صاحب نے یہ یابو کتنے مین لیا تھا۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ بہت خوب کہکر امام الدین خان راجہ پرتھی سنگھ کے مختار کے پاس گئے اور قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا چھ سو روپے کو خریدا تھا اور بلا کمیشن۔ امام الدین نے نواب سے کہا کہ حضور چھ سو کو خریدا ہی۔ نواب کے ہوش اڑ گئے۔ سوچے کہ یہ یابو چھ سو کا ہی تو یہ کم سے کم ہزار کا ضرور ہی۔ دو سو کو کوڑیون کے مول ہی کہا بھئی اسی وقت روپیہ گنوا دو اور اصطبل مین بندھوا دو۔

روشن علی نے جو دیکھا کہ نواب لوٹ رہین تو شنکر سہاے سے کہا کچھ سمجھی ہو۔ ارے کم سے کم چار سو تو کہے ہوتے۔ اے لعنت خدا کی پھٹے سے منھ ۔ دو سو روپیہ اور یہ یابو۔ مگر شنکر سہاے نے قیمت کا بڑھانا منظور نہ کیا۔ اب تو جو کہا سو کہا۔ اسی دم دو سو نقد چہرہ شاہی گن دیے گئے۔ اور یابو اصطبل مین بندھ گیا۔ سو چہرہ شاہی روشن علی نے لیے۔ اور سو لالہ صاحب کے ہاتھ آئے۔ اس یابو کی شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ راجہ پرتھی سنگھ نے مختار کو بھیجا کہ حضور ذرا راجہ صاحب دیکھنا چاہتے ہین نواب زادون نے جو اسکا قدم دیکھا تو غش غش کر گئے یوروپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی انگلیان اٹھتی تھین۔

نواب صاحب دوسرے تیسرے یابو ہی پر ہوا کھانے جاتے تھے اس یابو کا چھوٹے حضور کو بڑا خیال تھا۔ اور بڑے نوابصاحب بھی

دو ایک بار سوار ہو کر ازبس محظوظ ہوئے کہ واہ بابو کیا عجائبات سے ہی روشن علی نے سو روپے جو پائے تو پچاس کا غلہ خریدا۔ اور پچاس روپے مین مکان کی مرمت کی۔

اب نواب صاحب کے ہان کا ذکر سنیے کہ ایک روز امام الدین خان اسی قدسباز بابو پر سوار کھٹ پٹ کرتے ٹھنڈی سڑک پر جاتے تھے جسنے بابو کو دیکھا غش غش کرنے لگا۔ واہ کیا قدم ہی۔ قدم کیا انجن ہی انجن اہو ہو ہو۔ اے سبحان اللہ۔ یہ گیا وہ گیا۔ ہوا ہو گیا۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ یوروپین لیڈیان بڑے شوق سے اس بابو کو دیکھتی تھین غضبنا مین انگلیان اٹھاتے تھے۔ میان امام الدین خان تنے بیٹھے ہین اسٹیشن بھر مین اس بابو کی دھوم مچ گئی۔ امام الدین خان کے پاس روز دو چار آدمی آنے لگے۔ ایک صاحب آئے علیک سلیک کے بعد فرمایا۔ فلان نواب صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہی۔ اور کہا ہی کہ آپکا بابو ہمین ازبس پسند ہی۔ جو قیمت آپ فرمائیے نذر کیجائے۔ اور ہمکو ایسے شوق کی چیز دینے تو مجبوری ہی۔

دوسرے صاحب نے آن کر کہا حضرت اول تو اس بابو کو اپنی ہی سواری کے لیے رہنے دین اور اگر علیحدہ کرنا منظور ہو تو ہمکو یاد کیجیے گا کہ پہلے ہم پھر اور کوئی۔

تیسرے صاحب نے کہا کہ کل سرکار نے آپ کو ٹھنڈی سڑک پر دیکھا تھا بابو پر سوار آپ آصف باغ کی طرف جاتے تھے۔ مین نے سلام بھی کیا۔ مگر آپ تو اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے آپ سنتے کسکی تھے۔

امام الدین خان نے عذر کیا حضرت خوف رہتا ہی واللہ قدم قدم پر خوف رہتا ہی کہ مبادا کوئی راہرو جھپیٹ مین نہ آجائے۔ جرمانہ دینے کا خیال نہین۔ مگر کسیکا ہاتھ پاؤن سر منہ کیون ٹوٹے۔ اس وقت آج کہان تکلیف فرمائی۔ انھون نے کہا سرکار نے بھیجا ہی۔ اور کہا ہی کہ اگر یہ بابو

آپ نے اپنی سواری کے لیے خریدا ہی تو خیر- ورنہ اگر بیچیے تو ولیا کیسے بھی قیمت خریداری منظور ہی- امام الدین خان مسکرا دیئے- حضرت یہ تو پھبتے حضور کی سواری کا ہی بیچنا کیا معنی- وہ بولے کہ واللہ کہکر مین محجوب ہوا- مگر لاعلمی مین بیان کیا تھا- معاف فرمائیے گا-

امام الدین خان نے نواب صاحب سے جاکر تعریفین کرنا شروع کین

امام الدین- پیر و مرشد کیا گھوڑا ہی- واہ واواہ-

قدمبا نہ ایسا کوئی زیر یا مواج دریا ہی	سبکخیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

روشن علی- حضور ہندی نے اور بھی لطف فریہ کھایا سبحان اللہ-

ابیش کہ جہاز بیغراے تن اوست	گو ہیست کہ لالہ زار دامن اوست
زین غلطم کہ آسمان دگرست	وز رنگ حنا شفق بہ پیرامن اوست

بھمن- حضور کل نواب تہور علیخان بہادر کے ہان بھی اسکا چرچا تھا

تراب علی- ہوا ہی چاہیے- اور ایک وہان پر کیا فرض ہی- شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہی-

نواب- مین تو اسپر عاشق ہون- واللہ ہزار جان سے عاشق ہون

امام الدین- خداوند نعمت ایک اٹھارہ آدمی دروازے پر آ چکے- فلان رئیس نے یابو پسند کیا ہی جو قیمت ہو بھیج دی جائے- کوئی کہتا ہی سرکار نے پسند کیا ہی- یابو بھیجدیجیے اور جو کہیے وہ دے دیا جاے-

تراب علی- واہ رے یابو-

آہو شکار شیر طبیعت وغا پسند

روشن علی- حضور ہمین انعام نہ ملا-

نواب- تمنے کچھ نذر کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا-

امام الدین- واہ حضور کیا خوب بات فرمائی ہی- خدا کی قسم کیا بات کہی ہی-

تراب علی - چھیپے تو ہنسوگے میان -

جھمن - واہ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید -

تراب علی - بھرپور قیمت لے چکے اور انعام مانگتے ہو -

جھمن - شرم نہین آتی -

روشن علی - اجی سرکار سے مانگنے مین کیا شرم ہی - شرم کیسی -

نواب - بھلا صاحب لوگ بھی پسند کرتے ہین -

امام الدین - اے خداوند انگلیان اُٹھتی ہین اور لیڈیان تو بڑی دیر تک دیکھا کرتی ہین -

تراب علی - اسمین کیا شک ہی -

جھمن - حضور یہ رباعی مصنف نے اسی کی شان مین کہی تھی -

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہی ۔ جس طرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اس رخش فلک سیر زمین پا کو ۔ نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

نواب - عرفی نے خوب کہا ہی سہ

نہ توسن تو عرق بر زمین فرو ریزد ۔ صبا بطرف چمن یاسمین فرو ریزد
چو تازیانہ بجنبد ہزار بحر شتاب ۔ ز چشمۂ قدم اولین فرو ریزد
اگر بہ طی زمانش زجا برانگیزند ۔ بجاے گام شہور و سنین فرو ریزد
برون جہد ز حصار غرور اگر گروش ۔ صبا ز زاہد خلوت نشین فرو ریزد

تراب علی - حضور سنیے گا ذرا -

اُسکے گجگاہ کی اللہ رے چہرے پہ لپک ۔ کہکشان جیسے شب ماہ مین تابان فلک
بیٹھنے مین ہی وہ کوہ اُٹھنے مین ہی ابر سیاہ ۔ عرش رفعت مین ہی اور چلنے مین چرخ ابلک
جھول پر اُسکی ستارونکا کہون مین کیا حسن ۔ تارے جسطرح ہین رات اندھیری مین چمک
لیکے خرطوم مین زنجیر پھرا دے وہ اگر ۔ اسکے دانتونکو یہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک

نواب - گھوڑے کی تعریف ہوتی تھی یا ہاتھی کی - کتنے بنتے ہو

امام الدین۔ حضور اسکے یہ معنی کہ ہمکو بھی شعر یاد ہین۔
جھمن۔ جی ہان۔ ع

	ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین	

روشن علی۔ مین بھی سوچتا تھا کہ یہ تگاہ اور جھول اور خرطوم سے کیا واسطہ ہو
تراب علی۔ تو کیا قسم کھائی تھی کچھ کہ گھوڑے ہی کی تعریف کیے جائینگے
روشن علی۔ خداوند گھوڑے کی تعریف کا ایک شعر ہمکو بھی یاد ہی۔

	خیرت پلا ہے تو سیدھی چال چل او یار ست	
	گرتے ہین نشہ مین چلتے ہین اگر منہ کے ہرست	

اسپر بڑا قہقہہ پڑا۔ واقعی حضرت کیا شعر ہو۔ سبحان اللہ گھوڑے کی پوری پوری تعریف بیان کردی۔ قدم اور رکاوا اور بیٹھی پوئی اور ایڑن سب کی تعریف آگئی۔ میان تراب علی بہت ہی جھینپے۔
ادھر یہ لوگ چہک رہے تھے۔ اور اُدھر یار لوگ اور ہی فکر مین تھے۔ مصاحب تراب علی کو بنا رہے تھے کہ اتنے مین میر گلباز صاحب آئے
میر گلباز۔ خداوند آج تو اک عجب خبر سننے مین آئی۔
نواب۔ خیریت ہو۔
میر گلباز۔ نہین حضور۔
نواب۔ الٰہی خیر۔
امام الدین خان۔ بتاؤ میر صاحب جلد بتاؤ۔ از برائے خدا جلد بولو کہین وہ حسین بخش والا مقدمہ تو نہین ہی۔
میر گلباز۔ جی نہین۔
روشن علی۔ اجی اسکی اب کیا فکر ہو۔
میر گلباز۔ خداوند یہ پانچو سمن نکلا۔
نواب۔ کیون۔

امام الدین - کیا -
جھمن - منحوس !
میر گلباز - جی ہاں منحوس منحوس - بلکہ اور اس سے بھی زیادہ -
نواب - آخر وجہ منحوس ہونے کی وجہ -
میر گلباز - خداوند یہ مال مسروقہ ہے -
نواب صاحب کانپنے لگے - یا خدا مدد - مال مسروقہ ! مال مسروقہ ! چوری کا مال - خدا بچائے - یہ چوری کا مال کیسا ، روشن علی یہ کیا کہتے ہیں روشن علی کے منھ پہ ہوائیاں چھوٹنے لگیں - ع

	کاٹو تو لہو نہیں بدن میں	

چپ - تب تو نواب صاحب نے خوب للکارا - بولو صاحب بولو - آخر یہ چوری کا مال کیسا ہے - کسنے چوری کی - میر صاحب آپ نے جو کچھ سنا ہو بیان کیجیے -

میر گلباز نے کہا خداوند شہر بھر کی چوری چکاری کا حال غلام کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے -

کل شب کو دو چار آدمی بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ ہر دوئی کا ایک چوبدار آیا اور حضور کا نام لیکر کہا کہ نواب صاحب نے چوری کا مال خریدا ہو ہوش اڑ گئے میں نے کہا کیا جواہرات کی قسم سے ہے - کہنے لگا نہیں زندہ جیتا جاگتا مال ہے - میں یہ زندہ مال کیسا اگر کسی نے بردہ فروشی کی ہے - مسکرایا - کہا ایک ہاتھی نواب صاحب نے خریدا ہے - پوچھا کیا چوری کا مال ہے - اسنے کہا دو چار روز میں خود ہی معلوم ہو جائیگا - حضور یہ ہاتھی ایک راجہ کا ہے - ترائی کے راجہ ہیں - نیپال والے نے انکو تحفہ کے طریق پر بھیجا تھا - کوئی سوا مہینا ہوا کہ ایک چور کھول لیگیا یہ وہی ہاتھی ہے خداوند - اور تھانے پر رپٹ بھی لکھوا دی گئی ہے -

آتنا سننا تھا کہ نواب صاحب کے ہوش و حواس غبرا دہو گئے -
مال مسروقہ کا خریدنا تو جرم ہو - امام الدین خان نے کہا اسمین کیا شک ہو
حضور جرم سا جرم ہو -
نواب صاحب نے روشن علی سے پوچھا کہ یہ پایو تمکو کہان ملا -
روشن علی آئین بائین شائین بتانے لگے - خداوند ———
حضور ——— مین تو ہمیشہ سے ——— حضور کیا عرض کرون
نواب - آئین بائین لائق - بات کا جواب نہین دیتا - واہی تباہی
بک رہا ہو -
روشن علی - خداوند - اگر میری سازش ہو تو توپ کے مہرے اُڑا دیجیے
غلام کو ذرا بھی جو کچھ حال معلوم بھی ہو - چوری سے منزلون دور رہتا ہون
مگر اسوقت یہ خبر سنی تو ہوش اُڑ گئے -
نواب صاحب کو یقین واثق ہو گیا کہ بغیر عدالت کے چھٹکارا محال ہو
کئی بار روشن علی کو سخت سست کہا - کئی مرتبہ پوچھا کہ یہ پایو تمنے کہان سے
پایا - روشن علی کا خون خشک ہی ہوتا جاتا تھا -
امام الدین - صاف صاف بتاتے کیون نہین -
تراب علی - آخر اب تو ایک حرکت ہوئی سو ہوئی مگر اب تو بتا دو
کہ ما جرا کیا ہو - وہ لالہ کہان ہین - جو اُس دن آئے تھے شنکر سہاے کو
بلواؤ اور پوچھو کہ پایو کہان سے لایا - کس سے خریدا - اور کہان مال لیا -
امام الدین - ہٹ جاؤ سامنے سے اسوقت - شنکر سہاے کا پتا
لگاؤ - ورنہ تم ہی دھرے جاؤ گے -
روشن علی - ہاے افسوس -
جھمن - اب افسوس کیے سے کیا ہوتا ہو - پہلے نہ سوچے چور سے
یارانہ پیدا کیا - پایو بیچا اور اب باتین بناتے ہو - کیون بچہ بڑے بدذات ہو -

نواب صاحب اسقدر گھبرائے کہ نواب نصرت الدولہ بہادر اور میر محمد محسن صاحب اور منشی جگت سنگھ وغیرہ احباب کو بلوایا تاکہ انسے مشورہ لین اور انکی صلاح کے مطابق چلین۔ تھوڑی دیر مین منشی جگت سنگھ اور نواب نصرت الدولہ آئے۔

نواب صاحب نے کہا حضرت آج تو اسوقت کمال رنج ہو واللہ وہ یابو جو خریدا تھا وہ چوری کا نکلا۔

منشی جگت سنگھ نے کہا مین کل ہی سن چکا ہون یہ یابو ترائی کے ایک اچھے صاحب کو نیپال والون نے دیا تھا۔ چو دو سو روپیہ کا گھوڑا ہے چور تو آپ جانیے ایک استاد شب کو اصطبل سے کھول لائے۔ اور لالہ شنکر سہائے ایک شخص ہے اسکے ہاتھ فروخت کیا۔ شنکر سہائے کو خوب معلوم تھا کہ چوری کا مال ہے مگر چور چھٹے ہالون تھا۔ ستر روپیہ کو گھوڑے کے انھون نے خرید لیا آپ کے کوئی مصاحب ہین روشن خان انسے اور شنکر سہائے سے بڑا یارانہ ہے انھون نے روشن خان سے کہا کہ یار یہ مال ہاتھ لگا ہے مگر چوری کا ہے۔ مصاحب نے کہا ڈر کی ہو چلو اپنے نواب کے ہاتھ بیچ ڈالین۔ دو سو روپیہ کو شاید آپ نے خریدا مگر بہت برا کیا۔

نصرت الدولہ بہادر نے بھی منشی جگت سنگھ کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا ایسا مال بے جانے بوجھے نہ خریدا کیجیے۔ اور مال مسروقہ خریدنا تو بڑا سخت جرم ہے۔ آپ نے غضب ہی ڈھایا۔ کوئی ایسا کرتا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ اتنے مصاحبون مین سے ایک نے بھی نہ منع کیا اور روشن علی کو یہ کیا سوجھی کہ اس چور سے سازش کر کے اپنے آقا کو بیٹھے بٹھائے گرفتار مصیبت کیا۔ نمک حلال آدمیون کا یہ کام نہین ہے۔ آخر اب روشن علی کہتے کیا ہین۔ روشن علی نے گردن جھکا لی۔ کمال محجوب ہوے مگر کرتے کیا۔ دل مین تو چور تھا۔ جسنے جو اینڈی بینڈی کہی سن لی۔

جھمن کو خوب موقع ہاتھ آیا۔ لگے صلواتین سنانے۔ خداوند جو نمک کھا کے آقا کو دھوکا دے اسکا مُنھ نہ دیکھے۔ نمک حرامی سے بڑھکر کوئی عیب نہین۔ چور دغاباز میخوار بے ایمان سب بہتر مگر نمک حرام سب سے برا رفقانے باواز بلند کہا سچ ہو سچ ہی۔ بیشک بیشک۔ ایسی ہی بات ہو میان جھمن روشن علی نے جو سون کھینچی تو سب کی سنا کیے لب تک نہ ہلائے۔ دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ نوکری تو اب نہین رہی۔ نوکری سے تو دست بردار ہوے۔ مگر عدالت مین کیا کرینگے اور معاملہ طول ضرور کھینچیگا یہ ممکن نہین کہ پولیس والے چشم پوشی کرین۔

اتنے مین میر محمد محسن صاحب بھی آگئے۔ علیک سلیک کے بعد پوچھا کیون مزاج کیسا ہی۔ نواب صاحب نے کہا حضرت بیٹھے بٹھاتے ایک جھگڑے مین پڑ گئے۔ وہ یاقوت جو اُس دن آپ نے دیکھا تھا اسکا جھگڑا ہی بلا سے جان ہو گیا۔ دو دن بھی سوا نہین ہوے مگر اب بھگت رہے ہین میر صاحب نے پوچھا کیون کیا جھگڑا۔ اب اسمین کیا ہی۔ نواب صاحب نے پہلے روشن علی کی خوب شکایت کی۔ پھر کہا کہ مال مسروقہ ہی۔ چوری کا مال حضرت نے ہمارے ہاتھ بیچ ڈالا۔ یہ ان بزرگوار کے ہتھکنڈے ہین اب فرمایئے کسکا اعتبار کرین۔ دن رات یہان رہتے ہین۔ نوکر ہین چاہیے پاتے ہین۔ مگر جانی دشمن ہین۔ بغلی گھونسا نکلے۔ افسوس صد افسوس ہین اب یہ سوچتا ہون کہ آخر انجام کیا ہوگا۔ آپ صاحب ملکر صلاح دین کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے تو ہوش ٹھکانے نہین رہین۔ تو بتایئے کیا کیا جائے۔

نصرت الدولہ۔ ہماری تو صلاح یہ ہو کہ آپ صاحب مجسٹریٹ سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ حضور ایک شخص شنکر سہائے نامی میرے ہاتھ یاقوت بیچ گیا۔ اور روشن علی کے ذریعہ سے آیا تھا۔ مین کیا جانتا تھا

کہ وہ مسروقہ ہو - یا چور کو قدیباز پاکر ہمین نے خرید لیا - اگر مجھے معلوم ہو کہ مال مسروقہ ہی تو ہرگز اسقدر جرات نہ ہو لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا خاص مصاحب مجھے دھوکہ دیگا - اب سنا کہ مقدمے کی تحقیقات ہونے والی ہو لہذا مین خود آیا - کہ سچا سچا حال عرض کردون میرا اسمین مطلق قصور نہین مین رئیس زادہ ہون چوری چکاری کے مال سے مجھے کیا واسطہ - مگر اتفاق وقت - کہا گیا تھا - اب جو ارشاد ہو اسکے مطابق عمل مین لاؤن - جرمانہ جو کہیے داخل کردون - اسمین عذر نہین - اور عذر کرے کیا بچ سکتا ہون اتفاق سے ایک حرکت ہوگئی کیا کیجیے -

اس تقریر کو منشی جگت سنگھ اور میر محمد محسن صاحب اور نواب صاحب تینون آدمیون نے پسند کیا -

منشی صاحب نے کہا ہمارے نزدیک پہلے تو آپ کسی بیرسٹر سے پوچھیے دیکھیے اسکی کیا راے ہی - پھر کسی وکیل سے ملیے اور کہیے بیرسٹر صاحب کی یہ صلاح ہی آپ کی کیا راے ہی - دو چار اہلکارون سے صلاح لیجیے - پولیس کے انسپکٹر سے مین خود جاکر دریافت کرتا ہون آپ گھبرایئے نہین - خدا نے چاہا کچھ بھی نہو - اور آپ رئیس ہین - آپ پر یہ شک تھوڑا ہی ہو سکتا ہی کہ چوری کا مال جان بوجھکر خریدا - لاحول و لا قوۃ کیا مجال کبھی نہین ہو سکتا -

نواب - آپ مہربانی کرکے انسپکٹر سے ملیے اور پوچھیے دیکھیے وہ کیسا کہتا ہی -

جگت سنگھ - ابھی چلا - وہ میرے دوست ہین -

نواب - اگر ———— سمجھ گئے نہ آپ - ہان -

جگت سنگھ - اے لاحول - یہ آپ کیا فرماتے ہین - وہ بڑے متدین آدمی ہین -

نواب - خیر - آپ کو اختیار ہے -

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

مصاحبون کا رنگ فق ہو گیا - کہ ایک معقول رقم ہاتھ سے گئی - اگر انسپکٹر صاحب کے پاس ہم لوگ جاتے تو خوب رقمین اڑاتے - اُنسے کچھ کہتے اُنسے آنکے کچھ کہتے - خائف تو حضرت ہین ہی - جو چاہتے خاطر خواہ رقم اڑاتے - اور چین کرتے - مگر اب سونے کی چڑیا اڑ گئی - ہاتھ مل کے رہ گئے - افسوس صد افسوس - یہ کمبخت جگت سنگھ کہان سے آیا بلا کی طرح نازل ہوا نامعقول - واللہ بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی - ہاے ستم

نواب - امام الدین خان جانا نہ کہین اسوقت -

امام الدین - نہین حضور - بھلا جانے کا موقع ہی کہین -

جھمن - خداوند جاینگے کہان - بیٹھے روشن علی کو دعائین دے رہے ہین

تراب علی - جی ہان - ذرا کوئی صورت تو دیکھے کیسے غریب بنے ہوے ہین - گویا کچھ جانتے ہی نہین -

جھمن - اے لعنت ہے پھٹے سے مُنھ -

میر محمد محسن - اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ (نواب سے) بڑے بد تمیز ہین آپ کے رفیق - صریح جانتے ہین کہ انکے آقا بیٹھے ہین - اور دو چار صاحب اور بھی آئے ہین - کہنے لگے لعنت خدا اور پھٹے سے مُنھ - انتہا کی بد تمیزی ہے - لاحول ولا قوۃ -

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفالست	بکشتہ ریکہ در رہ کوہ کان خداوندانہ

نواب نے مسکرا کر کہا میر صاحب بُرا نہ مانیے تو اسقدر دریافت کرون کہ اس مقام پر اس شعر کا کیا موقع تھا - انصاف سے کہیے گا - میر صاحب نے کہا مطلب یہ کہ -

قدر یاران خود را بیفزاے قدر	کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

نواب - اے سبحان اللہ۔ ایک اور بے تکی اڑائی یک نشد دو شد۔
میر صاحب - اے حضرت مطلب یہ کہ قدیمون کو تو آپ منہ نہین لگاتے اور ایسے ایسے نکھٹوون کو مصاحب بناتے ہین جو مال مسروقہ آپ کے ہاتھ بیچ جاتے ہین۔
میر گلباز - خداوند آداب عرض ہے
میر صاحب - اوہو - آپ ہین - واہ رے واہ - نواب کے ہان چوری کا مال بکے اور تمکو خبر بھی نہو۔
میر گلباز - خداوند مین نے ہی تو اطلاع دی۔
میر صاحب - اجی بس جاؤ بھی۔
میر گلباز - حضور کے قدمون کی قسم میر صاحب۔
نواب - ہان ہان ہمین انھون ہی نے اطلاع دی آنکر۔
چھمن - اور ایک روشن علی ہین کہ چوری کا مال بیچ گئے۔
منشی جگت سنگھ صاحب انسپکٹر صاحب بہادر کے پاس گئے۔
انسپکٹر - آیئے حضرت کہان رہے۔ واللہ اب تو ملاقات ہی نہین ہوتی
جگت سنگھ - جی ہان علیل تھا۔ بخار آتا تھا۔ اور گھر مین بھی علالت تھی اب فضل الٰہی ہے۔ بڑی بیماری اٹھائی۔
انسپکٹر - اب کی فصل بہت خراب ہے۔ خدا خیر کرے ہیضے کی بھی جا بجا چھیڑ چھاڑ ہے۔
جگت سنگھ - خدا مالک ہے۔ اسوقت ایک امر مین مشورہ لینے آیا ہون
انسپکٹر - بسم اللہ بسم اللہ۔ فرمایئے۔ کیا کوئی واردات ہو گئی۔
جگت سنگھ - ہان۔ مال مسروقہ ایک شخص نے مول لیا ہے۔
انسپکٹر - دھرا جائیگا۔ کوئی امیر اور شریف ہے یا کوئی اٹھائی گیرا۔
جگت سنگھ - رئیس اعظم - نواب زادے - بڑے باپ کے بیٹے ہین

انسپکٹر- اخاہ- سمجھ گیا- وہ جو آپ کے دوست ہین نواب صاحب جنھون نے دو سو کو دو ہزار کا یابو خرید لیا- کیا دل لگی ہی- واہ- اور وہ جو اُنکا مصاحب ہی بدمعاش اُسنے چور کو اپنے گھر سے ٹپکایا-

جگت سنگھ- اجی پھر یارانہ کس دن کام آئیگا- اگر جرم نہوتا تو آپ سے کہتا کون بھلا- کوئی تدبیر بتاؤ تو بڑے مشکور ہون-

انسپکٹر- کچھ ہونا نہین ہی- خاطر جمع رکھو- کیا مجال جو بال بیکا ہو

نواب صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے کہ ہاے یہ کیا غضب ہوتا اُنکی بدحواسی پھنسے گھسیٹے والے مقدمے سے تو خدا خدا کرکے جان بچی مگر اس مقدمے سے چھٹکارا معلوم- آنا بڑا رئیس اعظم اور مال مسروقہ خریدنے کا مجرم- ڈوب مرنے کی بات ہی- رفیقون سے کہا کسی لائق بیرسٹر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ صلاح دے اسکے مطابق عمل مین لاؤ مگر ایسا نہو کہ کہین ہمین عدالت جانا پڑے- سنا وہان کٹھرا ہوتا ہی- اسمین مجرم بند کیے جاتے ہین- غضب ہی بھئی-

امام الدین خان نے کہا حضور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اللہ بچانے والا ہی- وہی بچائیگا- مگر حضور یہ تو غلام ذمہ لیتا ہی کہ کٹھرے مین نہ جائیے گا- کرسی حضور کو دلوائین کسی نہ کسی ترکیب سے تو سہی- مگر خداوند بقول حضور یہی کیا کم ہی کہ عدالت تک جانا پڑے رئیس زادے اور عدالت دیکھین- اب گفتگو کا تو بہت ہی کم موقع ہی غلام کو رخصت ہی کیجیے- تراب علی اور جھمن کو بھی ساتھ ہی لیے جاتا ہون دیکھین صاحب کی راے کیا ہی-

تراب علی نے کہا اجی پہلے انسپکٹر سے تو ملتے چلو- کیسا معلوم جگت سنگھ وہان تک گئے بھی کہ باتین ہی بناتے تھے- بڑھ بڑھ کر دو دو باتین منشی جگت سنگھ سے بھی ہوئی ہونگی- مگر اپنی اور بات ہی

خداوند۔ اور خوب یاد رکھیے۔ جگت سنگھ کے چاہیے لاکھ دوست ہون وہ۔ ممکن ہی نہین کہ بے لیے دیے مطلب نکل سکے۔

اب سنیے کہ یہ انسپکٹر پولیس بڑے متدین آدمی تھے۔ انسپکٹری کی حالت مین کبھی کسی سے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر تھے تو کسی مجرم سے دو سو روپے دھمکا کر وصول کر لیے بات کھل گئی۔ مقدمہ دائر ہوا قسم کھائی کہ اگر بچ گیا اور ثبوت جرم نہوا تو اودھی نہ ہاتھ سے چھوڑونگا۔ رشوت لینا یکقلم چھوڑ دونگا۔ بری ہو گئے تو۔ لیکن قول اور قسم کا خیال رکھا کسی سے ایک پیسا تک نہ لیا۔ مصاحبون نے انسپکٹر کی ملاقات رشوت دینے اور مال چھڑنے کا ذریعہ مقرر کیا۔ سوچے کہ بیرسٹر کے ہان تو پیچھے جائینگے آؤ پہلے تھانے ہی پر چلے چلین۔ امام الدین خان سوچتے تھے کہ انسپکٹر کو بالکل گانٹھ ہی لین۔ صاف صاف سمجھا دین کہ ہمارے رئیس بھولے بھالے آدمی ہین تم ذرا ادھر ادھر ڈانٹ ڈپٹ بتانا واللہ کانپ اُٹھین۔

تراب علی بولے خداوند اب اسوقت تو ہم پہلے پولیس والون سے ملینگے۔ پھر وہان سے جائینگے بیرسٹر کے ہان۔ اور کسی وکیل سے بھی ملاقات کرینگے۔ حضور اب اک ذرا تسلی دیتے جائیے دل کو۔ ان معاملون مین استقلال ضروری امر ہو۔

نواب صاحب اسدرجہ پریشان اور سراسیمہ ہوئے کہ بے اختیار آبدیدہ ہو گئے۔ مگر بہت ضبط کیا۔ رفقا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو منانا شروع کیا۔

جھمن۔ حضور وقت تو نہین رہیگا۔ مگر بس بات رہجائیگی۔ اسوقت تو ہم روشن علی کی جان و مال کو دعائین دیتے ہین۔ سب انھین کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہین خداوند اسوقت کچھ خیرات کر دیجیے۔

تراب علی۔ ہان چاہیے تو ضرور۔
نواب۔ مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی اسمین۔ فوراً حکم دیدو آدمیون کو
امام الدین۔ بہت خوب حضور۔
جھمن۔ تہور کو بُلا لائیے۔
امام الدین۔ مین خزانچی سے خود کہے دیتا ہون جا کے۔
اتنے مین حاتم علی آئے آتے ہی گھبرا کر پوچھا حضور کیا بات ہی شہر بھر مین ہُلڑ مچا ہوا ہی کہ چوری کا مال نواب صاحب نے خرید لیا۔
نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ اُسنے پوچھو۔ (روشن علی کی طرف اشارہ کر کے)۔
حاتم علی۔ پیر و مرشد۔ کیا عرض کرون۔ کہیے حضرت۔ اجی حضرت۔ میان روشن علی اسے کہتے ہین۔
روشن علی۔ (گردن نیچی کر کے) ارشاد۔
حاتم علی۔ یہ کیا ہوا کیا۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو مالک بنے تھے بتاؤ۔
جھمن۔ اجی ان دونون کی سازش تھی۔
حاتم علی۔ اسمین کیا شک ہی۔ مگر بڑی بُری بات ہی نمکحرامی بھی تو کتنی۔
جھمن۔ میرے دل کی بات کہی۔
روشن علی۔ بھائی مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی۔
نواب۔ تمہین معلوم نہین تھا تو ہم کیا کرین۔ تم تو خود مالک بنکے آئے تھے۔ تم تو کہتے تھے کہ ہم دونون کا یا یہ ہی۔ آدھی آدھی قیمت دونون لینگے۔ اور اب ننھے بنے جاتے ہو۔
امام الدین۔ جی ہان۔ اور افسوس تو یہ ہی کہ اب بھی صاف صاف نہین بتاتے غضب ہی کہ نہین۔ کچھ تو بولو میان روشن علی۔
جھمن۔ اب یہ بھاگنے ہی والے ہین۔

امام الدین خان تراب علی کو لیکر چلے۔ پہلے تھانے پر جاکر پوچھا۔ انسپکٹر صاحب کہان ہین۔ معلوم ہوا اپنے گھر کھانا کھانے گئے ہین۔ پوچھا کب تک آئینگے۔ کہا۔ کوئی دو گھنٹے مین۔ یہ دونون انسپکٹر صاحب کے مکان پر گئے۔ انسپکٹر صاحب سے کہا آپ کے پاس سرکار نے بھیجا ہی کہا ہی آداب عرض کرنا ہماری طرف سے اور کہنا کہ ہمارے مقدمے مین اگر آپ کوشش کرین تو ہم بڑے شکر گذار ہونگے۔ اور آپکا منہ بھی میٹھا کر دینگے۔ انسپکٹر کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہو گیا۔ امام الدین کو غور سے دیکھا اور کہا بجا ہی۔ نواب صاحب سے کہدیجیے گا کہ آپکی ریاست کا مقتضا یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ مین کمال مشکور یاد آوری ہوا اگر میرے امکان مین کیا ہی کچھ بھی نہین اور یہ بھی کہدیجیے گا کہ اس مقدمے مین کچھ بھی ہونا نہین ہی تھوڑا واپس کرنا پڑیگا۔ بس۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہین۔ گھبراہٹ بیکار ہی۔ استقلال سے کام کیجیے۔

امام الدین خان اپنے دل مین سوچے کہ اگر ہم نواب صاحب سے یہ صاف صاف کہدین تو ہمسے بڑھکے احمق کوئی نہین ہم تو جاکے یہی کہینگے کہ انسپکٹر صاحب نے بات تک نہ کی۔ جب تک ہاتھ نہ گرمائینگے کچھ نہ مانینگے۔ تراب علی کو بھی انسپکٹر کی بات ازبس ناپسند آئی۔ انسپکٹر صاحب سے رخصت ہوکر چلے۔

تراب علی۔ اس سے کچھ نہ مطلب نکلیگا۔

امام الدین۔ ای توبہ۔ اجی چلو وکیل کے پاس چلے چلین۔ دیکھتے تھے کیسا خفا ہوگئے۔ آگ بھبوکا۔ لینے دینے مین ہین نہین شاید۔

تراب علی۔ بات تو اچھی ہی مگر ہمارے نزدیک بے فیض ہین۔

امام الدین نے تراب علی کو بخوبی سکھا پڑھا دیا کہ وکیل سے تم کچھ نہ کہنا خبردار خبردار جو کچھ بھی کہا ہو۔ ہم سمجھ لینگے۔ ایسا نہو تم معاملہ بگاڑ دو۔

تو پھر اُتو ہی ہین- تراب علی نے کہا کچھ خبر ہی- مجھے بھی کوئی بیوقوف مقرر کیا ہی- ہونہہ بگاڑ نے کی ایک ہی کہی-

وکیل کے دکان پر پہونچے تو امام الدین نے اُنسے کل حال کہا- کچھ سوچکر وکیل نے یون جواب دیا-

مال مسروقہ کی خریداری سخت جرم ہی- ہزار کا مال دوسو روپیکو کس برتے پر خریدلیا- ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہی کہ سوداگر بھی ہزار کا مال دوسو کو نہ بیچیگا- اگر لالہ شنکر سہاے کو سوداگر نسمجھے تھے تو بارہ چودہ کا یا بوہ دوسو روپی مین کیونکر خریدا اور اگر سوداگر نہین سمجھے تھے تو پولیس کو اطلاع کر کے کیون نہ لکھایا- کوئی جواب نہین- جب جرم بخوبی ثابت ہی مگر یہ بتاؤ کہ لالہ شنکر سہاے ہین کہان اُنسے کل امور دریافت کیے جاین تو بات بنے- یہ نہ کہتے پھرے کہ دوسو کو خریدا- جو کوئی قیمت دریافت کرے کہیے پانچ سو کو خریدا مگر شنکر سہاے نے کمیشن نہین دیا- سب مصاحبون سے کہہ دیجیے کہ پانچ ہی سو بتائین-

امام الدین خان نے کہا بہت خوب- جو راے اقدس ہو- مگر اب عزت آپ کے ہاتھ ہی- عمدہ صلاح دیجیے گا- اور جو کچھ آپ فرمائین اُسکے مطابق عمل مین آئے- باقی لینے دینے کا خیال نہ کیجیے گا- جو فرمائیے حاضر ہی-

وکیل- ہان مگر اسکا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہی-

امام الدین- دوسو روپی حاضر ہین-

وکیل- مین تین سو روپی سے کم نہ لونگا-

امام الدین- حضور کو اختیار ہی- بالفعل دوسو یہ لیجیے- اور پچاس اور حاضر کرونگا-

وکیل- کوئی اور وکیل تو نہین ہی-

امام الدین - حضور نواب صاحب کا حکم ہو کہ ایک بیرسٹر بھی ہو - حضور ہی کسی کو تجویز دین - یا حکم ہو تو مین جاؤن -

وکیل - دو بیرسٹر تو مفصل ہاین ہین آج کل - ایک صاحب ولایت گئے ہین اور ایک علیل ہین - اور وہ جو وہان رہتے ہین - حضرت گنج کے اس طرف - انسے مین نہ کہونگا - لیکن اگر انکا اور میرا ساتھ ہو تو مضائقہ ندارد - مجھے عذر نہین - آپ اسوقت اُنکے ہان جائیے اور کچہری مین مجھسے ملیے -

امام الدین - بہت خوب یہ دو سو کسکو گن دون -

وکیل - قائم علی یہ روپے گنوا لو -

امام الدین خان نے روپے گن دیے - چلتے وقت کہا حضور دس روپے ہمکو بھی اسمین سے دیجیے - ہمارا بھی حق ہے -

وکیل - اگر استحقاق جتا کر آپ لینا چاہتے ہین تو مین نہ دونگا اور یون مانگتے ہین تو بسم اللہ لیجیے -

امام الدین خان نے کہا پھر اب جو چاہیے سمجھیے - ہم تو جیسے آپکے نوکر ویسے نواب صاحب کے - اور حضور آپ ہی کی جوتیون کے تصدق سے ہمین بھی چار پیسے ملتے ہین -

نواب صاحب نے تو منع کر دیا ہے کہ کچھ نہ لینا - مگر نہ لین تو خرچ کیونکر چلے - وکیل نے دس روپے گنوا دیے -

امام الدین خان نے لیے اور رخصت ہو کر چلے - اثنائے راہ مین تراب علی اور امام الدین مین باہم مشورہ ہوا - تھوڑی دیر کے بعد کوچبین نے کہا حضور کونسلی کا مکان آن پہونچا -

امام الدین خان گاڑی پر سے اُترے - تراب علی کو بھی ساتھ لیا - اور بیرا سے کہا صاحب کو اطلاع دو - بیرا نے کہا چلیے سلام دیا ہے

آ گئے۔ امام الدین خان اور تراب علی اندر گئے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک راجہ صاحب بہادر ہاتھی پر سوار تشریف لائے۔ دس بیس گنوار لٹھ لیے ہوئے ساتھ۔ پیچھے دو تین گھوڑون پر مختار لوگ سوار۔ چپراسی نے آنکر کہا حضور کٹاری کے راجہ صاحب آئے ہین۔ بیرسٹر نے ان لوگون سے کہا آپ ذرا تامل کرین۔ ہم راجہ صاحب سے مل لین۔ برآمدے مین راجہ صاحب سے ہاتھ ملایا کمرے مین لائے۔ ول راجہ صاحب آپ بہت اچھے۔ ہان صاحب آپ سے اچھا سب اچھا۔ اکال ست گیا ہین تو جو کہین دس پانچ دن اور نہ بر تو پھر کال پڑ جاے۔ صاحب نے کہا ہان مگر ابھی دو ایک چھینٹے اور پڑنے چاہیین۔ کہیے اس مقدمے مین کیا ہوا۔ وہ جو آپ سے اور آپ کے اس زمیندار سے لڑتا تھا۔ مختار نے کہا وہ مقدمہ تو ہار گئے۔ صاحب کمشنر نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا۔ حضور غور اسمین نہین ہوا ورنہ بڑا مطلب نکلتا۔ اب دس پانچ نالشین اور بھی دغنے والی ہین اور اس مقدمے کی نظیر دیکر سب کے سب ڈگری پا جائینگے۔ کچھ صلاح دیجیے نہین تو بڑا نقصان ہوگا۔ آپ صاحب کمشنر کا فیصلہ ذرا پڑھ جائیے تو خود کہیے کہ بیشک اپیل کے قابل ہی۔ بیرسٹر نے کہا اچھا کاغذ آپ ہمارے پاس چھوڑ جائیے۔ ہم آج دو بجے دیکھینگے۔ مختار نے کہا خداوند اب تو یہان سے کہین چلے جائینگے ہم۔ تین مقدمے دائر کیے تھے تینون ہار گئے اور مفت۔ بیرسٹر صاحب مسکرائے۔ ول ہار نے مین تعجب کیا ہی۔ ضرور ہارو گے۔ چھوٹے چھوٹے وکیلون کو مقرر کرتے ہو ہم سے مشورہ لیتے ہی نہین۔

راجہ صاحب بہت ہی ہنسے۔ ہان اوہ کیا۔ صاحب سے پوچھو تو ٹھیک ہی بات۔ اور نہین کیا۔

بیرسٹر- بیشک ہمسے پوچھو ہم سب بتائین-
مختار- آج شام کو بھی حاضر ہونگا-
بیرسٹر- نہین- اتنی فرصت ہمین کہان- اب پرسون آؤ-
مختار- اور کل نہین-
بیرسٹر- نہین- کل شکار کھیلنے جائینگے-

اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا حضور میم صاحب آئی ہین وہ جو اُن صاحب کی بہن ہین جو کانپور سے پرسون آئے تھے- صاحب نے کہا آؤ- وَل کدھر ہین- صاحب اٹھ کر گئے- ایک کمرے مین دونون بیٹھے- پندرہ منٹ کے بعد میم صاحب گئین اور چلتے وقت کہ گئین- پرسون ہمارا مقدمہ ہے آپ ضرور خیال رکھیے گا کہ وقت پر وہان پہونچ جائے- بیرسٹر نے مسکرا کر انکو باادب رخصت کیا-

امام الدین اور تراب علی نے سلام کیا- بیرسٹر نے کہا ٹھہرے رہو- یہ کہکر راجہ صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کچھ اور کہیے گا اب آپ پرسون آجائیے- راجہ صاحب رخصت ہو گئے-

امام الدین خان صاحب سے ملنے ہی کو تھے کہ ایک فٹن آئی- چپراسی نے کہا شارٹ صاحب سوداگر آئے شارٹ صاحب سوداگر نے صاحب کے پاس اپنا کارڈ بھیجا- چپراسی نے آنکر کہا چلین حضور- تراب علی پھر بیٹھ گئے- امام الدین خان سے کہا یار یہ بڑی مصیبت ہے خدا ہی خیر کرے- اب شاید آج ملاقات ہو- پھر دوڑنا پڑیگا- آدھ گھنٹے تک صاحب جمے رہے- اٹھنے ہی کو تھے کہ دو مہاجن رتھ پر سوار کسی گانون سے آئے-

چپراسی نے صاحب کو اطلاع دی صاحب نے انکو بھی بلوا لیا- ایک مہاجن- بڑا بھاری مقدمہ ہے ابکی-

بیرسٹر - ہو دس بارہ لاکھ کی نالش -
دوسرا مہاجن - دس بارہ لاکھ کی نہین تو ستر ہزار ہین تو فرق نہین ۔
بیرسٹر - او - بس - بہت کم ہو -
مہاجن - کم ہو ا
بیرسٹر - اپیل ہو کوئی -
مہاجن نے چپراسی سے کہا ذرا ہمارے کارندے کو باہر سے
بلا لو - لالہ گجادھر لال مختار عام آئے - صاحب کو سلام کیا -
بیرسٹر - اپیل ہو کوئی -
مختار - نہین حضور - ابتدائی مقدمہ ہو - اپیل نہین ہو -
بیرسٹر - اچھا -
مختار - آپ سے تو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہین ہو بس مین کل
حاضر ہو جاؤنگا - ہمارے ضلع بھر مین دھوم ہو حضور کی -
بیرسٹر - (ہنسکر) - ہم حاکم لوگ سے اپنے موکل کی طرف سے خوب لڑتا ہو
اچھا پرسون آپ آئین صبح کو -
دونون مہاجن رخصت ہوئے - صاحب نے چپراسی سے کہا
ول اڈّھا تیار ہو -
امام الدین اور تراب علی دونون حیران کہ یا خدا یہ کیا ماجرا - اور
سب آئے ملاقات ہوئی ہم منہ ہی تاکتے رہے - چپراسی سے کہا واہ
صاحب سے ہمارا ابھی تو ذکر کر دو - کہ حضور نے کہا تھا ذرا تامل کرو -
پھر اب کب تک تامل کیا جائے - چپراسی نے صاحب سے کہا خداوند
وہ دو مقدمے والے کھڑے ہین - صاحب نے کہا ہمکو یاد ہو -
تھوڑی دیر کے بعد اڈّھا آیا - صاحب باہر تشریف لائے -
امام الدین - خداوند ہم کھڑے ہین اسوقت سے -

بیرسٹر- کیا مقدمہ ہے
امام الدین- حضور سب سمجھے ہوئے نواب صاحب نے ایک بابو کو خرید کیا۔ تھا وہ چوری کا ہے۔
دو سو کو خرید کیا۔ تھا وہ چوری کا ہے-
بیرسٹر- او وہ مال مسروقہ پینل کوڈ دیکھیے- دفعہ ۱۱ ۴ ہے- مگر بد دیانتی سے لیا ہو ورنہ جرمانہ اور قید تین برس تک-
امام الدین- حضور بدنیتی سے نہین لیا تھا-
بیرسٹر- ول تو پھر کچھ پروا نہین-
تراب علی- اسکا ثبوت دینگے ہم-
بیرسٹر- اچھا آپ لوگ ایک گھنٹہ ٹھہرین یا جائیے شام کو آئیے کوئی پانچ بجے- ٹھیک پانچ بجے ملو-
یہ کہکر بیرسٹر صاحب اڈّے پر سوار ہو گئے اور دونون مصاحب نواب صاحب کی گاڑی پر سوار ہو کر چلے- مگر بیرسٹر کی ملاقات سے خوش نہوئے-
امام الدین- اللہ رے دماغ-
تراب علی- کچھ ٹھکانا ہے-
امام الدین- چین کرتے ہین- واللہ پانچون گھی مین-
تراب علی- ارے یار ہم بھی بارسٹر ہوتے تو بڑا لطف تھا کیون امام الدین
امام الدین- اب بیرسٹر ہو چکے-
تراب علی- جی ہان رہین جھونپڑون مین خواب دیکھین محلون کا-
امام الدین- بات تک اچھی طرح نہین کرتے-
تراب علی- جی اور کیا- بھلا ہوگی کوئی ہزار روپے مہینے کی آمدنی-
امام الدین- واہ کوستے ہو- کم سے کم تین ہزار-
تراب علی- اُفوہ- اللہ اللہ-

امام الدین - اب پانچ بجے پھر آنا ہی -
تراب علی - یار یہ تو بڈھب سنائی کہ جرمانہ اور قید اور سزا -
امام الدین - بدنیتی کیونکر ثابت ہوگی -
تراب علی - ہان رئیس آدمی ہین - اور مشہور رئیس -
تراب علی - بچ تو جاوینگے مگر استاد ہماری تمھاری ٹرھ بنی ہی کہ نہین - چین ہی چین لکھتا ہی -
امام الدین - بچ نہ جائینگے تو ہوگا کیا - کوئی ایسے ویسے ہین اور ہم تم تو قسمت کے دھنی ہین ہی -

امام الدین اور تراب علی نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ کمرے مین اور کئی سفید پوش تشریف رکھتے ہین - یا بوہی کی باتین ہو رہی تھین چھوٹے نواب صاحب نے پوچھا کیسے وکلا نے کیا راے دی - امام الدین خان نے کہا - خداوند فضل الٰہی ہی - گھبرانے کی بات نہین ذرا خوف نہ کیجیے - وکیل کے ہان پہلے گئے - انکی صلاح ہوئی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو - بڑی دیر تک سب حال پوچھا کیے کیسا یابو ہی - کسکا یابو ہی - کسنے بیچا - کسکے ذریعے سے بکا - کب خریدا - قیمت کیا دی - جسنے یابو بیچا وہ کہان ہی - ہزاروں ہی باتین پوچھین آخر کار تسلی دی کہ کچھ خوف کا مقام نہین ہی - پھر وہان سے بیرسٹر کے ہان گئے - خداوند بس یہان کا حال نہ پوچھیے - کوٹھی ایسی سجی سجائی ہی کہ بایدوشاید - باتین ہونے ہی کو تھین کہ ایک راجہ صاحب آئے - ہاتھی پر سوار بڑی شان و شوکت سے - اب ہم اُنسے بولین یا ہمسے مخاطب ہون - پھر دو مہاجن آئے اُنسے باتین رہین - پھر خدا جانے کون کون آیا - مگر سب امیر کبیر - سب رئیس زادے اور رئیس - اسلیے ہم باہر ٹہلتے رہے - اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا کہ صاحب آتے ہین آ

آپ چلے نہ جایئے گا۔ آپ نے کھٹ پٹ کرتے ہوئے۔ وہ ل گیا مانگتا ہی۔ عرض کیا خداوند ہمکو سرکار نے بھیجا ہی۔ حضور کا نام سنتے ہی کرسی دہی اندر لیگئے۔ بٹھایا سب حال پوچھا آخر مین کہا کہ کچھ ہونا نہین ہی۔ ہمارے پاس شام کے پانچ بجے آؤ۔

نواب صاحب نے کہا کہ اتنی عمر آئی۔ ہزارون گھوڑے اور پالو اور باغ اور مکان اور محل اور بارہ دریان اور فنیس اور ہوادار خریدے مگر خدا کی عنایت سے ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا۔ ابکی یہ گل کھلا۔ اب گو کچھ ہونا نہین ہی مگر بدنامی تو ہی۔

منشی کرپارام صاحب نے کہا جی نہین نواب صاحب بدنامی کیسی یہ کہیے کہ مفت کی جھنجھٹ ہی۔

نواب صاحب بولے ہان صحیح ہی۔ پریشان کردیا۔ انتہا کا پریشان کردیا۔ اب طرح طرح کے خیالات دل مین آتے ہین۔ چوری کے مال کی خریداری۔ ہم قانون سے واقف نہین۔ حکام کا سامنا۔ اللہ ہی اپنا فضل کرے ہمین تو اب تک یقین ہی کہ اور چاہے کچھ نہو جرمانہ تو ضرور ہی ہو گا ملک بے سیاست۔ مال بے تجارت مشہور ہی۔ سیاست مدن کے اصول ہی یہ ہین کہ جو خلاف قوانین و آئین موضوعہ و اصول قانون عمل مین لائے ضرور سزا پائے۔ اب وہ تو ہی نہین کہ حبیب الدولہ بہادر نے سفارش کی اور چاہے کیسا ہی مجرم کیون نہو رہا کردیا گیا۔ نجیب الدولہ بہادر کی خوشامد کی اور مونچھون پر تاؤ دیتے چلے آتے ہین۔ اب تو سزا اور جزا دونون مین مگر خیر اکم سزا زیادہ۔ اگلے وقتون مین ذرا ذرا سی بات پر شہنشاہ خوش ہو کر لاکھون کرورون روپے نکلتے تھے۔ کسی کو جاگیر عطا کی کسی کو خلعت دے دیا۔ اب کبھی سننے ہی مین نہین آتا۔ خصوصاً فرنگ مین۔ ہان اتنا ہی کہ خطاب شاہی ملتے ہین۔ نجم الہند۔ ستارہ ہند۔ کے سی وس

خدا جانے کیا ہم تو اچھی طرح کہہ بھی نہین سکتے۔ انکے ہان ذرا اخلاق کم ہو
ظاہرداری گو اچھی نہو مگر لازمۂ انسانی ہو اور ضرور کسیقدر تو انکا بھی چاہیے
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برق انداز وردی پہنے رپ رپ کرتا
آن موجود ہوا۔

چھوٹے حضور بولے خداوند اخیر کیجیو۔ روشن علی کانپ اٹھے حوالی موالی
کی نظر اسکی جانب تھی۔ اسکے بعد جمعدار صاحب آئے۔ حاضرین جلسہ مین سے
ایک صاحب نے کہا چلیے بس اب بات بنگئی یہ ہمارے ساتھ ہین۔
جمعدار صاحب نے بڑے ادب سے چھوٹے نواب صاحب کو بندگی کی
اور بیٹھکر کہا حضور یہ کیا بات ہوئی۔ اور وہ نمکحرام مصاحب کون ہو
جسنے دھوکا دیا۔

نواب صاحب نے کہا یہ تشریف رکھتے ہین۔ جمعدار صاحب نے
کہا اخاہ آپ ہین۔ تو کیون نہو پھر یہ تو تھانگیے ہین۔ بڑا شرابی ہو
ایک قتل کے مقدمے مین بھی ماخوذ ہوئے تھے حضرت۔ خدا انسے
محفوظ رکھے۔ انکے کاٹے کا تو منتر ہی نہین۔ یہ باپو کسکا تھا بولو۔

روشن علی۔ اجی صاحب ہم تو چور ہو ہی گئے۔ سارا قصور ہمارا ہی ہی
کیون۔ مگر ہمارا خدا خوب جانتا ہو کہ ہم بے قصور ہین۔ اللہ جانے
بندہ جانے یا نہ جانے کچھ پروا نہین۔

جمعدار۔ کون۔ اجی یہ ڈھکوسلے رہنے دو بالاے طاق۔
صاف صاف جواب دو۔ وہ کون تھا جو باپو لایا تھا۔

روشن علی۔ ایک شخص ہو۔

جمعدار۔ تقریر کو سنیے۔ ایک شخص ہو۔ شخص نہین تو کیا گدھے بھی باپو
بیچا کرتے ہین۔

روشن علی۔ تو آپ بگڑتے کیون ہین۔

جمعدار۔ اچھا تکیے بھی ہوئے جاتے ہیں آپ۔ یہیں ٹھیک بنا دوں گا ابھی ابھی۔ شکر ام کہیں کا۔

روشن علی۔ خدا خوب واقف ہی۔

جمعدار۔ ہم لوگ تو واقف ہو ہی گئے۔ خدا کا واقف ہونا کوئی تعجب کی بات ہی۔

روشن علی۔ خدا ہی مالک ہی ہمارا۔

نواب صاحب کو ازبس تشویش تھی کہ یا خدا یہ ہونا کیا ہو اور کچھ نہ ہو تو اسیقدر کیا کم ہو کہ مال مسروقہ کی خریداری کا جرم عائد ہوا۔ یہ تھوڑا ہو۔ اور اگر حاکم نے دس پانچ روپے جرمانہ کر دیے تو ستم کا سامنا ہو۔ گو دس پانچ ہزار میں بھی ہمارا بال بیکا نہیں ہو سکتا تاہم بیعزتی تو ہو۔ اور بیعزتی بھی کیسی کہ بدنیتی سے مال مسروقہ خرید لیا۔ مگر جمعدار نے جو جھک کر سلام کیا اور روشن علی کو للکارنا شروع کیا تو کسیقدر ڈھارس ہوئی۔ حاضرین نے کہنا شروع کیا کہ خدا نہ دکھائیے جو کچھ بھی ہو۔ ہونا ہوانا کچھ بھی نہیں ہی۔ لیکن روشن علی چپیٹ میں آگئے۔ انکی خیر نہیں نظر آتی۔ یہ اب دین کے رہے نہ دنیا کے۔

گئے دونوں جہان کے کام سے یہ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچان لی۔

جمعدار۔ شنکر سہائے کہاں ہیں۔

روشن علی۔ ہمسے کہکر گیا تھا کہ کانپور جاتا ہوں۔ خدا جانے کہاں گیا

جمعدار۔ تمسے کہاں کی ملاقات ہی۔

روشن علی۔ ہم اور وہ شاہی میں ونگلے والی پلٹن میں نوکر تھے۔

جمعدار۔ وہ تمھارے ہاں کتنے روز ٹھکا رہا۔

روشن علی۔ وہی بارہ روز۔

جمعدار - یابو کی نسبت کیا بیان کرتا تھا -
روشن علی - کہتا تھا کہ دیبی پاٹن کے میلے سے لایا ہون -
جمعدار - تمھارا ساجھا کیونکر ہوا -
روشن علی - ہمسے کیا واسطہ ہمارا ساجھا کیسا -
امام الدین - این - خدا سے خوف کرو - خدا سے ڈرو - لاحول ولا قوۃ -
روشن علی - کیا کچھ جھوٹ ہی - ہمارا ساجھا کیا معنی -
امام الدین - مرد خدا تمنے نہین کہا تھا کہ ہمارا اور انکا ساجھا ہی -
جھمن - اور اُنھون نے بھی آنکر یہی بیان کیا -
چھوٹے نواب - تو یہ کہیے آپنے بیچ میں دھروانے ہی کی فکر کی تھی
امام الدین - صاف ظاہر ہی -
جمعدار - آپ کا کچھ نہ بگڑیگا - انکے ماتھے جائیگی - انکی خیر نظر نہین آتی -
جھمن - توبہ توبہ -
حاتم علی - ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہی -
جھمن - جی اور کیا انکے (بسبب) ہماری بھی ساکھ گئی -
نواب - پہچاننے والا آدمی چاہیے - یہ تو ابھی بالکل ناتجربہ کار ہین -
جمعدار - جی ہان حضور - ابھی کم سن نام خدا کم عمر ہین -
شیخ صاحب - مگر اہل اور رشید اور سعید -
چھوٹے نواب - روشن علی تمنے ہمین بہت بدنام کیا -

جمعدار نے کہا یابو ہمارے ساتھ کیجیے - روشن علی اُٹھو تمنے یابو نواب صاحب کے ہاتھ فروخت کیا - تمھارا چلنا بھی فرض ہی - تم نہ چلوگے تو چلیگا کون - اور امام الدین خان کو ساتھ بھیج دیجیے بس بالفعل یہی کافی ہی - روشن علی نے ہلڑ مچایا - واہ - نرم زمین کے ہیلدار - دبلے مارین شاہ مدار - امیرون سے چلتی نہین - غریبون کے لیے

جمعدار بن بیٹھے - اور چلنے کو جہان کہو چلتا ہون - نہ چلنا کیا معنی بچلین پیچ کیست - یاران چوری نہ پیران دغابازی - چلیے - مگر ہماری آہ تو ضرور اثر دکھائیگی -

جمعدار - اخاہ آپ ولی بھی ہین -

روشن علی - اب تو چور ہین - مگر اللہ بچانے والا ہی -

حاضرین نے متفق الراے ہوکر کہا کہ بیشک اسمین روشن علی ہی کا قصور ہی - اور روشن علی کے چور ہونے مین اصلا شک نہین - نواب صاحب کی شرافت ہی کہ خاموش بیٹھے ہین ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو زد و کوب کی نوبت آجاتی -

ایک صاحب نے یہ کہا - دوسرے نے اتفاق راے کیا - تیسرے نے کہا خدا کی قسم اسقدر بے بھاؤ کی پڑتین کہ ایک بال تو کھوپڑی پر رہ نہ جاتا - بالکل گنجی نظر آتی - چار ابرو کا صفایا - چوتھے صاحب بولے - واللہ بند کرکے کوٹھری مین اتنا گدیاتا - اتنا گدیاتا اسقدر پٹتے کہ عمر بھر یاد کرتے - چھٹی کا دودھ یاد آتا - دل لگی نہین ہی -

شیخ صاحب - جی اسمین کیا شک ہی -

جھمن - خداوند مین اس شخص سے بہت ڈرتا تھا کئی بار مجھسے اس سے تکرار بھی ہو چکی چھوٹے حضور اسکو خوب جانتے ہین - مگر مین نے چاہا کہ حضور سے عرض کرون لیکن خوف تھا کہ مبادا چغلخور سمجھے - بس اس سبب سے خاموش ہو رہا - ورنہ پہلے ہی کہ دیتا - اور پھر یہ بھی تھا کہ چار پیسے حضور کی بدولت پاتے ہین مین بیچ مین بھانجی کیون مارون

الغرض یا بو کو لیکے جمعدار اور کنسٹبل رخصت ہوے اور روشن علی ساتھ گئے

چھوٹے نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ جاکر پر سر سے

کہہ سُن آؤ۔ شام کو انھون نے بلایا تھا۔ بیرسٹر کی کوٹھی سے واپس آ کر یون گفتگو کی
امام الدین۔ خداوند پہلے تو کہا تعزیرات ہند دیکھو۔ یہ ہے وہ ہے۔ ہم ایسا مقدمہ نہین لیگا۔ نواب اور رئیس ہو کر چوری کا مال خریدا۔ جرمانہ ہوگا اور یہ ہوگا وہ ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ کچھ لائے بھی ہو۔ یا خالی خولی باتین ہی بناتے ہو۔ بس کیا دینگے نواب تمھارے۔ مین نے کہا جو آپ فرمائین خداوند۔ کہنے لگے تین ہزار۔ میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ مگر تراب علی نے تڑسے کہہ دیا کہ منظور۔ اور یہ کہکر صاحب کے قدمون پہ ٹوپی رکھ دی کہ حضور ذرا غور کر کے سب باتین متعلق مقدمہ سُن لیجیے۔ کہا پہلے روپیہ لاؤ
حاتم علی بولے انکو جانے دیجیے۔ مین بیٹھا ہون۔ مگر سُن لیجیے کو بات کیا ہوئی۔ کونسلی نے کہا ہشت۔ ہم سب سمجھ گئے۔ اب خداوند کوئی ہندوستانی ہو تو بس چلے۔ ان لوگون سے بھلا کیا بس چل سکے۔ تو قرار یہ ہوا کہ پندرہ سو آج دین۔ اور پندرہ سو پیشی کے دن۔

امام الدین خان نے پندرہ سو روپیہ ایک مہاجن کی دکان مین جمع کرا دیا چور کے ساتھ گرہ کٹے میان تراب علی اور حاتم بھی ساتھ ساتھ گئے تھے کہ ایسا نہو امام الدین خان رقم کی رقم نوہ اُڑا دین۔ چور کے چور آئے۔ یہ دونون نیبو نون چاٹ کے رہ جائین۔

چھوٹے نواب نے تاکید کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو ہم عدالت مین جانے سے بچ جائین۔

امام الدین خان دوسرے روز پھر بیرسٹر کے ہان گئے۔ ملاقات ہوئی۔ بیرسٹر نے کہا ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ لینگے۔ امام الدین خان کی باچھین کھل گئین۔ دست بستہ عرض کیا کہ خداوند غلام حاضر ہے جو حکم ہو پیش کرے۔ مگر بارہ سو قبول فرمائیے۔ بیرسٹر نے کہا۔ ہرگز نہین۔ جو کہا وہی لینگے۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے - سات سو روپیہ محنتانہ سے لیکے بیرسٹر کو دیا اور کہا پانچ سو پیشی کے روز حضور دینگے لیکن حضور نواب صاحب کو عدالت تو نہ جانا پڑیگا -

بیرسٹر - ضرور جانا پڑیگا -

امام الدین - بھلا خداوند کوئی ترکیب بچ جانے کی بھی ہے -

بیرسٹر - عدالت میں ضرور حاضر ہونا پڑیگا - اس سے بچ نہیں سکتے -

امام الدین - حضور اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو کچھ اور نذر کیا جائے -

بیرسٹر - بالکل غیر ممکن ہے - وارنٹ آگیا ہے نواب صاحب کے نام -

امام الدین - معلوم نہیں - تھانے سے جمعدار اور سپاہی آیا تھا بابو لیگئے اور روشن علی کو پکڑ لیگئے پھر نہیں معلوم کیا ہوا - حوالات میں ہیں -

بیرسٹر - پیشی کب ہے -

امام الدین - ابھی نہیں معلوم - کوئی دن مقرر نہیں ہوا - تو خداوند پھر اب عدالت کا جانا ضروری ہے - کوئی بات ایسی نہیں پیدا ہو سکتی کہ حاضری عدالت سے بری ہو جائیں -

بیرسٹر - نہیں - کوئی نہیں - ایسا نہیں ہو سکتا -

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے - وکیل کے ہان آئے تین سو روپیہ محنتانے کا وکیل سے اقرار ہوا ڈیڑھ سو نقد ادا کئے ڈیڑھ سو کا وعدہ کیا کہ پیشی کے دن دینگے نواب صاحب کے ہان تشریف لائے چھوٹے نواب صاحب منتظر بیٹھے ہی تھے انکے پہونچتے ہی پوچھا کہو خیریت ہے کیا بات ہے -

امام الدین خان - حضور بیرسٹر نے بہت غور کیا - کئی کتابیں الٹیں پلٹیں ادھر دیکھا ادھر دیکھا - کہا - کچھ پروا نہیں - ہم نواب صاحب کو بچا لینگے - بال بیکا نہ ہوگا - تم لوگ گھبراؤ نہیں

خداوند مین آبدیدہ ہوگیا - والد کی قسم آنسو جاری تھے - صاحب نے کہا رونے کی بات نہین - ہم نواب صاحب کو بالکل بری کر دینگے - مگر شکرانہ ضرور لیگا - عرض کیا کہ لینے دینے کی طرف سے آپ مطمئن رہین - خدا نے چاہا تو آپ کی امید سے زیادہ آپ کو ملیگا - مگر واسطے خدا کے بہت کچھ بیروی کیجیے تشفی کی کہ اب تم جاؤ اور نواب صاحب سے بھی کہ دو کہ گھبرائین نہین کچھ نہو گا

نواب - شکر ہو شکر ہو - مگر ہمکو عدالت تو نہ جانا پڑیگا - اسکا جواب دو - اگر عدالت تک جانے کی ضرورت نہو تو جان مین جان آئے - دو چار ہو اور زیادہ لین چاہے مگر بری کر دین - اجی مطلب یہ کہ مقدمے سے اور جرم سے تو ہم بری ہو ہی جائینگے یا حاضری عدالت سے ہمکو مستثنی کر دو تو خوب بات ہو - کوئی قانونی بحث کرین - آخر قانون دان ہین کہ باتین یا نام ہی کے بیرسٹر بنے بیٹھے ہین -

امام الدین - خداوند غلام کی تو یہی راے ہے کہ پیشی کے دن پالکی گاڑی پر حضور سوار ہون اور عدالت تک آپ چلے چلین دم کے دم مین مقدمہ ہو جائیگا ذرا جو تکلیف ہو تو جو جی چاہے وہ کیجیے - کونسل نے کہا کہ اگر عدالت مین حضور حاضر ہونگے تو فوراً بری ہو جائینگے اور اگر نہ تشریف لیگئے تو جرمانہ ضرور ہوگا - حضور اتنی تکلیف گوارا کر لین اور وہان تک چلے چلین بس اللہ اللہ

خوجی - اور بس دم کے دم مین حضور چلے آئینگے بات کرتے -

مصاحب اول - یہ تو سچ ہین خداوند - غلام کی بھی یہی راے ہے - جانا ضرور ہی ہے اور مجبوری ہے اور آپ کی تو خود صاحب مجسٹریٹ تعظیم کرینگے حضور اس طرح تھوڑا ہی جائینگے جیسے اور لوگ جاتے ہین - کیون بھائی امام الدین خان ہمہ شما کی اور بات ہے - اور حضور کی اور بات ہے - ہے کہ نہین حضور چلے چلین اس روز -

نواب صاحب - غضب ہو گیا آج تک عدالت جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا

بڑی شرم کی بات ہی۔ افسوس۔ بھلا بیرسٹر سے بڑھکر بھی کوئی ہی۔ ذرا استفسار دریافت کردو۔

امام الدین۔ خداوند اسے بڑھکر اور کون ہوگا۔ اور بہت سے وکیل ہین پر اودھا ایک کے پاس نہین۔ اودھا جسکے پاس ہو بس وہی سب سے بڑھکر ہی خداوند۔

نواب۔ ہان۔

تراب علی۔ ہان حضور ین کہنے ہی کو تھا۔ اودھا بڑی ملائٹ ہجر ہین

نواب۔ بھلا بمبئی کلکتے مین کوئی وکیل اسسے بڑھکر ہی آتنا کسی سے دریافت کرو

اب روشن علی کا حال سنیے۔ یہ جو تھانے پر گئے تو صاف انکار گویا بالکل کچھ جانتے ہی نتھے۔ تھانہ دار نے جو پوچھا اُسکے جواب مین اُنھون نے انکار بحت کیا۔

سوال۔ یابو کب بکا۔

جواب۔ ہمین نہین معلوم

سوال۔ یابو کسکا ہی۔

جواب۔ خدا جانے۔

تھانہ دار نے سبز باغ دکھایا۔ سنو میان ٹھیک ٹھیک حال بیان کرو ورنہ اتنے بید پڑینگے کہ یاد ہی تو کروگے۔ ہمین بھی کوئی جانگلو سمجھے ہو۔ یہان عمر اسی نوکری مین گذری۔ تمھاری آنکھین کہے دیتی ہین کہ تم چور ہو۔ روشن علی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ خیر۔ ہونگے چور ہی ہو نگے ہم۔ تھانہ دار بولے یہ ہم نہین کہتے کہ چوری تمھارا پیشہ ہی۔ مگر اس معاملہ مین تمنے البتہ بے ایمانی کی ہی اور اگر صاف صاف نہ بتاؤگے تو فوراً چالان کردونگا۔ منشی جی۔ منشی جی۔ حاضر۔ ارشاد۔ چالان کرو انکا۔ منشی جی نے سمجھانا شروع کیا۔ آپ کیون اپنے آپ اپنے دشمن

ہوئے ہین۔ بتا کیون نہین دیتے صاف صاف۔ جو معاملہ ہو صاف صاف بیان کر دو۔ اور نہ بیان کر وگے تو ہوگا کیا۔ یہ ممکن نہین لہ آن کے کوئی جھوٹ بول جائے اور ہم مان لین۔

روشن علی ایسے خائف ہوے کہ ساری داستان مو بمو کہہ سنائی۔

سوال۔ یابو کسکا ہی۔

جواب۔ باہر سے کوئی لالہ آئے تھے۔ انکو ہین نے گھر پر ٹکایا۔ انہین کا گھوڑا ہی۔

سوال۔ گھوڑا ہی کہ یابو۔

جواب۔ اب آپ تو مداری کے سے سوال کرنے لگے۔ کہ گدھا ہی یا گدھی۔ وہ گھوڑا کہا تو کیا اور یابو کہا تو کیا۔ مطلب تو ایک ہی ہو خداوند

سوال۔ کتنے مین بکا۔

جواب۔ میرے سامنے تو چالیس روپیا ایک دیے گئے۔ اور ستر ایک اور نوّے ایک دو سو کا بکا۔

سوال۔ وہ لالہ اب کہان ہین۔

جواب۔ وہ لے دے کے لمبے ہوئے۔ کچھ بیدھے تھوڑا ہی تھے ہمکو پھنسا گئے۔

سوال۔ تمکو معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی۔

جواب۔ جی ——— چوری کا مال کیا کیا ——— ہم کچھ —

تھانہ دار۔ صاف صاف بتا دو۔

مخبر۔ ہان ہان۔ ڈرتے کیا ہو۔ کچھ تمہارا مال ہی پھر کاہے کا ڈر۔

روشن علی۔ اب عزت آپ کے ہاتھ ہی۔

تھانہ دار۔ سچ بولو تو خدا جانتا ہی بچا لون۔ مگر راست بر است ہے کم و کاست

روشن علی۔ ہاں ہمیں معلوم تھا کہ چوری کا مال ہے۔ مال مسروقہ ہے۔
محرر نے کہا میاں تم بالکل گنوار ہی رہے۔ نواب صاحب تو
بچ جائینگے۔ تم جہنم ہی میں گھسوگے۔ اب نہ کہنا۔ خبردار اب صاف صاف
بیان کرنا۔ بس تم انکار ہی کرتے جاؤ۔ صاف انکار۔ تم کہنا کہ
نواب صاحب نے ہمارے ہاں انگوٹھی بکایا۔ اور جو بابو کی قیمت دریافت
کیجاے تو کہنا ساٹھ ستر کو بکا۔ زیادہ قیمت نہ بتانا۔ یہ پانچ ہزار سے
کم کا نہیں ہے۔ جب صاحب مجسٹریٹ سنینگے کہ ساٹھ کو خریدا تو شک
ہو جائیگا۔ صاف سمجھ لینگے کہ مال مسروقہ ہے۔ تم بالکل بچ جاؤگے۔ ورنہ
جو تمنے اسوقت بیان کیا ہے وہی اگر عدالت میں مجسٹریٹ کے سامنے
بیان کیا تو دھر لیے جاؤگے۔ تم انکار ہی کرتے جانا۔ اور قیمت ساٹھ
ستر سے زیادہ نہ بتانا۔ خبردار۔ خبردار۔ روشن علی نے کہا بہت خوب
جو ارشاد ہوا۔ ہمیں جو کچھ حکم دیجیے۔ اسکے مطابق عمل کریں۔

اب سنیے کہ تھانہ دار صاحب لیتے دیتے نہیں تھے۔ مگر محرر تھانہ
کے ایک ٹکا نہیں چھوڑتے تھے۔ انکا قول تھا کہ اگر سرکاری نوکر رشوت نہ
لے تو اپنے حساب پاگل ہے اور تھانہ دار کا قول تھا کہ رشوت لے تو خدا
اُس سے سمجھے۔ اب اپنے اپنے تو کیونکر بنے۔ دونوں کے دشمن۔ مگر کسی
موقع پر محرر نے تھانہ دار کی جان بچائی تھی۔ تھانہ دار اسکا بہت
لحاظ کرتے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ محرر کی نیت ڈانواں ڈول ہے
تو وہاں سے چلے گئے۔ اور کہا منشی جی آپ اظہار لکھ لیجیے۔
منشی جی نے کہا بہت خوب آپ جائیے۔ میں ابھی لکھے لیتا ہوں
روشن علی کو تخلیے میں خوب ہی پڑھائی۔ اور حسب دلخواہ اظہار لکھے
سوچے کہ بس ابھی صاحب سے روپیہ لینا کون مشکل بات ہے۔
چٹکیوں میں جمع ہو جائے۔

روشن علی - کچھ لے مر کے گیا - اچھا تو ہی - ہمسے کیا پاتے بھلا
یہان خود چکھتے جاتون ہین اور وہان کسی بات کی کمی نہین -
محرر - دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہی - ہمسے واحد شاہد ہون اور ہم خاموش
ہو رہین - واہ یہ یہان سیکھا ہی نہین -
روشن علی - وہان امام الدین خان کی صلاح کے بغیر کوئی کارروائی
نہو گی - انھین کو پھانسو - وہ چھوٹے حضور کے نفس ناطقہ ہین - انکا
کہنا سننا بہت چلتا ہی - جو چاہے دلوا دے - مگر استاد غریبون پر
نظر عنایت رہے -
محرر - اتنا ہی تو ہم بھی عہدہ دار ہین کہ غریب آزار نہین -
ایک کانسٹبل نے دل لگی دیکھنے کے لیے روشن علی کو پٹی پڑھائی
کہ پاگل بنجاؤ -
روشن علی نے کہا خوب سوجھی - لو ہم پاگل بنے جاتے ہین -
یہ کہکر حضرت نے ہانک لگائی -
خواجہ غلامی را بطلب انگور فرستاد پچیدن سوختن بر خاک شدن
غلطیدن بقربانت روم -
محرر تھانہ نے چالان کا نقشہ دکھایا تو آنکھین کھل گئین روشن علی
دل مین سوچنے لگے کہ اب خیریت کسی طرح سے معلوم نہین ہوتی ہی
یا خدا خیر کیجیو - کہنے لگے - اور یقین کامل ہو گیا کہ اب نجات کسی طرح
نہین ہی -
چالان روشن علی کو دکھایا گیا - ہوش اڑ گئے ہاتھ جوڑ کر کہا بھائی
واسطے خدا کے بچا لو - اب تمھارے سوا کوئی نہین جس سے مدد لین -
محرر نے کہا بس تم صاحب کے سامنے وہی کہنا جو ہمنے سکھایا ہی
اتنے مین امام الدین خان نے ایک آدمی تھانہ دار صاحب کے پاس بھیجا

تھانہ دار نے کہا محرر تھانہ کے پاس جاؤ۔ محرر نے علٰحدہ لیجا کر کہا کہ روشن علی بالکل انکار کرتا ہی اگر نواب صاحب کچھ دین تو اظہار بدل دون۔

امام الدین خان نے چالیس روپئے بھیجے اور کہا تھوڑی دیر مین اور روپیہ بھی نذر کرونگا۔ اظہار بدل دیجیے۔ چالیس روپئے لیکر کہا بس! چالیس ہی واہ۔ مگر خیر۔ کہدینا کہ باقی کا روپیہ بھی جلد بھیجین۔ آدمی رخصت ہوا۔ محرر نے روشن علی سے کہا کہ تم صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین انکار بحت کرنا۔ کہنا ہم کچھ جانتے ہی نہین اور ادھر اظہار نواب صاحب کے خاطر خواہ لکھ دیے۔ روشن علی اجلاس پر پہونچے اظہار لیا گیا تو کہا کہ خداوند مین تو غریب آدمی ہون ٹکے کی اوقات۔ شہر بھر جانتا ہی کہ بدوضع نہین شریف زادہ ہون۔ مگر نواب صاحب کا نمک کھایا ہی اُنکے خلاف کیا کہون حضور صاف صاف تو یون ہی کہ لالہ شنکر سہاے کو مین پہلے نہین جانتا تھا صورت آشنا بھی نہ تھا۔ نواب صاحب نے مجھکو حکم دیا کہ اپنے مکان مین اسکو ٹکالو۔ آقا کا حکم مین نے فوراً منظور کر لیا مجھے کیا معلوم کہ کیا ہنڈیا پک رہی ہی۔ نواب صاحب نے پلسٹھ روپئے کو یابو خریدا۔ اور لالہ کے نذر کے چل دیے۔ جب یہ حال کھلا کہ چوری کا مال ہی تو نواب صاحب نے کہا کہ تم جرم اپنے اوپر عائد کرلو ہم تمھارے گھر مین بتیس روپئے مہینے کے مہینے بھیجے جائینگے۔ اور دو سو نقد دینگے۔ اور اگر حاکم نے جرمانہ کیا تو وہ بھی ہمارے ذمے۔ اب خداوند چاہے پھانسی دے دیجیے۔ غلام اسوقت جھوٹ نہ بولیگا مین تو راضی ہوگیا۔ سوچا کہ اگر قید ہوے تو گھر مین بتیس روپئے مہینے کے مہینے پہونچینگے۔ اور دو سو نقد ملینگے۔ طمع تو بُری چیز ہی مگر گھر مین آکر بیان کیا تو بیوی لگین دوہتڑ پیٹنے۔ کہا ہم فاقہ کرینگے مگر

نواب صاحب کا حکم نہ مانو۔ قید ہو گے نام بد ہوگا۔ کسی کو منھ دکھانے
کے قابل نہ ہوگے۔ خداوند یہ بات ہم نے پسند کی اور یوں پسند
کرتا۔ نواب صاحب کے سب مصاحب مجھ سے بگڑ گئے۔ اور رقعے نے
بھجوایا۔ وہاں سے یہاں آیا اب خدا کا شکر ہے جو حکم ہو بجا لاؤں
صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا کھب گئی کہ یہ شخص
بے قصور ہے۔ فوراً حکم دیا کہ نواب صاحب کے نام وارنٹ جاری ہو
اور روشن علی حوالات میں رہے۔

سررشتہ دار نے فوراً نواب صاحب کو اطلاع دی۔ اور جی کڑا
کر کے یہ رقعہ لکھا۔

حضور اقدس۔ گو فدوی کو نسبت میں نیاز نہیں حاصل ہے۔
مگر آپ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ہیں چاہے موقوف ہو جاؤں
چاہے سزا پاؤں مگر ایک افسوسناک خبر سنی ضرور اطلاع دونگا۔ کہ
یا بو دال کے مقدمہ دال مسروقہ میں آج صاحب بہادر نے وارنٹ
گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ یہ خط بعد
ملاحظہ چاک کر ڈالیے۔

آپکا خادم مشتاق علی عفی عنہ

یہ خط نواب صاحب کے پاس بھیجا۔

اب سنئے کہ صاحب بنگلے چل دیے۔ سررشتہ دار صاحب نے
وارنٹ تو لکھوایا مگر صاحب سے دستخط کے لیے نہ کہا کل کارروائی
ختم کر کے نواب صاحب کے دولتخانے پر پہونچے۔

اب یہاں کا حال سنیے کہ ادھر خط آیا ادھر نواب صاحب
دھاڑیں مار مار کر رونے لگے خط کے آتے ہی امام الدین خان بھی
داخل ہوئے۔

امام الدین۔ حضور غضب ہوگیا۔
نواب۔ اُف ہاے کیا کرون زہر کھالون۔
بڑے نواب صاحب کو خبر ہوئی۔ تو وہ بھی دوڑے آئے۔ پرانی شکر رنجی کا اصلا خیال نہ کیا۔ اور محبت پدری کا مقتضا ہی تھا خدا ایک آپ ہی خدا مالک ہی۔ کچھ گھبرانے کی بات نہین ہی۔ دیکھو مین ابھی فکر کرتا ہون۔
چھوٹے نواب۔ ابا جان ——————
بڑے نواب۔ کچھ نہ گھبراؤ۔
چھوٹے نواب۔ اب فکر کا وقت کہان ہی۔ وارنٹ آتا ہوگا۔
سر رشتہ دار۔ نہین نہین ہی تو مین نے چالاکی کی۔ آج دستخط کے لیے صاحب کے پاس وارنٹ نہین لیگیا۔ اور کل اتوار ہی پرسون تعطیل۔
بڑے نواب۔ بڑا احسان کیا ہی حضرت۔
امام الدین۔ حضور شریف زادے ہین۔
بڑے نواب۔ تو پرسون تک ہمکو مہلت ہی۔
سر رشتہ دار۔ جی ہان حضور۔
بڑے نواب۔ آپ کا تو درم ناخریدہ غلام ہون۔ خط چاک کر ڈالو۔
سر رشتہ دار۔ مین تو سوچ چکا تھا کہ چاہے نوکری جاے مگر حضور اس بلا سے بچین۔
بڑے نواب۔ بڑا احسان کیا۔
بڑے نواب نے صاحبزادے کی تشفی کی اور کہا کہ بیشک ہی تو گھبرانے ہی کی بات بلکہ زہر کھالینے کی۔ لیکن مشکل یہ ہی کہ دو دن ہمکو اختیار رہ جاہے جس طرح کا بندوبست کرلین۔ آج اور کل آج تو

یہ گھڑی برخاست ہی ہو گئی۔ اور کل اتوار ہی۔
سررشتہ دار صاحب نے پھر کہا کہ حضور پرسون بھی تعطیل ہی۔
نواب صاحب بہت ہی خوش ہوے فرمایا الحمد للہ۔ جان مین جان آئی۔
خدا نے عزت رکھ لی۔ ورنہ باقی کیا رہا تھا۔
رفقا اور مصاحبین نے کہا آمین کیا شک ہی خداوند بڑی بیڈھب ہو گئی تھی۔ نواب صاحب بولے مگر اب کرین تو کیا کرین۔ جان ناتوان ضعیف مین ہی۔ کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی۔ سنگ آمد و سخت آمد مگر ع
بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد
شاکر اور صابر رہنا چاہیے۔ ان اللہ مع الصابرین والشاکرین
افسوس تو یہ ہی کہ اب وارنٹ ٹالے نہین ٹل سکتا۔
چھوٹے نواب صاحب نے کہا ابا جان واسطے خدا کے زہر منگوا دیجیے۔ مجھسے یہ بیعزتی نہ سہی جائیگی۔ ایسی زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہی۔
امام الدین خان نے کہا خداوند اب کچھ بن ہی نہین پڑتی۔ اور حضور خدا نکرے کہ کہین صاحب کو یاد ہو۔ اور خدانخواستہ خدانخواستہ وارنٹ جاری ہی کردین۔ تو بس غضب ہی ہو جائے۔ خداوند اب یہ موقع نہین ہی کہ جھوٹ باتین بنائین۔ اب موقع یہ ہی کہ حق نمک ادا کرین۔ قدیم نمک پروردہ سرکار ہین۔ حضور جب سے سُنا ہی اللہ جانتا ہی روح لرزتی ہی۔ اُف (کانپ کر) خدا وہ وقت نہ دکھلائے مین تو کانپ اٹھتا ہون خداوند۔ بس اب ہماری صلاح یہ ہی کہ چھوٹے حضور آج ہی انتظام کرکے حج عتبات عالیات کے لیے چپکے سے چل کھڑے ہون۔ ہم خرما ہم ثواب۔ اور تب تک یہان بڑے حضور سب ٹھیک ٹھاک کر رکھین۔

میان لچھمن بولے خداوند اب سوچنے اور غور کرنے اور صلاح و مشورہ کا موقع نہیں رہا۔ اب تو آ ہر دو پہر بن آئی ہے۔ ہماری تو صلاح یہی ہے کہ نیپال کی ترائی میں ہو رہیے۔ اور وہاں سے خاص الخاص نیپال اُتر جائیے۔ ذرا جوکھم کی بات نہیں۔ غلام ساتھ ساتھ چلیگا۔ ہمراہ رکاب دو مہینے چار مہینے میں یہاں معاملہ رو براہ لائیگا۔ چلیے کچھ بھی نہ تھا

دوسرے روز بڑے نواب صاحب خود صاحب ضلع کی ملاقات کو گئے اور وہاں سے آکر یوں بیان کیا۔

بڑے نواب۔ آج ملاقات کا دن ہے۔ صدر الصدور صاحب اور ڈپٹی صاحب اور دو ایک تعلقہ دار اور اہلکار اور خدا جانے کون کون تھے۔ ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کو آئے۔ بڑے خلیق آدمی ہیں۔ ہاتھ ملایا۔ کمرے میں لے گئے۔ جاتے ہی میں نے کہا اب اس شہر سے ہمارا چل چلاؤ ہے۔ اب کہیں اور جا کر رہینگے۔ پوچھا۔ کیوں کیوں یہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا۔ بس اب یہاں نہ رہینگے اور رہیں تو کس منہ سے۔ بہت اصرار کیا کہ نہیں ضرور بتائیے اور جلد بتائیے۔ میں نے کل داستان بیان کی۔ وارنٹ کا نام سنتے ہی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وِل۔ وارنٹ !!! کیا جاری ہو گیا۔

میں نے کہا نہیں جاری نہیں ہوا مگر لکھا گیا ہے۔ بہت افسوس کیا۔ اور کہا آپ جائیں اور جا کر جلد دیکھیں اور خوشی کریں ہم اسی دم مقدمہ اپنے ہاں منتقل کر لینگے۔ میں نے کہا میں ازبس مشکور ہوا۔ فرمایا آپ اس بارے میں کچھ فکر نہ کیجیے۔

جب کچہری کھلی تو بڑے صاحب نے آتے ہی کہا منشی۔ روبکار لکھو

روبکار محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر۔

حسب منشاء چٹھی انگریزی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۲ دربارۂ انتظام

تصفیۂ حدود اینجانب کے نزدیک لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا جانا موقع پر ضرور ہے ۔ لہذا کل مقدمات مال و فوجداری اجلاس صاحب موصوف سے منتقل ہو کر مقدمات مال باجلاس پنڈت درگا پرشاد صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منتقل کیے جائین ۔ اور چالان فوجداری باجلاس اینجانب منتقل ہون لہذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا پاس لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کے بھیجکر قلمی ہو کہ فوراً موقع پر تشریف لیجائین اور آج ہی مقدمے منتقل کر دین ۔

چھوٹے صاحب نے ۔ چارج دیا روانہ ہو گئے ۔

اتنے مین نواب صاحب کی جانب سے ایک باضابطہ عرضی صاحب بیرسٹر نے پیش کی کہ صرف ایک آدمی کے ذریعے سے جو خود مال مسروقہ فروخت کنندے کا مرتکب ہوا ہمارے نام بلا شہادت وارنٹ جاری ہوا ہماری کمال توہین ہے ۔ لہذا عرض پرداز ہون کہ از راہ نوازش وارنٹ کے عوض سمن بھیجا جائے ۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ عرضی شامل مسل پیش ہو اور تا حکم ثانی کوئی کارروائی نسبت اجرائے وارنٹ نہ کیجائے ۔ مقدمہ مسل کل پیش ہو ۔ رفقا اور مصاحبین نے جاتے ہی آسمان سر پر اٹھایا فتح ہے فتح ہے ۔ بڑے حضور کو اطلاع کرنا بھی کچھ فتح ہے ۔

دور چودھوان

بچھڑے ہوؤن کی ملاقات اور دن عید رات شب برات



پیشی کے دن تین بجے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کو مال مسروقہ خریدنے کے جرم سے بری کر دیا تو انکے کل نصاحب اور احباب بدرجہ نہایت محظوظ و مسرور ہوے۔ بڑے نواب صاحب دریا پر بیٹھے و تانا تک رہے تھے۔ پہلے چھوٹے نواب اپنے والد ماجد کے پاس حاضر ہوے عرض کیا۔ ابا جان۔ لو فتح ہی۔ بڑے نواب کی جان مین جان آئی۔ فرزند دلبند سے کہا بیٹا اب گھر چلو۔ انھون نے عرض کیا سرکار تشریف لیچلین۔ فدوی بھی حاضر ہوتا ہی اور امام الدین خان کو حکم دیا کہ ہمارے نشست کی کوٹھی صاف کرا رکھو اور کل اشیا قرینے سے لگا دو۔ یہ کہکر باغ تشریف لیگئے۔ تھوڑی دیر مین بہت سے احباب اور اعزا جمع ہو گئے۔ کوئی پانچ بجے جب ذرا اجماعت کم ہوئی تو خدمتگار نے اطلاع دی (سرکار) ظہورن آئی ہین۔ چھوٹی بیگم صاحب نے کچھ پیغام بھیجا ہی۔ چھوٹی بیگم اور ظہورن کا نام جو سنا تو بیوی کی پچھلی محبت اور مستانی کی اُس تماشہ عالم چھوکری کی اٹھتی جوانی یاد آ گئی جتنی دیر مین خدمتگار نے عرض کیا اور انھون نے سنا اتنی ہی دیر مین اُن دونون اصنام مہوش کی چاہت نے ایسا ایسا گدگدایا کہ فرخندہ کی جانب سے طبیعت ہٹ گئی۔ ظہورن کا نام سنکر یہ اُٹھنے ہی کو تھے کہ فرخندہ نے پانون سے دامن دبا لیا۔ سوچی کہ بیگم صاحب کا پیغام آنا بیڈھب ہی۔ ایسا نہو مین جواب دے دین۔ عورت تھی مُن کی

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پرفن	پانون سے پر دبا لیا دامن

مگر نواب صاحب نے اعتنائی کے ساتھ چلدیے حکم دیا کہ ظہورن کو ڈولی سے اتارو اور اس کمرے مین کہ نشست مین ہے ظہورن ڈولی سے اُتری۔ کمرے کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ عطر کی بو باس نے نواب صاحب کے دماغ کو طبلۂ عطار

بنا دیا اور رخ انور اور پیشانی نورانی اور گوش صفا گوش اور جبین مبین اور ساعد سیمین پر جو نظر پڑی تو بیخود ہو گئے -

ظہورن (مسکراتی ہوئی) لونڈی مجرا عرض کرتی ہو -

نواب - (جھیپے ہوے) آئیے آئیے تشریف لائیے -

ظہورن - آنے مین تو کچھ ہرج ذری بھر بھی نہین ہو - مگر آپ آدمی نٹ کھٹ ہین اس سبب سے کلیجہ کانپتا ہو -

نواب - آو تمھین ہمارے سر کی قسم چلی آؤ جی -

ظہورن - ایسی بے طور قسم دے بیٹھتے ہین کہ بس - اچھا بڑی وڈی کی قسم کھاؤ کہ چھیڑینگے نہین -

نواب - ایں ! ماشاء اللہ آپ بھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتی ہین اور جو حسن ہوتا تو زمین پہ قدم ہی نہ رکھتین -

ظہورن ادھر ادھر دیکھ کر کمرے کے اندر گئی اور فرش پر بیٹھ گئی اب جناب کرسی پر متمکن تھے اُنھون نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے سامنے والی کرسی پر بیٹھو - مگر ظہورن نے کہا یہ ہماری منجال (مجال) نہین ہو کہ حضور کے سامنے کرسی پر ڈٹ کے بیٹھین - نواب صاحب کو چین کہان - خود بھی کرسی چھوڑ کر ظہورن کے پاس بڑھ کے بیٹھنے کو تھے مگر وہ ذرا کھسک گئی -

ظہورن - دیکھو چھیڑ خانی نکرنا نواب اللہ جانتا ہو ہم اُٹھ کے چلے جاینگے - ہان - چھوٹی سرکار تو ہمین آنے نہین دیتی تھین مگر ہمسے نہین رہا گیا مگر حضور سچ کہتے ہین کہ مَرد کی ذات بڑی بیمروت ہوتی ہو -

نواب - تمھاری بیگم صاحب بدگمانی کے سبب سے تمکو ہمارے پاس نہین آنے دیتی ہونگی -

ظہورن - (شوخی کے ساتھ) اے تم مردون کو اس بدخلقی کے سوا

اور کبھی کچھ آتا ہی تیسون کلام کی قسم کھا کے کہتی ہون دیکھیے انکا پیٹ
پچکا ہی کہ روزہ رہا کرتی ہین بیچاری - تین دن سے بڑی حضور اور
چھوٹی حضور نے کھانا کھایا ہو تو قسم لیجیے ہزار خرابی سے بیٹھین تو
بس دو نوالے بزبردستی کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا - اور آپ یہان
رنگ رلیان مناتے ہین -

اتنے مین پردے کے پاس سے ایک خدمتگار نے کہا (سرکار
فرخندہ اپنے گھر چلی جاتی ہین - کیا حکم ہوتا ہی) نواب صاحب تو
ظہورن کے دام الفت مین اسوقت گرفتار تھے اور اس زبان دراز
طرار معشوقۂ گلعذار خورشید رخسار کی شکوہ سنجی اور والدۂ بلقیس مرتبت
اور کالمانہ حور طلعت کا حال زار سنکر کسیقدر منفعل اور خجل بھی تھے کچھ
جواب نہین دیا ظہورن نے آہستہ سے کہا اسے جانے دو موئی
چھتیسی چھپل پائی کو - یہ کہکر چق کے پاس سے جھانکا تو دیکھا ایک دبلی
پتلی سانولے رنگ کی کمسن عورت بہت ہولے ہولے چل رہی ہی -
ظہورن ایک تو شوخ طبع - دوسرے نواب صاحب کی مطبوعہ
تیسرے حسن خداداد پر مغرور - فوراً آوازہ کسا (دیکھنا سانہ ٹوٹے
اور رسان رسان چلنا - اللہ رے تیری نازکی - عورت کا ہے کو
موئی تپ دق ہی - فرخندہ ایک تو یون ہی جلی ہوئی تھی - یہ سنکر
اور بھی جل بھن کے خاک ہو گئی - اور بہلی پہ سوار ہو کر چلدی -
نواب صاحب کو اپنے منہ سے کہنا بھی نہ پڑا - ایک گھنٹے تک ظہورن
نے بیگم صاحب کی بیقراری اور گریہ وزاری اور راتون کو اختر شماری
کا حال اس حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ نواب صاحب کا دل بھر آیا -
کہا سنو ظہورن چلنے کو تو ہم چلتے ہین اور اماجان سے بھی وعدہ
کر لیا ہی - اور فرخندہ کو بھی چلتا بتایا ہی - مگر ایک شرط ہی کہ

دو محلون کے بغیر نہ رہینگے - ایک محل مین گھبرائے دوسرے مین چلے گئے
تم ہمارے گھر پر جاؤ -

ظہورن - (لجاتی ہوئی، یہ بیچارے کسو گنوارن انیلی کو دو جا کے
تمنے اڑائی ہین تو ہمنے بھی بھون بھون کھائی ہین - اب ہمکو اتنی جان سے
کہہ دینا پڑا کہ ہمارا نکاح کسو کے ساتھ پڑھوا دین - چاہے بیحیائی ہی سہی
اونھ! بلا سے -

نواب - بس وہ ہمارے ساتھ نکاح پڑھوا دینگی -

ظہورن - نواب اللہ جانتا ہو آج تمنے ہمین بڑا ذلیل کیا - ہمارا
دل تو صاف ہے مگر لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ جوان جہان چھوکری وہان
اکیلے مین نواب کے پاس کیون بیٹھی ہو گھر سے نکلواؤ گے کیا -

نواب - (بوسہ لینے کو تھے) بڑی وہ ہو -

ظہورن - (دروازے کے پاس آ کر) بس بہت چونچلے نہ بگھارو
یہ نخرے چھنادہ - کزو - ازی - ذزیکھہ - لزے - گزا -

نواب - پزر - وزا - گزیا - ہزہ -

دو گھنٹے تک نواب صاحب اور بی ظہورن اُس کمرے مین رہین
اور جب باہر برآمد ہوئین تو دونون بند پالکی گاڑی مین سوار ہوے
اور حوالی موالی سب بھانپ گئے کہ ظہورن محل مین داخل ہو گئین
تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے پر ظہورن کی ڈولی تھی - گاڑی
رک گئی ظہورن ڈولی پر سوار ہوئین - اور گاڑی سے اترتے وقت
نواب صاحب کے گال مین بہت آہستہ سے چٹکی لی -

نواب صاحب کے ہان اندر سے باہر تک سب خوش -
بڑی بیگم نے جو لڑکے کو اتنی مدت کے بعد دیکھا تو مارے خوشی کے
آنسو رواں ہوے - چھوٹی بیگم کے پاس گئے تو کئی گھنٹے تک

یہ مارے جھینپ اور وہ مارے خوشی اور حیا کے خاموش رہین اسکے بعد نواب صاحب نے زلف چلیپا کو جو رخسار تاباں پر مار سیاہ کی طرح لہرا رہی تھی ہٹا کر ایک گرما گرم بوسہ لیا اور کہا ہم اپنی بداعمالیون سے خود نادم ہین۔

اب سنیے کہ باہر آئے تو سنا کہ بڑی بیگم صاحب نے محلے کی کل مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے ہین اور بڑے نواب صاحب نے تھیٹر والے پارسیون کو چار ہزار روپیہ دیکر تماشا کرنے کو بلایا ہو دوسرے روز دس بجے شب کے تماشا شروع ہوا شہ نشینون کے اوپر کمرون مین بیگمات مخدرات پردے مین بصد آن بان متمکن تھین۔ اور محفل مین شہزادگان گردون مدار اور روسا ذوی الاقتدار اور عمائد و امرا رونق بخش تھے۔ اور بارہ دری کے باہر دو مقام پر شامیانون کے نیچے ناچ ہوتا تھا۔ بارہ دری کے پردے جواہر نگار پر بہار۔ ہر در و دیوار لطافت بار۔ بارہ دری چراغان سے جگمگاتی ہو رات شب قدر کو شرماتی ہو۔ باہر دکانین جمی ہین۔ کوئی بی بی سائن کے دودون کی خیر مناتا ہو۔ کوئی چرس کا دم لگاتا ہو۔ تمبولی کی دکان پر بھیڑ لگی ہو۔ گلوری پر گلوری بناتا ہو پیسے مین منہ لال ہو مہوبا گرد گرد والا نگوڑے کا منہ کالا۔ سوڈا واٹر والا بوتلون پر بوتلین کھولتا جاتا ہو۔ دنادن کاگ اڑاتا ہو۔ تماشا شروع ہوا نواب صاحب اور منجھو صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کرسیون پر بیٹھے تماشا دیکھنے لگے۔ تماشے کے بعد ایک عجیب نقل شروع ہوئی۔

ایک نوجوان عورت موجد رسم دلربائی طراز آستین خود نمائی طاؤس کتاب نظر فریب۔ آفت ہوش ستم کوش۔ سر تا پا سرخ ساری پہنے آئی وہ سرخ ساری گویا یاقوت احمر ہیرا کہائے معشوقون کے لعل لب کو شرمائے

اور اُسی عورت کے ساتھ اُسکا شوہر بھی آیا۔ میانہ قامت گدرایا ہوا بدن
اٹھارہ اٹھارہ برس کی سی لال پگڑیا سر پر جمائے ہوے۔

مرد۔ ایک کام کو جاتا ہون ابھی ابھی آتا ہون۔

عورت۔ اچھا جلد آئیے۔ مگر ایسا نہو کہ غوطہ لگاؤ تو کل تک نہ آؤ۔

مرد۔ نہین دو تین گھنٹے مین آجاؤنگا۔

حضرت چلے گئے۔ اثناے راہ مین ایک دوست سے کہا کہ ہمین نوکر کی ضرورت ہو۔ ہمارے پاس کوئی آدمی نہین ہو۔ کوئی ہوشیار آدمی تلاش کر دیجیے۔ اُنھون نے کہا اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان آدمی کو ساتھ لائے اور کہا لیجیے خدمتگار حاضر ہو نوکر رکھ لیجیے۔

مرد۔ تم نوکری کرو گے۔

خدمتگار۔ (آہستہ سے) ہان۔

مرد۔ کیا کہا۔

خدمتگار۔ مین نے کہا ہان۔ لیکن ایک شرط ہو آپ آدمی ذرا عقل کے بھدے معلوم ہوتے ہین۔

مرد۔ مطلب یہ کہ نوکری کرو گے؟

خدمتگار۔ (آواز بلند کڑک کر) ہان۔ ہان۔ ہان۔

مرد۔ یہ بدتمیز معلوم ہوتا ہو۔

دوست۔ بڑا کھرا آدمی ہو۔

مرد۔ تمھارا کیا نام ہو۔

خدمتگار۔ جعفر۔

مرد۔ اچھا جعفر تم ہمارے ساتھ رہو۔

خدمتگار۔ بہت خوب۔

جعفر کو لیکر چلے تو ایک باولی کے قریب پہونچے۔ پن بھرتان پانی

پھر رہی تھین ایک سے ایک بڑھکر حسین و نازنین۔ کوئی جادو نگاہ
کوئی غیرت مہر و ماہ کسی کی دھانی پوشاک جس سے بکھراج شرمائے۔
کسی کی گلابی دھوتی۔ جو ہزنٹے ہی رنگ اور نئے ہی ترنگ مین سے

ہر لطف حسینون کی دورنگی کا اٹھاتا		دو چار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

آقا۔ جعفر جعفر۔ او جعفر۔

جعفر۔ اجی کیون غل مچاتے ہو بیکار۔

آقا۔ تو تم بولے کیون نہین۔

جعفر۔ گھور ہن کہ بولین۔

آقا۔ بڑی رنگین مزاج بھی ہو۔

جعفر۔ کیسے کچھ ہولے مسرے کے۔

آقا۔ ہمین سے کسیکا زیور اتار لاؤ تو کھرے ہین۔

جعفر۔ اجی یہ مجھسے نہوگا۔

آقا۔ ہانہین وجہ۔ نہونے کا سبب۔

جعفر۔ پکڑا جاؤن۔ جوتیان کھاؤن۔ اُلّو بنون۔ سزا پاؤن۔

آقا۔ مین ایک تدبیر ایسی بتاتا ہون کہ سزا سے بھی بچو اور مطلب بھی نکلے

جعفر۔ تو پھر کیا ہو۔ سب کا زیور اتار لاؤن۔

آقا۔ تو کنکریان لیے کھڑا رہنا جب عورتین ادھر پانی لیکر نکلین تو ایک
ایک کنکری پھینکنا جو رنگیلی ہوگی اشارے سے بلا لیگی۔

جعفر۔ تو جاؤن پھر۔

آقا۔ جاؤ۔

میان جعفر کونے مین چپ چاپ کھڑے رہے۔ عورتین باولی پر
آئین پانی بھر بھر کر چلین۔ جب چلنے لگین تو جعفر نے ایک عورت پر
کنکری پھینکی۔ وہ پاک دامن تھی چپکی چلی گئی پھر دوسری آئی۔ اسپر

کنکری پھینکی وہ بھی چلدی - اُسکے بعد ایک بانکی عورت آئی اُسپر جو جعفر نے کنکری پھینکی تو پھر کر اشارے سے بُلا لیا جعفر ریشہ خطمی ہی تو ہوگئے نہایت بشاش ہوئے کہ منھ مانگی مراد پائی - پری پیکر اُڑکر آغوش مین آئی لپکے اور اُسکے ساتھ اُسکے گھر گئے اُس رنگیلی عورت نے جعفر کو لیجا کر بڑے تپاک سے بٹھایا اور پیار کی باتین شروع کین -

جعفر - آپ کا نام کیا ہے -

عورت - کیسر -

جعفر - اہو ہو ہو - آپ کا نام کیسر اور میرا نام جعفر - دونون نام ایک سے

کیسر - آپ کی ملاقات سے ہم بہت محظوظ ہوے -

جعفر - آپ کی عنایت -

کیسر - کبھی کبھی آیا کیجیے -

جعفر - کبھی کبھی کیا معنی مین تو چاہتا ہون کہ روز آؤن -

کیسر - واہ اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ -

جعفر - حورون کا ذکر سنتے تھے آپ کو آنکھون دیکھا - ؎

کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہرہ دور کا	وصف اُن غلط سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا

کیسر - واہ آپ البتہ حسین جہان ہین - ؎

خدا کا لعل کا یا قوت کا خون شہیدان کا	تمھارے بھی لب نے اُڑایا رنگ ہے کس کس کا

جعفر - ہم لاکھ حسین ہون پھر مرد ہین تمھارے حسن و نزاکت کا بھلا مقابلہ کر سکتے ہین کیا مجال -

کیسر - کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہے -

جعفر - ہان کچھ کچھ -

کیسر - پھر کچھ گائیے -

جعفر - بہت خوب -

جعفر ایسے مزے مین آ کے کہ بے ڈھول گانا شروع کیا۔ سہ

جب رخ سے حجاب اس گل رعنا نے اٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اٹھایا

اٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اٹھایا

دل تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون
کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صد حیف
تابوت مرا میر سے سودا نے اٹھایا

کیسر — واہ آپ نے اسوقت نہایت محظوظ کیا۔

جعفر — لطف تو جب ہو کہ آپ بھی ہمین محظوظ کرین۔

کیسر — (مسکرا کر) سہ

تنہا ہو بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم
تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو

جعفر — احسان ہے۔ سہ

بوسہ دو ہمین بغیر مانگے
اتنی ہمت تمھین خدا دے

کیسر — ہمارے میان تمھارے سے جوان نہین ہین۔

چمن مین مے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو
ہوائے سرد بھی ہو ابر نو بہار بھی ہو

جعفر — ہان اس رنگ مین بھی ہو پھر لاؤ۔

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

کیسر — کل۔

جعفر — کیسر پیاری (کیسر کا گورا گورا ہاتھ چوم لیا)۔

کیسر — (ہاتھ چھڑا کر) آپ آج جائیے کل آئیے گا۔

جعفر — واہ کیا خوب۔ سہ

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھا گئے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

کیسر — (منہ پر ہاتھ رکھکر مسکرائی)

جعفر۔ شکر ہی

بجلی چمک کے رہ گئی آنکھوں کے سامنے		منھ پر کسی نے رکھدیے جب بڑھ کے ہاتھ

کیپسر۔ اب جاؤ۔ لو یہ ایک اشرفی لو کل تو نیچے رات کو آنا۔

جعفر نے اشرفی لی اور نہایت ہی محظوظ ہو کر چلے۔ راہ مین انکے آقا انکو ملے۔

آقا۔ کہو کوئی ہتے چڑھی۔

جعفر۔ اہو ہو ہو۔ اہو ہو ہو۔

آقا۔ کیا پایا معلوم ہوتا ہی کسی نے بلا لیا۔

جعفر۔ ہا ہا ہا۔

آقا۔ ارے کچھ کہے گا بھی۔

جعفر۔ کچھ نہ پوچھو۔

آقا۔ توبہ۔ عجب آدمی ہو۔ ارے مُنھ سے بول تو بھلے مانس آ

جعفر۔ کئی عورتین آئین۔ کنکری چھنکی چلی گئین۔ ایک پری پیکر پر اوھر کنکری پڑی ادھر اُسنے مجھے بلایا۔ اور اچک کر ہم ساتھ ہو لیے مجھے اپنے گھر لیگئی۔

آقا۔ واہ واہ چین ہی چین لکھتا ہی۔ مکان کہان پر ہی۔

جعفر۔ اجی مرغی بازار کے آگے تمھاری دکان ہی نہ۔ اُسکے بائین ہاتھ کو گلی گئی ہی۔ اُس گلی مین جو پہلا مکان ہی۔

آقا۔ کیا کہا۔ مرغی بازار کے پاس جو گلی اور اُسکا پہلا مکان۔

جعفر۔ ہان ہان جی جسپر چق پڑی ہی۔

آقا۔ ارے غضب یہ میرے ہی گھر مین گھس گیا ہ

کس نیاموخت علم تیر از من		کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اُسنے ہم ہی پر ہاتھ صاف کیا۔

جعفر - ایسا اچھا مکان ہو کہ جی خوش ہو گیا -
آقا - اچھا پھر کیا ہوا -
جعفر - غزل گائی پیار کی باتین کین - ایک اشرفی دی اور کہا کل نو بجے آنا
آقا - ہان - تو تم نو بجے کل ضرور جانا -
جعفر - مین تو جاؤنگا مگر تم میرے پیچھے ہی رہنا -
آقا - ارے مین تو خود بخود ساتھ رہونگا - تو جا تو -
دوسرے دن نو بجے جعفر حسب اقرار کیسر کے مکان پر گئے - کھولو کھولو
دروازہ کھولو -
کیسر - کون ہے -
جعفر - مین ہون جعفر -
کیسر نے ناز وادا کے ساتھ اٹھکر دروازہ کھول دیا - جعفر اندر تشریف لائے -
جعفر - کہو جان جان اچھی تو رہین -
کیسر - ہان شکر ہے کہیے آپ کا مزاج -
جعفر - آپ کو دیکھا گویا قارون کا خزانہ ملگیا - ع

یہ اب یافت ہوتا ہے مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضل الٰہی سے

اتنے مین اس عورت کا شوہر آگیا اور جعفر کو الماری کی آڑ مین
چھپنا پڑا آتے ہی میز کے نیچے خوب لکڑیان لگائین مگر جعفر وہان سے
چلے گئے تھے - راہ مین میان جعفر ملے -
جعفر - سلام ہے -
آقا - کہو گئے تھے -
جعفر - گئے اور پیچ کھیت گئے اور خوب باتین کین -
آقا - پھر کیا ہوا - جلد جلد بتا - سب حال - بولو -
جعفر - اجی تو بولتے بولتے بولون کہ بک اٹھون - مثلاً لکھتا ہون - کہتا ہون

آقا- ہم ایسا آدمی نہین جانتے تھے جھٹ پٹ کہین نہین بتاتا- بولو- جلد بولو
جعفر- گیا بیٹھا- پیار کی باتین کین مجھے دیکھ دیکھکر کھیلی جاتی تھی-
آقا- پیچھے کیا ہوا۔
جعفر- بڑی کھلاڑی احمدآباد سے آئی تھی-
آقا- (آہستہ سے) ارے رے رے- احمدآباد کی بڑی بھی کھلاڑی کمبخت نے
جعفر- پانی پیا- پھر پان کھایا-
آقا- ارے پتھر کھائے- پھر کیا ہوا- انجام کیا ہوا-
جعفر- مزے سے بیٹھا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا- خدا اُسکو غارت کرے
روسیاہ ہو مردود- خدا نے سمجھے اُس سے- وہ آگیا- آوازدی کھولو- کھولو
جلدی کھولو- بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگیا تھا- مگر بخیر گذشت-
آقا- پھر کیا ہوا- تجھکو دیکھ لیا تھا-
جعفر- اجی توبہ- اُسکی کیا حقیقت ہے- کیا مجال اسکی عورت بڑی چالاک مگر مرد نرا الّو
ہے- حضرت نے جو اپنی سرگذشت سنی تو منھ بنایا- مگر خاموش منظور تو
یہ تھا کہ جعفر کو کیسر سے باتین کرتے ہوے گرفتار کرین- واہ-
آقا- پھر تمکو کہان چھپا دیا تھا-
جعفر- الماری کے اُدھر-
آقا- ارے رے رے- سب کہین دیکھا- الماری کے اُدھر دیکھنا ہی
بھول گیا افسوس صد افسوس خیر اب سہی-
جعفر- اسکے شوہر نے آتے ہی چوطرفہ دیکھنا شروع کیا اور وہ غل مچایا
کہ توبہ ہی بھلی- ہوش اُڑ گئے- مگر مجبور- ادھر اُدھر دیکھکر وہ تو چل دیا
پاگل تو ہو ہی- کھٹکا زمانے بھر کا- عورت نے مجھسے کہا آؤ ڈرتے ڈرتے
الماری کے ادھر اُدھر دیکھ بھال کرین اُس قید تنہائی سے کیسر کے
سامنے آیا-

آقا- اچھا جلدی جلدی بتاؤ پھر ہوا کیا-

جعفر- مجھے اپ نے تین اشرفیان دین-

آقا- ہان تین اشرفیان دین-

جعفر- اجی روز ایک ایک اشرفی بڑھتی ہی جائیگی-

آقا- (جلکر)- ہان کیون نہین- ایک ایک اشرفی روز بڑھتی ہی جائیگی- آج کس وقت بلایا ہی-

جعفر- گیارہ بجے رات کو-

آقا- ضرور جانا- ایسا نہو سو جاؤ-

جعفر- واہ سوتے کوئی اور ہونگے- ہونہ- سونے کی ایک ہی کہی-

آقا- اچھا تو پھر ضرور ضرور جانا-

جعفر- مین تو جاؤنگا اسمین شک ہی نہین- مگر آپ میرے ساتھ ہی رہیے گا- ایسا نہو اکیلا چھوڑ دیجیے- کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اُسکے شوہر کو قتل کر ڈالین- بس پھر چین ہی چین لکھا ہی-

اس فقرے کے سنتے ہی انکا جی چاہا کہ جعفر کو قتل کر ڈالین- مگر غصے کو ضبط کیا- اور خاموش ہو رہے-

شب کو میان جعفر پہنچے- کھولو- کھولو- دروازہ کھولو- دروازہ کھولو- کیسر نے شوخی کے ساتھ اُٹھکر دروازہ کھولا تو میان جعفر تشریف لائے-

جعفر- کہیے مزاج شریف-

کیسر- آپ ہی کے انتظار مین تھی-

جعفر- مین ٹھیک وقت پر حاضر ہوا- مگر وہ کمبخت تو نہ آتا ہوگا-

کیسر- نہین- وہ یہان کہان- وہ خدا جانے کس پھیر مین ہوگا-

جعفر- کل تو اسنے جان عذاب مین کر دی- ناک مین دم کر دیا- سخت مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا-

اتنے مین اُنھون نے آتے ہی غل مچایا۔ کھولو۔ کھولو دروازہ کھولو جعفر کے ہوش فقرہ۔ حواس پیترا۔ بوکھلایا ہوا چو طرفہ پھرتا ہی۔ کہان چھپون۔ آج کہان چھپون۔ آج مارہی ڈالیگا۔ اب زندہ نہ چھوڑیگا۔ واسطے خدا کے بچاے کیسر

کیسر۔ الماری کی آڑ مین چھپ رہو۔

جعفر۔ اب آج وہان نہ چھپونگا۔

کیسر۔ اچھا صندوق کے اندر چھپ رہو۔

جعفر روتے پیٹتے صندوق مین داخل ہوئے۔ اُنکے آقا تشریف لائے اور آتے ہی الماری کے ادھر ادھر اتنے ڈنڈے لگائے اتنے ڈنڈے لگائے کہ توبہ ہی بھلی۔ گھر بھر مین ڈھونڈھا۔ چو طرفہ تلاش کی کوئی جگہ باقی نہ رہی۔

مرد۔ بتا کہان ہی۔

عورت۔ ہائین۔ ہائین اچھی خیر ہو۔

مرد۔ خیر کے بھروسے نہ رہنا۔ ہان بس کہہ دیا ہی۔

عورت۔ تو کیا ہی کیا۔

مرد۔ وہ کہان ہی۔

عورت۔ وہ کون۔ آخر کچھ معلوم تو ہو۔

مرد۔ وہ جسکو اشرفیان دین۔ برفی کھلائی۔ پان چکھائے۔ مزے مزے سے باتین کین۔ اور کون۔ اور اوپر سے باتین بنائی ہی۔

عورت۔ کیا! (تناک کر) ہوش کی دوا کرو۔

مرد۔ اب بتا دو کہ ہی کہان۔ مین ایک نہ مانونگا۔ ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور کیونکر مانون اون بیوجہ۔

عورت۔ تم کیا کہتے ہو۔ ہماری تو سمجھ ہی مین نہین آتا کچھ۔

مرد - ہان ٹھیک ہو -
عورت - (منھ بنا کر) تین چار دن سے جب آتے ہین ہلڑ ہی مچاتے ہین
مرد - ہان ہلڑ مچاتے ہین -
عورت - زار زار رونے لگی -
مرد - اس رونے سے کیا ہوگا -
عورت - تو مین نے کیا کیا -
مرد - یہان کون آیا کرتا ہو -
عورت - واہ (رو کر) آنکھین ہی پھوٹین -
مرد - کسکی کسکی آنکھین پھوٹین - یہ نہ بتاے گی - میری آنکھین پھوٹتی ہی یا اُسکی وہ جو آتا ہو -

الغرض عورت نے بہت کچھ مکر کیے مگر اسکے شوہر نے کہا مین ایک نہ مانونگا تو بڑی مکار ہو - تین دن سے ایک آدمی یہان آتا ہو - اور روز رونے کا کچا چٹھا مجھے کہہ سناتا ہو - ایک دن میز کے نیچے چھپایا - دوسرے دن الماری کے پاس - تیسرے روز کہین اور چھپایا ہوگا - ہم آج گھر ہی پھونک دینگے جسمین وہ جل بھن کے خاک ہو جائے -

عورت - اچھا پھونک دو -
مرد - اب دیکھین کدھر بچ کے جاتا ہو -
عورت - اچھا پھونک دو -
مرد - لاؤ آگ -
عورت - یہ روپیہ اور زیور اور اشرفیون کا صندوق تو یہان سے ہٹا دو
مرد - یہ کیون -
عورت - سب پھونک دوگے تو کھاؤ گے کیا -
مرد - اچھا -

عورت نے کہا صندوق اٹھا لو۔ حضرت نے صندوق اُٹھایا تو پانی اپنر گرنے لگا۔

مرد۔ یہ صندوق سے پانی کیسا گرتا ہو۔

عورت۔ اسمین گنگا جل رکھا تھا۔ گر پڑا ہوگا۔

صندوق اُٹھا کر انھون نے علیحدہ رکھ دیا۔ اور گھر بھر پھونک دیا تھوڑی دیر کے بعد اکڑتے ہوے نکلے۔ موچھون پر تاؤ دیکر کہتے تھے کہ اب تو ہمنے پھونک دیا۔ دیکھین میان جعفر اب کیونکر آتے ہین۔ یہ کہتے ہی تھے کہ جعفر آن موجود ہوے۔

آقا۔ ارے! یہ بھوت بنکر آیا۔ کیونکر آیا آخر یہ کہان تھے۔

جعفر۔ اجی آج کا حال نہ پوچھو۔

آقا۔ کچھ تو بتاؤ۔ نہ پوچھین کیا معنی۔ بتاؤ۔

جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پان کھایا۔ باتین کین۔ مزے سے گپین اڑ رہی تھین یکایک وہ بدبخت بدنصیب پلید نالائق نابکار پھر آن پہونچا۔

آقا۔ ہان پھر کیا ہوا۔ مطلب کی بات چھپا جاتا ہو۔

جعفر۔ سنتے جایئے۔ اب جاؤن تو کہان جاؤن۔ بولو۔

آقا۔ بھاڑ مین جا۔ مطلب تو کہہ۔ پھر ہوا کیا۔

جعفر۔ اجی ہوتا کیا عورت تو بڑی چالاک ہو۔ مگر مرد گدھا ہو۔

آقا۔ ہان ہان گدھا تو ہو ہی۔ مطلب بیان کر۔ جلد بتاؤ۔

جعفر۔ صندوق مین مجھے بند کر دیا۔

آقا۔ ارے رے رے سب کہین دیکھا صندوق ہی مین نہ دیکھا افسوس ہاتھ ملکر) کیا پیچ ہوا ہو کہ بیان سے باہر۔

جعفر۔ آنکھ چو طرفہ دیکھا گدھے نے۔ اِدھر۔ اُدھر۔ اوپر۔ نیچے الماری کے آس پاس۔ میز کے نیچے۔ کہین پتا نہین۔ اپنی جورو پر

بہت خفا ہوا خوب للکارا۔
آقا۔ پھر کیا ہوا۔
جعفر۔ صندوق اٹھا کر لیچلا۔
آقا۔ ارے رے رے۔ گھر پھونک دیا مگر اسکو چھوڑ دیا۔
جعفر۔ اجی کوئی ایسی تدبیر نہین کرتے کہ اُسکے شوہر کو مار ڈالو۔ تو وہ ہمارے ساتھ بھاگ جائے کا ٹھیا وار جانے والی ہو۔
آقا۔ ہان ہان فکر ہو جائیگی۔ پھر تو جا۔
جعفر۔ بھیج دو گے۔
آقا۔ ہان ضرور بالضرور (آہستہ سے) بھیج دونگا کالے پانی۔
جعفر۔ اجی صندوق بڑا بھاری تھا۔ مگر اسنے اُٹھا ہی لیا۔
آقا نے جھلا کر خوب پیٹا۔ جعفر بھاگا۔ آقا پیچھے پیچھے۔ جعفر آگے آگے بھاگا۔ یہ جا وہ جا۔
نقل کے بعد صحبت رندان ہی آشام آراستہ ہوئی نصرت الدولہ اور دو ایک اور روسا تو تھوڑی تھوڑی پی کر رخصت ہوئے مگر ان لوگون نے بوتلون پر بوتلین لنڈھائین کوئی گیارہ بجے تک پیا کیے۔ اتنے مین امام الدین اُٹھے لڑکھڑائے اور گرے۔ ہتو رنے کہا یا علی۔ اُف۔ بہت بچے بھئی بہت ہی بچے۔
نواب صاحب کرسی پر سے گرے دھم۔ ہتو رنے لپک کر اُٹھایا اور حاتم علی اور چھمن کو پکارا۔ تینون نے ملکر کرسیان ہٹائین پلنگ بچھایا۔ نواب صاحب کو بہزار خرابی پلنگ پر سلایا۔ تراب علی کو جگایا۔ اوٹھا کر بٹھایا۔ مگر وہ پھر لڑھک رہے

تھور نے کہا۔ اُف۔ آج سب کے سب بہت پی گئے۔
حاتم علی۔ سزا بے اعتدالی کا انجام یہی ہی۔
جھمن۔ یہ امام الدین خان جو چاہین سو کرین۔
تھور۔ اور آج خود بھی بہت پی گئے۔
جھمن۔ دیکھو نہ پڑے ہین چارون شانے چت۔
حاتم علی۔ سزا ہمکو نکلوا دیا تھا۔ جلتے ہین نہ ہمسے جلا کرین۔
جھمن۔ ہمکو بھی دھروایا تھا جی۔ وہ کیا چوکتا ہی
تھور۔ اب کوئی علاج تو بتائیے۔
حاتم علی۔ علاج کیسا بس سو رہے دیجیے۔ دو تین گھنٹے مین ہوش آجائیگا۔
تھور۔ سب کے سب پڑے ہین آج۔ نہ وہ چھچھے ہین۔ نہ دل لگی۔
جھمن۔ اور سنیے۔ یہ چھچھے لیے پھرتے ہین۔ ہوش تو بجا نہین کسی کے کہنے لگے چھچھے۔ یار کسی تدبیر سے امام الدین خان کو نکلوانا چاہیے یہان سے مگر مشکل ہو ذرا۔ ذرا کیا بہت مشکل ہی یہ مزاج مین دخیل ہو گیا کسی کی دال ہی نہین گلنے دیتا ہی کیا کیا جائے۔
تھور۔ دیکھیے تو سہی ہوتا کیا ہی۔
تھور نے چپکے سے امام الدین خان کا انگرکھا چاک کر ڈالا اور باہر سے کیچڑ لا کر پایجامے مین مل دی۔ اور ٹوپی فرش کے پتلے چھپا رکھی۔ تراب علی کا پایجامہ تھوڑا سا چاک کیا اور بیٹے قینچی سے کتر کر ادھر اُدھر منتشر کر دیے۔ اور کہا کیون کیسی سوجھی۔

جھمن اور حاتم علی بہت ہی ہنسے۔
حاتم علی۔ واہ بھئی کیون نہو۔ اللہ جانتا ہو خوب سوجھی شاباش شاباش۔
جھمن۔ استاد ہو۔ آج ہم مان گئے۔ دور کی کوڑی لائے واللہ۔
حاتم علی۔ ڈنڈل دو تھورے کے۔ اور لطف یہ کہ معاً سوجھی ہو آمد ہونا۔

تھورنے دیکھا کہ اور تو سب سنے مزے مزے شراب لنڈھائی ایک ہم ہی رہے جاتے ہین چپکے سے گلاس مین تھوڑی سی انڈیلی اور پانی ملا کر پی گئے۔ حاتم علی نے کہا اور سنیے یہ تو خود ہی پینے لگے۔ بس جاؤ تم کہا چلے۔ اب تمھارے قول و فعل کا بھی اعتبار نہین رہا جھمن نے بھی ڈانٹ بتائی۔ مردحنا یہ کیا کفر کی باتین ہین۔ اے لاحول بس اب تم خدا اپنے آپے مین نہ رہوگے۔ امام الدین خان اور تراب علی کو دھروانا تو دور رہا۔ تم کہین آپ ہی نہ دھرے جاؤ تھورنے کہا آپ دیکھتے ہی جائیے۔ ممکن کیا کہ ذرا معلوم بھی ہو کہ اسنے پی ہو۔ ایسی بات ہی بھلا۔ کیا مجال۔ ہمکو بھی کوئی ویسا ہی مقرر کیا ہو۔ تراب علی اور امام الدین خان ہم نہین ہین۔ یہ کہکر تھورنے تھوڑی اور پی۔

جھمن۔ چلیے یک نشد دو شد۔
حاتم علی۔ بلکہ سہ بلکہ چہار شد۔
تھور۔ جی کہین شد نہو۔ ہونہہ۔ کیا الو سمجھے ہین۔
جھمن۔ سب یہی کہتے ہین۔ اور پھر الو بن جاتے ہین۔ امام الدین خان

بھی یہی کہتے تھے۔

حاتم علی۔ جی تراب علی بھی بنکارتے پھرتے تھے کہ ہجو من دیگرے نیست

اتنے مین میر گلباز آئے۔

شاکر علی۔ آئیے آئیے میر صاحب آئے ہین۔ کہیے شہر کی کیا خبرین ہین۔ میر گلباز۔ اسوقت ایک مژدہ سنا۔ جی خوش ہو گیا۔ سنا کہ بڑے صاحب نے منظور کیا کہ ہم دفتر اپنے اجلاس مین منتقل کر لینگے۔ بڑی خوشی ہوئی۔ میر گلباز نے پوچھا آپ لوگ کیا سب کے سب غنی ہین آج۔ یہ امام الدین خان پڑے ہین۔ واہ رے۔ اور یہ کون ہے۔ تراب علی۔ شاباش۔ اور حضور بھی بیہوش سے معلوم ہوتے ہین۔ میان مٹھو نے بھی چسکی لگائی ہے حاتم علی نے کہا جی سب کے سب بیخود ہین میان۔ مٹھو نے تو تھوڑی سی ابھی پی ہے مگر رفتہ رفتہ یہ بھی نشے مین چور ہو جائینگے۔ ایک ہم اور تمھین البتہ بچے ہوئے ہین ابھی تک رباقی خیر صلاح۔ میر گلباز نے کہا بڑی شرم کی بات ہے خدا گواہ ہے بڑی شرم کی بات ہے۔ خیال تو کیجیے اتنے بڑے رئیس اور یہ حرکتین اے لاحول۔ اسوقت کوئی آئے تو کیا کہے۔ لعنت اور نفرین کرتا ہوا یہان سے جائے یا نہین۔ ع

ہر کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است		بلکہ می شود از صحبت نادان بدنام

یہ صحبت نادان ہے۔ ایک وہ پڑا ہے۔ ایک یہ لوٹ رہا ہے۔ انکو تو دیکھیے دنیا و مافیہا کا ہوش ہی نہین۔ یہ میخواری ہے یا سیہ کاری۔ امی لاحول ولا قوۃ۔ پچاسون بار پینے کا اتفاق ہوا مگر ایسی حرکت کبھی نہین سرزد ہوئی کہ آپے سے گذر جائین کیا مجال۔ لطف میخواری یہ ہے کہ چسکی آتا جائے کباب کھاتا جائے مزے مزے کی باتین ہو رہی ہین۔ چہل ہے لطف زندگی ہے۔ یہ نہین کہ پیتے کے ساتھ ہی ہوش ففرو۔ حواس رخصت امی لاحول۔ یہ کہکر میر گلباز نے ایک جام پیا۔

حاتم علی - این! کیا خوب -

چھمن - خود فضیحت و دیگران را نصیحت -

حاتم علی - اتنی لمبی چوڑی تقریر کے بعد چسکی لگائی -

چھمن - نہ رہا گیا نہ آخر ع

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

حاتم علی - ہائے افسوس - واللہ ابھی لاحول پڑھتے تھے اور اب خود چسکی لگا رہے ہین -

میر گلباز - (بآواز بلند) رباعی

زاہد تو بہ تقوی و ریا ارزانی　　من دانم و بید ہی شبے ایمانی

ہان باش چنین و طعنہ بر غیر مزن

من کافر و من یہود و من نصرانی

سہتور نے چپکے سے کہا ابھی اور پی او تو تمھاری بھی گت بناونگا پچھڑ نہ ملی ہو تو سہتور نام نہین - حاتم علی اور چھمن مسکرائے تو میر گلباز سمجھے کہ ہماری کسی بات پر ہنستے - کہا اب یون تو چاہے جسکو بنا لو - مگر انصاف شرط ہے - کوئی کلمہ کوئی بہکی بات کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلے جس سے بیہوشی کا ثبوت ہو تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن - ایسی بات ہے بھلا - ہرگز نہین یہان تو وہ مشق بہم پہونچائی ہے کہ اگر بوتل کی بوتل لنڈھا جاؤ تو بھی تو معلوم نہو کہ پی یا نہین -

سہتور آدمی تھا کائیان - بولا میر صاحب یون گپ اڑانے کو کہو نہین بھی اڑا یا کرون مگر اللہ جانتا ہے آدھی بوتل بھی پیو تو تین دن تک ہوش نہ رہے کہین ٹھرا اوٹرا پیا ہوگا - یہ ولایتی ہے - خاص برانڈی - میر صاحب جھلا کر بولے نہ پیے اسکی بھی ایسی تیسی اور نہ پلائے اسکی بھی ایسی تیسی - سہتور نے بوتل سامنے رکھ دی آدھی بوتل سے کوئی چار پانچ ماسے کم تھی -

میر گلباز نے چسکی پر چسکی لگائی - جام پہ جام پیا - تو جھومنے لگے اچھے خاصے لڑکھڑائے - بیٹھے تو طبیعت بے چین - کسی بات کا ہوش باقی نہ تھا - ہان بس ہوش تھا تو اس بات کا کہ پیتے ہی جائین - کرسی پر پھر جا بیٹھے سوڈا کی ایک بوتل کھولی - دن کی آواز سے امام الدین خان چونک پڑے مگر نشہ تیز تھا پھر سو رہے - ادھر میر گلباز نے لونڈھا پیا - اہاہا - کیا خوش ذائقہ ہی - ذائقہ خوش ہی -

چھمن نے اشارے سے کہا چڑھ گئی - حاتم علی نے مسکرا کر گردن پھیر لی - بھورے گردن ہلانے لگے کہ ہان اب راہ پر آ گئے - تھوڑی دیر میں تنکے چننے لگو تو سہی - میر گلباز نے پھر گلاس مین انڈیلی اور چسکی لگائی اور یون غل مچایا - ؎

غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہی	بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہی

بھورے نے سمجھایا کہ آہستہ آہستہ کہیے غل نہ مچائیے - میر گلباز فرش پر لیٹے - مگر لیٹتے ہی اُٹھ بیٹھے - اور بڑی وقت سے پھر کرسی پر جا بیٹھے تھوڑی دیر تک اونگتے رہے گویا افیم کی پینک تھی - اسکے بعد پھر شراب پی اور کہا - ؎

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید
لاش اٹھتی مسیحون کی ——

اُف بہت پی گئے آج —— اسوقت —— تجھے نہ کبھی اُٹھل مچا کر سمجھے ! تجھے اِ! کیا خاک سمجھے اِ!اِ! -

یہ کہکر حضرت گلباز اُٹھے مگر پاؤن ڈگمگایا - بھورے نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا بیٹھیے بیٹھیے - بہزار خرابی بیٹھے - چھمن نے کہا واہ ری شراب خدا اس شراب حرام زادی کو غارت کرے - اللہ کچھ عجب اثر ہو - جب حضرت تشریف لائے تو بہت ہی بگڑے تھے - آئین ! یہ بھی بیٹے ہین

نواب علی بھی عنین ہیں - بہت ہی خفا تھے - بڑی دیر تک شراب کی
ہجو کیا کیے - اور فرمایا کہ ہم اس طرح نہیں پیا کرتے کہ عنین ہو جائیں
یہ لوگ شراب پینے کے طریقے ہی سے واقف نہیں اور اپنے پیچھے
خود لوٹ رہے ہیں - حاتم علی نے کہا جی ہاں یہ بری بلا ہے - خدا ہی
اس سے بچائے - جبھی ہم تو سرکار کے خیر خواہ ہیں - ہمکو نفرت کلی ہو
اس مردار سے - مگر میاں ٹھنگے لگوں نے تھوڑی کبھی پلا ہی چھوڑی -
یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ میر گلباز اُٹھے تو رسے کہا بیٹھے تو
بیچ بدمعاش ہے کا آدمی پاجی - چپ - بولا اور ہنسے دھپ جمائی
حاتم علی - خدا خیر کرے -
تھورا - بیٹھے حضور بیٹھے - میر صاحب بیٹھے حضرت - ہائیں ہائیں ہاہا
میر گلباز - ابے ہمکو سمجھا تو کیا ہے - آخر کچھ کہو تو سہی -
میر گلباز اٹھے تو لڑکھڑا کر نواب علی پر گرے - دھم - نواب علی نے غل
مچایا - چور - چور - لینا جانے نہ پائے - امام الدین خان نے چور چور
کی آواز سنی تو گلبلا کر اٹھ بیٹھے - اور باہر کی طرف دوڑے گھبراہٹ
کے صحن میں منہ کے بل دھم سے گرے -
تھورا - ارے یہ بری ہوئی -
حاتم علی - لاحول - اب ہنڈیا چور رہے ہو ہوے بس -
جھمن - میاں کوئی جا کے اٹھاؤ - یہ کیا غضب کر رہے ہو -
حاتم علی - بولو نہیں - ایک آدھ ولیل ہو شراب چھوٹے - ؎

چھٹتی نہیں ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

تھورا - خانصاحب - خانصاحب - اجی خانصاحب -
جھمن - اجی یہ کیا دل لگی بازی کر رہے ہو - وہاں جاؤ -
تھورا نے جا کر خانصاحب کو اٹھایا -

جھمن - بھلے کو اسوقت سناٹا تھا نہین تو پچاسون آدمی ٹوٹے رہتے ہین
حاتم علی ساؤ رہ گیا -
جھمن - ارے یار ہمکو بھی سب شرابی سمجھے ہونگے -
متھورا - جی نہین - آپ نشان خاطر رہین -
حاتم علی - کچھ پروا نہین - ع

تو پاک باش برادر و مدار ز کس باک		زنند جامہ ناپاک گازران بسنگ

امام الدین خان کو نورا دربان - گجراج ٹھاکر - نانک سنگھ سپاہی
ان تینون آدمیون نے دیکھ لیا تھا کہ صحن مین پڑے لوٹ رہے ہین
مگر سوچے کہ اگر جا کر اٹھایا اور نواب صاحب نے دیکھ لیا تو بڑے
خفیف ہونگے - لہذا چپ چاپ بیٹھے رہے - ناگاہ ادھر
امام الدین خان اور میر گلباز مین خوب چخ چلی - متھورا اور
لاکھ لاکھ سمجھایا مگر انھون نے ایک نہ سنی - امام الدین خان نے
تمھاری ایسی تیسی - میر گلباز بولے تمھارے باپ کی ایسی تیسی
نے کہا پھر اٹھون - گلباز آستینین چڑھا کر بولے قضا آئی
امام الدین خان نے دھول جمائی گلباز نے چپت لگائی لڑتے لڑتے
دونون نواب کے پلنگ پر گرے پائی چٹ سے ٹوٹ گئی اور
چونک پڑے -
نواب - کیا ہی کیا ہی کیا ہی - ارے کیا ہی - اجی کیا ہی - بول کیا ہی
متھورا - حضور غل نہ مچائیے - خاموش ہو رہیے -
نواب - کیا ہی - کیا ہی -
متھورا - سو رہیے سو رہیے - بہت غل نہ مچائیے -
نواب صاحب نے متھورا کو ایک تھپڑ دیا - اس زور کا
کہ آنکھون سے آنسو نکل پڑے -

حاتم علی نے کہا خداوندا یہ کیا غضب کر رہے ہین آپ حضور نے اس زور سے تھپڑ لگایا کہ آنکھین نکل پڑین بیچارے کی۔ نواب صاحب نے اٹھکر حاتم علی کے کان پکڑے اور کہا دور ہو مردود دور ہو سامنے سے میرے چل دور۔ چھمن ہبکے وبکاکے بیٹھے تھے۔ تراب علی پھر لیٹے رہے۔ امام الدین کی حالت سب سے زیادہ ردی تھی۔ مگر آدمی تھا ضابط ضبط کیے چپ چاپ پڑا رہا۔ نواب صاحب نے تراب علی کے پٹے نوچے تو اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کون ہے بے پٹے نوچتا ہے۔ آنکھین کھولین تو دیکھا کہ حضور ہین۔ اب اٹھتے نہین لیٹے ہی لیٹے سمجھا رہے ہین کہ حضور رئیس اعظم ہین۔ حضور رئیس زادے ہین اور دس منٹ تک خاموش رہکر۔ حضور جو ہین سو دو دو بک۔ کیا تیرا دیا کھاتے ہین ہم۔ کیا کسی کے دبیل ہین۔

چھمن نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا دیکھو تراب علی۔ چھوٹے حضور ہین۔ یہ کیا بھونڈی تقریر ہے۔ نمک حرام۔ گھونسے لگائے بات ترے کیا نابکار۔ نالائق۔ چھمن کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور ایک قہر آلود نظر نواب صاحب پر ڈالی۔ حاتم علی نے دیکھا کہ تیور بیڈھب ہین۔ ایسا نہو چھمن اسوقت حماقت مین آکر ایک ہاتھ لگا بیٹھین تو نواب صاحب کی کرکری ہو۔ چھمن کے دونون ہاتھ پکڑ لیے۔ نواب صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حاتم علی پر تھپڑ اٹھایا مگر حاتم علی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا خداوندا اسوقت نشے مین ہین بس لیٹ رہیے۔ ورنہ ہلڑ ہو جائیگا۔ نواب صاحب نے اگالدان اٹھا کر حاتم علی کے سر پر دے مارا۔ فوراً خون کے فوارے بہنے لگے۔

چھمن۔ ہائین! ہائین!!۔

حاتم علی۔ اوہ۔ مر گیا۔ ارے مار ڈالا۔

سہور۔ (اگالدان پھینککر) امام الدین خان سے خدا سمجھے
چھمن۔ کپڑا لاؤ۔ کپڑا لاؤ۔
سہور۔ لاؤ جی کپڑا کپڑا اور ریشم لاؤ۔ ذرا جلد لاؤ۔ توبہ۔ توبہ۔
اب سنیے کہ دربان اور خدمتگار اور فنس کے کہار اور سپاہی اور چھمین اور سائیس اور حافظ جی اور لونڈیان اور مامائین اور ایرا غیرا نتھو خیرا سب دوڑے آئے کہ خون ہو گیا۔
سر مین خوب چوٹ آئی۔ خون کے تراٹے بہنے لگے۔ یاران سرپل نے گپ اڑا دی کہ خون ہو گیا۔ بات کا بتنگڑ کر دینا تو یارون کے بائین ہاتھ کا کرتب ہی۔ اب لطف یہ کہ اس حماقت کو بنائے تو کون بنائے۔ کمرے کے اندر سب اپنے اپنے رنگ مین حاتم علی زخمی تراب علی نشے مین چور۔ امام الدین خان سیہ مست و مخمور۔ نواب صاحب بیہوش میر گلساز کو دنیا و مافیہا کی خبر نہین۔ سہور بھی بیہوش۔ ایک چھمن وہ نواب صاحب کی خبر لین۔ امام الدین خان کو سمجھائین یا گلباز کو للکارین یا تراب علی کی فکر کرین یا حاتم علی کے زخم کی دوا دارمن مین کوشش کرین یا اپنی خیر منائین۔
مگر چھمن نے جو دیکھا کہ اتنے آدمی جمع ہو گئے اور آدمیون پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین۔ تو باہر نکل کر کہا۔ کیا ہی کیا۔ چلو یہان سے۔ اچھا تماشا مقرر کیا ہی۔ سبحان اللہ۔ ان لوگون نے صاف صاف سنانا شروع کین۔ ذرا اُف نہ کیا۔
کوچمین۔ بُرے کام کا بُرا نتیجہ۔
سائیس۔ اور کیا بھائی۔ یہ تو یہی ہی جی۔
دربان۔ روز یہی ہوتا ہی یہان۔
کہار۔ پی بہت گئے۔

سپاہی۔ توبہ توبہ مسلمان ہوکے اور شراب پئین۔
حافظ جی۔ الامان الامان۔ ابھی بڑے حضور سن لین تو غضب ہی ہو جائے
لونڈی۔ اوئی اللہ نکرے۔ ابھی جوان جہان ہین چھوٹے حضور۔ عیش کے تو دن ہی ہین۔
حافظ جی۔ ایسے ہی لوگون نے تو سلطنتین غارت کردین۔
لونڈی۔ اوئی فذری بیچ کیسے گا میرے مُنھ نہ لگنا میان۔
جھمن۔ حافظ جی۔ ذرا اس بھیڑ کو تو ہٹا ئیے۔
حافظ جی۔ یہ خون کا کیا ذکر ہے۔
جھمن۔ کچھ خبر ہے۔
حاتم علی۔ اجی حافظ جی کو یہان کو بُلا لو۔
جھمن۔ آیئے دیکھ لیجیے۔
سپاہی۔ بہتور کہان ہے۔
بہتور۔ حاضر کیجیے۔ اجی یہ تو سب ہین خرافات مشہور ہو گیا یہ خون کیسا۔
سپاہی۔ پھر یہ ہوا کیا۔
بہتور۔ کچھ نہین۔ حاتم علی صاحب جو لپک کر جانے لگے تو گر پڑے بیچارے کا سر گھٹنے سے بولا۔ ذرا سا خون جھلک آیا تھا۔ ریشم بھر دیا چلیے چھٹی ہوئی۔
حافظ جی۔ اکمرے کے اندر جا کر۔ الامان۔ الامان۔ کچھ خوف خدا بھی ہے
حاتم علی۔ خوف خدا ہوتا تو یہ کفر کی باتین ——————
حافظ جی۔ شرم نہین آتی تھین۔
حاتم علی۔ بجھے! درست بجا۔
جھمن نے بڑا کام کیا جتنے آدمی جمع ہوے تھے سب کو ہٹا دیا۔ حاتم علی کے زخم کی فکر کی اور شرابیون کو دیکھ رہے کہ دائرۂ اعتدال سے

باہر قدم نہ نکالنے پائین۔

تھوڑی دیر مین نواب صاحب نے کوشش کی کہ احاطے مین جائین جھمن نے روک لیا کہ اور کہا ہرگز نہین مین نہ جانے دونگا۔ چاہے حضور غلام کو قتل کر ڈالین مگر غلام نہ جانے دیگا۔ چوہا چوپار از دوان ہو جائیگا واسطے خدا کے باہر جانے کا قصد نہ کیجیے۔ مہتور نے کہا حضور بس یہی بُرا کہ اب سرکار کسی کا کہنا ہی نہین مانتے۔ باہر جا کے مفت مین فضیحت ہونا کون سی عقل کی بات ہے۔ اور یون سرکار مالک ہین۔ نواب صاحب نے کہا ہم ضرور جائینگے۔ جھمن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ خداوند ہم لوگون کے لیے بڑی بدنامی کا باعث ہوگا۔ اسوقت حضور اسقدر کہنا مان لیجیے۔ نواب صاحب سنتے کسکی تھے۔ حملہ کیا کہ چلا جاؤن۔ مگر ایک طرف سے جھمن دوسری طرف سے مہتور نے روکا حضرت نے غل مچانا شروع کیا۔ دوڑو کوئی ہے یہ لوگ مجھے قتل کیے ڈالتے ہین۔ دو تین سپاہی ایک دربان اور حافظ جی پھر لپکے آئے۔ دیکھا کہ نواب صاحب سیہ مستی کی حالت مین واہی تباہی بک رہے ہین اور جھمن اور مہتور سمجھاتے ہین مگر وہ ایک نہین مانتے۔ حافظ جی نے کہا۔ ہائین ہائین یا خداوند خیر تو ہے۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ افسوس ہاے افسوس۔ سپاہی بولا۔ ہو کیا خیر ہے اسمین کسی کا اجارہ ہے۔ اسی سے تو ہزار مسائل مین لکھا ہے کہ شرابی کی صحبت مین نہ بیٹھے۔ دربان نے کہا یہ لوگ اور بھی مٹی خراب کرتے ہین آج تو تراب علی نے پلائی اور اتنی پلادی کہ دیکھیے سب نشے مین پڑے ہین نواب صاحب نے پھر حملہ کیا مگر لوگون نے روک لیا۔ نورا دربان کو جو خبر ہوئی تو اُسنے ظہورن کو بلایا۔

نورا۔ ظہورن۔ بی ظہورن۔ اجی بی ظہورن صاحب۔

ظہورن۔ کیا ہے۔ ارے کیون پکارتا ہے۔

نورا - (منھ چڑا کر) کیا ہی ہو گیا - یہان آؤ -

ظہورن - ائی کام تو بتا -

نورا - ذرا یہان تک آؤ گی بھی کہ وہین سے باتین بناؤ گی -

ظہورن پردے کے پاس آئی - نورا نے کہا کچھ خبر بھی ہی - وہان ہو کیا رہا ہی - آج تو ستم ہی ہو گیا - اور تم اندر بیٹھی قہقہے لگا رہی ہو -

ظہورن نے کسیقدر متحیر ہو کر پوچھا کہان - کہان - ہم کچھ سمجھے ہی نہین

نورا نے کہا جاؤ نہ بتائینگے - ظہورن نے اصرار کیا کہ ہم تو ٹانگین توڑ ڈالین اور یہ تم بتاتی نہین موا مسخرہ - نورا نے کہا کچھ چھوٹے حضور کی بھی خبر ہی -

ظہورن - نہین - نہین - کیا ہوا کیا - خیریت تو ہی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - ہان خیریت کے تو ڈھیر لگے ہین - مگر سرور بھی خوب گھٹے ہین

ظہورن - ائی ہٹ بھی اودھر - سرور کیسا - کیا کچھ -

نورا - کچھ دیکھ کے بھروسے نہ رہنا - تم سیدھی جا کے چھوٹی بیگم صاحب سے کہدو کہ ہم یہان پردہ کرائے دیتے ہین ذری آن کر نواب صاحب سے مزاج کی کیفیت پوچھین -

ظہورن - اوئی اسقدر کا نشہ چڑھ گیا ہی کیا - کیا کالا پانی پیا -

نورا - حاتم علی کا سر پھٹ گیا -

ظہورن - (کانپ کر) ! ہی ہی یہ نوبت آئی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - انکے رفقا خوشامد خورے ہین -

ظہورن - چھوٹے حضور ہین کیسے -

نورا - نشے مین چور -

ظہورن - سر کسنے پھوڑا - چھوٹے حضور کو اطلاع ہوئی کہ نہین -

نورا - ارے چھوکری تو دیوانی ہی رہی - نواب ہی نے تو سر پھوڑا - خون کے شرائے بہ رہے ہین -

ظہورن - ہاے ہاے مرتو نہین جائیگا وہ -

نورا - نہین اب لہو بند ہوگیا -

ظہورن - اچھا تو مین حضور سے کہتی ہون جاکر -

نورا - اور تمکو بلایا کس لیے اسوقت - اتنے صاحب اور رفیق اور سپاہی اور آدمی یہان سے وہان تک بھرے ہین کسی کو بھی نہ سوجھی بس نورا ہی خیر خواہ نکلا باقی سب خوشامدخورے ہین - حضور سے جاکر کہو کہ جھکے سے پردہ کرائے دیتے ہین - پرندہ تک پر نہ مار سکیگا - بڑا پھاٹک بند ہو جائیگا - آدمی سب ہٹا دیئے جائینگے - تشریف لائین -

ظہورن محلسرا مین گئی - پہلے تو خوب بنی ٹھنی - نواب صاحب کے رجھانے کے لیے سولہ سنگار کرکے بیگم صاحب کے پاس گئین - اے حضور کیا عرض کرون - نورا تو کیا جانے کیا بک رہا ہو - جیسے ہاتھون کے توتے اڑ گئے - اللہ بچائے - ابھی ابھی مجھکو پردے کے پاس بلایا اور کہا کچھ چھوٹے حضور کی خبر ہو - مین نے کہا جلدی بتا خیریت تو ہو -

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہو ہوش اڑ گئے - اللہ بتا دو کہ اچھے تو ہین -

ظہورن - ہان حضور فضل الٰہی ہو -

بیگم صاحب - اف - جیسے سن سے جان نکل گئی - کیا ہو گیا -

ظہورن - حضور کہتا ہو کہتا ہو کہ پی بہت گئے - وہ تو کہتا ہو کہ ایک آدمی کا سر پھوڑ ڈالا - اللہ جانے -

بیگم - (دانتون کے تلے انگلی دباکر) - ارے !

ظہورن - کہتا ہو خون کے فرانٹے بہنے لگے -

بیگم - اور وہ تھا کون - کہین مر تو نہ جائیگا -

ظہورن - اللہ نکرے - اب خون بند ہو -

بیگم - نورا کو ڈیوڑھی مین بلالو - بوڑھا تو ہو ہی -

ظہورن - بہت خوب - کہتا ہی پردہ کرا کے حضور نواب صاحب کو تو جا کر دیجیے

بیگم - اچھا تو ہو -

ظہورن - مگر بڑے حضور نہ سن لین کہین آئنا سچ لیجیے

بیگم - تم چپکے سے جا کر دیکھ آؤ کہ کیا کر رہے ہین -

ظہورن گئی تھوڑی دیر مین آ کر کہا بڑے حضور تو آرام مین ہین اور بیگم صاحب بھی ابھی کھانا کھانے بیٹھی ہین - پردہ کراؤن اب - بیگم صاحبہ نے کہا ہان - مگر بڑا پھاٹک بند ہو جائے - اچھی طرح سے اور وہان کوئی نہ ہنسے پائے - ظہورن بولی ایسی بات ہی حضور - پرندہ تو پر مار نہ سکے پردے کے پاس سے ظہورن نے نورا کو بلایا اور کہا پردہ کرا دو - حضور آتی ہین - باہر کا پھاٹک بند ہو جائے - نورا خوش خوش اُٹھے - اور ڈھائی گھڑی خوب حکومت جتائی - اکڑ اکڑ کر حکم دینے لگے - گویا داروغگی ہو گئی تھی - سپاہی کہان ہین - سب سپاہیون کو بلاؤ - کہو سب حاضر ہو ون - اخاہ - اسوقت تو نورا بھی ڈپٹ رہے ہین - کیا سپاہیون کا جائزہ لوگے "

" باتین پیچھے بنانا - پہلے ادھر آؤ - تھور کو بلاؤ "

" کہو - کہو - کیا ہی کیا - تم اور ہٹو مچا رہے ہو "

" ہٹو و لڑکے بھڑ سے نہ رہنا - چھوٹی بیگم صاحب یہان تشریف لانے والی ہین

تھور کے ہوش اُڑ گئے - ارے غضب - ہٹو بھئی ہٹو سب کے سب - وہ جو ٹھا کر ان کوٹھریون مین ٹکے ہین اُنسے کہو ذرا باہر ٹھہرین اور سپاہی بھی سب پھاٹک کے باہر ہو جائین - نورا نے للکار کر کہا کہ امام الدین خان کہان ہو چلو - تراب علی کدھر ہی - نکلو بھائی حاتم علی بیچارے کے سر گئی مگر ذرا باہر ٹھہرو - میر صاحب اٹھیے! واہ ہی - افیمیون کے بھی کان کاٹے اجی میر صاحب تشریف کا ٹوکرا کھسکائیے - مصاحبون نے جو سنا کہ چھوٹی بیگم صاحب آنے والی ہین - تو حواس غفرو - کوئی ٹوپی ڈھونڈھتا ہی

کوئی جوتی کی تلاش مین ہے۔ کسی کے انگرکھے کا پتا نہین۔
اور نورا للکارتے جاتے ہین۔ کہ جلو کوٹھی خالی کرو۔ نورا اور چھمن نے
جھٹ پٹ بوتلین ہٹائین ٹمبلر اور گلاس پلنگ کے نیچے چھپائے۔ لمونیڈ
اور سوڈا کی خالی بوتلین مسہری کے پاس رکھین۔ بیچارے ٹھاکر جو
ٹکے ہوے تھے انکو بھی نورا نے کھڑ کھڑایا۔ کوئی کہتا ہے بھیا دال چڑھائی
جل جائیگی۔ کسی نے کہا چاول کرّے ہو جائینگے۔ مگر نورا نے ایک کی نہ سُنی
سب کو نکال دیا پھاٹک بند ہوا تمام کوٹھی اور احاطے مین سناٹا۔ ظہورن
نے کہا۔ پردہ ہو گیا۔ نورا بولے جی ہان سب خوشامد خورون کو نکال باہر کیا۔

ظہورن۔ آئین حضور آئین نہ اب۔

نورا۔ بے تکلف۔

اب سنئے کہ تراب علی نشے کے مارے باہر تک جا نہ سکے۔ چوک کے
قریب ایک کونے مین دبک رہے تھے نورا نے انکو دیکھ لیا تو کس کے
دو لاتین جمائین۔ او نالائق۔ یہان بیگم صاحب تشریف لاتی ہین اور
تو گھورنے کے لیے دبکا پڑا ہے بے ادب۔ لاتین کھائین تو تراب علی کا
نشہ ہرن ہو گیا۔ لڑھکتے پڑھکتے بھاگے پھاٹک کھلوایا۔ نورا نے پھر
اپنے سامنے پھاٹک بند کرا دیا۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اجی نورا۔

نورا۔ کہیے۔ مین یہان انتظام کرتا تھا۔

ظہورن۔ بیگم صاحب آتی ہین۔ آئین۔

نورا۔ شوق سے۔

ظہورن۔ نورا تم منھ پر کوئی کپڑا رکھ لو۔

نورا نے اچھا کہکر جالی لوٹ کے رومال سے منھ ڈھانپ لیا۔
بیگم صاحب نے ناز و ادا سے قدم بڑھایا باہر آئین تو نورا جالی لوٹ کے

رومال سے چہرہ لپیٹ کر کھڑا ہوا اور جھک کر آداب بجا لایا۔ بیگم صاحب نے کہا۔ اے لو موئی کاٹنے کی باتیں تو دیکھو۔ موا مسخرہ۔ ظہورن بولی حضور دو سو برس کی تو عمر ہے۔ چلی آئیے۔ بیگم صاحب آگے بڑھیں تو ظہورن نے نورا کی کھوپڑی پر ایک چپت جمائی۔ کوٹھی میں آن کر دیکھا نواب نامدار کو پلنگ پر بیہوش پایا۔ فرش تمتما تمتمایا۔ خون دیکھکر سہم گئیں کہا اوئی یہاں تو خاصی مار دھاڑ ہوئی ہے۔ سر پھٹ پھٹ گئے۔ خانہ جنگیاں ہوئیں۔ ظہورن نے کہا حضور بس غضب ہے۔ نورا باہر سے بولے حضور ذری مسہری کے پاس جائیے صندوق کا ڈھکنا اٹھائیے۔ دیکھیے تو کیا کیا کفر کی باتیں ہوتی ہیں۔ ظہورن نے ڈھکنا اٹھایا تو بو بانڈی کی بھبک آئی۔

ظہورن۔ (نخرے کے ساتھ) اے ہے۔ یہ کیا بلا ہے۔

بیگم صاحب۔ دیکھوں اف یہ تو بوتلیں ہی بوتلیں چنی ہیں۔ واہ واہ

ظہورن۔ حضور کو جگاؤں۔

نورا۔ کہیں ایسا غضب بھی نکرنا سونے دو۔ سونے دو۔

بیگم صاحب۔ سوتے ہیں کہ غش آگیا کہ مکر کیے پڑے ہیں (نواب کا ہاتھ پکڑ کر) کیا سچ مچ سوتے ہو۔

نورا۔ اے حضور غلام کا التماس قبول فرمائیے۔ بس سونے ہی دیجیے ورنہ غل غپاڑہ مچیگا۔

ظہورن۔ ہاں سونے دیجیے۔

بیگم صاحب۔ (آہ سرد بھر کر) کیا سونے دوں ظہورن۔

ظہورن۔ بیٹھ جائیے یہاں۔

بیگم صاحب۔ نورا کہو ذرا مغلانی سے جا کے دیکھیں بڑے حضور اور بڑی بیگم صاحب کہاں ہیں۔

ظہورن نے نورا کو حکم دیا نورا نے بی مغلانی سے کہا۔ انھون نے جاکر دیکھا اور نورا کے کان مین پردے کے پاس کہا۔
نورا۔ ظہورن۔
ظہورن۔ ہان کہان ہین۔
نورا۔ بڑے نواب صاحب تو آرام فرماتے ہین۔ اور بڑی بیگم صاحب ابھی ابھی لیٹی ہین خاصہ نوش فرما کے۔
بیگم صاحب۔ بس تو کچھ خوف نہین ہی۔
ظہورن۔ کوٹھی خوب سجی ہو گی کیون حضور۔
بیگم صاحب۔ ہمارے اس گھر سے زیادہ۔؟
ظہورن۔ وہ اور بات ہی یہ اور بات ہی۔
نورا نے باہر سے کہا خداوند ہم تو حضور کا نمک کھاتے ہین۔ اور نمک حلال ہین۔ یہ امام الدین خان جو حضور کا رفیق ہی ایک ہی شریر آدمی ہی۔ اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ حضور بہت دور ہی۔ اسی کے تو سارے کاٹے ہوئے ہوے ہین۔ اور ہمارے حضور سیدھے سادے آدمی۔ ایک نہین سنتے۔ مین لاکھ بد ہون۔ مگر خیر خواہی کی بات کہونگا۔ یہ نہین ممکن ہی کہ کوئی بات حضور کے خلاف کہون۔ کیا مجال۔ منھ پر کہدونگا۔ اور تراب علی ایک ہی گھاگ ہی درخت کو جڑ او پھنگی اور پتے سمیت کھا جائین اور ڈکار تک نہ لین۔ جی یہ اُن لوگون مین ہی۔ اور گلبہار۔ واہ۔ کیا صحبت ہی۔ چھٹا ہوا بدمعاش چور ڈاکو۔ اُچکا بلکہ اچکون کا سردار۔ خدائی خوار ساری خدائی مین ایسا چور ایک نہ پائیے گا اُنسے ہمارے حضور سے یارانہ ہی۔ ہم تو صاف صاف کہینگے۔ چاہین توپ کے منھ سے اُڑا دین۔ مگر کلمہ حق ہی زبان سے نکلیگا۔ اب حضور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ یہ شہر سے نکالے جائین۔ قسم قران کی جو غلام کو حکم

ہو جاے نہ تو پھاٹک پر پہرا دون اور ان بدمعاشون مین سے ایک کو قریب تو آنے دون نہین جو آیا گردن مین ہاتھ۔ جو آیا دھتا بالایا۔ کوئی چون تک تو کر نہ سکے۔ بولا اور ٹیٹوا الیا نالائقون نے رئیس کے بدنام کرنے کی فکر کی ہی۔ یہ خیال نہین کہ جسکا نمک کھایا اسکی بدنامی نہو۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہی۔ مرد وہ بہشت مین جاے یا دوزخ مین اس سے واسطہ نہین۔ حضور ان بھر کے لیے حکم دین تو اللہ جانتا ہی کسی کو پھٹکنے نہ دون۔ روشن علی سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ توبہ ہی بھلی۔ سرکار تک نوبت آئی۔ بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ اور ایک روشن علی پر کیا فرض ہی یہ سب ایسے ہی ہین۔ سگ زرد برادر شغال۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا پائین تو لبڑی تک اُتار لین۔ اور آج کی کیفیت تو حضور نے خود ہی دیکھ لی کہ اتنی دیر سے باتین ہو رہی ہین حضور کو ہوش ہی نہین۔ مگر اُسوقت کا سونا اکسیر ہی۔ مین نے کہا۔ سونا اکسیر ہی۔ حضور اگر جاگتے ہوتے تو اسکی داد دیتے۔ ظہورن نے کہا نورا اللہ جانتا ہی تمکو ہم ایسا نمک حلال نہین سمجھتے تھے

بیگم۔ قدیم آدمی ہی نہ۔

ظہورن۔ جی اور کیا حضور۔

بیگم۔ اسکی کیا عمر ہوگی۔

نورا۔ حضور نوّے برس کا ہون۔ ابھی عمر ہی کیا ہو میری۔

ظہورن۔ اے ہی۔ اب اور کیا عاقبت کے بورے بٹورو گے۔

نورا۔ اب چلتے چلاتے امام الدین اور تراب علی اور ان سب بدمعاشون کو اپنے سامنے نکلوا لون تو سمجھون کہ جی اُٹھا۔

بیگم۔ واہ کیا نمک حلال آدمی ہی۔

ظہورن۔ کیا شک ہی حضور۔

بیگم۔ اس سے کہ دو کہ چار روپیہ مہینا ہم بھی دیا کرینگے۔

نورا - آداب بجالاتا ہون - حضور یہ سب کسکا ہی - حضور ہی کا ہی کسیو اور کا -
ظہورن - نو نورا حضور کی پرورش ہوئی -
نورا - ہان - مگر بی ظہورن تمنے تو مجھ بوڑھے کو نکلوایا ہی تھا -
ظہورن - پُرانی باتون کا ذکر نکرو اب -
نورا - ہان بہت خوب -
بیگم - اسنے کسکا نام لیا تھا اسوقت کہ وہ سب مین زیادہ شریر ہی -
ظہورن - امام الدین -
نورا - ہان حضور - امام الدین - ذات کا جلاہہ ہی -
ظہورن - اوئی - یہ جلاہے ہوئے انکے مصاحب آنکے -
نورا - جی یہی تو رونا ہی اور رونا کیا ہی -
بیگم صاحب - کیا سچ مچ جلاہہ ہی -
نورا - حضور سے کبھی جھوٹ نہ بولونگا - چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے جو یہ جلاہہ نہو تو ناک کاٹ ڈالیے - یہ جلاہہ - اسکا باپ دادا جلاہہ - حضور انکو مین تو اب کچا چٹھا کھونگا نہ -
ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ کہین ہمارا حال نہ کہدے - نورا کی بڑی تعریف کی - واہ نورا واہ - شاباش - اسی سے کہتے ہین کہ پُرانے نمکخوارون کی قدر کرنا چاہیے - اتون مین ایک اسی بیچارے نے اُن کو کہا - باقی اور سب تو پیٹ کے ساتھی تھے - اللہ جانتا ہی نورا بیامین بند کر رکھنے کے قابل ہی - نورا تمسے حضور بہت خوش ہین - اب کل سے تم کسی کو یہان نہ آنے دینا - اور اُس جلاہے کو تو بس نکلوا ہی دو - وہ بڑا خراب طینت ہی -
نورا سمجھ گیا کہ ظہورن کو اپنا بھی خوف ہی - مونچھون پر تاؤ دے دے کر اکڑنے لگا -

ظہورن - پھاٹک پر وہ شرابی غل تو نہین مچاتے ہین -
نورا - کیا مجال -
بیگم - کہو جا کر دیکھے -
ظہورن - حضور کا حکم ہو کہ جا کر دیکھ آو -
نورا - بہت خوب ابھی چلا -
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نواب صاحب نے کروٹ بدلی ظہورن نے
کہا لیجیے اٹھے بڑی بات -
بیگم صاحب نے شانہ ہلا کر کہا - اے اٹھو تو کب تک سویا کرو گے -
نواب - اَنتَ تَخلُبُ - اَنتَ تَخلُبُ -
بیگم صاحب - آئین ! اے واہ -
نواب - راحتی فی الراح لافی السلسبیل -
بیگم - تمہیں سیدھی سادی زبان مین بولو تو سنین یہ عربی ترکی ہم کیا سمجھین -
نواب - سن بالسن والجروح قصاص -
بیگم - خدا کے لیے ذری تو ہوش کی باتین کرو - اوئی -
ظہورن - حضور پہلا اس کہنے سے ہوش کی باتین کرنے لگینگے -
بیگم - اب اسوقت نیسے ہو گیسے -
نواب - لاتنم قم - لاتنم قم -
بیگم صاحب نے بصد حسرت کہا خدا کے لیے اب تو اُٹھ بیٹھو ذری
پچھتاوے گی ابھی پھر بابا اس پاپے سے گئے گذرے - ہاے ان لوگون نے
تمھاری کیا گت بنائی - نواب صاحب نواب صاحب حضور پیر و مرشد
خداوند کو کہکر جنگ پر چڑھایا - اللہ کرے یہ مونڈی کاٹے دنیا سے
اُٹھ جائین - اپنیر نظم بر نوا کا علم لٹے - جنازہ نکلے موذن کا یہ بوتلون پر
بوتلین چنی ہوئین - روز ایک نیا ہی گل کھلتا ہے - ایک دن موئی ہیو آئی

قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے۔ آنکھوں کے سامنے اُسکو لیکے بیٹھے۔ اُسدن
توبہ کی کہ اب نہ پیونگا۔ جب وہ مرگیا تھا لالہ کوئی۔ وہ ایک دن ہو تو
کوئی کہے یہ تو اب تیس دن کا ورد ہو گیا۔ اور ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہی
نواب نے اس کل لکچر کے جواب مین بسہولت تمام کہا۔ ع

ہات الصبوح ھبوا یا ایہا السکارا	الخ

ظہورن منھ پھیر کر مسکرانے لگی۔ بیگم صاحب نے کہا سچ کہتی تھی نورا
انکا سونا ہی اچھا تھا۔ پانی ہو گئے کچھ منھ سے بولو تو۔ توبہ۔ مین کہتی کس سے
ہون اسوقت سنتا کون ہی۔

بیگم صاحب۔ ظہورن۔ ہاے سچ کہون رونا آتا ہی۔

نواب۔ (ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر) ع

ما طرب بادہ نگہ می کنیم	در شب آدینہ گنہ می کنیم

بیار بادہ و بازم رہان ز رنجوری
کہ ہم بباده توان کرد دفع مخموری

بیگم صاحب۔ اب یہ شعر ہی ہوتے رہینگے یا اٹھو گے بھی۔

نواب صاحب پلنگ سے اُٹھے مگر متحیر حیرت کی نظر سے چوطرفہ
دیکھتے تھے۔ پوچھا تم اسوقت یہان کہان۔ بیگم صاحب نے کہا الحمدللہ کچھ
ہوش تو آیا۔ حواس تو بر جا ہوئے۔ ہائین ہا کوئی اتنی پی جاتا ہی۔ ذرا
ہوش ہی نہین۔ نواب صاحب نے گردن نیچی کر لی۔ ازبس خجل و منفعل۔ سوچنے
لگے کہ اللہ اللہ ہم تو پی کر اپنے جامے سے باہر ہو گئے۔ یہ نوبت آئی
کہ بیگم صاحب کو یہان آنا پڑا۔ اور ابا جان تک بھی خبر گئی ہی ہوگی۔
ہاے ستم غضب ہو گیا۔ پوچھا کہ بڑے حضور کو تو نہین خبر ہوئی۔
ظہورن نے کہا نہین۔ حضور۔ وہ آرام کر رہے ہین اور بڑی بیگم بھی
آرام مین ہین۔ پوچھا مین نے ہلڑ تو نہین مچایا۔ بیگم صاحب نے کہا

کسی سے کسی سے لڑائی ہوئی تھی۔ نواب صاحب نے گردن نیچی کر کے کہا مجھے نہین یاد ہی۔ افسوس۔ خدا جانے مین نے کیا کیا بدعت کی ہوگی۔ اُف۔ اسوقت جی چاہتا ہی زہر کھا لون۔ اب نہ پئینگے آج سے مین قسم کھا کر توبہ کی۔

بیگم صاحب۔ توبہ! ہونہہ۔ ہزار بار توبہ کر چکے

نواب۔ اب کی توبہ شکنی نہوگی۔

بیگم۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

ظہورن۔ آمین یا اللہ آمین۔

بیگم۔ آج کا حال تو بس رونے کے قابل ہی۔ فرش پر یہ کیا پڑا ہو

نواب۔ (خون دیکھکر) اُف۔

نواب صاحب اسدرجہ ملول ہوے کہ مُنھ ڈھانپ کر پلنگ پر لیٹ رہے اور خوب روئے۔ بیگم صاحب نے سمجھایا کہ اب تو جو ہوا سو ہوا اب ایسا نہو۔ نواب صاحب نے آہستہ سے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہی۔ ظہورن بولی کسی مصاحب کو آپ نے مارا اُسکا سر پھٹ گیا۔ مگر اب اچھا ہی۔ نواب کے دل کا عجب حال تھا۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی نواب صاحب اُٹھ بیٹھے پوچھا اور بھی کوئی بدعت کی تھی۔ بیگم صاحب نے تشفی دی اور کہا چلو جو ہوا سو ہوا اب خیال رکھنا نہین تو جانا تو کچھ ہی۔ نواب صاحب نے بمنت کہا کہ اب تم جاؤ مین سو رہونگا۔ بیگم صاحب ظہورن کو لیکر محلسرا مین چلی گئین۔ تو نواب نامدار نے آدمیون کو بلایا۔ نوبڑا اور تراب علی اور امام الدین نمان اور سہ گلیاز اور جمن اور حاتم علی سب آئے۔ حافظ جی نہ تھے ساتھ آئے۔ حافظ جی کو دیکھکر نواب صاحب سخت نادم ہوے۔ حاتم علی پر جو نظر ڈالی تو گردن نیچی کر کے خاموش ہو رہے اور آنکھوں سے اشک جاری ہوئے۔

نواب۔ حاتم علی تم ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔
حاتم علی۔ ہئیں خداوند مین گر پڑا تھا چی پر سر کھٹ سے بولا اب فضل الٰہی
نواب۔ ہان۔ خیر ہم سب جانتے ہین۔
حافظ جی۔ حضور اب اسکا خیال نہ فرمائین۔ گذشتہ را صلوٰۃ۔
نواب۔ مگر آیندہ را احتیاط۔
حافظ جی۔ ہان بیشک۔
نواب بھئی اب اسوقت سب جاؤ اپنے اپنے گھر ہم ذرا آرام کرینگے
حافظ جی۔ ہان خداوند سو رہیے ذرا۔
امام الدین۔ آداب عرض ہی حضور۔ کل حاضر ہونگے۔
نواب۔ بہت اچھا مگر حاتم علی کی خبر
امام الدین۔ حضور اب فضل الٰہی ہی۔
حاتم علی۔ پیر و مرشد حضور کے نمک کی قسم۔ اب غلام تندرست ہی
نواب۔ افسوس صد افسوس۔
جھمن۔ خداوند حافظ جی سچ کہتے ہین اب زیادہ خیال اسکا نہ فرمائیے
آیندہ ایسی صحبت ہی نہوگی۔
نواب۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔
امام الدین۔ کیا غضب ہو گیا۔
جھمن۔ ع

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست	

تراب علی۔ چلو جو ہوا وہ ہوا۔
جھمن۔ ہان کیا ہی۔
حافظ جی۔ خداوند اسی سبب سے حرام ہی۔
جھمن۔ اور کیا۔

بہ دختر رز حرامزادی مردار	مینا بازار کی ہو رہنے والی

امام الدین - حضور کا مزاج کیسا ہو -
نواب - مزاج تو بخیر ہو مگر -
جھمن - غضب ہو گیا تھا آج -
حاتم علی - ہین تو خداوند پٹی پر گر پڑا تھا -
جھمن - بیشک ذرا سا خون آگیا تھا -
نواب - ہمین ذرا ہوش نہین کہ کیا کارروائی ہوئی -
حافظ جی - حضور تو آرام مین تھے -
نواب - آرام مین تو کیا تھے بیہوش تھے -
جھمن - نہین خداوند ایسے بیہوش نہ تھے -
نواب - غضب کیا واللہ - اب کسی کو قتل کر ڈالتے تب بیہوش کہلاتے
امام الدین - پیرومرشد اب اس گفتگو سے اور رنج بڑھتا ہی -
جھمن - میر صاحب ابھی ٹھیک نہین ہین -
گلباز - چپ بے گدھے -
نواب - امام الدین خان - بھئی تم اور تراب علی انکو لیکر انکے گھر پہونچا آؤ -
تراب علی - بہت اچھا خداوند -
امام الدین - اب صبح کو سب حاضر ہونگے -
متھورا - پیرومرشد - بی مغلانی کہتی ہین کہ ذرا تشریف لائیے -
نواب - ذرا کیا معنی اب ہم چلتے ہی ہین -
امام الدین - آداب عرض ہی -
جھمن - کورنش عرض کرتا ہون خداوند -
نواب - بندگی میر حاتم علی صاحب سلام -

حاتم علی - آداب عرض ہو خداوند نعمت صبح کو مشہور حاضر ہونگا -
حوالی موالی سب رخصت ہوئے - نواب صاحب تشریف لیگئے
ظہورن ڈیوڑھی مین بناؤ چناؤ کرکے معطر و معنبر کھڑی تھین - نواب صاحب کا
نشہ تو اُترا تھا ہی نہین اس البیلی رنگیلی نوزدہ سالہ کی اچپلاہٹ اور
شوخی نے ایسا بے اختیار کر دیا کہ اُسکے دونون کاندھون پر ہاتھ
رکھ دیے (اہو ہٹو بھی مُخت مُخنت کے نخرے نہ بگھارو) یہ کہکر اُسنے
ہاتھ ہٹانا چاہا تو نواب بوسہ لیکر اندر چلے گئے -
بیگم - یہ بابو کا تو اچھا جھگڑا پیدا ہو گیا - تمھارے جتنے رفیق ہین سب
ایسے ہی ہین - ایک سے ایک بڑھکر - انکو تو چُن چُن کے نکالو - یہ سب موئے
خوشامد خورے ہین - اب یہ بتاؤ وہ دار وغہ آپ کے کون امام الدین خان
اسکو کیون نہین نکال باہر کرتے اور ایک اُسپر کیا فرض ہی - سب
ایسے ہی بدمعاش بھرے ہین - دیکھو خدا گواہ ہی ایک نہ ایک دن انکے
ہاتھون نصیب اعدا عزت جاتی رہیگی - آیندہ تمکو اختیار ہی - جو چاہے
سو کرو - ظہورن نے بھی ہان مین ہان ملایا - حضور سچ فرماتی ہین بیگم صاحب
نواب نے کہا کہتی تو سچ ہین مگر سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکتی ہین -
امام الدین بڑا خیر خواہ ہی - بڑا معتبر آدمی - اُسکو مین کیونکر نکال دون
نورا کی بنسبت ظہورن نے کہا تھا - مین نے کہا اچھا اس ڈیوڑھی پر نہ بیٹھنا
پھاٹک پر بیٹھا رہے - مگر خانصاحب تو بڑے کام کے آدمی ہین انکو
کیونکر بے قصور نکال دون -
بیگم صاحب چین بہ جبین ہو کر بولین بجا ہی - ایسے ہی بڑے کام کے
آدمی ہین ڈبو دینے کے لائق ہی - کام کا آدمی وہ جو بری صحبت مین
نہ بیٹھنے دے - نواب صاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہکر بولے
ہان صحیح ہو مگر مین کوئی ننھا ہون - اگر صحبت بُری ہو تو ہمارا ہی قصور ہی

امام الدین خان کا کیا وقعہ رہ سکین - بیگم صاحب نے تنک کر کہا جی درست ہو اگر صحبت بُری ہو - ابھی صحبت کے بُرے ہونے مین آپ کو شک بھی ہو اگر کی ایک ہی کہی - ہونہہ - اب اور اس سے بُری کیا ہو گی صحبت -

ظہورن - نورا کو ہم بُرا جانا سمجھتے تھے مگر وہ کام کا آدمی ہو -

بیگم - نمک حلال ہو -

نواب - بھلا شکر ہو کہ آپ تو اچھا ہو - مگر کل بُرا تھا آج اچھا ہو گیا یہ کیا بیگم صاحب نے کہا افسوس تو یہ ہو کہ شرماتے تک نہین - مگر ہان جسوقت ہوش آیا تھا اور ہمنے کہا کہ تمنے ایک رفیق کا سر پھوڑ ڈالا - تب البتہ خفیف ہوئے تھے - یہ بڑی بُری چیز - خدا ہی شریف کو اس سے بچائے - عجیب بلا ہو نگوڑی - ظہورن نے کہا نگوڑی تو اچھا نام رکھا حضور نے کہا شرابی کے پاؤن نہین مثل مشہور ہو - چلا اور لڑکھڑا کر گرا -

اتنے مین دو بجے اور بیگم صاحب نے ظہورن کو رخصت کیا - تخلیے مین ان دونون میان بیوی مین شکوہ و شکایت کی باتین ہوئین اور تھوڑی دیر مین دونون نے آرام کیا -

دور پندرھواں

نواب حور لقا محل



سات آٹھ مہینے کے بعد جو بچھڑے ہوؤن کی ملاقات ہوئی تو دس بارہ روز تک میان بیوی مین خوب بنی رہی۔ ایک دوسرے کا عاشق زار جان و دل سے نثار۔ مگر وہ قتالۂ عالم مغلانی کی چھوکری کہ از سر تا پا دریاے حسن مین غرق اور آفت جان آشوب دوران بھی اُنکے دل مین جگہ کرتی جاتی تھی اور اسکی شوخی اور چلبلاہٹ سے یہ از بس بیقرار تھے۔ ایک ہمسایہ زیر پروس کی ایک بڑھیا ۔۔۔ ایک لونڈی نے جسکا نام نوران تھا بیگم صاحب سے آن کے یہ شکایت جڑدی کہ کل نواب صاحب کو ہمنے شاہ فصیح کے تکیے کے پاس ایک گلی مین کمرے سے اُترتے دیکھا تھا۔ اور ایک عورت ہمسے کہتی تھی کہ دوسرے تیسرے اس موئی ہرجائی کے یہان آپ پہونچا کیا کرتے ہین۔ ہم تو ہجو کی کھیر کھواہ ہین۔ ہم سوچے کہ آپ سے چلکے کہ دینگے کہ کل کبھار ہجور یہ اُلہنا دین کہ تینے حرامجادی دیکھا تو ہمسے کیون نہ کہا۔ بیگم صاحب یہ تقریر سنکر دل ہی دل مین خفا اور رنجیدہ ہوئین جب شام کو نواب صاحب تشریف لائے تو چھوٹی بیگم نکھار کر کے بڑے ٹھسے سے فرش مکلف پر بیٹھی عطر کی شیشیان قرینے کے ساتھ ایک خوشنما ولایتی صندوقچی مین رکھ رہی ہین اور ظہورن ایک نازک پنکھیا چاندی کی ڈنڈی کی لیے ہوئے جھلاتی ہے آپ بھی جاکے وہان بیٹھے چھوٹی بیگم اُنسے مخاطب ہوئین تو اُنھون نے چھیڑ خانی شروع کی۔

نواب بیگم صاحب۔ یہ اس شیشی مین کسکا عطر ہے۔

ظہورن اس بیگم صاحب کے لفظ پر مسکرائی مگر بیگم صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔

نواب۔ ارے! توبہ۔ دھوکا ہوا۔ عطر نہین تیل ہے۔ مگر ذرا ذرا سی شیشیون مین تیل رکھتے آج ہی دیکھا۔

ظہورن پھر مسکرائی تو نواب صاحب نے کہا دیکھیے بیگم صاحب آپکی پیشخدمتین ہماری باتون پر ہنستی ہین۔ انکو سمجھا دیجیے اسکے کیا معنے۔

بیگم۔ (منھ پھیر کر) ظہورن۔ یہ صندوقچی اور سارا سامان اس کمرے مین پہنچوا دو اور کنواڑ سے بند کر دینا خبردار خبردار کوئی بھی آنے پائے ہم کسی سے بولین نہ چالین ہمین یہ چھیڑ خانی ایک آنکھ نہین بھاتی۔

ظہورن۔ (مسکرا کر) حضور اور تو کسی کی کیا مجال ہی کہ قدم بھی رکھ سکے مگر چھوٹے حضور آئین تو بھلا سوا آپ کے اور کون روک سکتا ہی۔

بیگم۔ (بہت ہی تیکھی ہو کر) چلو ان باتون سے کیا واسطہ تم یہان سے اُٹھا لے چلو۔

ظہورن۔ ذری ادھر دیکھیے تو۔

بیگم۔ دیکھون کیا۔ ہم اس کمرے مین چلتے ہین۔ تم یہ سامان لیکے آؤ۔

ظہورن۔ امی بیوی لونڈی حکم تو بجا لائے مگر دیکھیے تو ذری چھوٹے حضور تو صندوقچی بھر پر قبضہ کر بیٹھے۔

بیگم۔ کیا! اے واہ۔ چہ خوش۔ کیا شہر شاہ ہی۔ پرائے مال پر کسیکا کیا اجارہ

ظہورن۔ حضور اسکو چھوڑ دین۔ ہمین بیوی کا حکم ہی کہ اس کمرے مین لے چلو چھوٹی بیگم صاحب منھ پھیر کر تو بیٹھی ہی تھین نواب صاحب نے موقع پا کر ظہورن کے ہاتھ مین چپکے سے ایک ٹھوکا دیا ظہورن نے تیکھی ادا کے ساتھ ہاتھ جھٹک دیا۔ اور بصد شان دلربائی اشارے سے کہا کہ بیگم صاحب بیٹھی ہین۔ ہاتھا پائی کا کون موقع ہی۔

نواب۔ انسانیت کے یہی معنے ہین کہ بھلے مانسون کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھے

بیگم۔ جب بھلے مانس ہر دگیون کے پاس بیٹھتے ہین تو شریفون کی بہو بیٹیان ایسا ہی برتاؤ اُنسے کرتی ہین۔

نواب۔ کوئی دو بدو باتین کرے تو ہم جواب دین۔

ظہورن۔ حضور منھ ادھر پھیریے۔

نواب۔ کیون صاحب ہم ذرا سا عطر لین اسمین سے۔

بیگم - ظھورن اللہ جانتا ہی - تم بڑی نٹ کھٹ ہو - تم ہی سکھاتی جاتی ہو یہ ساری باتین -

نواب صاحب نے ظھورن سے کہا کہ ذرا جاکے دربان سے کھو پوچھے گھڑی مین کے بجے - ظھورن اُٹھنے ہی کو تھی کہ بیگم صاحب نے جھڑک کر کہا ظھورن جو تم یہان سے ہمارے حکم کے بغیر اُٹھین تو تم جانو گی سمجھو بس - خبردار جو اُٹھین - نواب صاحب خوب ہی ہنسے کہا ظھورن انکا کہنا مان جاؤ - اب ہمارے کہنے سے جاؤ - ظھورن اٹھ کھڑی ہوئی تو بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا دیا -

ظھورن - اوئی اللہ اچھی اُٹھا بیٹھی ہی - جیسے مکتب خانے مین مولوی لوگ لڑکون کو اٹھاتے بٹھاتے ہین - اب ہم کسکا کہنا مانین کسکا کہنا نہ مانین

نواب - دیکھیے - بیگم صاحب - آپ کی خواصین اب ہم پر پھبتیان کہنے لگین - کٹ ملا ہمکو بنایا - ایک ہوئی بی ظھورن صاحب -

بیگم - اوئی اب ظھورن سے بھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی جبھی اُنھ لگائی ڈومنی دو اور ناچے تال بے تال -

ظھورن - سرکار - لونڈی کی مٹی ہر طرح خراب ہی -

بیگم - یہ کاہے سے - ماشے اللہ جوان جہان ہو - نازک ہو - دھان پان ہو کیا اب اُس نگوڑی دیہاتن سے بھی گئی گذری ہو - موئی کالی کوئیلا - جیسے تاکو کا ہنڈا - مگر ان لوگون کی بھی کیا اروا ح ہی - ہر وقت پیچھے - یہ تم بن ناحق کو کہتی ہو کہ مٹی خراب ہی - مٹی خراب ہو تمھارے دشمنون کی

ظھورن - حضور ہمارا دشمن ہمارا پیٹ ہی - جسکی بدولت سب کے نگوڑے سہنے پڑتے ہین -

ظھورن تو باغ مین نواب صاحب کی خدمت مین ازبس گستاخ او بے ادب ہو گئی تھی اور رئیس موصوف کے ساتھ بند پالکی گاڑی مین

آنے سے اور بھی نڈھی تھی۔ اور ان سب باتون کے علاوہ اپنے حسن پر
مغرور بھی تھی۔ جل کے جو بیگم کو جلی کٹی سنائی تو وہ انتہا سے زیادہ
بد دماغ ہو گئین۔ نکتوڑے کا لفظ سنتے ہی پنچ پڑین (کیا کہا بہت
اترا چلی ہو کہتی ہو کہ سب کے نکتوڑے سہنے پڑتے ہین۔ لو صاحب
اب ہماری یہ وقعت ہو گئی۔ ہمارا بھی اور سب مین شمار ہونے لگا۔
انھین کرتوتون تو آدمی فضیحت ہوتا ہو۔ مغلانی کی چھوکری گھر کی
پرورش یافتہ ساختہ پرداختہ اور ہمارے برروآئے۔ اور مین تو
تیری چال ڈھال اور چلبلے پن سے سمجھتی تھی کہ تو بیسواؤن کے بھی کان کاٹیگی
ظہورن نے تو نواب صاحب کے دل مین جگہ کر لی تھی
آدھی بات سننے کی تاب نہین۔ تنک کر بولی (بس بس حضور اپنی نوکری
لین۔ راجہ روٹھیگا راج لیگا۔ رانی روٹھیگی سہاگ لیگی۔ اور چلبلا پن
کیا معنی۔ چلبلے پن کے تو ہمارے دن ہین) اسپر۔ آتو۔ دوا۔ مہری
یہ وہ سمجھانے لگین کہ کیا واہیات بکتی ہو۔ بہت چل نکلی ہو چھوکری۔
الغرض ظہورن نیچے اترائی اور بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اسکو
کھڑے کھڑے نکال دو۔ جب تک یہ یہان سے نہ نکلیگی ہمین پانی تک
پینا حرام ہو۔ اسی دم ڈولی منگوائی گئی۔ مگر ظہورن کے چلنے کے
قبل نواب صاحب بھی باہر چلے گئے۔ ظاہرا تو باہر گئے مگر اصل مین
ڈیوڑھی مین کھڑے ہو رہے۔ اور ایک عورت کو جو ڈیوڑھی کے ایک
کونے مین گنڈیریان چھیل رہی تھی اشارے سے کہا کہ یہان سے
چلی جا۔ ڈولی ڈیوڑھی مین لگائی گئی پردہ ڈالا گیا۔ کہار (ڈولی
لگائی گئی) کہکر باہر چلے گئے تو ظہورن سسکیان بھرتی ہوئی آئی
ڈولی پر سوار ہی ہونے کو تھی کہ نواب صاحب نے جو اس طرح
گھات سے دبکے ہوئے کھڑے تھے جیسے بلی چوہے کے پکڑنے کو

کھڑی ہوتی ہے فوراً جھپٹکر ظہورن کا ہاتھ پکڑکر اپنی جانب کھسیٹنا چاہا۔ وہ ایک کلان کار۔ خوب جانتی تھی کہ نواب میرے فراق مین ضرور ڈیوڑھی مین کھڑے ہونگے جیسے ہی انھون نے ہاتھ پکڑا ویسے ہی (کھتوکھتا) کرکے زور سے جھٹکا دیا اور ہاتھ چھوڑا کر ڈولی مین بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ غل مچا کر کہا کہارو چلو۔ اب نواب صاحب کو کھاتے نہ بن پڑی۔

اُس روز نواب صاحب نی ظہورن کے فراق مین بہت بیقرار رہے دوسرے دن اُنھون نے سُنا کہ ظہورن کے جانے سے تھوڑی دیر بعد ہی اسکی مان بھی چلی گئی۔ اور بھی زیادہ متوحش ہوے کہ اب پتا بھی نہ ملیگا۔ اتنے بڑے شہر مین کہان ڈھونڈھتے پھرینگے کئی ہفتے گذر گئے اور باوصف تلاش بی ظہورن کا کہین پتا نہ ملا جس روز سے ظہورن کو بیگم صاحب نے نکالا تھا اُس روز سے نواب صاحب نے محلسرا مین قدم نہین رکھا۔ اس سے بیگم صاحب بھی پریشان ہوئین۔ ایک تو نواب صاحب نے جانا آنا ترک کردیا دوسرے ظہورن جو انکی ایک قسم کی گوئیان سی ہوگئی تھی وہ بھی دفعتہ چلی گئی۔ مگر یہ بھی اُن کی رئیس زادی تھین۔ انھون نے بھی نواب کے بلانے یا پیغام بھیجنے مین اپنی طرف سے پہل نہین کی۔

جب دو ڈھائی مہینے اس طرح سے گذر گئے تو نواب صاحب نے اپنے گھر کی دداجی کو گانٹھنا چاہا کہ اُسکے ذریعے سے ظہورن کا حال معلوم ہو تو کسی آدمی یا کٹنی کو بھیجکر بلوائین۔ ایسا نہو کہ کسی اور رئیس کی نظر پڑے۔ عورت ہی نوخیز اور شوخ اور حسین شوقین کی نظر ضرور پڑیگی اور شوقین کی نظر پڑکر پھر ہٹتے نہ چڑھیگی۔ دداجی نے بالکل لاعلمی ظاہر کی یہ بڑی وضعدار بوڑھی عورت چھوٹی بیگم صاحب

کی خیر خواہ اور نمک پروردہ قدیم تھی۔ نواب صاحب کی والدہ بیگم
بھی نہ گئی تھی۔

کچھ عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ ایک روز چھمن نے عرض کیا کہ ددا جی کی
زبانی آج معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبع مبارک کسقدر ناساز ہے۔

نواب صاحب نے اپنے والد کے ایک خدمتگار کو بلا کر دریافت کیا
اُس نے کہا حضور کل سے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ اور بخار بھی بہت تیز ہے اور
اختلاج قلب بھی ہے۔ اور [illegible] دیکھا جاتا ہے
بڑی بے چینی رہی۔ سرکار کو خبر کیجئے حضور چلنا چاہتے۔ نواب صاحب نے
بڑی بے اعتنائی کے ساتھ کہا اچھا جائگا۔

جب شام کو اُنکے احباب جمع ہوئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی
طبیعت ناساز ہے تو افسوس اور رنج درکنار یون گفتگو ہونے لگی۔

نصرت۔ نے میاں چھمن نے کہا بڑے حضور کی طبیعت دو دن سے
ناساز ہے۔ مگر کسی ملعون ہی کو یقین آتا ہوگا۔

بہادر۔ بڑے حضور معلوم ہوتا ہے دھوکے میں آب حیات پی گئے ہیں

چھٹن۔ (صاحب) ہمنے سنا ہے آپ کے والد نے قسم کھائی ہے میں ہرگز
نہ مرونگا۔ آدمی ہیں وضعدار زبان ہار گئے۔

نصرت۔ ارے یار نواب اب یہ بتاؤ جسدن آپکے پیر فرتوت
والد یا جد کا واقعہ ہوگا اُسدن کس طائفون کا ناچ دکھائیے گا۔ بمبئی
پٹنے عظیم آباد سے حیدر جان ضرور بلوائی جائیں۔

نواب۔ واہی ہے۔

فرزن فال بد کا ورد حسال

اسپر احباب نے قہقہہ لگایا اور نواب صاحب بھی خوب ہنسے
امیر باپ کے نالائق لڑکون کی یہی کیفیت ہے۔ ہر دم دست بدعا کہ

یا خدا آباد ڈھلکین تو مزے اڑین - بابا جان کھسکین تو پانچون گھی مین
بعض بعض ناخلف لڑکے ہزارون لاکھون روپے اس بنیاد پر قرض
لیتے ہین کہ جب باپ خدا گنج کی راہ لینگے تو قرضا دا کرینگے - دو ہزار
دیجیے دس ہزار کا تمسک لکھوا لیجیے - جب بادام بنگے تو بیل بٹینگے -
دینے والے اس آرزو پر ہاندھا دھند قرضہ دیے نکلتے ہین کہ ایک ایک کے
دس دس بنا ئینگے -

پھر ایک ہفتے کی علالت کے بعد بڑے حضور راہی ملک بقا ہوئے
اُنکے اعزا و اقربا مصروف ماتم تھے - مگر چھوٹے نواب کے احباب اور
لنگوٹیے یار انکو مبارکباد دیتے تھے - اور یہ کبھی مسکراتے اور کبھی
ظاہرداری کے لیے منھ بناتے تھے -

نصرت - نواب صاحب اب صبر کیجیے مشیت ایزدی! (مسکرا کر)
آپ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا -

نواب - (ہنسی کو ضبط کر کے) ابا جان خود تو چل دیے اور مجھے
یتیم کر گئے - مجھ معصوم کو کسی کے سپرد بھی نہ کیا -

نصرت - اب آپ مجھ کمبخت کو اپنا باپ سمجھیے - اسپر سب کے سب
کھلکھلا کر ہنس پڑے - ماتم اور پرسا اور تعزیت درکنار یہان قہقہے
پڑ رہے ہین -

بہادر - خدا ہمارے نواب کو اسکا نعم البدل دے - اسپر پھر
فرمایشی قہقہہ پڑا -

چالیس دن تک تو نواب صاحب کچھ نہ بولے - اسکے بعد
پر پرزے نکالے - سب کے پہلے یہ فکر ہوئی کہ دل بستگی کے لیے
کوئی معشوق سیمین بر تجویز ہو - ورنہ جی کیونکر لگیگا - مصاحبون نے
اپنی اپنی رسوخیت جتانے کے لیے ادھر ادھر سے عورتین تلاش

کرکے اپنے نوجوان اور رنگین طبع آقا کی خدمت میں پیش کین مگر کوئی پسند نہ آئی۔ انکی طبیعت روز بروز پریشان ہوتی جاتی تھی اور یہی چاہتے تھے

باغبان کونسی صورت مرے جی سے لگنے کی	ایک تو مجھکو ترے یار سا بو باو ملا

ایکدن نواب صاحب سے دارونہ نے تخلیے مین عرض کیا کہ خداوند آج ایک بوڑھی دلالہ مجھے ڈھونڈھتی ہوئی مکان پر آئی اور مجھسے کہا کہ اگر آپ نوری ہمین اپنی سرکار کے پاس تک لیچلیے تو بڑا احسان ہو۔ ہمین ایک ضروری بات کہنی ہے۔ مین نے لاکھ لاکھ دریافت کیا چھان ٹک دی۔ نواب صاحب بوڑھی دلالہ کا ذکر سنکر بہت مشتاق ہوئے۔ کہ اس سے ملین۔ کہا بھئی تمنے غضب کیا۔ میان اسکو ساتھ کیون نہ لے آئے۔ مین تو اس قسم کی عورتون کی تلاش ہی مین تھا انسے عرض کیا سرکار حاضر ہے۔ اپکے پر سوار کرکے لائی ہون۔ حکم ہوا کہ فوراً حاضر کرو۔ بوڑھی دلالہ حاضر ہوئی۔ دیر تک اسمین اور نواب صاحب مین باہم گفتگو رہی اسنے کہا سرکار ایسی ایسی صورتین دکھاؤن کہ حضور غش غش کرجائین۔ مگر یہان وہ نہین آسکتین حضور کو لونڈی کے گھر تک چلنا ہوگا رات کے وقت تکلیف نہ کیجیے اور اگر حضور کی مرضی ہو تو دن ہی کو آئیے۔ مگر دن کو شاید حضور کے خلاف ہو۔ نواب صاحب نے اس سے وعدہ کیا کہ ہم کل شام کو تمہارے مکان پر آئینگے۔ مگر کوئی غیر اسوقت وہان نہو۔ اور دارونہ کو حکم دیا کہ تم خود جاکے مکان دیکھ آؤ۔ دوسرے روز نواب صاحب مع دارونہ حسب اقرار اس بوڑھی دلالہ کے مکان پر گئے۔ اسکا مکان ایک تنگ گلی مین واقع تھا۔ مگر پختہ اور خوشنما۔ ایک سجے سجائے کمرے مین انکو اس بوڑھی عورت نے بٹھایا۔ اور تابڑ توڑ کئی جوان عورتین دکھائین نواب صاحب نے ان عورتون کے سامنے تو کچھ نہین کہا بلکہ اُنسے

گھڑی دو گھڑی باتین کین ڈولی کا کرایہ اور فی عورت دس دس روپئے انعام دلواکر رخصت کیا۔ مگر اس بوڑھی دلالہ سے کہا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھکر تمھارے ہان آئے تھے۔ ہم تو چاہتے ہین کہ کوئی پری نظر سے گذرے تو کچھ دن اس سے نباہین۔ اور یہ بات تو ہمکو گھر بیٹھے بھی حاصل ہو سکتی ہی۔ دلالہ بولی سرکار مین تو صرف ٹٹولتی تھی کہ حضور سے لگتے ہین۔ معلوم ہوگیا کہ حضور کی نیت کیا ہی لیکن ایک قول دیجیے۔ اگر کوئی آگ بھبوکا ایسی دکھاؤن کہ حضور اگلی پچھلی سب کو بھول جائین تو حضور لونڈی کو تمام عمر کے لیے بے پرواہ اور مالامال کر دینگے کہ حضور کی بدولت اس کار کو چھوڑ دون۔

نواب صاحب نے کچھ دیر تامل کرکے جواب دیا کہ تم کل باتین ہماری ہی راے پر چھوڑ دو۔ عمر بھر کے لیے خوش کر دون اور پشتہا پشت تک چین کرو بشرطیکہ کوئی ایسی صورت تو دکھاؤ۔

بوڑھی دلالہ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد آئی۔ داروغہ نے نواب صاحب سے آنکر کہا حضور وہ قتالۂ عالم اب کی لائی ہی کہ ساری خدائی مین ایسی حسینہ دوسری پیدا نہین ہوئی ہوگی حضور کے قدمون کی قسم نور کی صورت ہی کلکتے اور بمبئی تک غلام ہو آیا مگر ایسی پری نہین دیکھنے مین آئی پھولون کی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہی۔ گلاب کا پھول۔ کہا اس سے کہو حاضر کرے۔ داروغہ نیچے چلے گئے اور بوڑھی دلالہ اس قتالۂ عالم کو ہمراہ لیکر آئی۔ پہلے تو عطر روح افزا کی بوے عنبرسا نے دماغ کو تازہ و معنبر کر دیا یہ معلوم ہوا کہ عطر روح پرور کے قرابے کسی نے کھول دیے ہین اسکے بعد چھڑون کی چھما چھم نے شور محشر بپا کیا کمرے کے دروازے کے پاس بوڑھی دلالہ اور اس شوخ قتالہ مین آہستہ آہستہ باتین ہونے لگین۔

دلالہ - اے چلو بیٹیا - اوئی ناگوڑی حیا بھی انوکھی حیا ہی -
شوخ - شرم آتی ہی خالہ جان ہم نہ جانینگے -
دلالہ - اے ہی! گھونگھٹ کاڑھے لڑکی - بڑی حیا دار گیرہوئے چلو بابا بس اب نخرے نہ بگھارو -
شوخ - میری اچھی خالہ - ہمارے عوض باجی جان کو بھیج دو - زنانی جان کو بھیج دو -
دلالہ - کیا! باجی جان کو بھیج دو - اے واہ ہی - اب نگ لائی گلہری اور جو کسو کے ساتھ نکاح ہو گیا ہوتا تو وہان بھی باجی جان کو اپنی عوض بھیجتی - (بلائین لیکر) خالہ صدقے جاؤ بیٹیا -
شوخ - کلیجہ جیسے کانپتا ہی - اچھا خالو ابا کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے -
دلالہ - (جھڑک کر) اے کچھ دِوانی ہوئی ہی لڑکی - اور سنو - خالو ابا کو انکے ساتھ بھیج دو - خالو ابا کو اس بوڑھوتی وخت یہی تو کرنا رہگیا ہی سفیدی مین سیاہی لگانی -
شوخ - اچھا پہلے تم چلو -
دلالہ - (کمرے مین قدم رکھکر) اوئی کوئی جانے توپ لگی ہی کمرے مین
نواب - اے حضور تشریف لائیے - بھلے مانسون سے یہ خوف - کیا کوئی چور یا اُچکا مقرر کیا ہی -
دلالہ - اے حضور یہ کیا فرماتے ہین - صدقے جاؤن حضور پوتڑون کے رئیس ہین - مگر لڑکی ابھی انیلی ہی - بچہ ہی - ڈھٹائی کہان سے لائے جی مین تو خوش ہو گئی ہو گی کہ ایسا رئیس نہ دیہ پایا جو لاکھ پچاس ہزار مین ایک ہی مگر وہ ہندی شکل ہی نہ کہ من بھائے مونڈی ہلائے - اب یہ پردہ کب تک کروگی بیٹیا آخر گھونٹے تو اکٹھین سے کے بند ہوگی سچ تو یون ہی کہ میان اور بیوی ہون تو ایسے ہون چاند سورج کی جوڑی

الغرض بعد خرابی بصرہ بڑی منت اور سماجت سے اُس شوخ گلبدن نے کمرے مین قدم رکھا مگر ہنوز نواب صاحب سے چار آنکھین بھی نہین ہونے پائی تھین کہ لجاکر منھ پھیر لیا اور تھر تھر کانپنے لگی۔ اتنے مین نواب صاحب نے اُٹھکر اُس دلالۂ ضعیفہ کے سامنے اُس ماہ دو جمال کا دست سیمین آہستہ سے اپنے ہاتھ مین لیا اور دلالہ سے اشارہ کیا کہ تم چلی جاؤ۔ اسکو نیچے جاتے ہوے دیکھکر اُس شرمیلی نازنین نے دبے دانتون یہ کہا (اچھی خالہ جان ہمین یہان اکیلا نہ چھوڑ جاؤ) اُسنے زینے سے تشفی دی (مین واری بٹیا) گھبراؤ نہین۔ ہمارے جانے بوجھے ہمین اللہ چاہے تو کل ہی نکاح ہو جاے دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا۔ انھون نے ہاتھ پکڑکر کھینچنا چاہا تو اُس نازنین نے ہاتھ ڈھیلا کردیا۔ انھون نے اپنے قریب فرش پر بٹھالیا۔ مگر ابھی تک اچھی طرح صورت نظر سے نہین گذری تھی صرف اسکی اداے دلربا اور پیاری پیاری سڈول کلائی اور دست حنائی اور پور پور چھلے اور گورے گورے پانون دیکھکر لٹو ہوگئے تھے۔ کچھ عرصے کی خوشامد اور چھینا جھپٹی کے بعد جو اُس مہوش خورشید رخسار کے چہرۂ زیبا پر نظر پڑی تو دنگ ہوگئے اور دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یا خدا تو بڑا مسبب الاسباب ہے۔ جب دینے پر آتا ہے تو چھت پھاڑ کے دیتا ہے۔ اس نازنین مہ جبین کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ مین تیرے صدقے ہو جاؤن جانی۔ میری جسقدر ثروت اور دولت اور مال اور متاع ہے سب تیرے قدمون پر رکھ دونگا۔ یہ کہکر بڑے جوش دلی کے ساتھ اسکے رخسار رشک مہر کا بوسہ لیا اور اُس پری پیکر نے بھی اسی جوش اور محبت کے ساتھ بوسے کا جواب دیا۔ اس بوس و کنار کے بعد باہم یون مکالمہ طرب انگیز ہونے لگا۔

نواب - جان جان جس روز تم روٹھ کے ہمارے ہان سے چل دی تھین اُس روز سے آج تک مین تمھاری تلاش مین تھا - ایک دم بھی کسی پہلو چین نہین آتا تھا سیکڑون تدبیرین کین مگر مطلب نہ نکلا - آخر کار مین نے جی کڑا کر کے دداجی سے کہا اُنھون نے صاف انکار کیا سوچا کہ یا الٰہی اب کیا کرون - ظہورن اپنی پیاری جانی کو کہان سے لاؤن سو خدا نے آج ہم بیکسون کی سُن لی -

ظہورن - نواب یہ تو تم جھوٹ کہتے ہو - اگر ہماری ایسی ہی چاہ تمکو ہوتی تو تم یہان اس بکھیڑے مین نہ آتے - تم خوب جانتے تھے کہ مین کوئی ہرجائی تو ہون نہین کہ کسی کٹنی کے ہان آؤن جاؤن - مگر ہماری محبت کو دیکھو کہ تم چھٹا و کسی امردپر نظر ڈالی ہو تو یہ دونون آنکھین پھوٹ جائین - چلو خیر اب جو ہوا سو ہوا ہے ؎

بات پشیمانی کی ہوتی ہے سو پیش آئی ہے

اب اللہ کرے ہماری تمھاری عمر بھر نبھ جائے مگر بیگم سنینگی تو بہ نہار کھائینگی - ہماری جوتی کی نوک سے کیا پروا ہے -

نواب - ظہورن کے سر کی قسم جو اُس روز سے صورت بھی دیکھی ہے مگر تم بھی اسوقت عجب نخرے سے بنے آئین نہ مجھے اب تک نہین معلوم ہوا تھا کہ تم ہو - ذرا جو شک بھی ہوا ہو مگر دل کو دل سے راہ ہے - شکر ہے کہ اللہ نے تمھاری صورت دکھائی -

ظہورن - تمھاری بیگم ہمین کوس کوس کے کھا جائینگی -

نواب - اُسکی ایسی تیسی تمھاری لونڈی بناکر رکھون تو سہی -

راوی - حضرات ناظرین رونگٹے کھڑے ہونے کی بات ہے - بڑی عبرت کا مقام ہے منکوحہ بیوی رنج و غم خوشی شادی کی شریک دل و جان سے ہر دم حاضر - آسایش تن - پھر غریب غیور عفیفہ -

پاکباز ہمنشین۔ خندہ پیشانی۔ اور حسن و جمال سن و سال مین بھی سو پچاس مین ایک۔ مگر نواب کی اس حرکت ناملائم کو ملاحظہ فرمایئے کہ مغلانی کی چھوکری سے کہتے ہین کہ ہم اُسکو تمھاری لونڈی بنا کر رکھینگے۔ افسوس صد افسوس۔

اسی شب کو نواب نامدار اپنی معشوقہ سیم بدن گلعذار کو اپنے مکان پر لیگئے۔ اور دوسرے ہی دن کھلے بندون نکاح کی رسم ادا ہوئی اور بی ظہورن کا نام نواب حور لقا محل رکھا گیا۔

نواب حور لقا محل کا دماغ عرش برین پر تھا۔ پنجون کے بھل چلتی تھین۔ زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین۔ اور نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ کل جمع جتھا انکے حوالے کر دی یہی سیاہ سفید کی مالک تھین نواب کو صبح شام اور شام سے صبح تک سوا بدمستی و بادہ پرستی کے اور کوئی کام ہی نہ تھا چار مہینے کے عرصے مین یار لوگون نے آدھی جمع اڑا دی اور انکے کان پر جون بھی نہ رینگی۔ مگر ظہورن یعنی حور لقا محل کے مرید تھے جو حکم انھون نے دیا یہ بسر و چشم بجا لائے۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُس ناز آفرین کے غلام ہین اور وہ انکی آقا۔ بیگم صاحب دل ہی دل مین کُڑھتی تھین مگر انکی سنتا کون تھا۔ بڑی حضور بالکل اپاہج بس۔ بی ظہورن کا طوطی بولتا تھا مگر انھون نے جتنی خادمہ اپنے ہان نوکر رکھی تھین سب بُوڑھی یا ادھیڑ جوان عورت گھر مین نہین آنے پاتی تھی یہ نوابصاحب سے ہمیشہ کھٹکتی رہتی تھین کہ ایسا نہو جس طرح بیگم صاحب نظر بند ہو گئین اسی طرح اب کسی اور نوخیز چھوکری پر میان ریجھین اور ہم بھی نکالے جائین اور ہماری طرح وہ محل مین داخل ہو جائے تب انکو مہری کی ضرورت تھی ایک ماما محل کی ایک لڑکی کو جسکا نام لچھمن تھا نوکری کے لیے لائی۔ چونکہ یہ بھی بڑی نمکین اور خوبصورت دُختر سیزدہ سالہ تھی بی ظہورن صاحب نے اسکو نوکر رکھنا پسند نہ کیا۔

دور سولھواں

سحر حرام و حلال اور نصرت الدولہ کا پتلا حال



مکان ہے شعبدے دنیا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

نواب صاحب اس فکر مین تھے کہ کسی طرح سیٹھ کو جنرل صاحب کا پتہ ملے تو انکو صلاح نیک دین اور ہندوستان کے لائق فائق بیرسٹرون اور نامی گرامی وکلا سے مشورہ لین اور سیٹھ جی کو مصیبت سے بچائین مگر گو لاکھ تلاش کی گو جنرل کا پتہ نہ ملا - ایک روز فرحت الدولہ بہادر سے اپنے شفیق مفرور و مہجور کی حالت زار کی نسبت گفتگو کرتے تھے کہ ایک سپاہی نے آکر کہا خداوند ایک صاحب آئے ہین امام الدین خان نے پوچھا کون ہی - اُسنے کہا انگریز ہین - انگریز کا نام سنکر نواب صاحب نے کہا جا کر دیکھو تو ذرا - امام الدین خان باہر گئے - دیکھا ایک صاحب کھڑے ہین - امام الدین خان نے جھک کر سلام کیا اور کہا کیا نواب صاحب سے ملیے گا -

صاحب - ہان ہم اُنسے ملاقات کرینگے - آپ بولو ہم جاکے

امام الدین خان - کیا کہون -

صاحب - کہو - صاحب سلام کرنے آیا ہی -

امام الدین - آپ کا نام کیا ہی -

صاحب - آفت جی آسلر -

امام الدین - کیا ؟ -

صاحب - ول کیا کا جواب کیا - بولو آفت جی آسلر صاحب آیا ہی -

امام الدین - بہت خوب - اور آپ نوکر کہان ہین کس محکمے مین -

صاحب - جہنم مین - ہم دوزخ کے داروغہ ہین سمجھا آپ یا نہین سمجھا ابھی

امام الدین آپ تو دل لگی باز آدمی ہین - صاف صاف بتائیے -

صاحب - ول بولو کہ ایک پاگل آیا ہی - ابھی پاگل خانے سے آتا ہی -

امام الدین - اب صاف صاف بتانا ہو بتاؤ - ورنہ مین جاتا ہون
صاحب - آسا ہمارا نام ہو - اور ملیگا نواب سے -

امام الدین نے آنکر کہا حضور ایک صاحب ہین خاص ولایتی - سرخ سفید ایک ٹٹو ہی پر آیا ہی - مگر بڑا سنجیدہ ہی آپ سے ملنا چاہتا ہی - مین نے کہا آپ کہان نوکر ہین کہنے لگا ہم دوزخ کے داروغہ ہین نواب صاحب نے کہا بلاؤ صاحب سپارب کرتے ہوے آگئے - اور آنکر کہا - سلام ہی نواب صاحب -

نواب - سلام آئیے کرسی پر بیٹھیے مزاج اچھا آپ کا -
صاحب - ہان نواب صاحب ہمارا مزاج بہت اچھا - آپکا مزاج بہت اچھا
نواب - ارشاد فرمائیے -
صاحب - سلام کو آیا ہی - ملاقات کرنے -
نواب مشکور ہوا - کہان مکان ہی آپ کا - اسی شہر مین ہی ہین آپ
صاحب - ول ابھی آیا ہی - چار دن ہوے - ہم ایسٹرالجر
نواب - کیا ٹرالا کیا -
صاحب - ایسٹرالجی - ایس ہو لو - ایس - پھر ٹرا - ٹرا - پھر لجر -
نواب - ہم نہین سمجھا تم کیا بولتا ہی -
جھمن - یہ کون لغت بولے صاف صاف بتاؤ -
تراب علی - صاحب ہم لوگ انگریزی نہین جانتا - اردو بولیے -

صاحب نے کہا ول آپ لوگ یہ پڑھ لے ہمارا سارٹیفکٹ ہی - نواب صاحب نے سارٹیفکٹ لیکر امام الدین خان کو دیا کہ پڑھو مگر آواز بلند پڑھنا امام الدین خان نے یون پڑھنا شروع کیا - نواب صاحب اور رفقا غور سے سنتے جاتے تھے -

ہم اس بات کی تصدیق کرتے ہین کہ مسٹر افجی آئلر نجومی نے

ہمکو بہت سی باتین بتائین۔ اور انمین سب باتین سچی نکلین۔ پچھلا حال بھی خوب بیان کیا۔ اور مطابق ہوا۔ اور آیندہ کا حال چار دفعہ بتایا۔ دو باتین صحیح نکلین۔ دو کا ابھی وقت نہین آیا۔ ہم انسے بہت خوش ہین اور انکو سچا اور فن نجوم مین لائق تصور کرتے ہین۔ جو جو صاحب انسے کچھ پوچھینگے یہ خوب بتائینگے۔

راقم راجہ تیغ بہادر تعلقہ دار وزیر پور۔

نواب ۔ اللہ اللہ یہ نجومی ہین۔ معقول۔ یہ کہیے۔ ؎

تو با موج فلک چه دانی چیست		که ندانی که در سرای تو کیست

بتانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا کچھ پوچھو نصرت الدولہ بہادر۔

نصرت الدولہ۔ اچھا۔

صاحب نے ایک اور سارٹیفکٹ جیب سے نکالا اور کہا اسکو آپ لیگو گڈ دیکھو نصرت الدولہ بہادر نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ قابل سننے کے ہے۔

یہ صاحب۔ اف۔ جیگ آسلر نجوم کی باتان مین ہسیار دکھے۔ دو تین باتان پوچھین سب بتا دین۔ ستائی (۲۷) تاریخ کو کہا اٹھائی (۲۸) کو مینھ برسیگا۔ سو برسا۔ اور ہمکو کہا کہ تمھارے باپ کابل کی لڑائی مین ملسٹن صاحب کے ساتھ مارا گیا۔ سو ٹیک (ٹھیک) ہے۔ دونون باتان ٹیک (ٹھیک) نکلا صاحب بڑا گرنتھی ہے۔

پیتم سنگھ رسالدار

نواب ۔ یہ کس پنجابی نے دیا ہے۔

صاحب ۔ ہاں رسالدار ہے۔

نصرت الدولہ۔ وہ تو زبان ہی سے کہے دیتی ہے۔

امام الدین۔ باتان کی ایک ہی کہی اور ستائی سمجھے حضور۔

نواب ۔ نہین مین نہین سمجھا۔

جھمن۔ ستائیس سے مراد ہے۔ ہم تو عمر بسر مین رہے ہین نہ

امام الدین - کہان رہے ہین آپ ؟

چھمن - عنبر سر ہین -

نواب - امرتسر ہین پڑے مولوی بنے ہین - عنبر سر کیسا -

نواب صاحب نے پوچھا کہ کتاب کون ہی - صاحب نے کہا اسمین نجوم کا ذکر ہی - بہت دام خرچ صاحب کتاب پایا - اسکا پہلا صفحہ دیکھیے ٹیل پیج - نواب صاحب نے کتاب لی - تو پہلے صفحے پر ایک تصویر نظر آئی - نواب صاحب نے پوچھا یہ کیا ہی - نجومی نے کہا اس مکان مین نجوم کے علما مردون سے باتین کر سکتے ہین - اڈورڈکلی ایک تھے بڑے زبردست نجومی - اور سحر مین بھی مسلم الثبوت اُستاد - لنکاشر ایک ملک ہی وہان جو آدمی مرگیا تو کلی صاحب نے لوگون سے کہا کہ ہم جادو کے زور سے اس سے باتین کر سکتے ہین - لوگون نے پوچھا کیونکر - اُسنے ایک اپنے دوست کو ساتھ لیا اور قبرستان گئے - سن رکھا تھا کہ فلان فقیر چند روز ہوے مرگیا تھا مشہور تھا کہ متوفی بڑا مالدار تھا - مگر اسنے اپنی دولت کا حال مرتے دم تک کسی پر ظاہر نہ کیا - کوئی کہتا تھا اُسکے مکان مین اشرفیان دفن ہین - کوئی کہتا تھا کہ میدان مین دفن کر آیا مختلف روایتین مشہور تھین - ٹھیک بارہ بجے رات کے وہ لوگ قبرستان مین داخل ہوے کلی نے سحر کے زور سے مردے کو اٹھایا - مردہ سامنے آن کھڑا ہوا - اپنی دولت کا کل حال بیان کر دیا - اور بعض پڑوسیون اور محلے والون کی نسبت پیشین گوئیان کین اور وہ سب صحیح نکلین -

نواب - ہان ! ہمکو تو یقین نہین آتا - مردے کو زندہ کرنا محال ہی

نجومی - نواب صاحب اگر آپ اس کتاب کو پڑھے تو یقین کرے

نصرت الدولہ - آپ مردے کو زندہ کر سکتے ہین -

نجومی - ہم نجومی ہی - جادو والا نہین ہی - یہ جادو کا بات ہی آپ نے سمجھے

کہ جو لوگ زہر کھا کر مرتا ہی - یا پرانی عمارت کے تلے دب کر یا جہاز زمین دوز ہوتا ہی یا دریا مین ڈوبتا وہ ایک ستارہ ہی (سیٹرن) اسکے اثر سے مرتا ہی - اور جو لوگ آگ سے جلکر مر جاتا ہی - یا بجلی گر پڑتا ہی - یا بندوق یا گولا توپ سے مرتا ہی - یا گھوڑے پر سے یا اونچے پر سے گر کر مرتا ہی - یا پھانسی سے وہ ایک ستارہ ہی (مارس) اسکے اثر سے آپ لوگ (مارس) کو (مریخ) بولتے ہین -

نصرت الدولہ - مریخ -

نجومی - ہان ہان - یہی ہم بتا سکتا ہی کہ کتنی شادیان ہون - کتنا روپیہ ہوگا پاس - ہاتھ دیکھ سکتا ہی - ہم سب جانتا ہی - آپ کچھ پوچھیگا تو ہم کہیگا آپ لوگ نے فولر کا نام سنا ہی یہ بڑا نجومی تھا اسکی کئی بات مشہور ہی - اور دور دور تک -

نواب صاحب نے کہا کہیے - فرمائیے - نجومی نے کہنا شروع کیا - بوڑھا آدمی تھا لکھنا پڑھنا کچھ نہین جانتا تھا - بالکل ان پڑھ - نام تک نہین لکھ سکتا تھا - مگر نجوم مین استاد تھا - اسقدر ملکہ بہم پہونچایا کہ کل باتین بتانے لگا رات رات بھر بیدار رہتا اور ستارون کی گردش اور حالات پر غور کرتا تھا یہان تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی اور کے یہان پیدا ہوتا تو وہ بتا دیتا کہ زندہ رہیگا یا مر جائیگا - یا کب تک زندہ رہیگا - اسنے پیشین گوئی کی تھی کہ نپولین بوناپارٹ نیچا دیکھیگا اور اسکی عظمت اور صولت سب خاک مین ملجائیگی - اسنے پیشین گوئی کی تھی کہ ولنگٹن کے دبدبے کے جھنڈے نصب ہو جائینگے دونون باتین صحیح نکلین اور یہ پیشین گوئی کئی سال قبل کی تھی - ایک ستارہ ہی (جیابرہ جیم ساٹی ٹرس) اس ستارے کا حال اسکو ہرشل سے پیشتر معلوم تھا -

ایکدن یہ شخص اپنے مکان کے پڑوس والے ایک سرا مین کسی دوست سے باتین کر رہا تھا لوگون نے نجوم کا ذکر چھیڑ دیا - اتنے مین ایک کسان آیا

اسنے کہا بہت نجوم کی لیا کرتے ہو بھلا بتاؤ تو اگر مین آج فصد لون تو زندہ بچون یا مر جاؤن۔ لوگ سمجھے کہ نجومی یہی کہیگا کہ زندہ بچوگے مرنا کیسا مگر نجومی نے فورًا کہا کہ مر جاؤگے۔ ادھر فصد کھولی گئی اُدھر تم مر گئے بوڑھا کسان خوب ہنسا کہا اچھا ہم جاتے ہین جاکر فصد کھلوائی خون زیادہ آیا۔ ہر چند تدبیر کی گئی مگر بے سود۔ تھوڑی ہی دیر مین جان نکل گئی۔

نصرت الدولہ ـ سبحان اللہ نجوم عجب علم ہو بھئی۔

نواب ـ اجی سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہو۔ بالکل بے اصل چیز۔

نصرت الدولہ ـ جی ہان بے اصل چیز آپکے کہنے سے بے اصل ہی

نواب ـ آپ اسقدر دانا ہو کر اون باتون کو صحیح سمجھتے ہین۔

نجومی ـ نواب صاحب آپ لوگ کوئی نہین مانتا ہمارا بات۔ تمام دنیا ہمکو بے ایمان اور جھوٹا سمجھتا مگر یہ ٹھیک نہین ہی۔ ہم لوگ سچ بولتا ہی کوئی چاہے جو سمجھے کچھ واسطہ نہین ہمکو۔

نواب ـ یہ اپنی اپنی رائے ہی۔ اسمین زبردستی تو ہی نہین کچھ۔

نجومی او۔ ذرا نہین۔ اپنا اپنا رائے جو جسکا ہی۔

نصرت الدولہ ـ آپ ہمارے مکان پر ضرور آئیگا۔ ہم خوشی سے ملیگا ہمین کچھ پوچھنا بھی ہی کل آپ آئیے یا اپنے مکان کا پتا دیجیے۔

نجومی ـ ہوٹل لاک صاحب کا ہوٹل۔

نصرت ـ اچھا تو ہم آدمی بھیج دینگے۔ آپ آئیگا اور گاڑی بھیج دینگے

نجومی ـ ہم بہت خوشی کے ساتھ آئینگے۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا یہ اب گئے ہاتھ سے انکو یقین آگیا کہ نجومی نے جو کچھ کہا سب صحیح ہی۔ امام الدین بولے خداوند ہمکو تو بہروپیا معلوم ہوتا ہی جسکو سمجھا لیا۔ ساری خدائی کا سب بے ایمان۔

بجومی بنے ہین۔ واہ۔

نصرت الدولہ۔ کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے۔

بجومی نے کہا لیجیے یہ اخبار ہے ٹائمز۔ لندن ٹائمز دیکھیے اِس مین کیا چھپا ہے

نواب صاحب نے کہا ہم لوگ انگریزی خوان نہین ہین۔ بجومی نے کہا

اچھا ہم ترجمہ کرینگے۔ بجومی نے ترجمہ کرنا شروع کیا۔ مگر ذرا پٹ شناپ۔

بجومی ―――――― سنڈے کو سنڈے ایک دن کو ہم لوگ بولتے

نواب۔ کس دن کو بولتے ہین۔

بجومی۔ ہمارا گرجا کا دن۔ بڑا اچھا دن ہے۔ وہ دن ہے۔

نواب۔ اتوار۔ اتوار۔ ہم سمجھ گئے۔ گرجا کا وہی دن ہے نہ۔

نصرت الدولہ۔ اجی سننے دو۔ دن سے کیا واسطہ اتوار ہو یا بدھ ہو یا پیر ہو

نواب۔ اچھا ہان صاحب فرمائیے بولیے۔ پھر کیا ہوا۔

بجومی۔ جیمس ولیمس ایک آدمی تھا کم۔ بہت نہین عمر کم۔

نواب۔ ہان جوان آدمی تھا۔ سمجھے آپ مطلب کیسے۔

بجومی۔ وہ اپنے سب لوگ کو ملکر ساتھ ساتھ جاتا ہنسی۔ دریا مین بس

بس وہ ڈوبتا ہے۔ دریا مین وہ ڈوبتا ہے۔

نواب۔ دریا مین ڈوب گیا۔

نصرت الدولہ۔ ڈوب گیا یا ڈوبتا تھا۔

بجومی۔ تین دن تین رات ڈوبنے کے پہلے اسنے دیکھا تمھارا رات کو

سوتے مین ڈریم مین۔ جسکو ہم ڈریم کہتے ہین۔ ڈریم جانتا۔

نواب۔ سمجھے سمجھے۔ بتاؤ امام الدین خان کیا کہا۔

امام الدین۔ مین تو نہین سمجھا خداوند۔

نواب۔ خواب سے مراد ہے۔ کہا نہ کہ رات کو سوتے مین دیکھا۔

تراب علی۔ اعجاز اعجاز۔

جھمن - واہ خداوند - کیا خوب بات فرمائی ہے - جی خوش ہو گیا اسوقت
امام الدین - ہان خوب طبیعت لڑی - ماشاء اللہ ذکی ہین - دانا ہین
نجومی - تین رات برو بر (برابر) دیکھا رات کو ڈریم مین کہ ڈوبا - ڈوبا ڈوب گیا
امام الدین - سماہ یہ نئی بات ہے سمجھے جھمن - تین مرتبہ خواب دیکھا کہ
ڈوبنے والا ہے - اور پھر ڈوب ہی گیا -
نجومی - پہلے جب ڈریم دیکھا تو کچھ نہ پروا کیا - مگر دیکھا بہت بڑا ڈوبنا
بڑا ڈوبنا سمجھا یہ کہ ڈوبتا - جان جاتا - روتا چلاتا - گول دل مچاتا -
جب دوسرا ڈریم دیکھا تو کچھ پرواہ کیا نہین جب تیسرا دیکھا ڈریم تو ڈر گیا
بولا اپنی بہن سے کہ ہم دیکھا ڈریم - تین رات - ڈوبا - پھر ڈوبا - پھر ڈوبا -
اور ہم جان سے ڈرتا ہے - ایک ڈریم - دو ڈریم - تین ڈریم -
نواب - لٹا دیا - واللہ لٹا دیا - ڈریم - ڈریم - ڈریم - خواب کہو خواب
نجومی - ول ہم زبان اردو نہین اچھی جانتا - کھاب کیا -
جھمن - جانگلو ہے جی -

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

نواب - کیا بکتے ہو - اسکی کچھ زبان ہے بیچارے کی - وہ کیا جانے بھلا -
نصرت الدولہ - آپکے نزدیک یہ بالکل درست ہو تو آپ جانین ہم اس بارے مین
داخل نہ ہونگے -
امام الدین - لاحول ولا قوۃ - جھمن بات نہین سنتے و سنتے توبہ -
نجومی - اسکی بہن کہا نہین برا بات - دوسرے روز وہ دریا جانے
مانگتا کہ وہان اشارے سے بتایا کہ پیرنے کے لیے گیا
نواب - دریا پیرنے گئے - ہم نہ سمجھے - آپ فرمائیے پھر کیا ہوا -
نجومی - لوگ سے بولا - لوگ بولا تم پاگل ہے - ڈریم کون بات -
ول ڈریم سے پڑھا لوگ اور یورپین جنٹلمین کیون بھاگنے والا کیا بات

(اپن اینڈل ڈریم) وہ دریا مین گیا۔ گیا دریا کے بیچ مین کہ (اشارے سے پھرنے)

نواب - آپ کہتے جائین مین اسقدر سمجھ سکتا ہون -
نجومی - ول - لوگ بولا تم پاگل ہو - ڈریم سے بھاگتا - ڈریم سے -
امام الدین - ہم تو کروڑ برس تک دریا نہ جاتے -
جھمن - ہم تو اسکی دم پھاند پڑتے -
تراب علی - جہالت اسی کا نام ہے -
نصرت الدولہ - واہ عجب عجب لوگ ہین -
نواب - بات سننے دو -
نصرت الدولہ - اجی کسکی بات - کہان کی بات - یہان تو منڈی لگی ہے
نجومی - آپ لوگ بولتا ہے یہ جھوٹ ہے -
نواب - ہرگز نہین -
نصرت الدولہ - آپ فرمائین ہم سنتے ہین -
جھمن - لطف آتا ہے اس ڈریم بلکہ - یہ ڈریم خوب ہے -
نجومی - بالکل سچ ذرا وہ نہین کہ جھوٹ ہے -

اتنے مین ایک انگریزی خوان آئے - نواب صاحب بولے - لو بات بنگئی - انگریزی خوان سے کہا ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کیجیے - انگریزی خوان نے کہا کیا خوب کیا چھوٹی سی کتاب ہے - اسکے ترجمے کے لیے بھلا کم سے کم ایک مہینا تو ہو - اسکا ترجمہ آسان نہین کس مزے سے آپ نے فرمایا کہ ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کر دینا -

نواب - اجی ایک صفحہ کا ترجمہ چاہیے -
انگریزی خوان - ہان لے لائیے یہ کون بڑی بات ہے -
(انگریزی خوان نے ترجمہ کر کے یون سنایا -

گذشتہ اتوار کے دن ایک معزز نوجوان آدمی جسکا نام ہیرس ولیمس تھا ڈوب کر مر گیا۔ یہ نوجوان چند احباب بذلہ سنج و لطیفہ گو کے ہمراہ تفنن طبع کے لیے دریا مین شام کے وقت پیرتا تھا۔ دفعۃً بھنور مین پڑ گیا۔ لاکھ لاکھ کوشش کی کہ اس گرداب بلا سے نجات پائے مگر بے سود اسکے احباب منھ ہی تکتے رہے اور کہا کہ ہمنے معتبر ذریعے سے سنا ہو کہ ڈوبنے کے تین روز قبل یعنی پنجشنبہ جمعہ اور ہفتہ کی شب کو اسنے کئی بار یہی خواب دیکھے کہ دریا مین ڈوبتا ہی وہ رات کو چونک چونک پڑا اور کئی بار پکار اٹھا۔ ڈوبا۔ ڈوبا۔ ہاے ڈوبا۔ جب بیدار ہوا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور تھرتھرانے لگا۔ جب تیسری شب کو بھی اسنے متواتر اور متوالی ایسے ہی خواب دیکھے تو نہایت ہی خائف ہوا صبح کو اٹھتے ہی بہن سے ذکر کیا اور کہا کہ مین ایک شخص سے شرط بد چکا ہون کہ ایک پل سے کود کر ملاحی پیرتا ہوا مچھلی کے باند تک جاؤنگا۔ اسکی بہن نے کہا۔ خبردار ایسا غضب نہ کرنا ورنہ ستم ہو جائیگا۔ صاف صاف یون ہی کہ زندہ بچکر نہ آؤ گے۔ جن لوگون سے شرط بدی تھی اُنسے اس بدبخت نوجوان نے اپنے خواب پریشان کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ ہم دریا نہ جائینگے۔ لوگون نے قہقہہ لگایا اور اسکا باور نکیا ایک نے کہا ڈر گیا دوسرا بولا ضعیف الاعتقاد ہی۔ تیسرے نے کہا تم اس ملک مین کیون پیدا ہوے وحشیون مین پیدا ہوئے ہوتے۔ خواب کی ایسی تیسی اس ملک کے تربیت یافتہ آدمی کہین خواب کو مانا کرتے ہین سب نے ملکر اسکو خوب بنایا۔ جب تو طیش کھا کر اُسنے کہا چلیے آئیے یہ کہکر انکے ہمراہ پل پر گیا اُسکی بہن نے جو خبر پائی تو فوراً اسکے پاس پہونچی اتفاق سے ایک نجومی کا بھی وہان گذر ہوا۔

نجومی سے لوگون نے پوچھا اگر یہ شخص پل سے کودے تو کیسا۔

نجومی کو خوب معلوم تھا کہ وہ شخص اس فن کا مسلم الثبوت استاد سمجھا جاتا ہی لیکن اُسنے نجوم کے زور سے کہا کہ کودتے ہی ڈوب جائیگا۔ اسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا اور وہ شخص پل پر سے دھم سے کودا پھر کسی شخص نے اسکو اُبھرتے نہ دیکھا۔ تین دن کے بعد اُسکی لاش ملی۔ اور جو لوگ نجوم کے خلاف تھے وہ بھی معتقد ہو گئے۔

نصرت الدولہ۔ صاحب آپ کچھ ہمکو بھی سکھلایئے ہمین بڑا شوق ہی۔

نجومی۔ اچھا جب آپ سیکھیے۔ ہم حاضر ہی۔ جب حکم ہو۔

نواب۔ انکو چیلا کیجیے۔ یہ پھنس جائینگے۔

نصرت الدولہ۔ بس آپ خاموش ہی رہین بس آپ تو کسی چیز کو نہین مانتے

بہادر علیخان۔ عرض کرون حضرت حقیقت حال یون ہی کہ غیب کی بات جناب باری کے سوا اور کوئی نہین جان سکتا۔

نواب۔ اسمین کیا فرق ہی۔

نصرت الدولہ۔ حضرت یہ اپنا اپنا عقیدہ ہی۔ بحث کی ضرورت نہین۔

نواب۔ اچھا اسنے کہیے کوئی مردہ ہمارے سامنے بولنے لگے۔

بہادر علیخان۔ کیا مجال۔ ممکن ہی نہین محض ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی۔

نصرت الدولہ۔ اچھا ہم کچھ دن سیکھ لین تو پھر عرض کرین۔

نواب۔ بسم اللہ سیکھیے مگر یاد رکھیے دھوکا کھائیے گا۔

بہادر علیخان۔ اسوقت کمال افسوس ہی کہ آپ ورا ضعیف الاعتقادی کی باتون کو باور کرین اگر ذرا غور کیجیے تو ہمسے اتفاق کرنے لگیے۔

نجومی۔ اچھا اپنی آنکھون آپ دیکھین تب تو یقین آئے یا تب بھی ہٹ دھرمی کیجیے گا۔

نجومی نے طرح طرح کی دلچسپ باتین بیان کین۔ نواب نامدار اور بہادر علیخان اُنکے عزیز قریب نے کہا یہ سب بے سروپا کہانی ہی۔ مگر

نصرت الدولہ اور ہجبن معتقد ہو گئے - بخومی نے کہا زراعت کے ذریعے سے جن لوگون کو فائدہ حاصل ہوتا ہو وہ خاص زحل سے متعلق ہو- کسی عمارت مین خزانہ نکلے یا جہاز رانی کے ذریعے سے زر کثیر حاصل ہو یہ سب اسی ستارے کے متعلق ہی-

ایک جنٹلمین نے یون لکھا لارڈ لٹلاٹن نامے ایک رئیس انگلستان نے جب انتقال کیا تو مین وہان ہی تھا- کئی جنٹلمین اور لیڈیان اور مین انکی وفات کے وقت انکے ارد گرد موجود تھین- وفات کے تین دن قبل انھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک چڑیا پھڑپھڑاتی ہوئی انکے سامنے آئی-

نواب - کون آئی- یہ کون لفظ آپ نے فرمایا ابھی ابھی-

نصرت الدولہ - ایک چڑیا آئی-

نواب - ہان - اچھا صاحب پھر- اب تو تے مینا کی کہانی شروع کر دی

نصرت الدولہ - آپ لوگ بڑے بیوقوف ہین- ذرا خاموش رہیے-

نواب - (مسکراکر) این! اب تو گالیان سُننے لگے آپ- خدا خیر کرے-

بخومی نے کہا پہلے ایک چڑیا سامنے آئی اُسکے بعد ایک عورت سفید پوش نے انکی طرف مخاطب ہو کر کہا مرنے کے لیے مستعد ہو رہو تین دن سے زیادہ اب تم نہین زندہ رہ سکتے انکی آنکھ کھل گئی- فوراً آدمی کو بلایا اور مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگے- آدمی فوراً حاضر ہوا دیکھا تو انکو سخت متوحش پایا- کئی بار خدمتگار کے سامنے زار زار روئے دوسرے دن انکی طبیعت از بس پریشان رہی- تیسرے دن صبح کے وقت کھانا کھاتے ہوے انھون نے کہا اگر آج مین زندہ رہون تو اُس بھوت کو خوب بتاؤن- تھوڑی دیر کے بعد انتہا سے زیادہ پریشان ہوئے- مگر آدھ گھنٹے مین صحت کلی حاصل کی- شام کو پانچ بجے کے وقت انھون نے پھر کھانا کھایا اور ۱۱ بجے بستر پہ گئے- اور خدمتگار سے کہا

بچاکر تیار کرلاؤ - جب خدمتگار چاء لیکر آیا تو دیکھا کہ انکی بڑی ردی حالت ہی اسقدر خائف ہوا کہ وہین سے غل مچایا اور بھاگا اور لوگون کو مدد کے لیے بلایا - اتنے مین لارڈ موصوف اوپر کے دم بھرنے لگے اور لوگون کے آنے کے قبل ہی جان بحق تسلیم ہوئے -

جھمن - اف - اسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے -

نواب - اَین معقول -

امام الدین - یہ ڈنڈا اور تین کانے -

جھمن - اجی حضرت آپ ہین کس پھیر مین - خدا کی قسم کانپ اُٹھو -

امام الدین - بجا - اپنا ہی سا بودا آپ سب کو سمجھتے ہین -

نجومی - ہم ان امور کا ثبوت دے سکتے ہین بلا ثبوت نہین کہتے - چنانچہ لارڈ لٹلٹن نے لوگون سے یہ بھی کہا تھا کہ جس عورت کو انھون نے خواب مین دیکھا تھا اُس سے وہ بخوبی واقف تھے - کمال خوف ہوا

جھمن - واقف تھے کیا معنی مین اسکا مطلب نہین سمجھا -

نجومی نے بیان کیا دو نوجوان حسین تھین اُنپر لارڈ صاحب عاشق ہو گئے مگر اُنکی بوڑھی مان نے اُنکو للکار دیا کہ خبردار یہان نہ آیا کرو - اُنھون نے اُسکو زہر دلوا دیا -

نجومی نے کہا اگر یہ صاحب جو انگریزی پڑھے ہین آپ کو اس صفحے کا مطلب سمجھا دین تو ہم شکر گزار ہونگے - نواب صاحب نے کہا بسم اللہ حضرت ترجمہ کیجیے -

انگریزی خوان نے یون ترجمہ کیا -

جسوقت لارڈ لٹلٹن نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ ان دونون لڑکیون کی مان سامنے کھڑی کہ رہی ہے کہ اب مرنے کے لیے مستعد ہو - اسیوقت اس عورت کی زبان نکلی تھی -

لیڈی لیٹلٹن یعنی لارڈ صاحب کی بیوی نے یون بیان کیا ہو
وفات کے دو شب قبل جب وہ بستر پر جاتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کوئی جانور مثل فاختہ کے کمرے مین پھڑپھڑاتا ہو۔ ادہر ادہر دیکھا
تو معلوم ہوا کہ دریچے کے قریب ایک عورت کھڑی ہو۔ اسکی ڈراونی اور
مہیب شکل ہو یہ ازبس خائف ہوگئے۔ کمرہ خوب روشن تھا اور روشنی بدستور
نظر آتی تھی اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ پرسون تو دنیا سے کوچ کر جائیگا تیری
زندگی کا پیمانہ اب لبریز ہوگیا اتنے مین وہ شکل دفعۃً غائب ہوگئی اور
لارڈ لیٹلٹن مارے خوف کے کانپنے لگے۔

نواب۔ اگر کسی بزدل آدمی کے سامنے کیسے تو ڈر جائے۔

جھمن۔ حضور ہمین جوانمردی کیا کر سکتی ہو۔

امام الدین۔ اجی یہ سب گڑھی ہوئی کہانیان ہین بے سر پیر کی اصل
نصرت الدولہ۔ خدا کی قسم اسقدر رحظ آتا ہو کہ بیان سے باہر ہو
نہ جانین نہ بوجھین۔ اور دخل در معقولات دینے کو مستعد۔

نواب نصرت الدولہ نے کہا ہمارے ایک دوست ہین سیٹھ گوبردھن
انکا حال بتایئے کہ وہ آج کل کہان ہین۔

نجومی نے کہا۔ انکی پیدایش کا وقت اور مقام بتلایئے۔ تو ہم ابھی ابھی
اسی دم بتا دینگے۔

نصرت الدولہ نے آدمی کو بلایا اور کہا جا کر سیٹھ جی کے ہان سے انکا
زائچہ مانگ لاؤ کہنا ایک بڑے پنڈت آئے ہین انکو دکھائینگے
اتنے مین انگریزی خوان اور نجومی مین خوب باتین ہوئین مگر انگریزی
زبان مین۔ نواب صاحب نے کہا بھئی اب یہ گٹ پٹ تو رہنے دو۔ اردو مین
باتین کرو تو ہم بھی سمجھین۔

اتنے مین نواب نصرت الدولہ بہادر کا خدمتگار سیٹھ گوبردھن کا زائچہ لایا

اور اسکے ساتھ ہی لالہ نتھولال بھی آئے - نواب صاحب سے کان مین کہا زائچہ حاضر ہو - نصرت الدولہ نے زائچہ لیکر نجومی کو دیا نجومی نے کہا ہم فقط وقت اور مقام ولادت دریافت کرنا چاہتے ہین - اور کچھ نہین لالہ نتھولال نے بتا دیا - تھوڑی دیر خوب غور کرکے بخوبی سمجھا نجومی نے کل حالات یون بیان کیے -

یہ شخص بڑا خوش قسمت اور مالدار اور سکھ ہو - مگر اسکی زندگی کے دو برس بڑے سخت ہین - جان کا خوف نہین - مال کا خوف نہین - مگر آبرو کا خوف ہو -

اسپر نصرت الدولہ اور لالہ نتھولال اور جھمن اور دو تین اور رفیقانے بڑی تعریف کی - سبحان اللہ سبحان اللہ - کیا بات بتائی ہو - واہ واہ وا - کامل ہو یہ شخص -

نصرت الدولہ - کہیے نواب صاحب اب قائل ہوے یا اب بھی نہین قائل ہوئے - بولیے بس اب بولیے -

جھمن - خداوند صاد ہو - ایسا باکمال نجومی نہین دیکھا - ہکا تو کمال اعزاز ہونا چاہیے خداوند انعام کے قابل بات کہی ہو -

نجومی - آپ لوگ ہمکو جھوٹ بولا مت سمجھینگے - ہم سچ بولیگا -

نصرت الدولہ - اب آپ ہمارے ہان آنکر رہین -

نجومی - ہان - اچھا - ہمین کیا عذر ہو -

نجومی یہ کہکر رخصت ہوے -

دوسرے روز نواب نصرت الدولہ بہادر کے ہان شام کے وقت کئی نواب زادے اور رئیس بیٹھے تھے - نواب صاحب نے جا بجا کہلا بھیجا تھا کہ آج ایک نجومی جو اپنے فن مین کمال رکھتے ہین ہمارے مکان پر آئینگے - جو صاحب شائق ہون تشریف لائین - نوابصاحب بھی

رفقا اور مصاحبین اور بہادر علیخان بہادر کو ہمراہ لیکر آئے کل حاضرین دو
نے سرو قد تعظیم کی۔
تھوڑی دیر مین آسلر صاحب نجومی بھی آئے۔ اس مرتبہ بھی ایک
انگریزی خوان کو ساتھ لیے آئے۔ نواب نصرت الدولہ بہادر
نواب امین الدین حیدر اور نواب بہادر علیخان سے ہاتھ ملایا بیٹھے
نصرت الدولہ۔ سب صاحب آپ کے مشتاق ہین۔
نجومی۔ ول ہم شکر کرتا اور ہم حاضر ہون۔
نصرت الدولہ۔ آج کچھ کمال دکھائیے۔
نجومی۔ آج کون دن ہی۔
نصرت الدولہ۔ آج بدھ ہی۔
نجومی۔ ڈونس ڈی۔ ول نواب صاحب پرسون ٹھیک بات۔
بہادر علیخان۔ بہتر ہی اپنے قواعد کے موافق عملدرآمد کیجیے۔
نجومی۔ ایک خبر کا کاغذ۔
اتنا کہکر نواب نصرت الدولہ بہادر نے نجومی سے پانیر لے لیا۔
انگریزی خوان نے کہا لائیے ہین پڑھکر سناؤن۔ پوچھا کس سال کا
پانیر ہی۔ انگریزی خوان نے کہا پرسون کا۔ آج ۱۹ تاریخ ہی یہ ۱۷ کا چھپا
تھا۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ پڑھیے سنائیے کل حاضرین جلسہ ہمہ تن
گوش ہو کر سننے لگے انگریزی خوان نے ترجمہ شروع کیا۔
آج شام کے وقت قبل غروب آفتاب مسٹر ہوم صاحب جمیس
بورڈ آف ریونیو ممالک مغربی و شمالی نے میڈم بلاوڈسکی کی دعوت کی تھی
چنانچہ وقت مقررہ پر میڈم صاحب آئین انکے علاوہ اور بھی کئی معزز
معزز لیڈیان اور افسران سول و ملیٹری اور جنٹلمین مدعو تھے۔ کھانا
کھانے کے وقت میڈم صاحب نے مسٹر ہیوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجہ

شریفہ سے پوچھا۔

ایک رئیس۔ یہ میڈام کیا معنی۔

فصیح الدولہ۔ ہان ہم بھی نہین سمجھے۔

انگریزی خوان۔ میڈم کے معنی میم اور بلاؤنسکی نام ہی۔ انھون نے کہا کہ ہم کچھ تماشا دکھائین آپ اجازت دیتی ہین مسٹر ہیوم کی میم صاحب نے کہا ہان دکھائیے ہر اجازت میڈم نے پوچھا تین سال کے عرصے مین کوئی چیز آپ کے ہان سے گم تو نہین ہوئی۔ مسٹر ہیوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجۂ شریفہ نے کہا پارسال ایک چیز کھو گئی تھی اب تک نہین ملی میڈم نے کہا اچھا اس کاغذ پر اُس چیز کا نقشہ بنا دو انھون نے پنسل سے نقشہ بنا دیا۔ میڈم نے کہا یہ کاغذ ہمکو نہ دکھاؤ مگر لپیٹکر ہمین دے دو۔ دے دیا گیا اتنے مین کچھ اور باتین چھڑ گئین جب کھانے سے فراغت پائی تو ہیوم نے کہا چلیے ذرا باغ کی سیر کرین سیر کرتے کرتے یون گفتگو کی۔

میڈم۔ آپ سے مین نے کچھ کہا تھا آپ بھول گئین شاید۔

مسٹر ہیوم۔ کیا کچھ یاد نہین آتا۔

ایک لیڈی۔ کیا کہا کیا بھول گئین۔

میڈم۔ آپ سب کی سب بھول گئین۔

دوسری لیڈی۔ ہان کچھ خیال نہین آپ فرمایئے۔

میڈم۔ کسی چیز کا نقشہ آپ نے بنا دیا تھا یاد ہی۔

مسٹر ہیوم۔ ہان یاد ہی۔ پھر۔

جنٹلمین۔ وہ تو بات ہی ٹال دی گئی۔

دوسرے جنٹلمین۔ آپ نے تماشا دکھانے کا وعدہ کیا تھا پھر کیا ہوئے میڈم نے کہا وہ تماشا دکھاؤن کہ آپ سب پھڑک جائین اقرار کر لون اور تماشا نہ دکھاؤن ایسا ہو سکتا ہی بھلا ممکن ہی نہین ہی وعدہ

فریدہ کی اسکو پورا کرونگی -
نواب - حضرت سینئے آپ کا قطع کلام ہوتا ہی - مین سمجھ گیا کہ انجام
کیا ہوگا مگر - ع

	شنیدہ کے بود مانند دیدہ -	

کہنے اور کرنے - سننے اور دیکھنے مین فرق ہی -
نصرت الدولہ - تو سن تو لیجیے پوری داستان سینئے پہلے پھر
اعتراض فرمائیے -
ایک انگریزی خوان - میڈم سکرائین پوچھا آپ نے کیا کہا جی کی
خوشی - پوچھا تماشا کب تک دکھائیے گا کہا ابھی ابھی - عمر بھر کبھی ایسا
تماشا دیکھا ہی نہو - باغ مین ٹہلتے ٹہلتے اخبار پانیر کے اڈیٹر مسٹر سینٹ صاحب
کی زوجہ شریفہ نے کہا این ! یہ کیا پڑا ہی یہ تو وہ کاغذ ہی جو مسز ہیوم نے
دیا تھا اور نقشہ بنا تھا اُس کاغذ کو اٹھایا تو ایک موتیون کا جگنو اُسمین
لپٹا ہوا نظر آیا -
مسز سینٹ - یہ زیور اسمین کیسا ہی -
مسز ہیوم - دیکھین ارے یہ تو وہی جگنو ہی جو کھو گیا تھا -
میڈم - اسی کا نقشہ آپ نے بنایا تھا یا کچھ اور -
مسز ہیوم - اسی کا خاص اسی کا -
جسقدر رنا تو نین اور جنٹلمین وہان تھے سب دنگ ہو گئے -
میڈم زیبس محظوظ تھین سب کے سب ملکر اُنکی تعریف کرنے لگے - اسپر
میڈم بلاوسکی نے کہا آپ لوگ آج کے واقعہ کا حال اخبار مین چھپوا دین
چنانچہ اس اخبار مین وہ حال درج ہو گیا ہی -
نواب - دستخط کیسے ہین -
نجومی - کرنیل - کپتان - لیڈیان - مسز ہیوم اور عزت دار لوگ کے

دستخط ہین سب رئیس اور سب ثقۃ الدولا لیڈی اور جنٹلمین -
نصرت الدولہ - کیون صاحب یہ کیونکر منگوایا -
نجومی - اسپریچولزم کے ذریعہ -
نصرت الدولہ - وہ کس علم کا نام ہی -
نجومی - ول اسپرٹ کو -
نصرت الدولہ - اسپرٹ کسے کہتے ہین -
انگریزی خوان - روح بعد وفات -
نواب - افسوس کہ ہم انگریزی خوان نہین ہین کمال رنج ہی -
نجومی - آپ کو نواب صاحب کچھ اب دل کا بات کہا -
نواب - (انگریزی خوان سے) کیا کہتے ہین صاحب انگریزی مین پوچھکر بتا دیجیے
انگریزی خوان - پوچھتے ہین اب شک کہ ہوا یا نہین -
نواب - کہدو کل ہم اور آپ جب ہونگے تو پھر راے ظاہر کرینگے -
نجومی - (ہنسکر) اوہ اچھا بہت اچھا -
نصرت الدولہ - کچھ شعبدے دکھائیے -
نجومی - فائی ہم شعبدہ باز نہین -
نصرت الدولہ - ہماری خاطر سے -
نجومی - آپ ایک (وہ) کرتا ہی -
نصرت الدولہ - شعبدے ضرور دکھائیے جسمین سب صاحب خوش ہو جائین
نجومی - انعام لونگا -
ایک رئیس - یہان سب رئیس ہی رئیس بیٹھے ہین جو مانگیگے ملجائیگا
امام الدین - بجا ہی خداوند - اسمین کیا شک ہی حضور -
اب آپ خدا کا نام لیکر دکھائین تو شعبدہ -
نجومی نے کہا - یہ فارسی کتاب ہی آپ لوگ کسی مقام پر سکہ رکھ دین

نواب صاحب نے کتاب کھولی تو صفحہ ۲۰۳
نجومی - سرے کے سات شعر پڑھیے - مگر ہاتھ سے کچھ لکھنے کا مطلب نہین
نواب - پڑھ لیے اور فرمائیے -
نجومی - اسکے سات مصرعے سرے سے لکھنا ہوگا - سمجھ
نواب - کیا بات آپ سمجھا دیجیے ذرا انگریزی ہین کہ مطلب ہم لوگ نہین سمجھے
انگریزی خوان نے کہا اُن ساتون شعرون کا مصرعہ اول لکھ دیجیے
بس ایک ہی ایک مصرعہ لکھیے گا اور دوسرے مصرعہ کی جگہ خالی رکھیے گا
نواب - بہتر ہو لکھے دیتے ہین -
نواب صاحب نے ابتدائی صفحہ کے سات مصرعے لکھے -

کو طالب ساغر شراب ست -
تا دیر بخواب دیدار رویت -
جان نیست دریغ از تو دل چیست
مانند چراغ روز بے نور -
جوید دم خنجرت گلویم -
داد از تو که قتل عشقبازان -
از زلف مسلسل تو حیرانم -

نواب صاحب نے کہا لکھ دیے اب فرمائیے اسمین کیا شعبدہ ہے
نجومی نے کہا لائیے لائیے یہ کہکر کاغذ نواب صاحب کے ہاتھ سے
لے لیا اور پھر کاغذ رکھکر اسپر سرخ سرخ پانی چھڑکا اور گھسنا شروع کیا
چربون چربون چربون اسکے بعد دو تین کھلونے جھولی سے نکالے
اور کبھی اس کھلونے کو اُٹھایا کبھی اُس کھلونے کو - اتنے مین بندوق
داغی - دن - بندوق داغتے ہی کیا خوش ہوے ایک ہی ایک مصرعہ
لکھا یا دونون - نواب صاحب نے کہا ایک پوچھا پہلا یا دوسرا

کہا پہلا - نجومی نے کہا کاغذ اُٹھا کر دیکھیے تو ذرا نواب صاحب نے کاغذ اُٹھایا تو مصرعۂ اولی ندارد -

نواب - ایں! یہ تو وہ کاغذ نہیں ہی ہرگز وہ نہین ہی -

نصرت الدولہ - کاغذ تو اس مقام پر سے اُنھون نے اُٹھایا ہی نہین

حاجی صاحب - واقعی کاغذ جس مقام پر تھا وہین رہا -

جھمن - خداوند جنبش تک تو ہم نے نہین پائی - قسم خدا کی -

بہادر علیخان - ہان اسکی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین -

ایک رئیس نے کہا آخر اس بحث کا نتیجہ کیا ہی - صاحب سے پوچھیے کہ وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہین - ابھی سوہت نہ کیا اس کورمی سے لٹھم لٹھیا نجومی نے کہا ہم یہ کہتے ہین کہ آپ نے اس کاغذ پر پہلے سات مصرعے لکھے وہ غائب ہو گئے اور پہلے مصرعون کے عوض دوسرے مصرعے نظر آئینگے اگر ایسا نہو تو جرمانہ دون -

نصرت الدولہ - ابھی کاغذ کو نہ دیکھیے پہلے یہ فرمایئے کہ انکا مطلب سمجھے یا نہین سمجھے -

نواب - خوب سمجھے بخوبی سمجھے -

رئیس - بیشک اگر ایسا ہو تو قابل تعریف کام کیا ہی اسمین ذرا شک نہین

نصرت الدولہ - آپ ملاحظہ فرمایئے -

چنانچہ بیس رئیسزادون کو گھیر لیا اور پڑھا تو یہ مصرعے اُن مصرعون کے جواب مین تھے -

از لعل تو ہر کہ کامیاب ست -

پیوستہ در آرزوے خواب ست -

در بر دن دل چہ اضطراب ست -

پیش رخ یار آفتاب ست -

لب تشنہ در آرزوے خواب ست۔
در کیش تو داخل ثواب ست۔
پیوستہ اسیر پیچ و تاب ست۔
نواب۔ این! تعجب ہی۔ اور وہی مصرعے ہین جو ہونے چاہیے تھے
نصرت الدولہ۔ اب قائل ہوے ہمارے نجومی کے یا اب بھی نہین۔
حاجی صاحب۔ حیرت ہی واللہ حیرت ہی یہ کمال کہلاتا ہی۔
نواب گھسیٹے۔ کمال مین کیا شک ہی قابل تعریف کام کیا ہی۔
سبحان اللہ کا دونگڑا اڑ گیا نجومی کا دماغ ساتوین آسمان پر۔
نواب صاحب اور بہادر علیخان اور دو تین اور رئیس اور امام الدین خان
کے سوا اور سب اسکا کلمہ پڑھنے لگے۔
امام الدین خان۔ خداوند کیا بات ہی کہ سمجھ مین نہین آتی۔
نواب۔ اجی مخفی شعبدہ ہی مگر ہاتھ صاف ہی۔ اور پہلے مصرعون سے
ان مصرعون کو ملائیے تو شعر ہو جاتا ہی۔
نصرت الدولہ۔ کوئی ہی۔
رفقا نے خدمتگارون کو آواز دی۔ سب حاضر ہوئے حکم دیا
دو سو روپیہ اور ایک دوشالہ نجومی کو دو۔ دو سو روپیہ نقد اور ایک
دوشالہ دیا گیا۔
نجومی۔ ابھی نہین جب اور دکھائے تب دیگا اور لیگا۔
نصرت الدولہ۔ اجی اب تو یہ لو۔
نجومی نے دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ لیا سلام کیا اور کہا
کل پرسون ہم اور تماشے دکھاینگے۔
نصرت الدولہ نے کہا آج انھون نے بڑا کمال کیا ہاتھ تک نہین لگایا
اور مصرعون کا جواب لکھ دیا اور اُس دن ہمنے اپنے ایک دوست کا

حال پوچھا تھا اسقدر صحیح بتایا کہ ہم عرض نہیں کر سکتے موبمو بالکل درست مطابق - اور نواب صاحب سے پوچھ لیجیے اسکی شہادت نواب صاحب بھی دینگے کہ نجومی کو اس دوست کا حال ذرہ بھی نہ معلوم ہوگا -

نواب - ہان خدا جانے کیا باعث اصلی تھا حضرت -

بہادر علیخان - ہان بتایا تو خوب مگر ہے تو - -

گاہ باشد زپیر دانشمند	بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودک نادان	بغلط بر ہدف زند تیرے

نصرت الدولہ - واہ حضرت واہ کیا تعریف کی ہے آپ نے -

جھمن - خداوند اس دن آج سے زیادہ انعام کا کام کیا تھا -

نصرت الدولہ - کیا شک ہے واقعی آپ کی بات صحیح ہے اسمین اصلا شبہہ نہین

نجومی - اب ہم جاتے -

نصرت الدولہ - ابھی اب ہوٹل سے اٹھکر یہان چلے آؤ -

نجومی - اچھا ہم پرسون آئیگا آپ سے - سلام صاحب -

نصرت الدولہ - بہتر پرسون سہی مگر کچھ سکھا دیجیے حضور ضرور -

نجومی - ہان ہان اچھا بات اچھا علم -

ایک رئیس نے کہا حضرت پھر تو آپ بھی گھر بیٹھے جو چاہین کیجیے گا -

دوسرے رئیس بولے بلکہ چل پھر ان چل پھر ان - نصرت الدولہ نے کہا خدا کی قسم اگر ہم نے سیکھا دل سے تو پھر دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہے دیکھیے گا رفتہ رفتہ انشاء اللہ مگر -

بہادر علیخان - مگر وہی ایک آنچ کی کسر رہیگی -

اسپر قہقہہ پڑا اور نصرت الدولہ مسکرا کر بولے خیر صاحب اب ہم بحث نہ کرینگے سمجھا جائیگا چھ مہینے کے بعد پھر کل حالات نہ بیان کر دین تو سہی -

نواب - کیون قبلہ اپنی پیدایش کے قبل کا بھی کچھ حال بیان کیجیے گا -

جلسہ برخاست ہوا۔ نواب صاحب مع رفقا دولتخانے پر آئے
بڑی دیر تک نجومی ہی کی باتین رہین۔ جمعین تو نجومی کے معتقد تھے۔
وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا کہ حضور اس شخص کو اپنے فن مین کمال حاصل ہے۔
سیٹھ جی کا حال ایسا بتایا کہ بس مین عقیدہ لے آیا اور کل جو تین اپنے
کرتب دکھائے۔ حضور نے جو معمے لکھے اُنکے جواب کے مہر سے
موجود۔ اور کاغذ نے جنبش تک نہ کی۔ نواب صاحب نے کہا کیسی نجوم
اس شعبدہ بازی سے کیا واسطہ کجا نجوم۔ کجا شعبدہ بازی۔ مگر شعبدہ تو
نِرے ہاتھ کی صفائی کا نام ہے۔ یہ نجوم کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہمارے یہان کے
کہا ہے ایک لائق انگریزی خوان نے کہا تھا کہ نجوم علم ہیئت سے
متعلق ہے۔ اور علم ہیئت کے علما نجوم کو نہین مانتے۔ وہ کہتے ہین کہ
نجومیون کو عموماً ستارون کے ٹھیک ٹھیک مقامات تو معلوم ہی نہین ہین
وہ بنکارتے کیا پھرتے ہین۔ امام الدین خان بولے خداوند یہ سب
باتین ہین غیب کا حال کوئی نہین جان سکتا۔ تراب علی نے کہا ہان
حیرت ہے کہ کیا کہین گو جمل صاحب کا کچا چٹھا ایسا کہہ سنایا کہ پھڑکا دیا۔
مگر جب ہم سوچتے ہین کہ انسان ضعیف البنیان اور علم غیب دانی کا دعوی
تو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی۔

دوسرے روز ادھر غنچۂ صبح کھلا ادھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے
کوٹھی بہجت منزل مین جلوہ فرمایا۔ حکم دیا گیا کہ کسی معبر کو بلاؤ تو کل کے
خواب پریشان کا حال اُس سے دریافت کرین۔ بہادر خان فیق نے
عرض کیا حضور رحمۃ اللہ سے بہتر معبر اب یہان کوئی نہین ہے اور
بڑا مشہور آدمی ہے۔

خداوند ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر کہا کہ آج مین نے خواب مین
ایک پیر مرد کو دیکھا کہ ایک بڈھا آدمی سبز پوش نورانی صورت دور سے

برہمن دیکھتا ہی - اور برسون بھی یہی خواب دیکھا تھا - اسکا مطلب سمجھ مین نہ آیا - بس مولوی فضل رسول نے چھوٹتے ہی کہا اسکی تعبیر بہت آسان ہی - تمھارا کوئی لڑکا عرصۂ دراز سے باہر ہی وہ دو تین دن مین آنے والا ہی اور ایسا ہی ہوا دس برس سے لڑکے کا پتا نہ تھا کامروپ کے دیس مین ایک عورت اُسپر عاشق ہوئی تو جادو کے زور سے اُسکو بکرا بنا دیا - دن بھر بکرا بنا رکھتی شام کو مرد بناتی - اتفاق سے ایک جادوگر اُسکے ہان پہونچا - عورت کو نہین معلوم تھا کہ یہ بھی جادوگر ہی بکرے کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ جادو کے زور سے کسی غریب کو بکرا بنا دیا ہی اُسیوقت جادو کا توڑ کیا اور بکرا آدمی بنگیا - عورت دوہتڑ پیٹنے لگی - اور اُسنے بڑی کوشش کی کہ پھر بکرا بنائے مگر اُس جادوگر کی وجہ سے ایک تدبیر بھی کارگر نہوئی - بس تیسرے دن اُس شخص کا لڑکا دروازے پر آنکر کھڑا ہوا - ماما باہر آگ لینے گئی تھی باہر ہی سے مارے خوشی کے غل مچانا شروع کیا کہ چھوٹے میان آئے چھوٹے میان آئے - حضور رحمہ اللہ سے بہتر معبر اب آپ کے شہر مین نہین ہی -

اتنے مین یہ بات تو ٹل گئی مگر اتفاق سے لالہ جگت سنگھ صاحب آگئے - انھون نے نواب نصرت الدولہ کا میلان طبع نجوم کی جانب دیکھکر انکو چٹکیون پر اڑانا شروع کیا اور ایسے ایسے بھرے دیے کہ نصرت الدولہ جھکے مین آگئے - آدمی تھے جلد باز - کہا اگر آپ کامروپ کچھیا جاکر وہان جادو ٹونا اور سحر سیکھے تو تمام عمر کے لیے آپ کو خوش کردون - اور جائیے تو آج ہی روانہ ہوجائیے - روپیہ مجھسے لیجیے - اور جب کبھی روپیہ کی ضرورت ہو مجھے فوراً مطلع فرمائیے - جگت سنگھ نے دیکھا کہ اگر جلدبازی کرتا ہون تو ممکن ہو کہ شاید ناکام رہون لہذا ٹھنڈی کرکے کھانا بہتر ہو دیر آید درست -

نصرت الدولہ - تو اب آپ خوب غور کر لیجیے لالہ صاحب -
جگت سنگھ - حضور کامروپ جانا تو آسان ہی مگر وہان سے آنا مشکل ہی - بکرا بنا دین - بیل بنا دین - نہ آنے دین -
نصرت الدولہ - پھر چاہے جو کچھ ہو یہ ملاقات کب کام آئیگی بس غور کر کے ذرا دیکھیے -
جگت سنگھ - دیکھیے عرض کرتا ہون - کوئی دیوان منگوائیے -
ٹھاکر خدمتگار نے دیوان لا دیا - جگت سنگھ نے کہا کھولو - ٹھاکر نے کھولا -
جگت سنگھ - دیکھون تو - ہان اسے

کبھی چہرہ تمسے چھپا لیا کبھی پردہ اسنے اٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا
کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوے خود فنا کہ نہ طوق تھے
سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا
نہ تو صبر ہی نہ قرار ہی شب و روز نالۂ زار ہی
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

مصرعۂ اولی مین کاف ہی - دوسرا اور تیسرا اور چوتھا خالی - پانچوین مین نون ہی تو کاف اور نون - اچھا چھٹے مصرعے مین دال ہی - کاف نون دال - اچھا کوئی لفظ کہو امام الدین خان -
نواب - اسکے کیا معنی -
جگت سنگھ - حضور ایک حساب ہی -
امام الدین - گل بلبل -
جگت سنگھ پیش - اچھا - کاف نون دال - کاف نون پیش کن دال ساکن کند - حضور بدھ کے دن نہ جاؤ مگر - اچھا اور شعر تو پڑھو تراب علی - مگر اسکے بعد کے شعر ہون -

تراب علی۔

کہین کیا جنون مین جو حال ہی کہی پیرہن کا خیال ہی
جو کسی نے لا کے پنہا دیا وہین پرزے پرزے اڑا دیا

جگت سنگھ۔ مصرعۂ اولی مین کاف ہی اور مصرعۂ ثانی مین جیم تو کاف اور جیم۔ اچھا۔ اب پھر کوئی لفظ کہیے خان صاحب۔

امام الدین۔ شبنم۔

جگت سنگھ۔ شبنم زیر ہو۔ تو کاف جیم زبر کج۔ حضور بدھ کو نہ بھیجیے۔

نواب۔ یہ کیا حساب ہی بھئی۔

جگت سنگھ۔ حضور پہلے کند کا لفظ آیا پھر کج۔ کند سے یہ مراد ہی کہ اگر بدھ کے دن گیا تو ذہن کند ہو جائیگا۔ اور کج سے یہ مطلب ہی کہ سیدھے ڈھرے پر نہ جا سکیگا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔

تراب علی۔ واہ واہ واہ۔ اچھا حساب ہی۔

امام الدین۔ ہم خاک بھی جو سمجھے ہون۔

جھمن۔ علی ہذا ہماری سمجھ مین بھی نہ آیا۔

حاتم علی۔ حساب ہی تو ہی۔

نصرت الدولہ۔ بتاؤ ہمکو بھی۔ اتنا ہی بتلائے جاؤ۔

جگت سنگھ۔ خداوند غلام کو عذر نہین۔ مگر چالیس دن چلّا کھینچنا پڑتا ہی نمک نہ کھاؤ۔ گوشت نہ کھاؤ۔ عورت کی صورت نہ دیکھو۔ مرغ اور کتے کی آواز نہ سنو۔ چارپائی پہ نہ آرام کرو۔ دن کو سوؤ۔ رات کو جاگو بڑا بکھیڑا ہی۔

نواب۔ گوشت اور نمک کا چھوڑنا تو محال ہی۔

امام الدین۔ حضور مشقتین بھی تو ٹیڑھی کھیر ہین۔

نواب - ہان ہو تو ایسا ہی -
جھمن - لالہ صاحب نے تو یقین ہو یہ سب کچھ پورا پورا عمل مین ضرور لایا ہوگا -
جگت سنگھ - کیا خوب -
نواب - صریح تمھارے سامنے حساب کر چکے کہہ کند اور کج بتادیا -
امام الدین - اور حضور خود دیوان بھی نہین کھولا کہ شک ہوتا -
نواب - اور کیا - دیوان کھولا تھوڑی لے -
تراب علی - اور کہہ دیا تھا کہ کوئی کتاب لاؤ - خاص دیوان کا نام بھی نہین لیا -
جھمن - اجی بس بیٹھے بھی رہیے -
نواب - پاگل ہو گیا -
امام الدین - سڑی ہی ہو خاصہ -
تراب علی - سوا سے بے تکی کے اور کچھ جانتا ہی نہین -
نصرت الدولہ - دنگ ہون اسوقت کہ کیا حساب لگایا ہو -
جگت سنگھ - (ہنسی کرکے) قدردانی -
نصرت الدولہ - بیشک خوب حساب لگایا - جھمن سڑی ہو -
تراب علی - خداوند بس ٹنڈ پیلنے جانتا ہو -
نصرت الدولہ - یادخل در معقولات دینا - دگر ہیچ -
امام الدین - حق ہو - حضور نے اسکو خوب پہچان لیا -
تراب علی - بڑی دور ہو نگاہ حضور کی نگاہ بڑی دور رس -
جھمن - ہان اس سے ہمین کب انکار ہو -
اتنے مین آسلہ صاحب نجومی آئے - اور انکے ساتھ ایک انگریزی خوان بھی تھا - صاحب سلامت کے بعد اُسنے ایک کتاب کھولی اور

انگریزی خوان نے ترجمہ کیا۔
فرشتون کا لباس ایسا عمدہ ہوتا ہو کہ انسان دیکھے تو غش غش کرنے لگے اور جہان وہ رہتے ہین انواع و اقسام کے خوشنما اور خوشبو پھول اور ہرے بھرے درخت اور پھلے پھولے اشجار اور خوشبودار گھانس اور دوب وہ لطف دکھاتی ہو کہ بیان سے باہر۔ ہر سمت چشمہ سار اور رود بار۔ اور خاص بہشت کی کیاریان سینچی جاتی ہین۔ یہ وہ فرشتے نہین ہین جو آپ لوگ سمجھتے ہین۔ یہ اور ہی فرشتے ہین۔ جنکو صرف علما علم نجوم جانتے ہین۔ مین نے کئی باران فرشتون سے باتین کی ہین۔ مگر آواز سنتے ہی غش آگیا۔ اچھے سے اچھا خوش گلو ہو مگر ممکن کیا کہ انکا مقابلہ کر سکے۔ درختون کے ہرے بھرے پتون مین سنہری بیل بنی ہو اور وہان آفتاب کا نام ہو نہ مہتاب کا۔ مگر اسقدر روشنی ہو کہ اندھے تک کی آنکھون مین نور آجائے۔

نصرت الدولہ۔ اسکے کیا معنی۔
نجومی۔ اندھا آنکھ والا ہو جائے۔ مگر وہان سے دور آیا تو اندھا۔
ایک نواب زادہ۔ کیا دور آیا۔
انگریزی خوان۔ اس سے یہ مطلب ہو کہ اندھا اگر وہان جائے تو جب تک وہان رہے اسکی آنکھین روشن ہو جائین لیکن اگر اُس مقام کو چھوڑ دے تو پھر نور جاتا رہے۔
ایک رئیس۔ یہ گپ ہو ہم نہ مانینگے۔
رفیق۔ خداوند گل بکاولی ہی مین یہ تاثیر تھی۔
مصاحب۔ ہان اور کیا۔
نصرت الدولہ۔ گپ نہین واقعات ہین آپ نے کہہ دیا گپ ہو۔
رئیس۔ بڑے ضعیف الاعتقاد ہو۔

نصرت الدولہ- چھ مہینے مین جواب دونگا- انشاء اللہ-

انگریزی خوان- جتنے اشیا وہان ہین سب اسقدر صاف ہین کہ اگر آپ چاہین تو انکو آئینہ بنالین-

رئیس- کیا خوب مطلب-

نجومی- ہر چیز ہو صاف بہت اتنا کہ آئینہ بنا کر منہ کو دیکھ سکو- وہان سدا بہار ہین- اور ہر پہاڑ سے عطر و عنبر اور مشک اذفر کی بو خوشگوار آتی ہو- مکانات سب سونے کے بنے ہوے- اور فوارون سے پانی کے عوض نور نکلتا ہو-

ایک نواب- یہ کہین لکھا ہو- صاحب نے خواب مین دیکھا تھا-

امام الدین- حضور یہ سب خواب و خیال ہو-

دوسرے نواب- واقعی سب لغو-

نصرت الدولہ- تم لوگ یون نہ مانوگے-

نجومی- حضور ایک شاعر تھا چاسٹر نام ہو- اُسکے اشعار کا ترجمہ سنیے

انگریزی خوان- ستارے بلور سے کہین زیادہ شفاف اور روشن ہین- ان چمکتے دمکتے پتھرون پر جو کچھ جناب باری نے لکھا ہو اسکو کوئی نہین پڑھ سکتا ہو- ہر شخص کی قسمت کا دارمدار اسی پر ہو- ان ستارون پر لکھا تھا کہ ہکٹر سا بہادر پیدا ہوگا اور اچلیز جیسی آدمی اپنی جرات اور بسالت سے دنیا مین نام کریگا- تھیبز کی لڑائی بھی ان ستارون سے معلوم ہو سکتی تھی- سقراط کی دانائی کا حال ظاہر ہو سکتا تھا مگر حضرت انسان کا ذہن ایسا کند تھا کہ سمجھنا دشوار ہو گیا-

نجومی نے کہا اسقدر بات اور سن لیجیے کہ ایک عالم نجوم کی نسبت کیا کہتا ہو انگریزی خوان سے ترجمہ کرا کے سب صاحبون کو سمجھانے چاہیے

انگریزی خوان نے سمجھانا شروع کیا-

زمانۂ حال کے بڑے بڑے مدبرون اور لائق لائق حکمرانون اور
اعلیٰ طبقے کے بزرگوارون کا میلان طبع یہی ہو کہ خواہ مخواہ علم نجوم کو
برا بھلا کہین - لطف یہ کہ نجوم سے ذرا بھی واقفیت نہین پیدا کرتے
اور باوصف عدم واقفیت یہ کہتے ہین کہ اسکی کچھ بنیاد نہین - اگر کسیقدر واقفیت پیدا کرین اور پھر ایسا کہین تو خیر - مگر ابتدائی اصول سے
بھی واقف نہین اور غل مچانے لگے - بوناپارٹ بڑا دوراندیش آدمی تھا
اسکے ساتھ ہمیشہ دس پانچ کامل فن کے منجم رہتے تھے جو زائچہ اور ساعت
دیکھنے مین اپنے آپ ہی نظیر تھے -

ایک رئیس - کیا بوناپارٹ ہندو تھے -

نواب صاحب - (ہنسکر) مین پوچھنے ہی کو تھا -

دوسرے صاحب - یہ بوناپارٹ تھے کون -

انگریزی خوان - نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس -

نواب - کیا خوب ہم سمجھے تھے کوئی لالہ بوناپارٹ یا پنڈت بوناپارٹ تھے

امام الدین - زائچے کی ایک ہی کہی -

نجومی - بڑے بڑے عالم لوگ تھم سمجھا اور

انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ جسقدر کامیابی سے حاصل کی اور
جو کچھ عروج اسکو ہوا وہ اسکی قابلیت یا لیاقت ہی کے سبب سے نہ تھا
بلکہ خاص نجومیون کے سبب سے - ورنہ وہ کسی جنگ مین اسقدر
نام نیک نہ حاصل کر سکتا -

امام الدین - اچھی ہٹ -

رئیس - بھلا کبھی شکست بھی پائی تھی اُسنے -

نجومی - ہان کئی بار -

رئیس - پھر اُسوقت نجومی کہان چلے گئے تھے

حاضرین - اچھا سوال کیا -
نجومی - جب انکا بات مانا تب ملک کو پالیا اور نہ مانا نہ پایا -
نصرت الدولہ - کیا بات پیدا کی ہی -
حاضرین - اور سینے بات پیدا کی ہی -
نصرت الدولہ - اجی تم لوگ نہ مانوگے -
انگریزی خوان - اگر وہ اپنے خاص مشیر نجومی کی راے کے مطابق چلتا تو ہرگز قید نہوتا -
نصرت الدولہ - افسوس -
انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ بادہ عشرت کے نشے مین آخرکار ایسا چور ہوگیا کہ اپنے کو کچھ سمجھنے لگا - اور یہ نہ اسکو یاد رہا کہ خاص علم نجوم کی بدولت اُسنے اس درجہ عروج حاصل کیا تھا آخرکار نتیجہ ہوا وہ پُر ظاہر ہی - نجوم عجیب علم ہی -
امام الدین - حضرت ان کہانیون سے کچھ نہوگا -
رئیس - قبرستان مین چلکر کسی مردے سے گفتگو کیجیے تو جانین -
نواب - ہان بس ایک بات کہی یہ آپنے -
نصرت الدولہ - اب یہ لوگ یون نہ مانینگے - چھ مہینے کے بعد ہم بتاینگے انشاءاللہ -
نجومی - رئیس کا قول ہی کہ اگر انسان نجوم کے علم سے واقف ہو تو روزمرہ کے معاملات مین اُسکو ذرا بھی دقت نہ واقع ہو - وہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مرتبہ غبارے مین اُڑنے کو تھا - نجومی نے منع کیا اور کہا ہرگز نہ جانا - خبردار جرات نہ کرنا - ورنہ پچھتاؤ گے - وجہ یہ کہ ایک ستارہ ہی جو بڑا اسکو اثر بہت خراب پڑتا ہی - اگر تمنے جرات کی تو جان جائیگی - اسنے ایک نہ سنی - کہا جاؤ بھی ہم کب کسی کی سنتے ہین

مسٹر ہیرس صاحب ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء کو غبارے مین اڑے۔
اسوقت ایک ستارہ ہی سیٹرن یعنی زحل موت کے برج مین تھا۔ بس
تھوڑی دیر مین غبارہ پھٹا اور گرا۔ گرا تو دریا مین۔ ہیرس غرقاب ہوگئے۔
امام الدین۔ اجی ایسی کہانیان بہت سنی ہوئی ہین۔
رئیس۔ اور کیا۔ سب لغو۔
لالہ جگت سنگھ نے کہا ڈھکوسلا نہین بڑے کام کی چیزین ہین
رودیتی موہنی دونون بہنین۔ وہ بہنین جام کا سونٹا۔ نٹ موہنی گوٹی
نٹنی موہن۔ پلنگ چڑھی آئی موہن۔ اور پڑھی بیٹھی ای موہن سوتی ہو سوتی
جگا لا بیٹھی ہو بیٹھی کو سلا لا۔ نارسنگھ چوہرا بیر اٹھو۔ ہتی لونا کا جوڑا ستارہ ہر
دہائی لونا چاری کی۔
حضور یہ عجب موہنی ہے۔ پھونک کے منتر پڑھ کے اسکو جگاتے ہین
جس عورت کو چاہیے قبضے مین آجائے۔
نصرت الدولہ۔ اسوقت اس منتر سے دل پر عجب اثر پیدا ہوا۔
بہادر علیخان۔ جی ہان حضور میرے قلب کی بھی یہی کیفیت ہے۔
حاتم علی۔ کیا بات کہی ہے۔ واہ صاحب واہ۔ ہونہہ کہنے لگے
قابو مین آجائے۔ اور جنتر منتر اور خدا جانے کیا الم غلم بکتے ہین
او ہنی موہنی۔ نٹ موہن نٹنی موہن۔
چھمن۔ (مسکرا کر)۔ واللہ اس گپ کے قربان جانا چاہیے۔
نٹ موہن۔ نٹنی موہن۔
جگت سنگھ۔ اسقدر تو ہمنے سنا ہے۔ واللہ۔ معتبر معتبر آدمیون لے
کہا ہے کہ چور جب چوری کرنے جاتے ہین تو کئی دن پہلے سے سارا
بندوبست کر لیتے ہین۔ چور۔ چوری کر رہا ہو۔ اور کوئی اتنا کہے کہ
تیل گر گیا یا خالی تیل کا نام ہی لے لے۔ فوراً بھاگ جائیگا۔ یا اتنا

کو دیے کہ بلی آئی - بس سنتے ہی جھپٹ منہ تو سہی -

ایک شخص تھے رسالدار شاہی مین انھون نے خوب چین کیے مگر پھر زمانہ بکام نہ تھا - ایک چور انکے مکان کے پڑوس مین رہا کرتا تھا اسنے کہا رسالدار صاحب ہماری ٹکڑی مین شریک ہو جیے تو پھر ایک لطف دیکھیے - انھون نے کہا اچھا - بر سون سے - تیسرے دن گئے چور کے پاس - چورون نے ایک منتر انکو پہلے روز سکھایا -

وہی مچھلی روپے کے ٹکے - کہین اٹکے نہ کہین بھٹکے - ہتھا مارا اور سٹکے یا فیروز شاہ شکاری - چڑیا ہماری دم تمھاری -

جھمن - اُف - واللہ ہنسی آتی ہے چڑیا ہماری دم تمھاری -

نواب - کہی تو اچھی - مگر کہین اٹکے نہ کہین بھٹکے -

جھمن - ہان خداوند - اور ہتھا مارا اور سٹکے - بس پھر آشنا نہین -

جگت سنگھ - خداوند ایک دن بنگال حلقے مین غلام تھا - ایک عورت بال کھولے سامنے آن کھڑی ہوئی - مین نے جو دیکھا تو کوئی ستر برس کا سن اور ایسی نمکین کہ تعریف محال ہے - مین نے ذرا گھورا - بس آنکھین نیلی پیلی کر کے اُسنے کہا کیون شامتین آئی ہین - مین سمجھا اسکی شوخی ہے ہنسنے لگا - بس ایک تنکا اُسنے اٹھا لیا - اور کوئی گھڑی دو گھڑی تک کچھ بڑبڑایا کی - اسکے بعد وہ تنکا میری طرف پھینکا - قسم ہے آپ کے قدمون کی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے شراب سے کوڑا جمایا - اُف - بلبلا گیا -

نصرت الدولہ - بس یہ جادو کا زور ہے - اسمین ذرا شک نہین -

جگت سنگھ - خداوند مین اپنی کیفیت بیان نہین کر سکتا - ایک تنکا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی اچھے شہ زور نے شراپ سے کوڑا جمایا - بس روتا ہوا بھاگا ابھی سنیے تو - مین بھاگا - مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے پاؤن باندھ دیے گر پڑا - ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا بدن کا جسوقت بیان

کرتا ہون کانپ اُٹھتا ہون ایک کم سن عورت اور ذرا سا تنکا اور بس کیا کہون کس ستم کا سامنا تھا۔

جھمن۔ خدا نے بچایا آپ کو۔ مگر دس گیارہ مہینے تک بخار رہا ہوگا

امام الدین۔ تعجب ہی واللہ تعجب ہی۔

حاتم علی۔ اجی سنایے کہیے۔

میر گلباز۔ ہم تو ہم ہمارے شاگردون سے ان باتون کو روایت کیجیے

نواب۔ ہان۔ واللہ انکو تو بھول ہی گئے تھے۔ استاد جی ہین۔

میر گلباز۔ واہ حضور کیا تعریف کی ہی۔ خداوند۔ استاد جی کی اچھی کہی

جگت سنگھ۔ اور ایک دن کا ذکر سنیے۔ اُف۔ خداوندا بچائیو۔ حضور یہ سردی کے دن ہین۔ اور دریا کے کنارے کنارے غلام جاتا تھا۔ اور رات کا وقت اور ہوا ایسی تیز چل رہی تھی کہ جگر تک ٹھٹھرا جاتا تھا۔ چلتے چلتے کیا دیکھتا ہون کہ ایک عورت برہنہ بالکل برہنہ فقط ایک جانگھیا پہنے تھی اور اکڑتی ہوئی چلی جاتی تھی مین سمجھا کوئی چڑیل ہی جان نکل گئی۔ کانپنے لگا۔ تھر تھر کانپنے لگا اُس عورت نے کہا۔ کوئی کوئی کوئی کوئی اور بھی ہوش اُڑ گئے۔

جھمن۔ افوہ۔ مین تو سننے سے کانپ رہا ہون۔

حاتم علی۔ مین بھی علی ہذا القیاس۔

نواب۔ ہان صاحب کوئی کوئی کوئی کوئی۔ پھر کیا کہا اُسنے۔

رفیق۔ مین ایک جگہ بیٹھ گیا۔ بس حضور وہ میرے قریب آئی تو آنکھین اس طرح چمکنے لگین جیسے جگنو ایک اُنگلی میرے سر پر رکھ دی تو یہ معلوم ہوا کہ دس بارہ من کا بوجھ کسی نے میرے سر پر رکھ دیا چیخ اُٹھا تب وہ مسکرائی اور کہا ہمکو پہچانا۔

نواب۔ این اکیا کبھی کی واقفیت تھی۔ این گل دیگر شگفت۔

رفیق - بس حضور میں تو سمجھا کہ اب جان گئی اب نہ بچونگا وہ مسکرائی
کہا میں تمھارے پڑوس رہتی ہون اب پہچانا یا اب بھی نہیں پہچانا -
مین نے کہا ہان اب پہچان گیا -

چھمن - بارے خیر جیتے تو بچے - ورنہ خبر آہی گئی تھی -

جاکم علی - اجی خدا نے بچایا - واللہ خدا نے بچایا - بہت بچے -

رفیق - ان لوگون کے نزدیک تو دل لگی ہے اور یہان جان پر بن آئی
تھی - خیر پھر ہمنے پوچھا کہ تم یہان اسوقت اس قطع سے کیون آئین
کہا ایک لڑکے کی جان لینے آئی تھی -

نواب - اے معاذ اللہ - خدا بچائے - توبہ توبہ - غضب ہی کیا -

چھمن - لڑکے کی جان لینی ! کیا اسکا بھی منتر ہے کوئی - یا الٰہی -

جگت سنگھ - مین نے کہا اسکا مطلب - کہا - وکھا دون - مین سمجھا
میری جان لیگی - ہاتھ جوڑ کر کہا واسطے خدا کے جانے دو - بس مین
سمجھ گیا - کہا ڈرو نہین - دیکھو یہ اس لڑکے کی کلیجی ہے - بس کلیجہ ہماری
غذا ہے اگر نہ ملے تو ہماری جان ہی جاتی رہے - سال میں بارہ لڑکون
خون کرتی ہون اب چار دن تک کھانا نہ کھاؤنگی سیر ہون تب مون پر
غلام نے ٹوپی رکھ دی اور کہا کچھ تو ہمکو بھی بتاؤ مگر اسنے کہا ہرگز نہین
اگر بتاؤن تو مر جاؤن جان جائے -

نواب - ہان الامان - الامان - توبہ توبہ یا حضار -

امام الدین - لالہ جگت سنگھ جاؤ حضور جاؤ واللہ جاؤ -

جگت سنگھ نے کہا اجی ہمارا کیا ہرج ہے ہمکو نہ لانے کو ملتا ہے سفر کا خرچ
ملتا ہے پھر ہم کیون نہ جائین مگر اسمین ایک بات اور باقی ہے - اکیلا سو دولا
دکیلا سو سنگ تکیلا سو گھسٹ پٹ - چوکیلا سو جنجال -

نواب صاحب نے کہا یہ کس ملک کی زبان ہے - جگت سنگھ نے

مطلب یون سمجھا کہ ایک ہو تو دیوانہ ہو جائے دو ہون تو خوب ہے تین ہون ہرگز نہ بنے اور چار ہون تو گتھم گتھا جوتی پیزار ایک کہے پورب چلو دوسرا پچھم جائے تیسرا اُتر کی راہ دھر لے چوتھا دکن ہو رہے تو مجھکو اگر بھیجیے تو کوئی اور بھی ساتھ بھیجیے اور حضور اکیلی تو لکڑی بھی چولھے مین نہین جلتی مشورے کے لیے اصلاح کے لیے بات چیت کے لیے ایک آدمی تو ہمراہ ہو بس پھر کچھ پروا نہین فرض کیجیے کہ ہمکو کسی جادوگرنی نے سحر کے زور سے بکرا بنا دیا تو کوئی دوڑ دھوپ کرنے والا تو ہو۔ آپ کو کوئی اطلاع تو دے سکے۔ یہ نہین کہ ہم عمر بھر کے لیے بکرے بنے رہین۔ اور آپ کو کانون کان بھی خبر نہو اور گھر والے الگ سر پیٹین۔ آیندہ جو حضور کی راے ہو اسمین ہمین اتفاق ہو تعمیل حکم مین غلام کو عذر نہین۔

نصرت الدولہ بہادر نے انکی تقریر بہت پسند کی اور کہا ایک آدمی اور ساتھ جانا چاہیے۔ دو یہ ہون اور ایک ایک خدمتگار بس چار آدمی کافی ہین ایک ہندو اور ایک مسلمان اور دو خدمتگار۔

تین چار روز کے بعد لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی منجانب نصرت الدولہ بہادر کامروپ روانہ ہوے سات ہزار روپیہ ان لوگون کو دیا گیا اور یہ شرطین کی گئین۔

۱۔ جو کام ہو دونون کے اتفاق راے سے۔

۲۔ اگر اختلاف راے ہو تو نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کو لکھا جائے دونون فیصلہ کر دینگے۔

۳۔ روپیہ بیدریغ صرف کیا جائے۔

۴۔ اگر دونون مین سے کوئی شخص مصیبت مین آگیا یعنی کسی زن ساحرہ نے بزور سحر کسیکو بکرا یا بیل یا گدھا بنا لیا تو دوسرے پر فرض ہے

کہ فوراً اسکی اطلاع کرے اور رجسٹری کرکے خط بھیجے یا ضرورت اشد ہو تو تار کے ذریعے سے فوراً اطلاع دے۔

۵- اس قسم کے خطوط خواہ نواب صاحب کے پاس آئین۔ خواہ نصرت الدولہ بہادر کے پاس۔ مگر لفافہ زرد ہو تاکہ فوراً معلوم ہو جائے

۶- خبر تار پر بھیجی جائے تو یہ اصطلاحین لکھی جائین۔

مثلاً اگر لکھنا ہو کہ لالہ جگت سنگھ ایک ساحرہ نے بکرا بنایا تو یون لکھے۔ لالہ بکرا۔ بس کافی ہی۔

یا مولوی بہور علی کو ایک ساحرہ نے بیل بنایا تو یون لکھے مولوی بیل بس

۷- اور اگر روپے کی ضرورت ہو تو ہمیشہ تار کے ذریعے سے اطلاع دی جائے۔ اس طرح۔ دس ہزار بھیجو پھول کے لیے۔

۸- پھول ہماری اصطلاح مین جادو سے مراد ہی۔ اور پھول والی ساحرہ سے اور پھول والا ساحر سے۔

۹- ہر مقام سے خطوط آئین اور ہر روز دو خط بھیجے جائین۔ دونون رجسٹری کیے ہوے ایک صبح۔ ایک شام۔

۱۰- اگر کوئی عورت جادو سکھائے تو جسقدر روپیہ ماہواری منظور کیا جائے فوراً دیا جائے اور سحر سکھائے۔

۱۱- اگر کوئی عورت یہان آنا منظور کرے تو پچاس ہزار تک کی اجازت ہی مگر واقفکار ہو۔ انسان کو بہائم و غنائم کرنے مین قابلیت رکھتی ہو

۱۲- ایک بار پاکھار لالہ جگت سنگھ کے لیے اور ایک خدمتگار مولوی صاحب کے واسطے منظور کیا گیا۔ اگر ضرورت ہو تو دس آدمی اور نوکر رکھ سکتے ہین

۱۳- جو عورت بکرا یا بیل یا گدھا بنائے اسکی خوشامد کرنا لازم ہی۔

۱۴- اس ساحرہ کو جو مانگے دیا جائے۔

۱۵- ایک لاکھ سے تین لاکھ تک روپیہ منظور ہی۔

۱۶- اگر وس بارہ ساحرہ دستیاب ہون فوراً نوکر رکھی جائین اور اُن سے سبق لیا جاے -

۱۷- حتی الوسع کوشش کیجاے کہ وہ سب یہان آجائین -

۱۸- اور اُن سے کام لیا جاے -

۱۹- سے زربرسر فولاد نہی نرم شود -
اس مسلہ سے منھ نہ موڑا جاے -

۲۰- ریل سے اترتے ہی خط روانہ ہو -

ان شرطون کو لالہ صاحب اور مولوی صاحب دونون نے منظور کرلیا اور رخصت ہوے -

ریل پر سوار ہو کر چلے - اب سنیے کہ لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی مین کبھی کی ملاقات اور بے تکلفی نہ تھی - صورت آشنا تھے - لالہ اپنے دل مین سوچے کہ ہمنے یہ ناحق ہی کہا کہ ایک آدمی اور ساتھ دیجیے ہم سمجھے تھے کہ ہماری ہی ٹکڑی مین سے کوئی مقرر ہوگا - مگر ایک اجنبی کا ساتھ ہوا - اگر ہم روپیہ کھائین اور یہ نواب صاحب کو لکھ بھیجین تو ہم دنیا سے جائین - اور اسے کہین تو کیونکر - اور مولوی صاحب دل مین سوچتے تھے کہ رقم معقول ہی تین لاکھ تک بھیجنے کا نصرت الدولہ نے اقرار کر لیا ہی - اور سات ہزار نقد دیے ہین - مگر خدا جانے کہ یہ لالہ کس قسم کے آدمی ہین - کسی طرح انکو گانٹھنا چاہیے ورنہ مطلب براری معلوم ایک چوکی تک دونون سوچا کیے کہ باہم کیونکر کھلین - دوسری چوکی سے یون گفتگو ہونے لگی -

مولوی صاحب - آپ نے ٹکٹ کہان تک کے لیے ہین -

لالہ صاحب - کانپور تک کے -

مولوی صاحب - بس!-

لالہ صاحب - اور کہان تک کے لین-

مولوی صاحب - کامروپ تک-

لالہ صاحب - (مسکراکر) کامروپ ہی کہان-

مولوی صاحب - واللہ اعلم آج تک نام ہی نہین سنا حضرت-

لالہ صاحب - پھر آپ چلتے کہان ہین-

مولوی صاحب - کس مردک کو معلوم بھی ہو- مین تو صرف نواب نصرت الدولہ بہادر کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوا ہون-

لالہ صاحب - اور بندہ بھی- کامروپ تو صرف ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی-

مولوی صاحب - اس لغو خیال کو ملاحظہ فرمایئے کہ انسان کو ساحرہ بزور سحر غنائم و بہائم بناسکتی ہی- استغفر اللہ- بھلا کوئی بات بھی ہو غیر ممکن کجا انسان کجا بکرا- اگدھون کے خیالات ہین مگر انکی راے اور انکے خیالات پر افسوس آتا ہی لاحول ولاقوۃ-

لالہ صاحب - آپ تو عربی پڑھے ہین اور لیئق لوگ ہین- مین تو جاہل ہون- مگر جو سمجھ مین آوے اُسکے مطابق فیصلہ ہو- کہان جائین اور کیا کرین اور کامروپ کو کیونکر ڈھونڈھ نکالین- سخت مصیبت ہی مگر ہماری راے جو آپ مانین تو ہم عرض کرین-

مولوی صاحب - بسم اللہ فرمایئے - مگر سحر کی نسبت ہماری شرع کی رو سے جو کچھ راے ہی اُس سے ہم واقف ہین- لفظ سحر کو اکثر حضرات غلط سمجھتے ہین- سحر کے معنی شعبدہ مگر اعلی درجے کا اگر شائستہ ملک ہی تو اعلی سے اعلی درجے کے شعبدے کو بھی لوگ سحر سمجھینگے اور اگر وحشی بستے ہین تو ادنی سے ادنی شعبدے کو سحر سے بڑھکر تصور کرینگے - حضرت موسی کلیم اللہ کے وقت مین سحر کی بڑی ترقی تھی کنعان اور یروشلیم یعنی بیت المقدس اور مصر و عرب کے مختلف حصون مین

جادو بڑی ترقی پر تھا۔ حضرت موسی نے ایک روز فرعون سے کہا کہ ہم ایک معجزہ دکھاتے ہین۔ فرعون خدائی کا دعوی کرتا تھا حضرت موسی سے اُسنے کہا کہ اگر آپ معجزہ دکھائین تو ہم آپ کے قائل ہو جائین حضرت موسیٰ نے عصا کو اسکے سامنے پھینک دیا۔ عصا بصورت اژدہا بنکر اوسکی طرف دوڑا۔ فرعون بہت ڈرا اور ڈر کر پیچھے ہٹا دوسرے روز اپنے ہان کے کل ساحرون کو بلوایا اور کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ ساحر (نقل کفر کفر نباشد) ہمسے گوے سبقت نہ لیجاے۔ حضرت موسی کو بھی وہ مدعیان خرد معاذ اللہ ساحر سمجھتے تھے۔ ساحرون نے کہا کہ ہم سب وہ ترکیب کرین کہ آپ بھی خوش ہو جایئے۔

لالہ صاحب۔ اخاہ ہر فرعون راموسائے جب ہی مشہور ہی۔

مولوی صاحب۔ ہان۔ ہر فرعونے راموسی۔ ہر فرعون راموسائے نہین

لالہ صاحب۔ تسلیم۔

مولوی صاحب۔ بس حضرت ساحرون نے ملکر مشورہ کیا ایک سے ایک بڑھکر جادوگری کے فن مین طاق ایک گرانٹ جادوگر نے کہا کہ ہم اسکا دفع دخل کرینگے۔ اُسنے ایک سانپ بنایا اور اسمین پارہ بھرا اور کچھ ادویہ اور۔ اور دھوپ مین رکھ دیا۔ فوراً سانپ اُڑا لوگون نے بڑی تعریف کی۔

الغرض فرعون نے حضرت موسی سے کہا کہ فلان روز آپ کا اور ہمارے ملک کے ساحرون کا مقابلہ ہو۔ حضرت موسی نے منظور کیا اس روز اُن ساحرون نے کئی لاکھ بلکہ کئی کروڑ سانپ میدان مین جمع کیے جب دھوپ خوب تیز ہوئی تو یہ اُڑے اور آسمان پر چوطرفہ پھیلے تو بدلی سی چھا گئی۔

لالہ صاحب۔ جادو کا بڑا گھر ہی۔ مگر جادوگر اب کہی ہی نہین۔

مولوی صاحب - اور کامروپ -
لالہ صاحب - کسی سے پوچھیں تو شاید کوئی جانتا ہو نام تو سنا ہو
مولوی صاحب - اجی سیدھے بنگالے چلو بس وہی کامروپ ہو
لالہ صاحب - ہم تو سوچے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے - اور ہوٹل مین اُترین مزے مزے سے -
مولوی صاحب - بس ہان کیا بات کہی ہو -
لالہ صاحب - وہان ہمارے دوست ہین لالہ پنالال بس انسے صلاح لین
مولوی صاحب - بات تو پکی کہی -
لالہ صاحب - کانپور مین دو دن رہکر سیر کیجیے اور سوچ لیجیے -
مولوی صاحب اب یہ فرمایئے کہ سات ہزار روپیہ کس طرح خرچ کیجیے گا کیا معنی کہ تنخواہ تو آپ اور ہم اپنے آقا سے تو اش حساب سے صرف ریل اور سرائے کا کرایہ سرکار کے متعلق ہو اور باقی ہمارے آپ کے ذمے اور پردیس کا واسطہ مسافرت مین جس کی جگہ پچاس خرچ ہوتے ہین بنی بنائی بات - تو پھر کچھ گھر سے خرچنا پڑیگا - بڑی مصیبت مین پھنس گئے یہان آنکر کہین وہی مثل نہو - کہ بی بی گئی تھین نماز بخشانے روزے گلے پڑے
لالہ صاحب - سنیے مولوی صاحب - آپ تو ہین مولوی صاحب آپ صیغے گردانا جانیے یا لڑکے پڑھانا یا الفاظ اور لغات کی تحقیقات اور ہم ہین مہاجن کے لڑکے روزگاری آدمی اب دوالا نکل گیا چچا ہمارے ہم شہدے نکلے - سب جا جتھا ہمارے باپ کی کمائی ہوئی لٹادی ہاں ہم جو کچھ پڑھ لکھ گئے اس سے ہمین عزت نہین ہو ہماری عزت ہمارا روزگار ہو - سنتے صاحب کھتری کے لڑکے ہین ہم کچھ کسی سے سروکار نہین ہین بس اپنے روزگار سے مطلب ہو چار پیسے کسی طرح پیدا کرتے سو آپ چاہے ہم اپنے پاس سے خرچین ہم تو اس سات ہزار مین سے بھوسی تک نہ بچا رکھینگے

بس چاہیے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے چاہے جو ہو سو ہو جو آپ مولوی بننے کی لین تو ہم ابھی سے اپنے گھر بیٹھین کہ وین نواب صاحب سے کہ ہم اب کچھ نہین جانتے ہمسے بنایا نہ جائیگا۔

مولوی صاحب۔ جو رلاے ہو ہمین منظور ہے ہم کچھ تمھارے مخل تھوڑا ہی ہوتے ہین۔

لالہ صاحب۔ لگی لپٹی اچھی نہین مخل و خل ہین جانتا نہین آپ بھی کھائین ہم بھی کھائین۔ وہ یون مل جل کے کھائین ہمین کچھ ہرج تو ہے نہین یا ہرج ہے دیکھو جیسی رائے ہو جو آپ بھی کھائین تو بس آدھون آدھ اور نہ کھائیے تو ہم بھاگ جائین اور نواب صاحب کا روپیہ انکے حوالے کرین

مولوی صاحب۔ ہین تو لکھنؤ چھٹنا کمال شاق گذرتا ہے مگر چار پیسے کی طمع سے سفر اختیار کیا ورنہ لکھنؤ کے گلی کوچے ہمسے ع

بلبل وہ ہون چھپا نہ پس مرگ بھی چمن	گلبن تلے پڑے ہین مرے مشت پر ہنوز

لالہ صاحب۔ تو بس پھر پو بارہ ہین۔

مولوی صاحب۔ عذر نہین چشم ما روشن۔

لالہ صاحب۔ چلیے آپ کو کامروپ کی سیر دکھلائین۔

مولوی صاحب۔ (مسکرا کر) مگر کہا یا گدھا یا بیل نہ بنایا جاؤن۔

لالہ صاحب۔ کیا مجال۔

مولوی صاحب۔ اجی یہ سب ڈھکوسلا ہے۔

لالہ صاحب۔ جی ہان مگر ایسے گورکھے بھی کم دیکھے۔

مولوی صاحب۔ ع

	چو احمق در جہان قیمت بیابد مفلسی در خی ماند	

لالہ صاحب۔ درین چہ شک۔

مولوی صاحب۔ تو کانپور سے کلکتہ کی طرف کوچ ہوگا بھلا وہان تک ریل ہے۔

لالہ صاحب - ہان کیا خوب -

مولوی صاحب - مین کبھی باہر کاہیکو گیا - ع

لکھنؤ ہمپر فدا ہی ہم فدا اے لکھنؤ	کیا حقیقت چرخ کی ہمسے چھڑائے لکھنؤ

ایکبار کانپور تک گئے تھے جب ریل جاری نہ تھی مگر چار روز قیام کرکے سیدھے لکھنؤ واپس آئے اسدرجہ عشق ہی - ع

پھر پھرکے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم	آئی کہان سے گردش پرکار پانون مین

سو حضرت یہان تو یہ کیفیت ہی مگر طمع -

لالہ صاحب - طمع نہین زر کی خواہش سب کو ہوتی ہی -

مولوی صاحب - پھر کچھ دلوائیے -

لالہ صاحب - ہان ہمارا ذمہ سات ہزار ہمارے آپکے بلکہ ہمارے آپکے باپ کے

مولوی صاحب - ایسا نہ کھل جائے -

لالہ صاحب - کھلتی ہی گھامڑون کی بات ہماری بات کھل چکی -

مولوی صاحب - بھائی عزت کو ڈرتے ہین -

لالہ صاحب - آپ نشان خاطر رہین -

مولوی صاحب - بھلا کیا تدبیر سوچتے ہو -

لالہ صاحب - بتا دین پھر بتا ہی دین آپکو تدبیر یہ سوچتے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے اور ٹکین اپنے دوست کے ہان اور کامروپ کا پتا لگائین اور نواب صاحب کو لکھین کہ دو آدمی گانٹھے ہین جو کامروپ کے حال سے واقف ہین کہین کامروپ کا پتا ہی نہ ملتا تھا آخرکار دو آدمی بڑی تلاش کے بعد ملے مگر وہ ناخداؤن کے گماشتے ہین - اور ناخدا سب کروڑپتی آدمی ہین وہ روپے کو کچھ سمجھتے تو ہین نہین مگر ہمنے چیتے یار بنایا ہی بالفعل سات ہزار مین کام نکلیگا مگر کچھ رقم اور بھیجیے تو فوراً کلکتے سے روانہ ہون -

مولوی صاحب - خوب سوچے شاباش -
لالہ صاحب - مگر یہ نہین کہ جاتے ہی لکھ بھیجین - کچھ دن بعد -
مولوی صاحب - اور لکھوائیے گا ہمسے -
لالہ صاحب - ہان آپ خوب فقرے درست کرکے لکھیے گا -
مولوی صاحب - دیکھتے تو جائیے -
لالہ صاحب - پہلے خط بھیجینگے کہ داخل ہوئے پھر لکھینگے کہ کلکتہ ٹھہر ہی پھر لکھینگے کہ یہان کی بولی ہماری سمجھ مین نہین آتی - پھر دس بارہ دن کے بعد لکھینگے کہ ہر روز کامروپ کے حالات دریافت کرتے ہین در امشکل ہی سرکار کے ڈر کے مارے کوئی بتاتا ہی نہین -
مولوی صاحب - ہان واللہ بہت خوب -
لالہ صاحب - خط روز جاے -
مولوی صاحب - اجی تار بندھا رہے تو سہی -
لالہ صاحب - پھر خلاف ہو جانے کی سند نہین اتنا یاد رکھیے گا -
مولوی صاحب - اے لاحول - وجہ یہ ہو کہ اگر ساحرون کو جا کر روپیہ دیا جیسا کہ نواب صاحب کا حکم ہو تو کھاری کنوئین مین پھینک دیا اس سے ہم ہی اڑائین -
لالہ صاحب - اور کیا صاحب تمھارے -
مولوی صاحب - خوب یاد رکھیے واللہ جس قدر روپیہ طلب کیجیے گا فوراً آپہونچتا جائیگا -
لالہ صاحب - ضرور مگر ذرا تدبیر اچھی ہو -
مولوی صاحب - بس ایسی تدبیر ہو کہ اُن سب کو یقین آتا جاے
لالہ صاحب - ڈر بس اتنا ہی ہو کہ موالی موالی خانصاحب جھمن وغیرہ چغلخوری نہ کرین -

خدا کے غضب سے ذرا دل مین کانپ	چغلخور کے منھ کو ڈستے ہین سانپ

مولوی صاحب ۔ نصرت الدولہ بہادر ہمارے آقا کے مقابلے مین نواب صاحب کے کسی مصاحب کی نہ چلیگی ہو وہ کہینگے نواب صاحب غریب امان لینگے ۔

لالہ صاحب ۔ بس یہی تو تقویت ہی ہمین اور تقویت کیا ہو ۔

مولوی صاحب ۔ خدا نے چاہا تو کم سے کم بیس ہزار روپیہ یہان سے پیدا کر لے چلینگے ۔

لالہ صاحب ۔ اسمین کیا فرق ہو ۔

مولوی صاحب ۔ مگر یہ جو پیچ ہو کہ کوئی ساحرہ یہان سے لیچلیے ۔

لالہ صاحب ۔ لیچلینگے ۔

مولوی صاحب ۔ مگر وہ کہینگے کہ ہمارے سامنے تو انسان کو گدھا بنا دو ۔

لالہ صاحب ۔ ہم کہینگے وہ بیس بائیس ہزار مانگتی ہو ۔

مولوی صاحب ۔ وہ دے نکلینگے ۔

لالہ صاحب ۔ پھر ہم گدھا بھی بنا دینگے ۔

مولوی صاحب ۔ اب آپ تو ہینے لگے دون کی بس گدھا بنا دینگے بس بنا چکے ۔ نقلی بھی تو کہتی ۔

لالہ صاحب ۔ مولوی صاحب کے سر کی قسم گدھا بنا دینگے ۔

مولوی صاحب ۔ کیونکر ۔

لالہ صاحب ۔ اجی سہل تدبیر بے ادبی معاف آپ کو بنا دین ۔

مولوی صاحب ۔ خیر آپ جانیے آپ کا کام جانے ہم بھی شریک ہین ۔ صرف بغرض حصول زر ۔ ع

اے زر تو خدا ئہ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

لالہ صاحب ۔ ہم تو اس فکر مین ہین کہ نصرت الدولہ اور نواب صاحب کی تمام پونجی اڑا دین ۔ جمع جتھا سب کھا دین ۔

مولوی صاحب۔ چشم ما روشن۔
لالہ صاحب۔ ہمارے کھرے پن کو تو دیکھیے کہ اکیلے آئے ہی نہین کہ دیا صاف صاف کہ ایک آدمی اور ساتھ ہو۔ اکیلی تو لکڑی بھی نہین جلتی۔ اکیلا سو باؤلا۔ دُکیلا سو سنگ۔ تکیلا سو گھٹ پٹ۔ چوکیلا سو جنگ۔ ہمکو تو وہ بے ایمان سمجھ ہی نہین سکتے۔
مولوی صاحب۔ اسمین کیا شک ہی۔
لالہ صاحب۔ ایک خط صبح کو بھیجیے ایک شام کو۔
مولوی صاحب۔ کانپور پہونچتے ہی۔
لالہ صاحب۔ یہ دیکھیے کارڈ پوسٹ موجود ہی۔
پوسٹ کارڈ کو لالہ صاحب کارڈ پوسٹ ہی کہا کرتے تھے۔
مولوی صاحب۔ واہ سب کیل کانٹے سے درست ہین آپ۔
لالہ صاحب۔ اور کیا یہ دیکھیے قلم یہ دوات۔
مولوی صاحب ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔
لالہ صاحب۔ ادھر ریل سے اُترے اُدھر خط لکھا اور ریل ہی کے ڈاکخانے مین ڈال دیا۔
مولوی صاحب۔ لائیے ابھی نہ لکھ ڈالین۔
لالہ صاحب۔ لیجیے۔
مولوی صاحب۔ کیا لکھون۔
لالہ صاحب۔ القاب آداب پہلے لکھیے تو بتاؤن۔
الغرض خط یون لکھا گیا۔
آقاے نامدار خداوند نعمت دام اقبالہ۔ فدویان جگت سنگھ و مہور علی تنخواہ داران سرکار عالیہ متعالیہ عرض رسا ہین کہ ہم فدوی حضور پر نور سے رخصت ہو کر مع الخیر والعافیۃ داخل کیمپ کانپور ہوے

حضور کے اقبال سے راہ مین ذرا تکلیف نہ اٹھائی اب آج شام کی
یا کل صبح کی ریل مین بخطر راست کلکتہ روانہ ہونگے - وہان کامروپ کا
حال دریافت کیا جائیگا - پٹنہ عظیم آباد سے ایک نیا نامہ ہم فدویان
حضور کی خدمت مین بھیجینگے -

عالی حضور ولی نعمی نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت
مین مضمون عریضہ ہذا واضح ہو -

السعی منی والاتمام من اللہ دعاے خیر کیجیے کہ ہم فدوی باقبال
سرکار نامدار اپنے مطلب پر پہونچکر سرخرو ہون - زیادہ حد ادب -

عرضی فدویان جگت سنگھ وغیرہ عفی عنہ از بنارس

کانپور کے اسٹیشن پر داخل ہوتے ہی لالہ جگت سنگھ نے پوسٹ کارڈ
بمبے مین ڈالا -

مولوی صاحب - بڑے ہوشیار آدمی ہین آپ -

لالہ صاحب - ہوشیار نہوتے تو اتنا بڑا مشکل کام ہمارے سپرد ہوتا بھلا -

مولوی صاحب - صحیح ہے - اب چلیے کسی سرا مین ٹکین لگائیے - باہر نکلکر
لالہ جگت سنگھ صاحب نے اکا کیا سرا پہونچے - بستر جمایا - نہایا - کھانا پکایا -
کھایا - حقہ پیا - مولوی صاحب پہلے ہی سے چکھ چکے تھے -

مولوی صاحب - کیا کھایا آپ نے -

لالہ صاحب - روٹی اور ماش کی دال -

مولوی صاحب - بس ہمنے تو قورمہ اور روغنی روٹیان اور
بالائی اور کباب چکھے -

لالہ صاحب - ہم گوشت نہین کھاتے - ہمنے اپنے ہاتھ سے روٹی بنائی

آپ نے پکی پکائی کھائی-

مولوی صاحب - اب کیا فکر ہی-

لالہ صاحب - اب دو بجگئے ہین- ذرا کمر سیدھی کیجیے- اور پھر چلیے شہر کا چکر لگائین اور لوگون سے پوچھکر ریل گھر چلین-

مولوی صاحب - اچھا ذرا مین بھی سولون-

لالہ صاحب - آرام کیجیے- کیا حقہ آپ نہین پیتے-

مولوی صاحب - جی نہین ہم اخبار پیے ہین-

لالہ صاحب - واہ حقہ نہین پیتے-

مولوی صاحب - حقہ نہ پان جو نے کے سبب سے-

دونون اپنی اپنی چارپائیون پر سوئے پانچ بجے اُٹھے اور کانپور کی سیر کو چلے-

مولوی صاحب - اوخاہ بڑی بستی ہی-

لالہ صاحب - جو رونق یہان ہی وہ اور کہان-

مولوی صاحب - بچہ لکھنو ہی- عجب مقام ہی واللہ-

لالہ صاحب - جی اور کیا-

مولوی صاحب - رئیس بھی یہان ہین-

لالہ صاحب - لکھ لٹ نہین ہین- مہاجن ساہوکار روزگاری آدمی ہین-

مولوی صاحب - یہ بڑا ازا ہی-

لالہ صاحب - ہان آیئے تو لالہ دھرمو ہین-

دھرمو - کہان کہان- لالہ جگتو کہان-

لالہ صاحب - کلکتے جاتے ہین ذری-

دھرمو - کیا کوئی رُجگار ہی (روزگار)

لالہ صاحب - نہین جب نواب کے نوکر ہین اُسنے بھیجا ہے-

دھرمو - اجی ناریل تو پیتے جاؤ-

لالہ صاحب - اب اور لوگون سے بھی ملنا ہی -

لالہ صاحب دو قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک اور بزاز صاحب سے ملاقات ہوئی

لالہ صاحب - کہو بھئی لالہ چیت رام کُسل کھیم -

چیت رام - جو ٹھاکر جی کی - کہان چلے -

لالہ صاحب - ذری کلکتے تک جاتے ہین -

چیت رام - کیون کوئی کار ہی کیا -

لالہ صاحب - ہان نواب نے بھیجا ہی - کچھ کام ہی -

چیت رام - گڑگڑی نہ پیوگے -

لالہ صاحب - اچھا لائیے -

لالہ صاحب نے دکان پر بیٹھکر دو چار دم لگائے اور چلے - اسی طرح خوب گھومے لوگون سے ملتے چلتے چلتے ایک پرانے دوست ملے -

لالہ بھولا ناتھ مہاجن -

مہاجن - ارے بھئی لالہ جگت ہین - لالہ جگت -

لالہ صاحب - خوب ملے یار - کہو سب خیریت -

مہاجن - ہان مہاجنی کرتے ہین - تم یہان کہان آئے -

لالہ صاحب - نواب نے ہمکو کلکتے بھیجا ہی -

مہاجن - انکے کہان ہو -

لالہ صاحب - سرائین -

مہاجن - ہان جے کیسے - کچھ ڈول ہی - گھر چھوڑکے سرائین ٹکے جاکے

لالہ صاحب - مولوی صاحب بھی ساتھ تھے اس سے وہین ٹکے -

مہاجن - جے بات تو انکو جگہ نہ ملتی نہ گھر مین کیا - کیون جی اور اس گھڑی نہ ملتے تو ملاکات (ملاقات) کاہے کو ہوتی -

لالہ صاحب - اور جاتا مین کہان تھا -

مہاجن – پھر چلو مکان سامنے ہی۔

لالہ بھولاناتھ – جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو اپنے مکان پر لیگئے مولوی صاحب کے واسطے پروس سے حقہ منگوایا جگت سنگھ کو اپنا حقہ پلایا اور باتین ہونے لگین۔

لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تمسے کچھ پردہ تو ہی نہین صاف بات یہ ہی کہ ہمارے نواب سے اور ایک اور نواب صاحب تمھارے ہمکو کامروپ بھیجا ہی سو ہم جاتے ہین مگر کامروپ ہی کہان یہ بتایئے اگر معلوم نہو تو کسی اور سے پوچھ دو اگر کامروپ کہین ہی سچ مچ تو اچھا اور جو نہین ہی تو لاچاری کی بات ہی مگر نام تو سنا ہی – بھولاناتھ نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ کچھ وصول بھی ہوگا یا مفت کی جھنجھٹ ہی ہی جو وصول ہو تو سب بتا دین ہمسے سیانے سو دوانے (دیوانہ) جگت سنگھ نے کہا یار قدمون پر ٹوپی رکھتا ہون بتادو اور وصول نہوتا تو مین جاتا ہی کیون

مہاجن – کامروپ بنگال حاطے مین ایک جلا (ضلع) ہی – وہان عورتین جادوگرنیان ہین جسے چاہین دم بھر کے بیچ مین مار ڈالین اور پھر دم بھر کے بیچ مین جلادین اور جیسے چاہین بنا دین ٹکا پاس نہین اور لکھ پتی کر دیا۔

لالہ صاحب – بھئی یہ تو سنی ہوئی باتین ہین کیا معلوم سچ ہی یا جھوٹ ہی

مہاجن – اور نہین کیا دیکھی ہوئی باتین بتاؤن –

لالہ صاحب – کبھی گئے ہو وہان –

مہاجن – توبہ کرو رے پرمیشر نہ لیجائے – جینے کی باتین کرو گدھے بنجاؤگے

مولوی صاحب – مشہور تو ایسا ہی ہی مگر واللہ اعلم اصلیت کیا ہی –

مہاجن – آپ کے ہان تو جادو کو مانتے ہین جادو برحق اور کرنے والا کافر –

مولوی صاحب - خیر کامروپ ہی کوئی مقام ضرور -
مہاجن - اجی بس کلکتے چلے جاؤ وہان تپا ملجائیگا کچھ -
لالہ صاحب - یہ تو ہم بھی جانتے ہین مگر کسی اور سے بھی پوچھ دیکھو تو کیا ہرج ہی -
مہاجن - واہ تمسے بڑھ کے کوئی ہی - ارے رام سنگھ جبری ایک روپے کے منڈے تو لے آنا -
لالہ صاحب - اب آپ تکلف کرنے لگے -
مہاجن - کیا کھوب (خوب) جیسے آپ ہی کے واسطے تو منگواتا ہون
مولوی صاحب - یہ حسن طلب ہی -
لالہ صاحب - تو پھر کلکتے ہی جائین نہ -
مہاجن - ہان ہان جی یہان سے کلکتہ جاؤ وہان حال ملجائیگا ہمارے سالے وہان ہین سیتا رام تیل کا بیپار کرتے ہین وہ سب باتون سے واکف (واقف) ہین سب بتا دینگے - کہو چیٹھی لکھ دون -
مولوی صاحب - ہان انسب ہی -
مہاجن - کلم دوات کاگج لاؤ -
لالہ بھولاناتھ صاحب نے ایک چیٹھی اپنے سالے کے نام دھر گھسیٹی اور لکھکر لالہ جگت سنگھ کو دی اور کہا اب آج کھانا یہین کھائیے کل جائیے گا لالہ جگت سنگھ نے عذر کیا کہ کچھ مضائقہ نہ تھا مگر جلدی ہی جس کام کے لیے جاتے ہین وہ پورا ہو تو پھر کیسے دو دن ٹکین آن کر پھر -
الغرض ایک روپیہ کے منڈے لالہ جگت سنگھ کی نذر کیے اور سرا تک لالہ بھولاناتھ انکے ساتھ گئے اسی شب کو لالہ جگت سنگھ مع مولوی صاحب اور نوکرون کے روانہ کلکتہ ہوے -
کلکتہ پہونچے گاڑی کرایہ کرتے ہین تو لکھنؤ اور کانپور سے دس گنا

بھاؤ آٹھ روپے پر گاڑی ہوئی اور آدھ گھنٹے مین لالہ صاحب اپنے دوست لالہ مکندرام کے مکان پر پہونچے گاڑی سے اترتے ہی مکندرام سے گلے ملے دونون خوش ہوئے۔

مکندرام۔ آج برسین چھ اک کے بعد ملے کہو اچھے تو ہے۔

جگت سنگھ۔ ہان بہت خوش۔ بھوکے بڑے ہین کھانا کھلواؤ۔

مکندرام۔ باہمن کو بلاؤ کھولو کی اور آلو اور چھتیا پھل کی ترکاری کرلے اور پیتی بنائے اور چاول اور روٹی اور ملائی لے آئے کوئی اک آدھ سیر اور حلوا بنے۔

جگت سنگھ۔ جناب مولوی صاحب کے لیے۔

مکندرام۔ حافظ جی سے کہو مولوی صاحب کے لیے اچھا اچھا کھانا لاوین اسیوقت کھانا کھاکر تھوڑی دیر کے بعد لالہ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو لالہ مکندرام نے کلکتے کی سیر دکھائی جگت سنگھ تو جہانیان جہان گشت آدمی تھے ہی کئی بار کلکتے آچکے تھے اور بمبئی تک گشت کر آئے تھے مگر مولوی صاحب دنگ ہوگئے۔

مولوی صاحب۔ اللہ اللہ یہ بھیڑ بھڑکا۔

لالہ صاحب۔ کلکتہ ہو کہ باتین۔

مولوی صاحب۔ جم غفیر اسی کے معنی ہین یعنی جماعت ایسی کہ زمین چھپ جائے۔

لالہ صاحب۔ بیشک۔

مولوی صاحب۔ اور گاڑی کی قریب جب گاڑی جاتی ہے تو کلیجہ دہل جاتا ہے۔

مکندرام۔ اجی یہان اس طرح گاڑی چلاتے ہین کہ باہر والا آئے تو سمجھے اڑ گئی۔

لالہ صاحب۔ یہان ہوٹل بھی تو ہین۔

مولوی صاحب۔ ہوٹل کیا۔

مکندرام۔ یہان سب کچھ ہو۔

جب سیر کر کے آئے تو لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تم سے کچھ کہنا ہو ہمین دونون تخلیے مین باتین کرنے لگے مولوی صاحب شمس باز عنہ کی سیر کرتے تھے۔

اب سنیے کہ لالہ مکند رام نے جگت سنگھ کو خوب پٹی پڑھائی۔ اور کئی خطوط نواب صاحب کے پاس مکر و فریب کے بھجوائے۔

ایک خط۔

حضور اقدس۔ یہان کامروپ کا پتا نہین ملتا۔ کامروپیا کے نام سے تو سب واقف ہین۔ مگر وہان کے جادو کا حال سرکار کے خوف سے لوگ چھپاتے ہین۔ سرکار کا نادری حکم ہو کہ اگر کسی شخص نے کسی ساحر یا ساحرہ کو مدد دی تو پھانسی پائیگا۔

یہ خط بلا ملاحظہ چاک کیجیے گا۔ ورنہ ہم فدویون پر سخت جرمانہ ہو جائیگا اور قید کر دیے جائینگے۔

عریضۂ فدویان تہور علی عفی عنہ و
جگت سنگھ از کلکتہ چورنگھی مکان لالہ مکند رام

اس خط مین پھانسی کی اچھی دھمکی دی۔

دوسرا خط۔

نواب قمر رکاب دارا حشم سکندر رفعت مدظلہ۔ آداب فدویانہ بجا کر بحضور بندگان عرض رسا ہین کہ ہم فدویون نے امر معلومہ کی خوب تحقیقات کی مگر نقش مراد کرسی نشین نہوا ہان اسقدر فائدہ البتہ ہوا کہ ہر روز ایک نئی اور حیرت انگیز بات نسبت سحر معلوم ہوتی جاتی ہو۔ اگر خدا نخواستہ خدا ہی تو دو تین مہینے مین داخل منزل مقصود ہونگے مگر جو روایات حیرت سمات قرع سمع ہوئین آنسے خوف ہو۔

عریضۂ فدویان تہور علی عفی عنہ و جگت سنگھ از کلکتہ چورنگھی مکان لالہ مکند رام صاحب

اس خط مین شوق دلایا ہی کہ ہر روز نئی باتین سننے مین آتی ہین -

تیسرا خط -

حضور فیض گنجور ولی نعمت نواب نصرت الدولہ بہادر دام اقبالہ
سپس تسلیم التماس یہ کہ ہوٹل مین اگر ہم فدوی قیام کرتے تو صرف انگریزی دمڑے اُڑ جاتے - لہذا ایک سالہ ہو کار کا مکان پچاس روپیہ ماہواری کرایے پر لیا -

یہان ہر شی گران ہی - اُسکی تفصیل یہ ہی -

گوشت	آلو	پھلکی	روغن زرد
عہ ثار	عہ ثار	عہ ثار	عہ ثار
روغن تلخ	ماہی	جعفرات	شیرینی فی روپیہ
عہ ثار	عہ ثار	۸ ثار	عہ ثار
کمھل	نمش	بالائی کی برف	برنج
ثار	عنقا	کبریت احمر	ثار
گندم	دال	گرم مصالحہ	نخود
ثار	ثار	۱۲ ثار	۸ ثار

الغرض یہان عمدہ طرزیہ ہے نہ روپیہ بلکہ اشرفیان چبانا ہی -
علی ہذا القیاس

اس خط مین وہ گپ اُڑائی ہی کہ الامان اور لطف یہ کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کو یقین آگیا کہ اگر امرا کے اہلکارون کی طرح امارت کے ساتھ بسر کرے تو اشیا سے تذکرہ اسی نرخ سے مہنگی ہے ہی

چو احمق در جہان باقیست مفلس در نمی ماند

چوتھا خط -

عالی حضور سکندر فر نواب امین الدولہ بہادر کی خدمت بابرکت مین

فدویان تہور علی اور لالہ جگت سنگھ کورنش عرض کرتے ہین۔ شکر ہو کہ ہماری کوشش ٹھکانے لگی یعنی ہم فدویون نے ایک شخص معتبر کو جو گو خود ساحر نہین مگر ساحرون سے کامل واقفیت رکھتا ہو ڈھونڈھ نکالا وہ امیر آدمی ہو مگر طامع۔ کہتا ہو اگر دس ہزار روپیہ دو تو فوراً ایک ساحرہ سے ملادون۔ بلا اجازت حضور ایک ساہوکار سے دس ہزار روپیہ قرض لیا۔ ڈیڑھ روپیہ فی صدی سود پر۔ ابھی اس شخص کو فقط تین ہزار اور دو سو روپے دیے ہین اور اسکی سواری کا خرچ اب تک ستاسی روپیہ ہو۔ اگر اجازت دین تو فوراً کل روپیہ دے دیا جاے تار کے ذریعے سے اطلاع بخشیے۔

عریضۂ فدویان تہور علی الخ

یہ خط دوپہر کے وقت نصرت الدولہ نے پایا۔ پڑھتے ہی نواب صاحب کے نام رقعہ لکھا اور آدمی کو دیا کہ اسی دم پہونچاؤ۔ رقعہ کا مضمون تھا یہ

صد شکر کہ آفتاب مقصود
از برج امید چہرہ بنمود

اجی حضرت مطلب نکلا۔ جگت سنگھ کا ایک خط آیا ہو جلد آؤ مگر بہت جلد

راقم نصرت الدولہ

نواب صاحب بہادر خط پڑھتے ہی گھوڑے پر سوار ہوکے اور پہونچے اُترتے ہی پھاٹک کے پاس سے غل مچایا۔

کہو بھئی فتح ہو۔ لاؤ خط لاؤ مین خود پڑھونگا۔

اتنے مین نصرت الدولہ نے تار بھیجا کہ دس ہزار فوراً اس شخص کو دے دو۔ بیس ہزار کی ہنڈوی لالہ متھرا پرشاد ساہوکار کے ذریعے سے پہونچیگی۔

اتنے مین مولوی ممتاز الحق جو کہ عالم اجل تھے تشریف لائے

علیک سلیک کے بعد بیٹھے تو نواب صاحب نے کہا مولوی صاحب سحر کی نسبت آپ اپنی مفصل راے بیان فرمائیے - فرمایا سحر کسی نہ کسی پیرایے مین ہر ملک مین اور ہر زمانے مین رائج رہا ہی - اور ہر مذہب اور ہر قوم مین مکروہ و مذموم ہی - اور ہر زبان مین اسکے چند در چند معانی اور مصداق ہین - چنانچہ جادو - ٹونا - افسون - شعبدہ - ٹوٹکا وغیرہ یہ سب اقسام سحر سے ہین -

سحر کے معنی متعارف تو یہی ہین کہ کوئی ایسا عمل جسکی حقیقت سے عموماً لوگ آگاہ نہون لہذا اُنکے تعجب اور تحیر کا باعث ہو - اور جس سے اُنکو نفع یا ضرر بین محسوس ہو - چونکہ عوام کے ذہن مین سحر کے معنی مرکوز ہین لہذا جس شخص کو افسون کرنے اور شعبدہ بازی مین دخل ہوتا ہی اسکا اعزاز و اکرام کرتے ہین اور اسکو صاحب کرامات سمجھتے ہین اور اکثر اس سے خائف و ترسان رہتے ہین لیکن فی الواقع سحر کا مفہوم بہت وسیع اور عام ہی اور مجملاً اسکی حقیقت یہ ہی کہ چند قوائے طبیعی کو اس طرح سے منتظم و مترتب کر لینا کہ اس سے ایک تعجب انگیز اثر پیدا ہو اور اُسکا نفع یا ضرر انسان کو بخوبی محسوس ہو یا صرف انسان کے تحیر اور انتشار اور خوف و اضطراب کا باعث ہو - یہ تعریف سحر کی ایسی جامع و مانع ہی کہ غالباً کسی قسم کی بازیگری و افسون سازی و شعبدہ پردازی اس سے خارج نہین ہو سکتی -

اس حد منطقی یا مفہوم عقلی کو اخلاقاً عامہ کی جبلیت سے ملاحظہ کیجیے یعنی سحر کے اثر کے حسن و قبح اور نفع و ضرر پر نظر کیجیے تو اسکی دو قسمین پیدا ہوتی ہین سحر حلال اور سحر حرام - سحر حلال وہ ہی جس سے کسی ذی حیات چیز کو ضرر جسمانی یا مضرت روحانی نہ پہونچے اور نہ اس وجہ انسان خواہش ظاہری و باطنی اور اسکے قلب و دماغ یعنی اسکے حس قلبی اور ادراک ذہنی پر غلبہ اور مسلط ہو جائے کہ سفہا و مجانین کی کیفیت مسحور مین پیدا کرے اور

اسکے دل مین خلاف عقل سلیم خیالات پیدا ہون اور حرکات ناشائستہ کرنے لگے۔

سحر حرام وہ ہی جو اسکے خلاف ہو یعنی جس سے کسی جاندار چیز کو علی الخصوص انسان کو ضرر جسمانی یا روحانی پہونچے یا جو بطلان و تعطل حواس ظاہری و باطنی اور سلب عقل کا باعث ہو۔ پس اس تعریف سے اکثر ٹوٹکون اور شعبدون اور تماشون کی حلت ثابت ہوتی ہی جو ہر قوم اور ہر ملک مین کم و بیش شائع اور مستعمل ہین۔ مثلاً ہمارے ملک مین برات کا تماشا یا ہولی کے بعض سوانگ یا اور شعبدے اور عورتون کے ٹوٹکے جنسے خوف مضرت اور ضرر جسمانی و تعطل حواس اور سلب عقل کا گمان نہو سحر حلال مین داخل ہین غایۃ الامر یہ کہ لہو لعب اور اشغال بے سود ہونے کی وجہ سے مرجوح و مکروہ سمجھے جائین۔ لیکن دوالی مین جو موٹھ چلتی ہی جس سے ہلاکت کا ظن غالب ہوتا ہی یا بنگالہ کے ایک ضلع کامروپ کچھیا کی نسبت مشہور ہی کہ ایسے ایسے قیامت کے جادوگر ہین کہ آدمی کو حیوان اور پرند بنا دیتے ہین یہ بیشک سحر حرام ہی ہرچند راقم کو نہ موٹھ کا اعتقاد ہی نہ کامروپ کے جادوگرون کی کرامات کا یقین ہی کیونکہ ابھی عرض کیا گیا ہی کہ سحر کوئی معجزہ یا خارق عادت نہین ہی جسکا سمجھنا اور کرنا دونون عقل بشری سے خارج ہو اور جو نظام طبیعی اور قوانین قدرت کے خلاف ہو بلکہ سحر انھین قوای طبیعی کی ترکیب و انتظام سے پیدا ہوتا ہی جنسے اور آثار و حوادث عالم کون و فساد پیدا ہوتے ہین گو اسکی علت فاعلیہ یعنی اسکی لم اکثر کی سمجھ مین نہ آئے۔

چونکہ دین فطری یعنی اخلاق تمام جو تراکیب و کیفیات و انبساطات طبیعی اور افعال و خواص و آثار حقائق خارجیہ سے مستنبط کیا گیا ہی اکثر مسائل اور تمام مواقع و محال دین الہامی یعنی مذاہب و ملل الٰہیہ سے

موافق و مطابق ہین لہذا اس سحر کے مسئلہ مین بھی اکثر بلکہ کل مذاہب نے اخلاق عامہ کا تتبع کیا ہی یعنی جو سحر عقلاً اور بموجب قوانین طبیعی حرام ہی اسکو حرام کیا اور جو سحر عقلاً اور بموافقت نظام طبیعی حلال ہو اسکو حلال رکھا ہی ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے مین سحر کا چرچا کم و بیش ضرور رہا ہی۔ چنانچہ انگلستان مین بھی ایک عرصہ تک جادوگرون اور جادوگرنیون کا زور رہا اور عوام کالانعام علی الخصوص دہقانیون کی روح پر صدمہ پہنچتا تھا کہ مبادا ہماری زراعت کو اور ہمارے بچون کو یہ اخوان الشیاطین (جادوگر) کچھ ضرر پہونچائین اور انکے دفعیہ کے واسطے دعا اور تعویذ اس شدومد سے ہوتے تھے کہ ہندوستان کے جہلا کو بھی مات کیا تھا۔ یہان تک کہ ملکہ میری سفاکہ کے عہد مین سحر کی اسقدر طغیانی ہوئی کہ ساحرون کو انواع عقوبات سے قتل کیا جیسا کہ تاریخ انگلستان مین مفصل درج ہی۔ اور ہندوستان مین جو کچھ کیفیت سمجھی گئی وہ اظہر من الشمس ہی۔ عیان راچہ بیان۔ اور زمانہ قدیم مین عرب اور نواحی شام اور مصر مین سحر کا اسقدر رواج تھا کہ بعض اعاظم انبیاے بنی اسرائیل کے معجزات ایسے قرار دیے گئے کہ بڑے بڑے کامل ساحر اور کاہن اُنکے جواب سے عاجز آ گئے اور انکی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا۔ چنانچہ اجل انبیاے بنی اسرائیل حضرت کلیم اللہ موسی بن عمران علیہ السلام مین جنکا معرکہ فرعون مصر کے سحر کے مقابلے مین ایسا حیرت خیز اور عبرت انگیز ہی کہ شاید تاریخ عالم مین ایسے واقعات کمتر وقوع مین آئے ہین۔ چنانچہ توراۃ مدون کے سفر الخروج اور قرآن مجید و فرقان حمید کے اکثر سورون مین یہ قصہ لکھا ہی کہ جب فرعون نے حضرت موسی سے معجزہ طلب کیا تو دو معجزے سردست آپ نے دکھائے ایک ید بیضا جسکی حقیقت یہ ہی کہ آپ نے جیب مین ہاتھ ڈالکر جو نکالا تو کف دست سے ایسا نور مشرق ساطع ہوا کہ آفتاب کی روشنی پژمردہ و مضمحل ہو گئی اور

لمبی فرسخ تک نور برابر پہونچا - اور دوسرا معجزہ عصا کا اژدہا بنجانا ہی - یہ وہ عصا تھا جو حضرت موسی کے خسر حضرت شعیب پیغمبر عم نے اپنے باقیات الصالحات کے طور پر اسوقت آپ کو دیا تھا کہ جب آپ اپنی زوجہ صفیرا بنت شعیب کو لیکر جانب مصر روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین وادی مقدس مین پہونچکر مخلع بخلعت نبوت اور معبوث برسالت اور مشرف بشرف خطاب الٰہی اور ملقب بلقب کلیم اللہ ہوے جیسا کہ آیہ کریمہ اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی سے ظاہر ہی - ؎

خدا کی دین کا موسے سے پوچھیے احوال	کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے

خیر عصاے موسی کی یہ حقیقت ہی کہ ایک لکڑی چوب حزیا کی تھی کہ عند الضرورت اور بامر اللہ منقلب بہ اژدہا ہو جاتی تھی -
چنانچہ بارہا فرعون نے معجزہ طلب کیا اور حضرت موسے نے عصا کو پھینکا اور وہ بڑا بھاری اژدہا بنکر منھ کھولکر اسپر لپکا اور اس شریر و عیار نابکار نے اُسوقت تو دعوی خدائی سے توبہ کی مگر جب وہ عصا اپنی ہیئت اصلی پر آگیا تو پھر وہی کفر و ہذیان بکنے لگا اور دعوی خدائی کرنے لگا اور حضرت موسی عم سے کہا کہ آپ سب جادوگرون کے استاد ہین اور کئی لاکھ ساحرون کو جمع کرکے کہا کہ جلد اپنے ساحر سے میری جان بچاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا - انھون نے کہا بہت خوب یہ کون بڑی بات ہی -
جس دن مصر مین وہ عظیم الشان میلہ ہوتا ہی اُس روز ہم موسے کا مقابلہ کرینگے اور بادشاہ مع حشم و خدم اور لشکر ظفر پیکر خود تشریف لائین اور ساری دنیا اسی معرکے کو مشاہدہ کرے اور اُن ساحرون نے یہ شعبدہ بنایا کہ بڑے بڑے نرکل جوفدار لیے اور انکے اندر پارہ بھرا اور اوپر سے

کاغذ کا سر اور پانون وغیرہ بنا کر اوسپر سیاہ رنگ اور سفید دھاریان ڈالکر بالکل سانپون کی قطع بنائی اور روز موعود کو ریگستان مصر مین عین تمازت آفتاب مین جب حضرت موسے کا مقابلہ ہوا تو اُن ساحرون نے کئی لاکھ نرکل کے بنے ہوے سانپ ہوا پر اُڑائے اور آفتاب کی شدت اور حدت سے پارا انکو لے اُڑا اور وہ بڑے بڑے گران ڈیل اژدہون کے مانند منھ کھولکر ہوا مین فرفر کرتے ہوے مثل بلاے بے درمان حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ پر دوڑے اور اس کثرت سے تھے کہ آفتاب پر مثل ابر غلیظ کے چھا گئے تھے اور اندھیرا ہو گیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ اپنے دل مین جھجکے فوراً حکم الٰہی ہوا کہ اپنے عصا کو پھینک بس اُسکا پھینکنا تھا کہ اژدہا بنکر ایک ہی منھ مین کئی لاکھ اژدہون کو ہڑپ کر گیا اور فرعون کے ساحر سربسجود ہو کر زمین پر گرے اور کہا کہ امنا برب موسیٰ و ہارون یعنی ہم ایمان لائے خداے موسیٰ و ہارون کا

الحاصل سحر کی حکایتین ہر مذہب اور ہر موقع مین عجیب و غریب ہین اور اسکے وجود اور اسکے اثر کا کسی اہل مذہب نے انکار نہین کیا گو اسکی حلت و حرمت مین اختلاف ہی۔ اور سحر اور معجزہ مین یہ فرق لکھا ہی کہ معجزہ خارق عادت کا نام ہی جو کسی خاصۂ خدا کے ہاتھ پر ارادۃ اور بعون خدا جاری ہو اور نظام طبیعی کے بالکل خلاف ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ کا ید بیضا اور عصا اور دریاے نیل کے پانی کو روک کر بارہ راستے بنا دینا حضرت داؤدؑ کا آہن کو ہاتھ سے نرم کر دینا اور حضرت عیسیٰؑ کا احیاے اموات اور ابراء اکمہ و ابرص یعنی کوڑھی اور جذامی کو فقط مس کی برکت سے اچھا کر دینا اور مٹی کی چڑیا بنا کر اسمین نفس مسیحی دم کر دینا کہ وہ ناقی چڑیا بنکہ اڑی اور آج تک موجود ہی یعنی چمگاوڑ۔

اور حضرت خاتم الانبیاء کا شق القمر اور کلام شجر و حجر اور معراج شریف

وغیرہ یہ سب خوارق عادات ہین یعنی نظام طبیعی کے خلاف ہین۔ بخلاف سحر کے کہ قوائے طبیعی کی ترتیب خاص سے پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر شخص بعض اصول و قواعد کی پابندی سے اسکو بنا سکتا ہی اور سمجھ سکتا ہی۔

جو لوگ نیچر یعنی نظام طبیعی کا زیادہ اختیار کرتے ہین انکے اصول سے معجزہ کا امکان تو بخیر۔ مگر سحر ہین انکے مسلک سے کوئی استحالہ نہین لازم آتا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ حکماے فرنگ سحر کے قائل نہین کیونکہ سحر تو خارق عادت نہین ہی بلکہ انھین مواد اور قوائے طبیعی کے فعل و انفعال اور کسر و انکسار سے پیدا ہوتا ہی جنسے ریل اور اور آلات کام دیتے ہین۔ غالباً مطلق سحر سے وہ منکر نہین ہین بلکہ جو عظمت اور ہیبت عوام کے دل مین اسکی ہی اور جو حقیقت وہ اپنے زعم ناقص مین سحر کی سمجھے ہین کہ جن پریت اور بھوت پریت کی شرکت کے اثر سے جادو ہوتا ہی۔ اُن لغویات اور خرافات سے وہ منکر ہین خدا ان وساوس شیطانی اور اوہام فاش سے سب کو بچائے اور ہمارے ملک سے انکو نیست و نابود کر دے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کو نجومی نے انگلیون پر نچایا۔ ایک دن کہا کہ چالیس دن ایک منتر انگریزی زبان مین پڑھو نور کے تڑکے آفتاب کی طرف دس بارہ منٹ غور سے دیکھیے۔ مگر شرط یہ ہی کہ آفتاب کی شعاعین کچھ کچھ نمودار ہون۔ بارہ منٹ تک اگر ہر روز نظر بغور ڈالو تو چالیسوین دن بھوت قابو مین آجائے اور ثبوت اسکا یہ ہو کہ بھوت صاف نظر آنے لگے نصرت الدولہ بہادر نے نجومی کے حکم کے مطابق کارروائی شروع کر دی تڑکا ہوا اور نصرت الدولہ بہادر نے منہہ دھویا اور سہ منزلے پر جا کر آفتاب کو عین طلوع کے وقت دیکھنا شروع کیا ساتوین روز چکا چوندھ کے سبب سے انکو کچھ دھوان سا نظر آیا۔ اور واہمے نے پٹی پڑھائی کہ بھوت ہی اب سُنیے کہ واہمہ تو خلاق ہی ہاتھ پانون آنکھ ناک منہہ سر پانون کل اعضائے جسم

نظر آنے لگے۔ نصرت الدولہ بہادر کسیقدر خائف ہوئے اور آنکھ بند کرکے نیچے اُتر آئے اگر شب کا وقت ہوتا تو سہم جاتے فوراً نجومی کو اُسکے گھر سے بلوایا۔

نصرت الدولہ۔ آسل صاحب۔ اسوقت تو ہمنے بھوت کو مجسم دیکھا۔

نجومی۔ ہان۔ بس اب کیا پوچھنا ہے۔

نصرت الدولہ۔ اب کتنے دن تک دیکھین۔

نجومی۔ اینا کیا خوب۔ اپنے نزدیک آپ بڑے واقفکار ہوگئے

نصرت الدولہ۔ نہین ابھی کہان۔

نجومی۔ اجی ابھی تو آپ ابجد خوان بھی نہین ہین۔ پہلے الف بے تو درست کر لیجیے

نصرت الدولہ۔ آپ کی راے پر منحصر ہے اب تو۔

نجومی نے نصرت الدولہ کو وہ مشکل باتین بتائین کہ نواب صاحب کے ہوش اُڑ گئے۔ سردی کے دن ہین اور حکم دیا کہ پانچ بجے تڑکے کنوئین کے پانی سے نہائیے پورے پانچ گھڑے سے۔ اور نہا کر ایک سرخ ریشمی چادر اوڑھکر بیٹھیے۔ اور جو منتر ہم بتائین اُسکو اسّی بار جمعرات اور پیر کو اور بیس بار اتوار اور ہفتے کے دن اور چالیس مرتبہ جمعہ اور منگل کو پڑھیے بدھ کے دن ناغہ۔ ہم اس شہر کے کل ویرانے اور کھنڈل بغور دیکھ لین تو بدھ کے دن تمکو لیکر چلا کرین۔

نجومی۔ آپ ڈرپوک تو ہو نہین۔

نصرت الدولہ۔ نہین۔ واہ۔ ڈرپوک اچھی کہی

نجومی۔ ڈرئیے کا نہین ہرگز نہ ڈرئیے گا۔

نصرت الدولہ۔ جی نہین۔ اگر کوئی ایسی ہی بات ہو تو مجبوری ہے مگر ڈرنا کیا معنی

نجومی۔ ہم لوگ برسون سے اس بات کو کرتا آیا ہے اور جو ڈر کا بات اس سے ہم لوگ خود اُنکے واسطے بہت ڈرتا۔ مگر ایک منٹ پھر کچھ ڈر نہین رہتا بالکل نہین

نصرت الدولہ - اچھا کچھ اور دکھائیے ہمکو -
نجومی - ایک منتر کا ترجمہ ہے اور اردو کی زبان سکیہ ہی میں آپ سنیے گا

اے اسپرٹ تم ہمارا باس ہے	اے اسپرٹ تم بولو ہم سے
اے اسپرٹ بتا دو ہمکو وقت	مرنے کا اسکے عبّاد بد بخت
اے اسپرٹ جو مرا کل یا پرون	اسکو دفن کہاں رکھا بولو
اے اسپرٹ تم بڑا مرکان	ہمارا قابو بیچ آؤ بے گمان

نصرت الدولہ - کسی بنگالی نے ترجمہ کیا ہے -
نجومی - نا - ایک انگریز نے - صاحب ہے - کلکتے کا -
نصرت الدولہ - مگر یہ تو بالکل واہیات ہے -
نجومی - او - ایسا بات مت بولو - پاک چیز کو برا مت بولو - اسکا اثر اسکے منتر کا ہے - جیسا منتر اچھا ویسا اثر اچھا زبان برا بھلا ہوگا جو ہوگا سو ہوگا - اسپرٹ کل بات خوب سمجھتا ہے - اچھا اب آج آپ اسپرٹ سے نام پر کچھ دے منتر پڑھکر ہم اُن لوگ پاس بھیجیگا جو جمع کرتا ان کل روپیہ کو اسپرٹ کے واسطے - ہم غریب آدمی دو سو تین پہلے دیا تھا جب پاک اسپرٹ نے ہمکو اپنے کا نور دکھلاتا تھا سب کے پہلے جیسا آج آپ کو دکھلاتا اور آپ نہلے کپڑے بدلے عطر ملے اور جلسہ خوشی کا دیکھے -
نصرت الدولہ - بہت خوب تو میں کوئی دو ہزار نذر کریں اسپرٹ کے -
نجومی - کم ہے - مگر اب زیادہ ندو - نہیں اسپرٹ مجرا ان جانتا ہے پہلے نیت ہوا -
نصرت الدولہ - ارے! لاحول ولا قوۃ -
نجومی - نہیں دینے کا ہزار دہ ہے -
نصرت الدولہ - ہاں دینے کے ہزار طریق ہیں -
نجومی - اجی تم منت مان لینگے -

نصرت الدولہ - ہان اچھا -

نجومی - مگر سہل بات کا -

نصرت الدولہ - ہم منت مانتے ہین کہ جسکو بلائین وہ گانے کے لیے آجائے

نجومی - اچھا بات بہت ٹھیک -

نصرت الدولہ - کتنے کی منت -

نجومی - او - یہ ہمسے مت پوچھیے - جو آپکے جی چاہے -

نصرت الدولہ - تین ہزار -

نجومی - بس - زیادہ نہ کم -

الغرض دن بھر مین میان نجومی نے نصرت الدولہ کو اُلو بنا بنا کر کوئی دس ہزار روپیہ کی رقم سیدھی کی نصرت الدولہ بہادر کی یہ کیفیت کہ مسند تکیہ لگانے بڑے ٹھسے سے بیٹھے ہین - اور دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ اب آج سے اینجانب بھی نجومیون مین شامل ہو گئے - داروغہ کو حکم دیا کہ فوراً محفل رقص و سرود آراستہ ہو اور نواب امین الدین حیدر اور نواب تہور علیخان بہادر اور نواب دلنق علیخان بہادر اور بڑے مرزا اور تیغ بہادر اور راجہ ٹھاکر پرشاد اور مرزا حفیظ الدین بیگ کو بلواؤ داروغہ صاحب نے فوراً تعمیل حکم کی - تھوڑی ہی دیر مین طائفے آنا شروع ہو گئے

نصرت الدولہ بہادر نے احباب کو اپنے ہاتھ سے خط لکھے ایک نواب صاحب کے نام دوسرا راجہ ٹھاکر پرشاد کے نام -

۱ - نواب نامدار سے

سحرم دولت بیدار بہ بالین آمد — گفت برخیز کہ آن خسرو شیرین آمد

آج منہ مانگی مراد پائی - یعنی اسپرٹ کو بچشم خود دیکھا - اسپرٹ بھوت کو کہتے ہین شکر خدا ہزار شکر خدا -

برین مژدہ گر جان فشانم رواست — کہ این مژدہ آسایش جان ماست

اسلر صاحب فرماتے ہین کہ ابھی الف بے نجوم ہی الله الله کیا علم ہی
علم کیا بحر ذخار ہی۔ جسکا اور نہ چھور۔ واسطے خدا کے تم بھی اسیکھو۔
آج اس تقریب سعید کے سبب سے کہ بھوت کو منتر کے زور سے اول تم نے
دیکھا خاکسار نے جلسہ قرار دیا ہی۔ آئیے اور مع رفقا و مصاحبین آئیے۔
آپ کا دوست نصرت الدولہ نجومی

۲۔ اجی راجہ صاحب تسلیم۔ ہمنے جو آپ سے کہا تھا وہ صحیح نکلا۔ آج
صبح کو نجومی کے منتر کے زور سے ہمنے بھوت دیکھا جسکو ہم لوگ یعنے
علماے نجوم اپنی اصطلاح مین اسپرٹ کہتے ہین۔
آپ بھی سیکھئیے۔ اور ضرور سیکھئیے۔
آج اسیوقت جلسہ قرار دیا ہی۔ ضرور آؤ۔ اور بھی کئی صاحب تشریف لائینگے
تمہارا دوست نصرت الدولہ عالم علم نجوم

وہ دونو خط لکھکر سپاہیون کو دیے اور حکم دیا کہ ابھی ابھی لیجاؤ
چوبدار نے بھی تاکید کر دی۔
نواب صاحب نے جو خط پڑھا تو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے
امام الدین۔ حضور اسنے بلٹایا انکو۔
جھمن۔ وہ نجومی بھی سوچتا ہوگا کہ ایسے اب اور نہ پھنسینگے۔
نواب (سپاہی سے) تمکو کچھ حال معلوم ہی۔
سپاہی۔ کاہے کا حال حضور۔
نواب۔ اسوقت جلسہ کیسا ہی۔
سپاہی۔ حضور کیا بتاؤن وہ صاحب جن آئے ہین نجومی۔ اوسیلر صاحب
جب سے نواب صاحب رات دن بھوت پریت ہی دیکھا کرتے ہین کئی ہزار لے چکا ہی وہ
جھمن۔ اجی ابھی اور لیگا۔
امام الدین۔ تم لوگون مین سے کوئی سمجھاتا نہین۔

سپاہی - اب حضور ہم چار پیر کے پیادے ہم کیا سمجھائین انکے مصاحب تو سمجھاتے ہی نہین جنیر گل باتون کا دارومدار ہی ہماری ہان بھلا کون سنتا ہو حضور سمجھائین

نواب - واہ - ہان چکے -

جھمن - پھر اس بیچارے غریب کی کون سُنتے نقار خانے مین طوطی کی آواز

نواب - صحیح ہو -

میر گلباز - مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ نجومی انکو پھسلاتا کیونکر ہو -

نواب - پڑھے لکھے عقلمند آدمی اور بھرون مین آجاتے ہین -

میر گلباز - جی ہان یہ کون بات ہی -

نواب صاحب نے جواب خط یون لکھا -

حضور آداب - انکو مبارک ہو - آمین - بحمد اللہ کہ آپ نے بھوت کو مسخر کر دکھایا

ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

جلسہ بہت موزون ہو - بندہ بھی ضرور شریک ہوگا مگر واسطے خدا کے کہین ایسا نکیجیے گا کہ عین جلسے کے وقت بھوت کو بلا لیجیے - کہو کوئی چڑیل بھی دیکھی - بھئی چڑیل کی چوٹی ہمین بھی دکھا دو - ارے یار تم نرے گوبھے ہی رہے - لاحول ولا قوۃ - کیا انسان کیا بھوت واہ ری عقل بھوت کیا اور پریت کیا واہی ہو خلط - خدا کے لیے اس پھیر مین نہ پڑو ورنہ آیندہ پچھتاؤ گے -

من نگویم کہ این مکن آن کن — مصلحت بین و کار آسان کن

بھوت پریت کا وجود ہمارے مذہب کی رو سے مطلق ثابت نہین ہوتا

ہیچمیرز امین الدین حیدر عفی عنہ

تراب علی - بس اب دعوت کے ٹھاٹ پورے ہو گئے -

نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ برانڈی لاؤ - حاتم علی نے کہا خداوند وہان اور بھی رئیس زادے امیر زادے ہونگے - اور

شراب ھر دار کا قاعدہ ہو کہ اسکی بو بھی نہین رہتی۔ خواہ مخواہ وہان جا کر اپنے کو ننگہ بنانا کونسی دانائی ہو۔

جھمن نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا۔ تراب علی اور امام الدین خان جل مرے۔ میر گلباز نے یون تردید کی۔

میر گلباز۔ کسی کے باپ کا اجارہ ہو۔

حاتم علی۔ واہ تمہی ایسے خوشامد خورون نے تو غارت کیا۔

تراب علی۔ کیا! غارت کیا۔ کسکو۔ کسکو غارت کیا۔

امام الدین۔ جو منہ پر آتا ہو بک دیتا ہو نابکار۔

حاتم علی۔ نابکار تو۔

جھمن۔ خانصاحب بس نابکار رابکار نہ بکیے گا۔

امام الدین۔ کیون ہم یان جلیلاتی ہین۔

نواب۔ چپ رہو۔ گدھے نالائق۔

امام الدین۔ حضور ناک مین۔

نواب۔ تم سب نالائق ہو۔

جھمن۔ ہان حذاء بذبح ہو۔

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاؤے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را

نواب۔ جب کبھی جھگڑا ہوتا ہو۔ تم لوگ بس یہ رباعی پڑھ کے اپنے اپنے تئین بری کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ ع

	این خیالست و محالست و جنون	

امام الدین خان نے فوراً سامان بادہ نوشی مہیا کر دیا اور دور چلنے لگا ایک خانصاحب بھی آج نئے نئے شریک صحبت ہوے بعد شغل امام الدین خان نے کل بوتلین ہٹا دین حکم ہوا کہ ادھا

تیار ہوا اور پالکی گاڑی ادھے مین جوڑی جتی ہو۔ اور گاڑی ہین وہ کرا حکم کی معاً تعمیل ہوئی۔ چھوٹے حضور نے گلوریان چکھین۔ حقہ پیا۔ اور مصاحبون کو لیکر چلے۔ حضور ادھے پر سوار ہوے۔ رفقا گاڑی پر۔ نصرت الدولہ بہادر کے مکان پر پہونچے۔ اُترے۔

نصرت الدولہ۔ آئیے بہت جلد آئے آپ غضب خدا کا اب چار بجے آپ برامد ہوئے

نواب۔ حضرت دن کے وقت کا جلسہ ہمین تو پسند نہین۔

نصرت الدولہ۔ پھر اب دو ہی گھنٹے مین تو رات بھی ہوئی جاتی ہو۔ گھبراتے کیون ہین آپ۔

نواب۔ اخاہ راجہ صاحب ہین تسلیم۔

راجہ صاحب۔ آداب عرض کرتا ہون نواب صاحب مزاج شریف۔

نواب۔ شکر ہو۔ کہیے آپ کہان رہتے ہین۔ ملاقات ہی نہین ہوتی۔

نصرت الدولہ۔ پیے بیٹھے رہتے ہین۔ دھت بنے ہوئے۔

نواب۔ استغفراللہ۔

نصرت الدولہ۔ کیون یہ استغفراللہ کا کیا موقع تھا۔

نواب۔ اجی برہمن آدمی اور شراب۔

راجہ صاحب۔ کہان لکھا ہو کہ ناجائز ہو۔ ٹھرانا جائز ہو۔ مہوے کی دارو کو ہم بھی حرام سمجھتے ہین مگر یہ برانڈی اور برگنڈی اور میٹھی شرابین تو اسوقت مین تھین ہی نہین وہ جائز کیونکر ہین۔ چو گفتی دلیلش بیار۔ شراب راح روح ہو کیمیا فتوح ہو کسیکو نصیب کہان مگر ہان جو حرام ہو وہ حرام ہو۔ دیسی ٹھرا حرام ہو۔ بیشک حرام ہو۔

نواب۔ خیر۔ آپ بھی نواب نصرت الدولہ بہادر کے رنگ کے ہین۔

راجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ جناب۔ سہ

بادہ نوشی ہو باد پیمائی	ہو ہوا مین شراب کی تاثیر

نواب - اب جلسہ کب سے شروع ہوگا - کون کون صاحب آگئے ہین -
نصرت الدولہ - نواب تہور علیخان بہادر - اور رونق علیخان بہادر آئے ہین
بڑے مرزا کانپور گئے ہین - اور مرزا حفیظ الدین بیگ صاحب آئے ہین -
نواب - ہان انکا گھوڑا دیکھا تھا مین نے کمیت -
نصرت الدولہ - پھر چلیے اوپر ہی بیٹھین -
نواب - چلیے تشریف لے چلیے راجہ صاحب بسم اللہ -
راجہ صاحب - پہلے حضور چلین - پیچھے مین حاضر ہون ہمراہ رکاب -
سب صاحب کوٹھے پر تشریف لیگئے کمرے سب سجے سجائے - آداب
تسلیم کورنش کے بعد سب کے سب بیٹھے -
تہور علیخان - مزاج اقدس -
نواب - الحمد للہ - آپ کا مزاج اقدس - آج کس تقریب سے جلسہ ہوا ہی
تہور علیخان - اسکی تحقیقات تو ہم لوگون کو آپ سے کرنا چاہیے -
نواب - یہ کیون خصوصیت کی وجہ جہان آپ بھی مین بھی -
تہور علیخان - نہین - ہی خصوصیت ایک -
نواب - وہ کیا مین بھی تو سنون -
تہور علیخان - (کان لائیے جھکے سے) وہ آپکے ہم مشرب ہین بس سمجھ جائیے -
نواب - تسلیم مین آپ کا کمال ممنون ہوا - مگر افسوس نصرت الدولہ کی
صحبت مین جب بیٹھے تھے تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ بدنام ہونگے - خیر اب
یارانہ تو ترک کیا جاتا نہین -
رونق علیخان - نواب امین الدین حیدر صاحب
نواب - ارشاد -
امی حضرت یا آپ قریب آئیے یا مجھے بلائیے کچھ عرض کرنا ہو -
نواب - ارشاد - بسم اللہ آئیے - فرمائیے - مزاج اقدس -

رونق علیخان - ارے میان یہ نصرت الدولہ کھا لیں تو نہین کھا گیا - آخر اس پاگل کا کوئی علاج بھی ہی یا اسکا جنون اب لاعلاج ہی لاحول ولاقوۃ اور سنیے کہنے لگے آج بھوت دیکھا جلسہ؟ کھائینگے - واہی ہی کون ہے یہ اسکو ہوا کیا کمبخت کو - لاحول ولاقوۃ -

نواب - مین تو سمجھاتے سمجھاتے سودائی ہو گیا کبھی میری ایک نہین چلتی

رونق علیخان - لاحول ولاقوۃ واللہ ہنسی آتی ہی بھوت دیکھا - اُف

تہور علیخان - کیا شی - جی ہان - پیٹ مین بل پڑ گئے واللہ خبط ہو گیا - قسم خدا کی خبط ہو گیا - پکا جنون ہی - ورنہ عقل کی باتین ہین یہ اور وہ بخوبی انکو خوب بنائیگا - دیکھیے گا - کئی ہزار تو لے چکا ہی - باقی اب لیگا - اور یہ کسی روز بھوت دیکھینگے - کسی روز پریت کسی دن چڑیل - بس یہی کیا کرینگے افسوس جاتا رہا ہاتھ سے -

نواب - وہ مانتے ہی نہین کسی کی -

تہور علیخان - جی ہان مجھسے تو بگڑنے لگے تھے - مین نے کہا پڑا بنی ایسی تیسی مین -

اب جگت سنگھ کا حال سنیے - مجھے کلکتے کے خط سے معلوم ہوا لالہ جگت سنگھ نے تیس ہزار روپیہ پا کر ایک بنک مین اپنے نام سے جمع کر دیا پہلے جب سات ہزار ساتھ لائے تھے اسمین سے ڈھائی ہزار مولوی صاحب کو دیے اور ڈھائی ہزار خود لیے اور دو ہزار رہنے دیے کہ کسی اور کام مین صرف کرینگے - احباب کے مشورے سے نواب صاحب کے نام ایک خط اس مضمون کا بھیجا -

خداوند نعمت سلامت - کورنش کے بعد ایک ضروری امر عرض کرتے ہین جو سننے کے قابل ہی کامروپ خاص تو ابھی تک ہم نہین جا سکے کیونکہ وہان جانے کا اول مقدمہ یہ ہی کہ اگر دس بارہ دن انسان رہے تو

ذرا بھی نہ معلوم ہو کہ اس ملک میں جادو کی گرمی بازار ہو مگر آب و ہوا
اس درجہ ناقص ہو کہ دس بارہ دن تو درکنار دس بارہ گھنٹے بھی رہنا
دشوار ہو جاتا ہو۔ یہان کی عورتین بڑی چالاک ہین۔ انکو وہ وہ نسخے یاد ہین
کہ انسان برسون رہے اور آب و ہوا کا ذرا بھی اثر نہو۔ مگر ہر ایک کو وہ
نسخے نہین بتاتین صرف اُنھین لوگون کو بتاتی ہین جنپر انکا دل آجاتا ہو
لیکن انکا دل آنا بس ستم کا سامنا ہو۔ دل آیا اور انھون نے بکرا بنا دیا۔ گدھا
نہین بناتین۔ گدھا بنانا محال ہو۔ مرغ بنا سکتی ہین۔ بکرا بیل گھوڑا بنا سکتی ہین
مگر گدھا بنانا بالکل غلط مشہور ہو گیا۔

ایک روایت اُسی واقفکار آدمی نے کل سنائی تھی جسکو ہمنے یہانسا[?]
اسکا نام رچھو ہو خدا جانے کس ملک کا رہنے والا ہو۔ مگر معتبر اور ہوشیار
آدمی ہو۔ ہمنے اُسکو کل روپیہ دے دیا۔ اُسنے ایک روایت یہان کی
بیان کیا کہ دکھن کا ایک سپاہی کسی ضرورت سے کامروپ پہنچ گیا۔
سپاہی خوبرو اور کڑیل جوان تھا۔ اور بنوٹ کا استاد۔ مگر بالا رند تھا۔
کامروپ کی ایک عورت اسپر عاشق ہوئی۔ سپاہی کو کچھ بھی معلوم نہین
کہ کون اسپر عاشق ہوئی اور کون نہین ہوئی ایک روز سپاہی ہی چارپائی
پر سو رہا تھا تو شب کے وقت ایک آدمی نے اسکو جگایا پوچھا تم کون ہو
کہا چور۔ سپاہی چارپائی پر سے اٹھ بیٹھا اور باتین کرنے لگا۔

سپاہی۔ تمنے کیا بتایا۔ کون ہو تم۔

آدمی۔ ہم چور ہین۔

سپاہی۔ پھر یہان کیون آئے۔

آدمی۔ چوری کرنے۔

سپاہی۔ ہمارے پاس ہی کیا۔ ایک تلوار۔ ایک تمنچہ۔ ایک قرولی
ایک برچھا۔ چار پانچ جوڑے کپڑے۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔

چور- یہ کیا کم ہو- جو ملجاے-

سپاہی- تو یہ تو نہین مل سکتا- ہان جان جاتی رہے تو یا لی بھی جاے ورنہ جب تک دم مین دم ہے تلوار اور برچھا اور کپڑے ہم نہین دے سکتے-

چور- تمسے لین اور تمھارے باپ سے لین-

سپاہی- ہان اگر ایسے ہی بڑے بیر ہو تو لوگے-

چور نے کہا بس اب سنبھلو- مین ولایتی کا ہاتھ لگاتا ہون- سپاہی تو اپنے فن کے کمال پر نازان تھا اور بیس برس کا پٹھا اور نا کتخدا اور کرارا آدمی دو دو ہزار ڈنڈ ایک سانس مین پیلنے والا- مسکرایا- تلوار اٹھالی اور کہا تیری قضا ہی آئی ہے تو مین اسکو کیا کرون-

چور پیترا بدل کر سامنے کھڑا ہو گیا- سپاہی کو للکار کر گالی دی گالی کھاتے ہی سپاہی آگ ہو گیا اور بڑھکر کڑک کا ہاتھ لگانے کو تھا کہ چور نے بیس چوٹین دین-

سپاہی- اف دھوکا ہو گیا- لکڑی کا پیچ کیا- بنوٹ کا پیچ نہین کیا اب سہی

چور- کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہے- تلوار رکھدے-

سپاہی- آنتون کا ڈھیر کر دونگا ابھی ابھی-

چور- اچھا لے روک-

سپاہی- روکون اور لگاؤن- آ-

چور نے ایک کر کیلی کی تو سپاہی کے ہاتھ سے تلوار کھٹ سے الگ اور چور ندارد- ایک عورت موجود- ابھی چور نظر آتا تھا اب دیکھتے ہین تو عورت ہے سترہ اٹھارہ برس کی عورت وہ حسن کلیج کہ سپاہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا- ذرا اس چھپر کھٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ میری جان تن سے نکلجائیگی- اس پر کالہ آتش نے گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ لیا اور سپاہی کو اپنے ساتھ اپنے گھر لیگئی چھ تھے روز گھوڑا

بنا دیا۔ دو برس تک دن بھر گھوڑا بنا رہتی شام سے الشان بن جاتی۔
اسکے بعد جب سپاہی صاحب اولاد ہوا تو اس عورت نے سپاہی کو بھی
جادو سکھایا اور چھ سال کے بعد اجازت دی کہ اپنے وطن جائے مگر
شرط کرلی کہ جب بلاؤن فوراً آنا۔ سپاہی جو اپنے وطن پہونچے تو وہان
انکی بڑی قدر ہوئی۔ اور جادو کے زور سے انھون نے طرح طرح کے
کرتب دکھانا شروع کیے۔ ایک آدمی راہ راہ چلا جاتا ہی۔ انھون نے
ماش پڑھکر پھینکے۔ اور اسکی ٹانگین گھوڑے کی سی ہوگئین۔ پھر دم کے
دم مین بدستور۔ رئیسون اور امیرون سے سپاہی نے خوب روپیہ لوٹا
ایک رئیس کو شب کے وقت جادو کے زور سے مرغ بنا دیا۔ جب اسکے
اعزہ نے دس ہزار روپے دیے تب مصیبت سے بچا۔

اُسی سپاہی سے اس شخص نے جادو سیکھا ہی مگر خامی ہی۔ ہان اسقدر
فائدہ اس سے بہتر ہی کہ کامروپ ساتھ جائیگا۔ اور جادوگرون اور
ہر قسم کی ساحرہ سے ملاقات کرادیگا۔

عریضۂ فدوی جگت سنگھ الخ

حکم گیا کہ جگت سنگھ روانہ ہون۔ متو علی وہین رہین۔
جگت سنگھ۔ مولوی صاحب۔ ہم آج رات کی ٹرین مین جاتے ہین۔
متو علی۔ اچھا کب تک آئیے گا۔
جگت سنگھ۔ ایک مہینے مین ضرور بالضرور۔

لالہ جگت سنگھ جو نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو پھاٹک ہی سے
غل مچنے لگا۔ آئے آئے۔
لالہ جگت سنگھ آئے۔ رفقا نے جھانک کر دیکھا اور کہا لیجیے جگت سنگھ
آگئے آگئے خداوند۔

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ آؤ۔ آؤ جلد آؤ۔ جگت سنگھ لپکے

نواب صاحب اٹھ کھڑے ہو گئے۔ لالہ نے کہا آداب عرض ہے حضور۔ نواب صاحب نے بڑے تپاک سے بٹھایا۔ اور حکم دیا کہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو فوراً بلاؤ۔ کہنا لالہ جگت سنگھ آئے ہیں اور آپ کو نواب صاحب نے اسی وقت بلایا ہے۔ ہوا کی طرح اڑ کے چلے آئیے۔

نواب صاحب۔ تم تو بیمار ہو گئے تھے۔ آپ بیمار اس نہ آئی وہاں کی۔

جگت سنگھ۔ خداوند بیمار ہو گیا تھا۔

نواب صاحب۔ تمنے ہمکو کہلا نہیں بھیجا۔

جگت سنگھ۔ کہتا کیونکر۔ آپکو تشویش ہوتی۔

نواب صاحب۔ کچھ حال تو کہو وہاں کا۔

جگت سنگھ۔ خداوند بادشاہی کارخانہ ہے۔ الامان الامان وہ وہ باتیں دیکھیں کہ تعریف نہیں کر سکتا۔

نواب صاحب۔ اچھا ذرا ٹھہر جاؤ۔ نصرت الدولہ بھی آلیں تو پھر کہنا۔

جگت سنگھ۔ خداوند ذرا سی برانڈی پلوائیے۔ مگر نہایت عمدہ برانڈی ہو۔

امام الدین۔ انہوں کی تو باتیں کرتے ہیں۔ یہاں سوا اکشا نمبروں کے اور قسم کی برانڈی کہاں۔ اعلی سے اعلی قسم کی برانڈی اکشا نمبروں کی موجود ہے۔

یہ کہکر امام الدین خان برانڈی لینے گودام میں گئے۔ اور اکشا نمبروں کی بوتل کھول سوڈا ملا کر ایک گلاس خود پیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک گلاس اور پیا۔ اور ڈیڑھ گلاس برانڈی کشتی میں رکھکر لیکے۔ سوڈا ملا کر لالہ جگت سنگھ کو دی۔ تین بار تھوڑی تھوڑی پی۔

اتنے میں نصرت الدولہ بھی آن پہنچے۔ آتے ہی غل مچایا۔

جگت سنگھ۔ تسلیم عرض ہے حضور۔

نصرت الدولہ۔ آداب۔ آداب مزاج معلی۔

جگت سنگھ - دعا مین دیتا ہون حضور کی جان و مال کو -
نصرت الدولہ - مولوی صاحب بخیریت ہین -
جگت سنگھ - جی ہان وفضل الٰہی ہو -
نصرت الدولہ - کہو کچھ حاصل بھی کیا - یا کورے ہی آئے -
جگت سنگھ - کورے آتے ہین کہین -
نصرت الدولہ - کچھ کرتب دکھاؤ -
جگت سنگھ - ایک گولی منگوائیے -

حکم ہوا کہ ایک گولی آئے - فوراً حاضر کی گئی - نواب صاحب نے کہا گولی سے وہ بات دکھاؤ کہ حیرت ہو آپ کو -

گولی لیکر لالہ جگت سنگھ نے تین چار بار لوگون کو دکھائی اور اچھال اچھال کر کہا یہ چلی وہ چلی - یہ گئی وہ گئی - یہ غائب وہ غائب اور سچ گولی واقعی غائب ہو گئی -

نصرت الدولہ نے کہا بھئی واہ دیکھتے ہی دیکھتے پتا نہین کہ کہان گئی -

لالہ نے کہا جہان سے کہیے وہان سے نکالدون -

جھمن - اُس طاق سے نکالو جہان بوتل رکھی ہو -
امام الدین - اس شیشے کے گلاس سے نکالو تو جانین -
میر گلباز - اجی ہمارے کان سے نکالو -
جگت سنگھ - اجی کان کیسا کہو تو تمھاری داڑھی سے نکالدون -
نواب - بھلا نکالو تو -
نصرت الدولہ - پانچ روپے کی مٹھائی کھلاؤن جو میر صاحب کی داڑھی سے گولی نکلے -

لالہ جگت سنگھ نے اپنے دونون ہاتھ سب کو دکھائے اور آستینین بھی چڑھالین اور آہستہ سے میر گلباز کی داڑھی ہلائی تو گولی کھٹ سے نیچے

نواب - اہاہا۔ کمال ہو۔ کمال ہو۔
نصرت الدولہ - بھئی کیا صفائی ہو واللہ۔ خدا کی قسم کیا صفائی ہو۔
امام الدین - یہ تو عمر بھر کی روٹیوں کا سہارا کر کے آسکے ہین۔
جھمن - ہان واللہ ہو تو ایسا ہی۔
میر گلباز - واللہ مین جو ناک پڑا جب ڈاڑھی سے گولی نکلی۔
جگت سنگھ - خداوند کامروپ بھی عجب مقام ہو مگر ہاے افسوس وہ ملک علیل ہو گیا عورتین ایسی بلا کی حسین کہ بس کچھ نہ پوچھیے ملیح - رنگ دیکھنے کے قابل حضور -
لالہ جگت سنگھ نے گولی کے کھیل مین پورے چار گھنٹے صرف کیے اور مختلف مقامات سے گولی نکالی جسکی تشریح درج ذیل ہو۔
۱ - میر گلباز کی ریش مبارک سے جیسا مرقوم ہو چکا ہو۔
۲ - امام الدین خان کی جیب سے۔
۳ - جھمن کے کان سے۔
۴ - نواب نامدار کے ہاتھ سے۔
۵ - نصرت الدولہ بہادر کے گھوڑے کی دم سے۔
۶ - تراب علی کے دستانے مین سے۔
۷ - حضور کی بھون سے کل حاضرین دنگ ہو گئے۔
نواب - جگت سنگھ تم تو با کمال ہو کر آئے ہو۔ اللہ اللہ یہ صفائی۔
نصرت الدولہ - کیا شک ہو۔ واللہ مین ششدر ہون اسوقت
نواب - ہم تمھارے کمال کے قائل ہیں لالہ جگت سنگھ سبحان اللہ سبحان اللہ
جگت سنگھ - حضور قسم ہو خدا کے لم یزل کی حضور کمال کہتے ہین مجھے ہنسی آتی ہو۔ یہ کرتب صرف ہیں وزیمین کامروپ کی ایک عورت نے سکھائے ہین۔ مگر وہ انسان کو مکھی نہین بنا سکتی۔ یہ بہت مشکل خیر ہو

بس یہ سمجھئے خداوند کہ جیسے ایک عالم ہو کہ عربی کی مشکل سے مشکل کتابین پڑھ سکتا ہو اور ایک طالب علم ہو کہ کچھ یونہی عربی جانتا ہو۔ وہ شعبدے اور کرتب اور جادو تو خوب جانتی ہو مگر انسان کا جانور بنانا اعلیٰ درجے کے جادوگر اور اعلیٰ درجے کی ساحرہ کا کام ہو۔ ہر شخص نہین جانتا۔ اور ابھی تو حضور بسم اللہ ہی تھی اس فن کی وہ وہ باتین دکھاؤن کہ جی خوش ہو جائے آپکا

نصرت الدولہ۔ بھوت تو ہم تین چار بار دیکھ چکے مگر ابھی گفتگو کی نوبت نہین آئی۔ کیا تمھارے قبضے مین بھوت ہو۔ اچھا جمعرات کو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور بلواؤ۔ مگر دن کا وار خالی نہ جانے۔ تراب علی ہی کے سر پر آو

جگت سنگھ۔ بہتر اب کی جمعرات کو۔

تراب علی۔ کیا مجال ہو۔ یہ تمنا ہی رہے۔ شان خدا۔ ہمپر اور بھوت

جگت سنگھ۔ ہان ہان تمپر۔ تمپر اور تمھارے پیر پر۔ کیا دل لگی ہو۔

تراب علی۔ حضور سب ڈھینگ ہو انکی۔ اچھا جمعرات کو بھی تو عرصہ نہین ہو

جگت سنگھ۔ خیر۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو۔ سمجھا جائیگا۔

لالہ جگت سنگھ نے دو چار شعبدے اور دکھائے۔ نواب نصرت الدولہ اور امام الدین خان اور چھمن نے خوب رسے انکے ہاتھ پانون باندھے لالہ جگت سنگھ نے کہا۔ کمر بھی باندھ دو اور گردن بھی۔ بالکل جکڑ دو ہم کھول لینگے۔ جب خوب مضبوط باندھ چکے تو امام الدین خان نے کہا اب تو آپ کے فرشتے خان سے بھی نہین کھلتا۔ چھمن بولے اجی لاحول ولا قوۃ کیا دل لگی ہو۔

نصرت الدولہ بہادر نے پوچھا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کھولیگا کون۔

لالہ نے کہا حضور وہی بھوت کھولیگا اور کون کھولیگا۔ اسکے بعد جگت سنگھ نے کہا آپ لوگ ہمپر ایک کپڑا ڈال دیجیے۔ اور اسپر ایک کپڑا اور۔ مگر ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون کہ کوئی صاحب دیکھین نہ میری طرف۔

نصرت الدولہ۔ سب باہر جاو۔ نواب صاحب آپ رخ پھیر کر بیٹھیے۔
نواب۔ بہتر۔ اور تم۔
نصرت الدولہ۔ ہم بھی۔
مصاحب سب باہر نکالے گئے۔ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہا
پیٹھ پھیر کر بیٹھے رہے۔ لالہ جگت سنگھ دو منٹ کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے
لالہ۔ آداب عرض ہی خداوند۔
نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اسقدر جلد اور بالکل بے لاگ
ایک گرہ بھی باقی نہین رہی۔ شاباش ہی۔ واللہ خوب قابو مین کیا۔
آفرین صد آفرین۔
لالہ۔ حضور بھی بچّر کرتا ہی۔ بہت بڑے ہمارے آئے تھے اسوقت
اور خداوند حضور سے واقف ہی یہ۔ آپ کبھی بھوت کو دیکھکر ڈرے تھے
دیکھیے ہمکو معلوم ہو گیا۔
نصرت الدولہ۔ ان۔ واللہ سچ کہتے ہو بے شبہ ڈرا تھا۔
لالہ۔ خداوند وہ اسکا بھتیجا ہی۔ مجھے انھون نے کہا کہ یہ جو یہان بیٹھا ہی
یہ بھی اس نشن مین ہی۔ تب مین نے کل اوردریافت کیے۔ تو اُسنے
یہ سب حال بتایا۔
نواب۔ مگر اسوقت سخت تعجب ہی کہ اتنی مضبوط گرہین کیونکر کھول لین
جھٹ پٹ۔ جنی کا رے کردہ۔
نصرت الدولہ۔ اجی انھون نے کیا کھولین۔
لالہ۔ حضور واقف ہین۔ وہ کھولنے والا کوئی اور ہی ہی
نصرت الدولہ۔ نہین کیا شک ہی۔ ورنہ دل لگی ہی کچھ۔ انسان کا کام ہی
لاحول ولا قوۃ۔ شفن تھو کنے لگے۔
رفقا باہر سے آئے۔

امام الدین - ہین! صاف الگ - واہ استاد کیون نہو -
جھمن - کمال کیا - اور ہین نے بڑی طاقت کی تھی - یہان صفایا ہی
تراب علی - یار اگر یہ ہی تو بیشک تم بھوت بلاؤ گے -
لالہ - اب ڈرے - بات تیرے کی - دیکھتے تو جاؤ -
میر گلباز - ارے بھئی اگر ہم لوگ ملکے کھولتے تو ایک گھنٹے کامل مین
کھلتا اور پھر ہلکو چاقو کی مدد لینا پڑتی - ہاتھ یا ناخن سے کہین بھلا
یہ گرہین کھلجاتی ہین -
نصرت الدولہ - لا حول ہنسی ٹھٹھا ہی کچھ - استغفر اللہ -
نواب - اب آج تو نہین کل کچھ اور تماشے دکھانا -
لالہ - حضور ہمارے استاد منگل بدھ کو ملتے ہین - جمعرات کے دن
خوش کر دونگا حضور کو -
نواب - بہتر پتین تو دن باقی ہین -
لالہ جگت سنگھ کا رنگ جم گیا - مصاحب خار کھانے لگے -
نصرت الدولہ بہادر کے دل مین انھون نے جگہ پائی - نصرت الدولہ نے
کہا ہمارے یہان کل کسی وقت آنا -
نواب نامدار بھی انکے شعبدون سے خوش ہوئے اور تعریف کی -
اب سنیے کہ جمعرات کے روز نواب نامدار کے دربار مین نصرت الدولہ
بہادر اور نواب علی رضا صاحب اور مرزا مومن علی اور امام الدین خان
اور جھمن تراب علی میر گلباز صاحب لالہ جگت سنگھ اور لالہ اودھ بہاری لال
رفقا بیٹھے گپ اڑاتے تھے - لالہ جگت سنگھ نے بھوت کا ذکر چھیڑا -
نصرت الدولہ بہادر نے کہا ہمنے کل شب کو پھر بھوت دیکھا تھا -
نواب صاحب نے مسکرا کر کہا مبارک ہو - تراب علی نے دبے دانتون
کہا ہم تو بھوت پریت کے قائل نہین -

نصرت الدولہ - ہاں ہاں آپ ملکر پہاڑ تلے آئے نہیں -

نواب - اچھا لالہ جگت سنگھ انکو بھوت دکھا تو دو -

تراب علی - اجی حضور سب ڈھکوسلا -

لالہ - کیا ڈھکوسلا -

تراب علی - لائے وہاں سے بھوت لالہ جی اپنے کو بڑا عاقل سمجھے ہیں جن قبضے میں ہیں آپ کے شان خدا -

نصرت الدولہ بہادر نے اصرار بلیغ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تراب علی کو قائل کردو ورنہ ہم سمجھ جائینگے کہ تمنے کچھ بھی نہ سیکھا - اور تراب علی کی یہ کیفیت کہ اکڑے ہی جاتے ہیں تنے ہی جاتے ہیں - سنتے ہی نہیں کسی کی - اور نصرت الدولہ لالہ جگت سنگھ سے اور بھی اصرار کرتے ہیں کہ انکے سر پر بھوت ضرور آئے -

لالہ - خداوند جان جوکھم ہی -

تراب علی - اجی جائیے بھی - لائے وہاں سے جان جوکھم ہی -

لالہ - لکھ دو اسٹامپ کے کاغذ پر کہ اگر مر جائیں تو کوئی لالہ جگت سنگھ پر دعوی نہ کرسکے - لکھ دو ابھی ابھی -

جھمن - پھر اس سے کیا ہوگا - کیا آپ بری ہو جائینگے - واہ - فوراً پھانسی پاؤگے اور پھانسی نہو تو قید تو ضرور ہی رہو -

نصرت الدولہ - ایسی بات نہ کرو کہ جان جاتی رہے - صرف کھابھر دو

تراب علی - خداوند بھلا کوئی بات بھی ہی - یہ یہی کہینگے کہ اندھیری رات ہو اور ٹھیک آدھی رات کے وقت مرگھٹ پر جاؤ یا قبرستان چلو ہمارے ساتھ - اور یہاں ان باتوں میں ہم نہیں جب چاہے آزما لیجیے ہمکو یہ ڈرائینگے کیا بھلا -

لالہ - قبرستان اور مرگھٹ سے کوئی سروکار نہیں کہیے تو اسوقت

بھوت آپ کی کھوپڑی پر آگئے - اسی دم -

تراب علی - دیکھا نہیں کسی کو -

لالہ - اچھا بدستے ہو کچھ کچھ -

تراب علی - بیس ہیں روپے -

لالہ - مارو ہاتھ پر ہاتھ - خداوند یہ کمرہ خالی کرا دیجیے - دیکھیے تو ابھی اسی دم ناچنے لگتے ہیں یا نہیں -

کمرہ خالی کیا گیا دروازے سب بند ہو گئے - رفقا اور احباب کو لیکے نواب صاحب باہر برآمدے میں ٹھہرے - جگت سنگھ نے کچھ جھوٹ موٹ پڑھنا شروع کیا -

بیا بیا برادر غضنفر نوت بیا - بیا از جمادات و از نباتات و از حیوانات و اجسام و اجرام علوی - علوی - علوی - بیا برادر غضنفر نوت بیا -

نواب انصرت الدولہ بہادر بڑے غور سے سنتے جاتے تھے امام الدین خان دل ہی دل میں ہنستے تھے کہ اچھا الو پھانسا - اتنے میں لالہ جگت سنگھ نے کہا کھڑی مونچھیں اور چڑھی داڑھی لمبے گیسو والا ہو کھڑی مونچھیں اور چڑھی داڑھی والا ہو - درجہ میں اعلیٰ ہو اور دنیا سے نرالا ہو - رنگ اسکا کالا ہو - بیا بیا - برادر غضنفر نوت بیا -

اسکے بعد آہستہ آہستہ کچھ کہا -

لالہ - گنتی گن -

تراب علی - ہیں - کیوں گنوں -

لالہ - گن - گنتی گن -

تراب علی - ون - ٹو - تھری - فور - فائیو - سکس - سون - نائین - ٹین -

لالہ - ترکی بولو - ترکی بولو -

تراب علی - ملیوق - برقاق تنگری اریان - کورنش - ہابت العلوم قدقان چاپوق

لالہ - فرانسیسی بول -

تراب علی - بانشیو دیو پلے شاٹی پیری لو -

لالہ - انگریزی بول -

تراب علی - آل مین پرزنٹ ہیر آر فولز -

لالہ - سنسکرت بول -

تراب علی - گنگ رچیت کھنڈانز بلاپس یکیسی پون جوت دھونا سے کتا پتا کا گگن تلو جاری -

نصرت الدولہ - سبحان اللہ سبحان اللہ کمال حاصل ہی اس شخص کو واللہ کمال حاصل ہی -

نواب - ہم تو جانتے ہین بھوت انکے سر پہ آگیا -

جھمن - خداوند اب اس سے بڑھکر ثبوت کیا ہوگا کہ ترکی بولے انگریزی بولے سنسکرت بولے کوئی اٹھارہ بیس زبانین بول چکے ہین سب -

نصرت الدولہ - ہم آئین لالہ جگت سنگھ اگر اجازت دو تو حاضر ہین ورنہ خیر

لالہ - یہ جو صاحب آئے ہین یہ آپ کے دوست ہین انکے غریب ہین اگر آئیے تو کچھ نذر ضرور لائیے - خفیف سی رقم مگر جو اول مرتبہ دل مین آئے -

نصرت الدولہ - ڈھائی ہزار -

لالہ - بس چلے آئیے -

نصرت الدولہ بہادر بھی غٹراپ کمرے مین داخل ہوے دیکھا کہ تراب علی کی آنکھین سرخ ہین اور چہرے سے جلال برس رہا ہی جھک کر آداب بجالائے اور با ادب بیٹھے لالہ جگت سنگھ نے بآواز بلند کہا خداوند حضور بھی تشریف لائین اور سب صاحب آئین مگر دروازہ بند کر دیجیے گا روشنی ہونے پائے تاریکی رہے نواب صاحب اور رفقا بھی داخل ہوے

تراب علی - کوئی دیوان لاؤ - عربی فارسی ترکی فرانسیسی انگریزی

جس زبان مین ہو لاؤ یا ارو ولاؤ۔
تھور جا کر دیوان ناسخ اٹھا لایا تراب علی کو دیا تراب علی جھومنے لگے
آنکھین بیربہوٹی کی سی سرخ لال انگارا۔
تراب علی۔ عطر لاؤ ابھی ابھی عطر لاؤ۔ مگر مین نے نثار حسین کے
کارخانے کا عطر فتنہ اور لوبان لاؤ اور مشک اور عنبر اور پھول اور
لورسے باسن۔
تھور۔ سب حاضر کرتا ہون ابھی ابھی اسی دم اسی وقت حاضر کرتا ہون
ایسی بات ہی بھلا۔
تراب علی۔ لا۔ لا۔
لالہ۔ حضور کو دعا دو۔
تراب علی۔ دعا۔ دعا۔ جیر کی دعا۔
لالہ۔ حضور دعا دیتے ہین۔
نواب۔ ہین تو حیرت ہی اسوقت۔
نصرت الدولہ۔ یہ تراب علی نہین بولتے ہین یہ کوئی اور ہی ہین
انکو سمجھائیے تو ذرا ہان بات ہی
تراب علی۔ ہم بحث کرنا مانگتے ہین۔
ایک آواز آئی کہ جزر و مد کسے کہتے ہین بتاؤ شاہ جی۔
تراب علی۔ (جھوم کر) جزر و مد جزر و مد سن جزر و مد کسے کہتے ہین ج
جب پانی سطح بحر سے کئی فٹ اونچا چڑھ جاتا ہی اور پھر گھٹ کر اپنے
اصلی مقام پر آتا ہی تو اسکو مد و جزر کہتے ہین یعنی مد پانی کے چڑھنے سے
مراد ہی اور جزر پانی کے گھٹنے سے عبارت ہی اسی کو جوار بھاٹا کہتے ہین
یہ گھٹنا بڑھنا آفتاب کی کشش سے غالبًا اور قمر کی کشش سے خصوصًا
اثر پذیر ہوتا ہی۔

اب سنیئے کہ لالہ جگت سنگھ کی ایسی ہوا بندھی کہ نصرت الدولہ تو نصرت الدولہ خود نواب نامدار انکا دم بھرنے لگے۔ نصرت الدولہ نے ٹھان لی کہ لالہ جگت سنگھ کے ساتھ کلکتے جائین۔ نجومی نے دیکھا کہ جگت سنگھ کا طوطی بول رہا ہی۔ ایک روز نصرت الدولہ سے یون ہمکلام ہوئے۔

نجومی۔ آپ کو شراب کا شوق ہی یا نہین۔

نصرت الدولہ۔ آئین! آپ کو ابھی اسقدر بھی نہین معلوم۔

نجومی۔ تو آئیے پھر دور چلے۔

نصرت الدولہ۔ اچھا یہان عذر کیا ہی۔ اسی دم۔ ابھی ابھی سہی۔

نصرت الدولہ بہادر اور نجومی اسٹلر صاحب نے پینا شروع کی نجومی نے دانائی اور استادی سے تھوڑی تھوڑی پی مگر نصرت الدولہ کو عمداً بہت پلادی جب دیکھا کہ نصرت الدولہ خوب نشے مین ہین تو انکو چکمہ دیا

نجومی۔ آپ نے انگریزی کیون نہین پڑھ لی۔

نصرت الدولہ۔ تھوڑی سی انگریزی جانتا ہون۔

نجومی۔ ہان۔ اچھا آپ نقل کر سکتے ہین یا نہین۔

نصرت الدولہ۔ ہان کچھ لکھیے فوراً نقل کر دونگا۔

نجومی نے ایک کاغذ پر چند سطرین لکھین اور کہا مین نے بہت صاف صاف لکھا ہی آپ اسکی نقل کر دیجیے۔ نصرت الدولہ نے نشے کی حالت مین اسکی نقل کر دی نجومی نے اس کاغذ کو اپنے کوٹ کے پاکٹ مین رکھا اور نصرت الدولہ کو تھوڑی اور پلادی نصرت الدولہ بہادر بدمست ہو گئے۔ دوسرے روز ۱۲ بجے کے وقت نصرت الدولہ کی آنکھ کھلی لالہ جگت سنگھ نے کہا کل چلیے ساعت اچھی ہی۔

نصرت الدولہ۔ ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ لیے چلتے ہین۔

جگت سنگھ۔ جی ہان بس کافی ہی۔

نصرت الدولہ - اور آسلر صاحب کو دس ہزار دیے جاتے ہین -

لالہ - کیا بات ہر آپ کی -

اتنے مین نصرت الدولہ بہادر کے نام ایک سوداگر کا بل آیا - جان اینڈ کمپنی برانڈی کی قیمت چودہ ہزار روپیہ -

نصرت الدولہ - ائین - چودہ ہزار کا بل ہر چودہ ہزار کی پی گئے ہم -

چپراسی - اب حضور ہم کیا جائین - یہ بل ہر اور یہ خط ہر اور منشی جی ساتھ ہین

نصرت الدولہ - منشی جی چودہ ہزار کیسے نکلے بھئی -

منشی - خداوند صاحب نے کہا ہر کہ اگر آپ کو فرصت ہو تو آپ آیئے اور نہین تو ہم آئے - ۶ - مہینے سے حضور نے ایک حبہ نہین دیا ہر -

نصرت الدولہ - بھلا پھر چودہ ہزار کی رقم ہو گئی -

منشی - بل مجھے عنایت کیجیے -

بل لیکر منشی نے کہا - حضور دو ہزار آٹھ سو تو ادھر کے ہین اور تین ہزار مسٹر آسلر کے نام ہین حضور حکم دے آئے تھے کہ یہ جسقدر مانگین فوراً انکو دی جائے - اور کوئی نو ہزار کی حضور کے نام ہر سب ملاکر چودہ ہزار تین کی ہی

نصرت الدولہ - لاحول ولا قوۃ - خزانچی کو بلاؤ ارکان مین کچھ روپیہ ہر

خزانچی - خداوند روپیہ تو کل حضور لیے جاتے ہین یہان ہر کیا خاک ستر ہزار رہ گئے تھے جسمین دس ہزار نجومی کو دلوائے ہین اب سات ہزار یہان کام آئینگے - آیندہ جو حکم ہو -

نصرت الدولہ - اچھا تم اور رونق علی جاؤ اور آٹھ ہزار جاکر سوداگر کو دو اور حسب ضابطہ رسید لو اور گواہی لکھواؤ -

اتنے مین دوسرا بل آیا - فرونجی اینڈ کمپنی - کھولتے ہین تو سات ہزار کا ٹوٹل آسلر صاحب سے پڑھوایا -

مسٹی گھوڑا ـــــــــ ویگن ـــــــــ اوھا گاڑی ـــــــــ برانڈی ـــــــــ
ا ـــ ہزار ـــ ٥٠ ، ستر ـــ ٥٠ ، ا ـــ ٥ ہزار ـــ ٥٠ ، ا ـــ ٥٠ ،

متفرق ـــــــــ
ستر ـــ ١٥٠ ،

کل ٹوٹل

ــــ ١١ ہزار ـــ ٥٠ ،

نصرت الدولہ بہادر نے کہا چھ ہزار انکو بھی دیے جائین۔
خزانچی ۔ بہت اچھا لیے جاتا ہون۔
لالہ جگت سنگھ۔ اسقدر نہ خرچ کیا کیجیے۔
نصرت الدولہ ۔ اجی اب کیا خرچ ہو۔
لالہ جگت سنگھ۔ این! کچھ خرچ ہی نہیں ہو۔
خزانچی۔ تو آٹھ اور سات پندرہ ہزار ہوا۔
نصرت الدولہ۔ ہان اور کیا۔
نواب نصرت الدولہ بہادر اسباب بندھوانے کی فکر ہی مین تھے کہ ایک اور بل آیا مس کلرک کے ہوٹل سے۔ ٹوٹل ا ـــ ہزار ،
نصرت الدولہ۔ این! ہوٹل کا ایک ہزار۔
آسلر۔ ہان ایک ہزار لکھا ہو۔
اب سنیے کہ مسٹر آسلر صاحب بھی اسمین شریک تھے دو سو تو نصرت الدولہ کے نام تھے باقی آسلر صاحب کے نام۔ نصرت الدولہ نے حکم دیا کہ پورا ایک ہزار بھجوایا جاے اور رسید لیجاے ہوٹل کے دام باقی رکھنا خلاف مصلحت ہو۔
اسکے بعد ایک اور بل آیا حسین بخش گھڑی ساز پندرہ سو روپیہ کا۔
نصرت الدولہ۔ پندرہ سو۔
محمد بخش۔ جی ہان۔ اورانھون نے کہا ہو کہ آج روپیہ کی بڑی ضرورت ہو مہربانی کرکے دلوا دیجیے ہمپر کئی صاحبون کی ڈگریان ہین۔

نصرت الدولہ- پرسون ملیگا-
محمد بخش- خداوند بغیر روپیہ لیے نہ جاؤنگا اور یون حضور کو اختیار ہی
نصرت الدولہ بہادر نے خزانچی کو حکم دیا کہ ہزار انکو ابھی دو اور رسید لو
اسکے بعد مرزا اسد بیگ آ گئے-
مرزا- خداوند آداب عرض کرتا ہون تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہی
نصرت الدولہ- خیر باشد-
مرزا- ذرا اس طرف حضور آ جائین-
نصرت الدولہ نے علیحدہ جاکر کہا خیریت تو ہی-
مرزا- حضور اسوقت ایک ایسی خبر سنی کہ بس کچھ نہ پوچھیے-
نصرت الدولہ- میری نسبت ہی-
مرزا- جی ہان حضور ہی کی نسبت ہی-
نصرت الدولہ- خدا خیر کرے-
مرزا- حضور ٹھکنیٹھی مل مہاجن نے نالش کی ہی-
نصرت الدولہ- کتنے کی-
مرزا- باون ہزار کی-
نصرت الدولہ- اُف باون ہزار کی ستم ہو گیا-
مرزا- اور خداوند وہ کہتا ہی کہ اگر نہ دینگے تو قید کرادونگا-
نصرت الدولہ- ہمارے پاس تو اب ایک لاکھ نقد ہی جواہرات سب بیچ ڈالے ہان مکانات ہین اور جایداد غیر منقولہ اب کوڑیون کے مول بکتی ہی- گھوڑے گاڑی اسباب وغیرہ بیچا تو فائدہ کیا-
مرزا- خداوند پھر ابتو اُسی ایک لاکھ مین سے یہ رقم بھی نکلنی چاہیے
نصرت الدولہ- پھر ہمارے پاس کیا رہیگا-
مرزا- حق ہی اسمین کیا شک ہی- توبہ- توبہ-

نصرت الدولہ۔ ہاے اس شراب خواری اور عیاشی اور بدمعاشی نے ہمین کہین کا نہ رکھا اور ان تقاضون سے بھی اور بھی مٹی خراب کی افسوس، صد افسوس۔

مرزا۔ حضور تو کسی کا کہنا مانتے ہی نہ تھے۔

اتنے مین بزاز آیا صورت دیکھتے ہی نصرت الدولہ بہادر کے ہوش پران ہو گئے پوچھا کہو تقاضے کو آئے ہو۔ بزاز بولا۔ خداوند حاضر ہوا ہون جو دیجیے گا لیجاؤنگا آج کل روپے کی بڑی ضرورت ہی۔

مرزا۔ حساب لائے ہو۔

بزاز۔ جی ہان کل ملا کر آٹھ ہزار ہین۔

نصرت الدولہ۔ آٹھ ہزار ہین کیا کپڑا خریدا تھا۔

بزاز۔ حضور رفیقون کو سات کا کپڑا بنوا دیا تھا خدمتگارون اور سپاہیون اور چوبدارون کو وردیون کے لیے دوسو کا دیا کہارون کا ساٹھ کا فرخندہ کے جوڑون کے لیے دو ہزار کا آیا اور مچھر ہٹے والی کے نام دو ہزار تین سو کا ہی کچھ اندر گیا کچھ حضور نے لیا کچھ صاحب کو دیا جو زخمی ہین۔

نصرت الدولہ سیاق سباق کیا جانین لالہ سے کہا آپ دیکھیے لالہ نے کہا سب ٹھیک ہی حکم ہوا کہ چار ہزار دیا جاے باقی پھر دینگے۔

بزاز۔ بڑی ضرورت ہی۔

نصرت الدولہ۔ اچھا سمجھا جائیگا۔

بزاز۔ تو اب کس روز آؤن۔

مرزا۔ ایک مہینے مین آو۔

بزاز۔ ضرورت تھی اس سے کہا ورنہ نہ کہتا۔

مرزا۔ اچھا بھئی یہ تو لو باقی پھر سمجھا جائیگا۔

بزاز۔ کیا کہین امیرون کا تو یہ نقشہ ہی۔

مرزا - چپ رہو -
بزاز - بہت اچھا - لیتے وقت آندھی روگ دیتے وقت یون -
مرزا - کیا بید سے آئے ہو -
بزاز - منگوا دو - بار بیٹھو خطا ہوئی تو بزازون کا بیڑا پار کیا -
نصرت الدولہ اپنے دل مین سخت نادم ہوئے کہ نہ شراب خواری اور بدمعاشی کرتے نہ مصیبت مین پھنستے اور نہ یہ باتین سنتے - سچ ہے

گندم از گندم بروید جو ز جو		از مکافات عمل غافل مشو

جیسا کیا ویسا پایا -
نواب نصرت الدولہ کی روانگی کلکتے کی خبر اس درجہ مشہور ہو گئی کہ کل قرض خواہون نے آسمان سر پہ اُٹھایا - نصرت الدولہ ناچار نواب نامدار کے پاس گئے -
نواب - (تپاک کے ساتھ) کہو کل جاؤ گے -
نصرت الدولہ بھائی کچھ نہ پوچھو - اب مدد کا موقع ہے -
نواب - کیا - کیا کہا - خیریت ہے -
نصرت الدولہ - کچھ مدد دو - اک پچاس ہزار کی ضرورت ہے -
نواب - (اپنے دل مین) پچاس ہزار کیا خفیف رقم ہے - معقول ایک نہ دو پچاس ہزار - اللہ اللہ پچاس ہزار آپ کے نزدیک کچھ ہے ہی نہین -
نصرت الدولہ - آپ نے کچھ جواب نہ دیا -
نواب - (بیرخی کے ساتھ) آپ نے اس بخیہ کے پھیر مین اپنے کو پھنسا دیا افسوس
نصرت الدولہ - ہان (آبدیدہ ہو کر) افسوس صد افسوس -
نواب - اب آپ بتائیے تو کہ یہ پچاس ہزار کی رقم کیا ہوگی -
نصرت الدولہ بہادر نے کل حال کہہ سنایا اور کہا اب مقصد ہے کہ

کسی طرف بھاگ جاؤن نواب صاحب نے کہا ہان اب تو ایسا ہی موقع ہو
بغیر اسکے نہ بنیگی چپکے سے چل دیجیے جورو نہ جاتا اللہ میان سے ناتا
کوئی رونے والا تو تمکو ہی نہین -

نصرت الدولہ - ارے یار تم لوگون کو تو ہماری جدائی شاق گذریگی
نواب - پھر مجبوری ہو -

یہ وہ نواب صاحب ہین جو نصرت الدولہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور
اب اس قسم کی تقریر کرتے ہین - نصرت الدولہ کا انکسار اور نواب صاحب کی
بیرخی تو ملاحظہ فرمایئے وہ کہتے ہین ہماری جدائی تمکو شاق گذریگی یہ
کہتے ہین پھر مجبوری ہو - وہ کہتے ہین کہ اب کسی طرف بھاگ جائین یہ
کہتے ہین کہ ہان اسکے بغیر اب چارہ ہی اب کیا ہو -

نصرت الدولہ بہادر اُٹھ کھڑے ہوے تو نواب صاحب نے اتنا بھی
نہ کہا کہ کہان جاتے ہو - جھمن کو یہ حال معلوم نہ تھا اسنے ٹوکا -

جھمن - حضور حقہ تو پی لیجیے -
نصرت الدولہ - نہین اب اسوقت نہین -
جھمن - خداوند تیار ہو -
نصرت الدولہ - جی نہین چاہتا اسوقت -
جھمن - یہ کیون خیریت ہو -

نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ جانے دو صرار نکرو نصرت الدولہ
بہادر بادل سرد گاڑی پر سوار ہوے اور ایک مہاجن کے یہان گئے
اس مہاجن کے باپ کی نصرت الدولہ نے جان بچائی تھی اور مہاجن کا باپ
نصرت الدولہ ہی کے طفیل مین لکھ پتی ہو گیا تھا مہاجن کے یہان کی تقریر
سنیے وہ پہلے ہی سے نصرت الدولہ کے حالات سے بخوبی واقف تھا -
نصرت الدولہ نے جا کر کہا اطلاع دو مہاجن نے کہا کہ دو نہین ہین -

آدمی ۔ حضور وہ تو نہین ہین ۔
نصرت الدولہ ۔ کہان گئے ہین ۔
آدمی ۔ باغ گئے ہونگے ۔

نصرت الدولہ دو گھنٹے تک بیٹھے رہے مہاجن سمجھا کہ چلے گئے ہونگے دو گھنٹے کے بعد جو گھر سے باہر آیا تو دیکھا حضرت ڈٹے بیٹھے ہین رنگ فق ہوگیا ۔ نصرت الدولہ نے لپک کر چاہا کہ حسب معمول ہاتھ ملائین ۔ مگر مہاجن نے کہا دیکھیے دیکھیے ذرا الگ ہی رہیے مین پوجا کرنے جاتا ہون چھو لیجیے گا نہین الگ رہیے ۔

اس فقرے پر نصرت الدولہ کی آنکھون سے اشک جاری ہوگئے یہ وہ مہاجن تھا جسکا بال بال نصرت الدولہ کا ممنون تھا ادہر نصرت الدولہ نے احاطے مین قدم رکھا اور مہاجن نے جھک کر آداب عرض کیا اور حضور حضور کہنا شروع کیا وہ بہت تیسرے شام کو انکے یہان جاتا تھا اور نصرت الدولہ اس طرح پیش آتے تھے جس طرح اپنے رفقاے خاص سے مگر آج وہی مہاجن ہے کہ دماغ ہی نہین ملتے نصرت الدولہ چاہین اور وہ کہلا بھیجے کہ گھر دو نہین ہے ۔ الامان ۔ الامان ۔ نصرت الدولہ مصلحے کے لیے ہاتھ بڑھائین اور وہ للکارے کہ الگ رہو ہمین نہ چھونا ۔ الامان ۔ الامان کیا نازک وقت ہے ۔

ایک روز کا تذکرہ ہے کہ یہی مہاجن نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان آیا نصرت الدولہ نے کہا بندگی عرض ہے تو مہاجن نے انکے قدمون پر ٹوپی رکھ دی اور کہا حضور ہمارے لشیان اور ان داتا یعنی خداوند مجازی ہین اور رزق آپ ہی کے ذریعے سے ہمکو ملتا ہے آپ پہلے سلام کرکے ہمین کانٹون مین کیون گھسیٹتے ہین آج وہی مہاجن اس بے اعتنائی اور بیرخی سے پیش آیا کہ دور ہی سے ڈانٹ بتائی ۔ ایک دن نصرت الدولہ بہادر

مہاجن کے یہان بعد مدت آئے اور کہا اسوقت تجھے انتہا سے زیادہ نشہ ہی گھوڑے پر سے گرا پڑتا تھا تمھارا مکان ملا تو جان مین جان آئی مہاجن نے انکو مسہری پر لٹایا اور اپنے آپ پانون دبلائے آج جو انھون نے چاہا کہ ہاتھ ملائون تو للکار دیا کہ خبردار الگ ہی رہنا۔

انقلاب اسکا نام ہی۔ ہائے! افسوس وائے افسوس۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہ وہ مہاجن ہی جو نصرت الدولہ والے مہاجن کے نام سے مشہور تھا جسکو ایک جعل کے مقدمے سے نصرت الدولہ نے بچایا تھا جو مقدمہ دائر ہونے کے دنون مین صبح شام نصرت الدولہ کی کوٹھی پر حاضر ہو کر ہاتھ جوڑتا تھا کہ حضور فلان صاحب سے سفارش کر دین۔ فلان مجسٹریٹ کی کوٹھی پر لیچلین۔ اور اب یہی مہاجن نصرت الدولہ سے بات نہین کرتا۔ اللہ رے انقلاب زمانہ۔ اُف کچھ ٹھکانا ہی۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہان سے بھی ناکام و نامراد بیچارے نصرت الدولہ بہادر چلے اثنائے راہ مین سوچے کہ آؤ ایک دوست کو اور آزماؤ اس دوست کا بشیر الدین نام تھا نواب صاحب سے نہایت ہی تپاک تھا۔

بشیر الدین نے انکو کئی بار سمجھایا تھا کہ اس نجومی کے پھیر مین نہ پڑنا۔ شراب خواری کے بھی دشمن تھے کئی بار نصرت الدولہ کی صحبت سے خفا ہو کر چلے چلے آئے تھے۔ نواب صاحب انکے پاس بھی گئے۔ ملاقات ہوئی۔

بشیر الدین۔ آئیے مزاج شریف۔

نصرت الدولہ۔ (آبدیدہ ہو کر) دوالہ نکل گیا۔

بشیر الدین۔ کیا کیا۔ خیریت تو ہی۔

نصرت الدولہ۔ قرض سے چوٹی تک ڈوبی ہوئی ہی۔

بشیر الدین - واللہ!
نصرت الدولہ - اب کیا فکر کرون -
نصرت الدولہ نے بشیر الدین کو کل حال سے اطلاع دی تو بشیر الدین نے تھوڑی دیر عور کرکے کہا اچھا شام کو اسکا جواب دونگا - میرے امکان مین جو کچھ ہو اس سے دریغ نہ کرونگا میرے پاس نقدی تو کچھ ہی نہین - صرف پانچ ہزار روپیہ مہاجن کے یہان جمع ہی اور کوئی دو ہزار روپیہ ادھر اُدھر پھیلا ہی مگر ایک باغ ہی عین ناکے پر وہ اگر بیچا جاے تو دس بارہ ہزار کو بک جاے شام تک اُسکی نسبت ایک راجہ سے گفتگو کرونگا اور آپ کو اطلاع دونگا -
نصرت الدولہ کو کمال استعجاب ہوا کہ یہ چھوٹی پونجی کے آدمی اور (ایسا دل کرین) اور وہ لکھ پتی مہاجن ذرا نخ بھی نہ کرے اور وہ نواب نامدار جو ایسے بڑے یار تھے بالکل بیرخی سے پیش آئین شکریہ ادا کرنے کو جی چاہتا تھا مگر زبان بند ہو گئی -
بشیر الدین - کمال افسوس ہوا مگر اب موقع ہمدردی ہی —
نصرت الدولہ - خاموش -
بشیر الدین - ایسے مصاحبون پر خدا کی مار -
نصرت الدولہ - (آبدیدہ ہوکر) چُپ -
بشیر الدین - خدا کو یاد کیجیے - ؎

مرد باید کہ ہراسان نشود	مشکلے نیست کہ آسان نشود

نصرت الدولہ نے آہستہ سے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون -
بشیر الدین - مُنہ دھوئیے اور پان کھا لیجیے -
نصرت الدولہ نے منہ دھویا اور پان کھایا اور سوار ہو گئے - شام کو گھر پہونچے تو آسلرصاحب کا پتا ہی نہین ادھر تلاش کی

اُدھر تلاش کی ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا مگر پتہ نہ ملا نہ ملا۔

خدمتگار۔ حضور وہ تو بھاگ گئے۔

نصرت الدولہ۔ کیا۔

خدمتگار۔ خداوند بیگ اور کپڑے لیکر چلدیے۔

خاص بردار۔ حضور اُنکو تو ہمنے ریل کے اسٹیشن پر دیکھا تھا۔

رفیق۔ ہمکو حسین گنج مین ملے تھے کرایے کی گاڑی پر سوار تھے۔

نصرت الدولہ۔ اُف۔

رفیق۔ کیا سچ مچ بھاگ ہی گئے۔

نصرت الدولہ بہادر اُنکے کمرے مین گئے تو بیگ اور کپڑے ندارد

نصرت الدولہ۔ دے گیا جھانسا ہاے غضب۔

رفیق۔ جو مجھے معلوم ہوتو گرفتار کرلون۔

نصرت الدولہ۔ تم کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھے ہو۔

اتنے مین ایک رفیق نے آکر کہا خداوند وہ نجومی تو بنک گھر گیا تھا اور آپ کے نام سے کئی ہزار روپیہ لایا۔

نصرت الدولہ۔ یہ غلط ہے۔ ہمارے نام سے کیونکر لایا بھلا۔

رفیق۔ حضور بنک کا بابو کہتا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا کہتا تھا۔

رفیق۔ خداوند کہتا تھا کہ تمہارے نواب صاحب نے آج کسقدر روپیہ منگوایا ہے

نصرت الدولہ۔ اُسکو یہان بلا سکتے ہو۔

رفیق۔ جاتا ہون حضور۔

بابو کو رفیق فوراً بلا لائے۔

بابو۔ سلام نواب صاحب۔

نصرت الدولہ۔ آئیے بابو صاحب مزاج شریف۔

بابو۔ ہاں ہمارے کا مجاج بہت ٹھیک ہے۔ آپ آج کچھ روپیہ منگوایا تھا؟ ہمارا بنک سے وہ نجومی مسٹر آسلر آیا تھا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے نام سے روپیہ کیونکر ملا۔

بابو۔ آپ کا نام سے نہیں آپ کا دستکھت (دستخط) سے ملا۔

نصرت الدولہ۔ جعلی ہو ہمارے دستخط نہ تھے۔

بابو۔ ناہیں۔ وہ آپ کا لکھا۔ ہم ملایا۔ بڑا بابو ملایا۔ شاہب ہمارا ملایا۔ شاب (سب) ملایا

نصرت الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھلا کس قدر روپیہ لے گیا۔

بابو۔ پچیس ہزار۔

نصرت الدولہ۔ ایں! پچیس ہزار!!! اف۔

نصرت الدولہ وہم سے گر پڑے۔

رفیق اور مصاحبین دوڑے اٹھایا تشفی دی دم دلاسا دیا۔

نصرت الدولہ کا چہرہ زرد ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگے۔

ایک رفیق نے کہا یارو اب حضور سے تو کچھ پوچھو نہیں باہم مشورہ کر کے جو مناسب ہو وہ کرو۔

ننھے مرزا۔ تحمل۔ شیر خان۔ متو بیگ۔ دولت۔ احمد علی اور حسین بخش اسقدر مصاحب جمع تھے اور نواب خورشید علیخان و بشیر الدین یہ دو دوست آئے اور مشورہ ہونے لگا۔

بشیر الدین۔ ایک آدمی تو تھانے پر رپورٹ کرے اور ایک ریل گھر بھیجا جائے اور ایک بنک کے صاحب کے پاس جائے۔

خورشید علیخان۔ اسوقت بنک کے صاحب شاید نہ ملیں۔

بشیر الدین۔ انکے بنگلے پر جائے۔

ننھے مرزا۔ چلئے ہم اور آپ چلیں۔

بشیر الدین - بسم اللہ۔

خورشید مطلعخان، تھولی اور شیر خان ریل گھر جائین -

حسین بخش اور دولت جا کے تھانے پر لکھا آئین -

تھولی اور شیر خان ریل گھر گئے۔ بشیر الدین اور ننھے مرزا بنک کے صاحب کے بنگلے پر گئے اور دولت تھانے پر رپوٹ لکھانے چلے۔

دولت - تھانہ دار صاحب ایک واردات ہو گئی -

تھانہ دار - خوب ہوا - روز وارداتین ہی ہوا کرتی ہین - ہم تو اس تھانے سے بہت حیران ہین یار دنیا بھر کے بدمعاش اسی تھانے مین رہتے ہین کیا واردات ہوئی بولو - بدمعاش بولو کیا واردات ہوئی بتاؤ -

دولت - نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان ایک صاحب ٹکے تھے آنکر -

تھانہ دار - وہ بدمعاش نجومی -

دولت - جی ہان - تو وہ نواب صاحب کے نام سے پچیس ہزار روپیہ لیگیے -

تھانہ دار - أین! کہان سے لیگئے -

دولت - بنک گھر سے

تھانہ دار - کیا نواب صاحب نے لکھ دیا تھا -

دولت - کیا جانے وہ تو کہتے ہین کہ ہمنے نہین لکھا اور بابو قسمین کھاتا ہے کہ نواب صاحب کے نام سے آسلر نجومی روپیہ لیگیا -

تھانہ دار - کسقدر -

دولت - پچیس ہزار -

تھانہ دار - ٹھہرو ہم بھی چلتے ہین -

تھانہ دار اور برقنداز اور دولت چلے -

اب سنیے کہ ننھے مرزا اور بشیر الدین جو بنک کے صاحب کے بنگلے پر گاڑی پر سوار ہو کر پہونچے تو چپراسی نے روکا -

چپراسی - کس سے ملیے گا -

بشیر الدین - صاحب سے ملنے آئے ہیں ہزاروں کا وارا نیارا ہوتا ہے تم پوچھتے ہو کس سے ملنے آئے ہو - اطلاع دو کہ بشیر الدین صاحب آئے ہیں -

چپراسی سمجھا کہ صاحب کے کوئی بڑے دوست ہیں فوراً اطلاع دی صاحب کمرے کے باہر آئے حکم دیا کہ سلام دو - بشیر الدین اور نتھے مرزا اندر آئے

صاحب - وِل سلام -

بشیر الدین - آداب حضور -

صاحب - کیا بات -

بشیر الدین - خداوند نواب نصرت الدولہ نے بھیجا ہے سُنا ہے کہ کوئی آج انکے نام سے پچیس ہزار روپیہ لیگئے -

صاحب - وِل بیشک نواب صاحب کے دستخط موجود ہیں -

بشیر الدین - حضور جعل کر گیا -

صاحب - ہائے خود جعل ہے -

بشیر الدین - خداوند نواب صاحب کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں -

صاحب - اُف فوہ - یہ کیا بات -

بشیر الدین - ہاے افسوس - بس یہی پوچھنے آیا تھا - اب رخصت ہوتا ہوں

صاحب - ہمکو رنج ہوا کل صبح ہم تحقیقات کرینگے -

بشیر الدین رخصت ہوے اور چلے آئے -

اب سُنیے کہ دو صاحب بل گھر بھی پہونچے اسٹیشن ماسٹر سے ملے کل حال بیان کیا - اُنھوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم ہم اب کچھ نہیں کر سکتے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کون آیا اور کون گیا - یہ دونوں بھی اپنا سا مُنھ لیکر چلے آئے -

اب سُنیے کہ لالہ جگت سنگھ خویش و محرم نواب نصرت الدولہ کے پاس آئے

کہ کل صبح کو چلنے کی ساعت قرار پائی ہے۔ یہان آئے تو دیکھا کہ کل
رفقا چپ چاپ سناٹے مین بیٹھے ہین اور سب کے چہرون پر اداسی چھائی ہے

لالہ۔ کیون کیا ہے خیریت تو ہے۔

بشیر الدین۔ کچھ نہ پوچھیے نہین۔

لالہ۔ توبہ توبہ۔ کچھ تو کہیے بھلا۔

بشیر الدین۔ بھوت پریت کے پھیر مین پلٹ گئے۔

لالہ۔ کیا۔

لالہ سمجھے یار لوگون نے ہم پر چوٹ ماری سخت گھبرائے۔

بشیر الدین۔ وہ نجومی چل دیا۔

لالہ۔ کیا کچھ لے دے کے چل دیا۔

ننھے مرزا۔ دیتا کیا جل دیگیا۔

لالہ۔ توبہ اور لیگیا کیا۔

بشیر الدین۔ پچیس ہزار لیگیا۔ ایک کم نہ ایک زیادہ۔

لالہ۔ اور پتا کہین نہین۔

بشیر الدین۔ کہین نہین۔

لالہ۔ بھلا یہ لے کیونکر گیا۔ چوری کی۔

ننھے مرزا۔ اجی ڈاکہ مارا۔

دولت۔ بلکہ سینہ زوری کی۔

تھانہ دار۔ یہ ہوا کیا ہماری سمجھ مین نہین آتا ہم جانتے ہین بنک والون
کو دھوکا ہو گیا۔

بابو۔ نہ بنک والا اچھی طرح جانچ کر لیا ہے۔

تھانہ دار نے اشارے سے دکھا کر کہا ہم وجہ سمجھ گئے۔

دولت۔ کیا سمجھے آپ صوبہ دار صاحب۔

تھانہ دار- کہہ دیجئے نواب صاحب ہی سے کہ بیٹھئے-

نصرت الدولہ- آیئے-

تھانہ دار نے نواب نصرت الدولہ کے کان مین کہا آپ بُرا مانیے گا ہم جانتے ہین کسی کیفیت مین ہونگے آپ اور اُسنے دم دیکر لکھوالیا ہوگا

نصرت الدولہ نے کہا آہاہ ارے غضب! بس بس یہی بات ہو ہاے ستم بس تڑکا ہوگیا یہی بات ہو-

تھانہ دار- اب بیان کیجیے اچھی طرح-

نصرت الدولہ- بخوبی تو کل امور مجھے یاد نہین مگر اسقدر خیال ہو کہ مین نے بہت کثرت سے پی تھی اور اُس بدبخت جعلساز نے مجھسے لکھوایا تھا-

تھانہ دار- کیا آپ انگریزی جانتے ہین نواب صاحب-

نصرت الدولہ- جی نہین یاد نہین کہ کس زبان مین اور کیا لکھوایا-

تھانہ دار- اردو ہی مین شاید لکھوایا ہو-

بابو- نا- بہت اچھا انگریجی (انگریزی) جبان (زبان) مین لکھا ہو مگر ہاتھ کچا ہی بس اور سب ٹھیک بات-

تھانہ دار- کیا آپ انگریزی مین بنک کو لکھا کرتے تھے-

نصرت الدولہ- انگریزی کی صرف نقل مین کر سکتا ہون-

تھانہ دار- کبھی بنک کو انگریزی مین لکھا تھا-

نصرت الدولہ- ہان انگریزی خوان نے جو لکھ دیا اسکی نقل اُتار دی-

تھانہ دار- بس لکھوالیا جو جی چاہا اُسکا-

ننھے مرزا- ہاے افسوس-

بشیر الدین- بڑا مزوّر نکلا مردک-

بابو- وہان کے بابو لوگ کو دس دس گیارہ گیارہ روپیہ دیا کہ

جلدی ہمین ہمکو روپیہ ملیگا اور ہم ریل بھاگ کر جاوینگا۔

تھانہ دار۔ کیا باپ کا مال تھا۔

بشیر الدین۔ این گل دیگر شگفت۔

تھانہ دار۔ لا حول ولا قوۃ۔

ننھے مرزا۔ مگر واللہ آپ کی تشخیص صحیح ہو۔

دولت۔ برہمن سے انسپکٹری کرتے ہین صاحب برہمن سے۔

ننھے مرزا۔ اسمین کیا شک ہو۔

نصرت الدولہ۔ خوب یاد آیا۔

تھانہ دار۔ کیا یاد آیا جناب۔

نصرت الدولہ۔ اُس کمرے مین جاکر دیکھو کوئی کاغذ پڑا ہی جسقدر کاغذ ہون اُٹھا لاؤ ایک کاغذ باقی رہے۔

خدمتگار۔ حضور ردیان وغیرہ تو صاف کردی گئی ہونگی مگر وہ پرچے مین نے مسند کے نیچے رکھ دیے تھے وہ لے آیا ہون۔

نصرت الدولہ۔ یہ انگریزی ہو آپ تو انگریزی سے واقف ہین تھانہ دار صاحب

تھانہ دار۔ جی ہان لائیے۔

تھانہ دار نے کاغذ لیکر پڑھا تو چونک اُٹھے۔

نصرت الدولہ۔ ہو وہی نہ۔

تھانہ دار۔ اُف۔ اُف۔ بُل ڈیگ کیا ستم ڈھایا۔

نصرت الدولہ۔ کیا لکھا ہو بتاؤ تو۔

تھانہ دار۔ برا ہی کی آپ نے نقل کردی۔

نصرت الدولہ۔ ضرور۔

تھانہ دار۔ اسمین باضابطہ لکھا ہو کہ ہمین بذریعہ مختار عام مسٹر ڈی اسٹلر اسیدم حسین خزانہ سے یہ مبلغ ہمارے زرجمع شدہ کے بھیج دیجیے کہ ضرورت اشد ہو

نصرت الدولہ ۔ ارے غضب ۔
تھانہ دار ۔ مگر کوئی لائق بیرسٹر ہو تو بنک کی بھی خبر لے ۔
دولت ۔ اسکی آنکھیں کہے دیتی تھیں کہ دغاباز جعلساز ہو ۔
منجھلے مرزا ۔ ہمکو تو اسکی صورت سے نفرت تھی ۔
بھولو علی ۔ ایک ہی بد ذات تھا ۔
ایک رفیق ۔ سخت حرزادہ ۔
خورشید علیخان ۔ اب سب کہتے ہین مگر پہلے بجز بشیر الدین صاحب کے اور کسی نے نہ کہا تھا ۔
بشیر الدین ۔ جی ہان کچھ پوچھیے نہ ۔
منجھلے مرزا ۔ خداوند ۔
بشیر الدین ۔ چپ رہو بس ۔
تھانہ دار ۔ ہان اب سب کہینگے ۔
بشیر الدین ۔ جی ہان خوشامدی نابکار ۔
نصرت الدولہ ۔ سب ہماری عقل کا فتور ہو وہ لوگ ۔
خورشید علیخان ۔ ہان مگر یہی سب تو باقی مبانی ہین ۔
نصرت الدولہ ۔ کچھ کہتے سنتے بن نہین پڑتی بات ۔
بشیر الدین ۔ افسوس صد افسوس ۔
تھانہ دار ۔ بس اس کاغذ کو ہمین دیجیے یہ بطریق شہادت پیش ہوگا ۔
جاتے کہان ہین چچا گرفتار ضرور ہونگے یہ ممکن نہین کہ بچ نکلین ۔
نصرت الدولہ ۔ دیکھیے ۔

نصرت الدولہ کی رہی سہی امید وہ بھی جاتی رہی ادھر پچاس ہزار سے زیادہ کی نالش مہاجن نے کی ادھر بلون پر بل آنے لگے اور پچپن ہزار پر علو وہین اڑ گئے ۔

لالہ جگت سنگھ نواب صاحب کے یہان گئے۔

لالہ۔ حضور کچھ نصرت الدولہ بہادر کا حال سُنا۔

نواب۔ ہان سُنا بہت سا بکھیڑا ہو۔

لالہ۔ حضور وہ بگڑا تو جیسا تھا۔ وہ جو نجومی بنا تھا وہ بڑا اُچّا دے گیا

نواب۔ ایں! کیا۔

اما م الدین۔ ہ ہمنے بھی نہین سُنا تھا۔

جھمن۔ کیا کچھ لیکے لمبا ہوا۔

میر گلباز۔ اور اسکے بشرے سے ہم سمجھ گئے تھے کہ یہ ٹھگ ہی کوئی ہو کے قائل ہو

نواب۔ رہنے دو مگر وہ آپ کا بھی اُستاد نکلا۔

میر گلباز۔ ہان حضور۔

نواب۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہو۔

میر گلباز۔ اب خداوند مین بھی کچھ بگڑ آپ کے یہان کرون تو اُسکا

داد ا پیر کہلاؤن۔

اما م الدین۔ کہی تو اچھی خداوند۔

جھمن۔ ہان بیشک۔

نواب۔ اور کیا لیگیا لالہ جگت سنگھ۔

لالہ۔ حضور پچیس ہزار کا بگڑا کیا نقد روپے پچیس ہزار لیگیا۔ سیٹھ ہولا ہ کے ایک آدمی نے آکر کہا کہ خداوند آپ نے آج کچھ روپیہ منگوایا تھا بنک گھر سے۔ انھون نے کہا نہین تو اُسنے کہا واہ بابو بولتا ہو کہ آج تمہارے نواب صاحب نے پچیس ہزار روپیہ منگوا لیا بابو کو بلایا اُسنے کہا ہان آپ کے دستخط تھے صاحب بنک کے پاس گئے اُنھون نے کہا ہان نقد پچیس ہزار روپیہ نواب نصرت الدولہ بہادر کے نام سے دیا مگر ہمارے پاس آئی تو موجود ہو کل تحقیقات کرینگے اور نجومی کا پتا ہی نہین کہین نہ بیگ اسباب نہ کچھ نہ کچھ۔

نواب - لاحول ولا قوۃ - موئے پر سو دُرّے -

اما م الدین - جی ہاں خداوند -

بشیر الدین نے کہا کہ اب ہم رخصت ہونگے مگر کل صبح کو کہیں جانا ہے ہین تڑکے ہی منہ اندھیرے پہونچونگا - نصرت الدولہ نے کہا کہ اک ذرا تامل کیجیے تو گاڑی کو حکم دوں تاریک رات مین کہاں پیدل ٹھوکرین کھاتے جاؤگے خالی اسٹیشن سے بھلا کیا ہوتا ہے حکم دیا کہ گاڑی لگاؤ نقرہ گھوڑی جوڑو لالٹین روشن کرو فورا تیار ہوئی -

خدمتگار - تیار ہے حضور -

نصرت الدولہ - لے جائیے -

بشیر الدین - رخصت -

نصرت الدولہ - فی امان اللہ -

بشیر الدین - کل صبح کو ضرور -

نصرت الدولہ - ہاں - ہاں -

بشیر الدین تو گھر پہونچے اور یہاں نصرت الدولہ بہادر نے حساب لگایا تو دس ہزار کی کمی ہے - دس ہزار اور ہوں تو کل قرضہ بیباق کر دیں - اور پاس ٹکا نہ رہے سوچے کہ اگر کل روپیہ دے دیا تو بھی دس ہزار کی کمی رہی اور اگر گھوڑے اور بگھیاں اور اسباب اور جایداد غیر منقولہ کے کوڑے گیے تو ہمارے پاس کیا رہیگا نہایت شش و پنج میں پھنسے دو بجے تک نیند نہ آئی دو بجے آنکھ لگ گئی -

صبح کو اٹھے تو پریشان - اتنے میں بزاز آیا -

بزاز - خداوند ہماری کوڑی کوڑی آج ہی دلوا دیجیے -

مہاجن کا آدمی آیا کہا لالہ نے بھیجا ہے کہ کل ٹکسی ابھی دیں ہیں کہ روپیہ بیباق کر دیں ورنہ نالش تو کر ہی چکے ہیں -

ایک سوداگر کا چپراسی آیا - خداوند صاحب خفا ہوئے اور کہا کل روپیہ آنے پر وصول کر لانا جیسا حکم ہو -

عطر والا آیا - خداوند دس تولے دے گیا تھا دام نہیں ملے آج پھر پرسش ہوتا ہے -

چھٹے مرزا نے سب کو ڈانٹا چلو ہٹو نالائق پاجی تڑکا ہوا اور مہو جو مہاجن کا آدمی ذرا اترایا تو چھٹے مرزا اٹھے دو تین چپتیں رسید کیں اور کہا جا ہٹ لالہ سے کہنا نالش کر دیں - بڑا لالہ بن کے آیا ہے - عطر والا بھاگا - بڑا نڈر بک رہا -

نصرت الدولہ بہادر کی حالت قابل افسوس ہے - یہ وہ نصرت الدولہ ہیں جنکی دھاک بندھی تھی جنکے نام سے مہاجن دس دس اور بیس بیس ہزار روپیہ بلا تمسک دے دیتے تھے جنکی ملاقات کے اچھے اچھے رئیس متمنی تھے - اب وہی نصرت الدولہ بہادر ہیں کہ ایک ایک ادنی ادنی انگوٹھا ہی سوداگرون کے ملازم تک دکھا کر ڈانٹ بتاتے ہیں - دوست منہ چھپاتے ہیں یار مددگار نواب امین الدین حیدر جنسے اسقدر تپاک تھا صلاح دیتے ہیں کہ بھاگ جاؤ - وہ مہاجن کہ جنکے باپ دادا نصرت الدولہ کے بزرگون کے درم ناخریدہ غلام تھے اب بات نہیں کرتے جو لوگ انکے در دولت پر جانا باعث فخر و افتخار تصور کرتے تھے وہ اب انکی ملاقات کے روادار نہیں جو لوگ فخریہ مصاحبت کراتے تھے وہ اب دور دور رہتے ہیں - ہائے انقلاب زمانہ وائے انقلاب زمانہ کار خود کردہ را چہ علاج مصاحبون نے انگلیون پر نچایا - رفیقون نے خوب الو بنایا آسکر صاحب نے کئی بار بھوت دکھایا اور ان حضرت کی آنکھون پر شیطان نے ایسی پٹی باندھی کہ آپ نے بھوت دیکھنے کی تقریب میں جلسہ منعقد فرمایا اس درجہ چوندھیا گئے کہ احباب کے نام جو خطوط بھیجے

زمین از نواب نصرت الدولہ بخوبی) اپنے کو للا - ع

بزمین عقل و دانش بباید گریست

مگر اب البتہ آنکھین کھل گئین اب کیا ہو سکتا ہی -

یہ وہ نصرت الدولہ ہین جنکے پاس نقدی کے علاوہ لاکھون کے جواہرات تھے اور آج دس ہزار کے مقروض ہین - ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب کوئی پوچھے کہ یہ زر کثیر حضور نے کیون اور کس بات مین خرچ کیا حج کے لیے گئے یا سو دو سو مسلمانون کو حج کا خرچ دیا ہی - کربلاے معلی کی زیارت کو گئے - مسجدین بنوائین - خیر اتخانے قائم کیے - سررشتہ تعلیم کو مدد دی - آخر کس امر نیک مین اسقدر زر کثیر صرف کیا - ہان ڈھاڑیون نے البتہ حضور کا اور خداوند کا شکر ہر روپیہ لوٹا - حضور کی نگاہ بہت دور ہی حضور بانی بہاتے ہین - خداوند وہ سور داس جکلیسے والا حضور کا بہت مداح ہی - کہتا ہی ایسا گلا کسی نے کا ہیکو پایا تھا ایسے لیسے مجرے دیے کہ معاذ اللہ - نواب صاحب چنگ پر چڑھ گئے - ابلہ را تا لیف پسندے آید - نواب صاحب سمجھ بیٹھے کہ ہم نایک کے بھی گرو ہین - تان سین اور بیجو کی ہمارے مقابل مین کیا حقیقت ہی - ارباب نشاط مین نصرت الدولہ بہادر کا نام شیطان سے زیادہ مشہور تھا - چوک مین انگلیان اٹھتی تھین کہ وہ نصرت الدولہ جاتے ہین کسی سے نوک جھونک کسی سے مزاج پرسی - کسی کمر سے پہ دو گال ہنس بول آئے خوشامدیون نے روپیہ انکی بدولت پایا - حافظ مولوی متشرع باکمال آدمی کا انکے ہان گذارا ہی نہ تھا - صحبت مین جب دیکھیے گرگے اور لقے اور لچے بھرے ہوے کوئی بھانڈ و بتیا مسخرگون کوئی چرس کی کو آسمان تک پہونچاتا ہی - کوئی گانجے کے دم لگاتا ہی - شراب خواری کی اس درجہ کثرت ہوئی کہ الامان الامان ؎

دن رات گفتگو ہی شراب و کباب کی — کیا منہ لگو نئے یار کی صحبت شراب کی

صبح کو جام۔ دوپہر کو جام۔ شام کو شراب۔ رات کو شراب۔ ہر دم مخمور ہر لحظہ چور۔ جب دیکھو ایسے مست خراب جب دیکھو آنکھوں میں لال لال ڈورے بیس بیس اور تیس تیس مفت خورے ساتھ پیتے ہیں۔ پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ اور سو سو روپے کی شراب ایک ایک دن میں اُٹھ گئی۔

اے کہ روز روشن شمع کافوری — زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یہ خرچ آئے کہاں سے۔ اسکے لیے تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہ تھا۔ ہاں اور سب میں ایک بشیر الدین البتہ سچے دوست تھے اور یہی شخص نواب نصرت الدولہ بہادر کو صلاح دیتا تھا کہ اس فضولی کا انجام برا ہے اب سنبھلو ورنہ پچھتاؤ گے اور پھر کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑیگی۔

دوست آن است کو معائب دوست — ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان — پس سر رفتہ مو بمو گوید

اس نازک وقت میں بھی نصرت الدولہ بہادر کے شریک حال تھے صلاح سے مشورے سے زر سے کسی امر میں بند نہ تھے۔

باقی سب نام کے دوست اور اپنے مطلب کے یار تھے۔

نتھے مرزا کے دو بیٹے تھے وہ سب تو بھاگ کھڑے ہوئے مگر نواب نصرت الدولہ کے دل پر چوٹ لگی کہ آج جتنے یہ روز بد دیکھا کے نگے کے آدمی ہیر پھیر ہیں۔ بزازہ کا لڑکا اکثر میں لکھا تھا مہاجن کا نوکر کہتا تھا کہ بھلی مانسی اسی میں ہو کہ ہمارے حوالے کردو۔ لالہ بہت خفا ہیں واہ رے ناکامی افسوس صد ہزار افسوس۔

نصرت الدولہ۔ بھائی بشیر الدین اب ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم تارک الدنیا ہو جائیں۔

بشیر الدین۔ سنئے حضرت کہ اب وہ ثروت آپ کے پاس نہیں ہے

کر اب بھی ہزارون بلکہ لاکھون سے آپ اچھے ہین ہماری تو راے یہ ہی کہ آپ بہ فراغت تمام کل قرضہ ادا کرکے جو کچھ جایداد پاس رہے اُسمین بسر کیجیے - مانا کہ یہ بگھی اور گھوڑے اور فٹن اور رفقا اور خدمتگار نہونگے مگر بہر طرز پر آپ رہ سکینگے -

نصرت الدولہ - بھلا اسے رہا جائیگا -

بشیر الدین - مجبوری کو کیا کیجیے گا -

نصرت الدولہ - ترک دنیا -

بشیر الدین - اچھا اب فرمایئے کہ تارک الدنیا ہوکر فقیر بن جایئے گا نہ یا کچھ اور فقیری بھی تو مشکل ہی جب خوش باشون کی طرح آپ نہین رہ سکتے تو فقیرون کی طرح کیونکر بسر کر سکیے گا -

نصرت الدولہ - آپ ہین کس خیال مین فقیری کیسی -

بشیر الدین - پھر ترک دنیا کیا معنی -

نصرت الدولہ - بالکل قطع تعلق یعنی دنیا سے کچھ واسطہ ہی نہین - !

بشیر الدین - کیا واسطہ ہی نہین - ؟

نصرت الدولہ - مطلب یہ کہ خدا کی قسم اب زندگی سے دل تنگ ہو گیا -

بشیر الدین - اجی خدا خدا کیجیے - جوانمردی کے خلاف یہ بات آپنے کہی -

نصرت الدولہ - کیسی جوانمردی -

بشیر الدین - اب آپ پھر تبدیل آب و ہوا کے لیے کہین چلیے اور تھوڑا تھوڑا قرضہ سب کا ادا کرتے جایئے -

نصرت الدولہ - میری عقل ہی ٹھکانے نہین کہ کیا کرون اور کیا نکرون

بشیر الدین - تو پھر ہماری راے پر چھوڑ دیجیے -

نصرت الدولہ - بہتر سیاہ و سفید کا تمکو اختیار دیا - ؎

با کار خویش را بخداوند کارساز	بسپرده ایم تا کرم او چها کند

اللہ پر شاکر رہنا چاہیے ان اللہ مع الصابرین والشاکرین ۔ ع

نمکشین نمیش تو از گردش ایام کہ صبر	اگرچہ تلخ است ولیکن بر شیرین دارد

نصرت الدولہ آبدیدہ ہو گئے تو یہ بات ٹالنے کے لیے بشیر الدین نے اور ذکر چھیڑ دیا۔

بشیر الدین ۔ میر وزیر علی صبا بڑے شاعر گذر گئے ہیں ۔

نصرت الدولہ ۔ ہاں ہاں جی تم تو اس طرح پر کہتے ہو کہ جیسے صبا سے کوئی واقف ہی نہیں ۔

بشیر الدین ۔ ایک شاعر سے ہیں انھوں نے اپنی غزل پڑھی تھی خدا کی قسم توڑ دیے سبحان اللہ سبحان اللہ ۔ ع

مہندی ملکر ہی چڑھ مرجاں پر	ہاتھ لانا نگار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ سبحان اللہ نگار مہندی کے لیے خوب لائے اور روزمرہ تو صبا کا حصہ تھا ۔

بشیر الدین ۔ خواجہ صاحب کے شاگرد تھے کہ باتیں ۔ ع

برق بھی در کنار رہ جائے	ہائے دل بیقرار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ ہائے کی لفظ نے جان ڈال دی ۔

بشیر الدین ۔ زبان کو دیکھیے اور روزمرہ کو ۔ ع

بحث گریہ میں ابر بول گیا	دیدہ اشکبار کیا کہنا

نصرت الدولہ سبحان اللہ سبحان اللہ ابر بول گیا بحث گریہ میں ابر بول گیا ۔ زبان اور روزمرہ تو خواجہ صاحب کے گھرانے پر ختم ہے اسی غزل کا شعر شاید ہوگا ۔ ع

کہہ تو للکار لیں رقیبوں کو	بات کہہ لے نگار کیا کہنا

ہائے کیا لطف زبان ہے سبحان اللہ سبحان اللہ ۔

بشیر الدین ۔ مجھکو تو دیوان صبا کی ہر غزل مرصع معلوم ہوتی ہے ۔ ع

خوش لغت ہین اور ضبط ادل — جبر برداشت یار کیا کہنا

اور سنئے غزل کیا وطن ہو۔ سے

یون تو ہر گل ہی خوب ہے لیکن — تیرا اے گلعذار کیا کہنا

اور اس شعر بے بیساختہ پن کو ملاحظہ فرمایئے۔ سے

سختی عشق جھیل لی اے دل — واہ رے بردبار کیا کہنا

شعر تو سب ہی ہین مگر اس شعر کی زبان کو ملاحظہ فرمایئے گا۔ سے

مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا — وہی تیور ہین یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ واہ واہ جی خوش ہو گیا خدا گواہ ہے کیا خوب فرمایا ہے۔ سے

مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا — وہی تیور ہین یار کیا کہنا

بشیر الدین۔ مقطع تو سنئے قبلہ۔ سے

اے صبا دعوی انا الحق ہے
خوب سوجھے ہو یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ پھر جنون سر پر سوار ہوا ترک دنیا کا پھر خیال آیا پھر حسرتم شغف ستانے لگے او ہم کیا تھے اور اب کیا ہین افسوس صد افسوس۔

بشیر الدین۔ بھائی واسطے خدا کے ان امور کا خیال نہ کرو۔ اچھا فرخندہ کو بلوا لو دو گھڑی غم غلط ہوگا۔ ننھے مرزا آدمی بھیج دو۔

ننھے مرزا نے آدمی بھیجا وہ بیرنگ واپس آیا۔

ننھے مرزا۔ آئین۔

سپاہی۔ کون۔

ننھے مرزا۔ کہان بھیجا تھا۔

سپاہی۔ وہ تو گالیان دینے لگین کہ انکے باپ بھی کچھ ہم یا بلا ہی تی ہین۔ مثل مشہور ہے کہ گانٹھ گرہ ہین کوڑی نہین گئے والے ہوت۔

نصرت الدولہ نے جو یہ کلمہ سنا تو ازبس افسردہ ہوئے اور سوچے کہ

الله الله جسکو ہمنے ہزارون روپے دیے جسکی ہمنے اتنی خاطر کی اور جسکو ہم تہ دل سے پیار کرتے تھے وہ ہم سے اسقدر خلاف حکم ہو جائے ہاے مفلسی واے مفلسی ــ

ای زر تو خدا نہ‌ای و لیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

نصرت الدولہ ـ بھائی بشیر الدین کچھ سُنا ـ
بشیر الدین ـ اجی ان بیسواؤن کے کہنے کا کیا خیال ہی ـ
نصرت الدولہ ـ کلمہ تو سنو اُنکے سپلے کیا ہی جو بکاتے ہین ـ
بشیر الدین ـ اجی یہ ن ـ خ ـ ہین ـ
نصرت الدولہ ـ واہ اچھے ن خ ہین ـ
بشیر الدین ـ کیا غلط کہتا ہون ـ
نصرت الدولہ ـ بس اب دنیا ہی کو سلام ہی ــ

عشق کا اختتام کرتے ہین
دل کا قصہ تمام کرتے ہین
چلے دنیا سے ہم سپے عقبے
کوچ بہر مقام کرتے ہین

اسکے بعد پھر نصرت الدولہ کا کسیکو حال نہ معلوم ہوا کہ کہان چلے گئے کسیکو مرتے دم تک صورت ہی نہ دکھائی ـ

دور ستر هوان

کسیکا انجام بخیر نہ ہوا



ناظرین کتاب کو حیرت ہوگی کہ سیٹھ گوجر مل صاحب اسس رونق جلسے سے کہان غائب ہو گئے - انکا کچھ پتا ہی نہین کہ کہان چلدیے

واضح ہو کہ مس للی نے کہ ایک نازآفرین مہ جبین یوروپین رقاصہ اور ایکٹرس تھی جب سیٹھ جی کی فیاضی اور سیرچشمی اور فنشہ بازی اور امارت اور ٹھاٹھ دیکھے تو سوچی کہ اگر انکو پھانسا اور فقرہ دیکر انکی بیوی بنجاؤن تو قسمت کھل جائے - اس تماشے والے صاحب کے ساتھ رہنے سے زندگی خراب ہونے کے سوا اور کیا فائدہ ہی - سیٹھ جی کو پٹی پڑھائی کہ اسوقت ہم تم یہان سے چلدین تو یہ صاحب دو چار روز رو دھو کے اپنا سا منھ لیکر چلا جائیگا اور پھر ہم تم تمام عمر مزے سے بسر کرینگے اسکا ہمپر کسی طرح کا زور تو ہی نہین پھر وہ ہمارا کیا کر سکتا ہی - یہ تو اس زہرہ تمثال شمع قد پر لٹو ہو ہی گئے تھے اس صلاح کو ہزار غنیمت سمجھے اور لالہ تھوبل تک کو خبر نہ کی اور مس للی کو لیکر روپوش ہو گئے - صاحب بیچارہ رو پیٹ کے دو چار روز مین چلا گیا - مگر یہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد لکھنؤ واپس آئے - اور آتے ہی سب سے پہلے نواب نصرت الدولہ کے پاس آدمی بھیجنا چاہا - مگر لالہ تھوبل نے کہا سرکار وہ تو کسو سے ملتے ملاتے نہین - ایک صاحب انکے گھر مین بکا تھا - سو نجوم کے بہانے لاکھون کھا گیا اور لے دے کے چلدیا کہین کھوج کھبر نہین -- اور جادو سیکھنے کا بھی سوک (شوق) ہوا لوگ کامروپ کچھیا بھیجے - وہان بھی لاکھون ہی لوگون نے مارے - اب جب جھگھل بھوے تو روپوش ہو گئے سکا پاس نہین رہا - بڑا پتلا حال ہو گیا - پتا ہی نہین کہ کہان ہین مل ایک چٹھی آپ کے نام بند کرکے لالہ ہنگامل نہاجن کے پاس رکھ گئے ہین)

سیٹھ جی حیرت اور عبرت کے ساتھ اس سانحہ درد انگیز اور

واقعہ مبارہ و زرکا حال سنا گیے اور جب کل مفصل حالات نتھومل کی
زبانی سن چکے تو فوراً مہاجن کے ہان سے خط منگوایا اور پڑھا۔ یہ ہوبہو تھا

بے اعتدالیون سے سبک سب مین ہم ہوے
جتنے زیادہ ہوگئے اُتنے ہی کم ہوے

حضرت سنا۔ بھائی میرا تو دوالہ نکل گیا۔ یہان ایک بے ایمان آدمی
آیا تھا جو اپنے کو نجومی مشہور کرتا تھا۔

کوئی دو گھڑی دن رہے سیٹھ جی فٹن پر سوار مس للی معشوقہ
پریچہرہ کو بغل مین بٹھائے نواب امین الدین حیدر بہادر کے ہان گئے اطلاع ہوئی تھی
نواب صاحب بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کو آئے مس للی سے
ہاتھ ملایا۔ گول کمرے مین جا کر متمکن ہوے۔

نواب۔ مرد خدا ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ
سیٹھ۔ ہم بڑی بڑی دور ہو آئے۔ سیلون تک گئے تھے۔
نواب۔ کہیے میم صاحب حضور کا مزاج تو اچھا ہے۔
للی۔ ہان نواب صاحب آپ تو اچھا رہا۔
سیٹھ۔ ارے یار نصرت الدولہ کا حال سنکر بڑا افسوس ہوا۔
نواب۔ بھائی صاحب اس شخص نے جادو اور نجوم کے پھیر مین
اپنے آپ کو ایسا ستیاناس کیا کہ کہین کا نہ رکھا۔ اب خدا جانے کہان
ہین۔ پاس ایک جھنجی نہین ہے۔ نوکری سے کام کے نہین۔ واللہ اعلم
کس حالت مین ہین۔

سیٹھ۔ ہماری طبیعت کوئی پانچ مہینے سے بہت علیل ہے۔ لاکھ لاکھ علاج
کرتے ہین مگر غذا جزو جسم نہین ہوتی۔

نواب۔ کیون کیون خدا نخواستہ کیا عارضہ ہے۔ مین پوچھنے ہی کو تھا
کہ یہ آپ اسقدر دُبلے کیون ہوگئے ہین۔ اور آواز سے بھی ضعف پایا جاتا

سیٹھ - یار چلتے ہوئے چکر آتے ہین اور زینے پر چڑھتے ہوے ہانپنے لگتا ہون اور قلب کے پاس میٹھا میٹھا درد ہوتا ہی - اور دست روز آتے ہین - کوئی دن رات مین آٹھ دس - اور غذا بہت کم ہو گئی ہی - اور جسم کی پھرتی بالکل جاتی رہی ہی -

نواب - کیجیے میم صاحب اب اسوقت آپ کی کیا تواضع کرون شامپین حاضر ہو -

یہ کہکر نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ سامان کھانے کے کمرے مین لیس کرو - اور مس للی اور سیٹھ جی کو ساتھ لیگئے ساتھ بجے سے جو پینے کا لگّا لگا یا تو کھانے پینے گیارہ بج گئے اور سیٹھ جی نے اسقدر پی کہ دھت ہو گئے - نواب صاحب نے جب سے للی کو دیکھا تھا اسی فکر مین تھے کہ کسی طرح یہ نازک بدن پستہ دہن ہمارے ہتھے چڑھے تو لطف زندگی حاصل ہو - ظہورن کو بھی دھتا بول دین اشارے کنایے سے دو چار بار اظہار عشق بھی کیا - للی کوئی پاکباز یا عفت مآب گھر گرہست تو تھی نہین - سوچی کہ سیٹھ جی تو میرے بس مین آہی گئے ہین یہ سونے کی چڑیا بھی پھنسے تو میرے دونون ہاتھ لڈو ہین - اُسنے بھی اشارون سے ظاہر کر دیا کہ نواب صاحب پر فریفتہ تھی اس سے انکے کانون سینہ مین آتش پنہان بھڑکنے لگی جب سیٹھ جی رخصت ہونے لگے تو مصافحے کے وقت سیٹھ کو مخمور دیکھکر نواب صاحب نے مس للی کے ہاتھ مین زور سے ٹہوکا دیا اور اس پرکالہ آتش نے موقع غنیمت جانکر آہستہ سے نواب کے گال پر ہاتھ پھیرا اور پھرتی کے ساتھ سیٹھ جی کے ہاتھ مین ہاتھ دے کر گاڑی پر سوار ہو گئی - راستے مین جو دفعتہ ہوا لگی تو سیٹھ جی کا نشہ تیز ہو گیا - کوچمین کو حکم دیا کہ گاڑی کو نواب صاحب کی کوٹھی کی طرف پھیر دے - ہمکو اُنسے کچھ کہنا ہی - کوٹھی مین پہونچکر نواب صاحب کو

بلوا یا - کہا یا رفتہ نہین ہوا ایک بوتل اور ایک گلاس اور نصف درجن سوڈا کی بوتلین ہمارے ساتھ گاڑی پر بھیجو اب ہم ایک ملکہ دو بجے تک گاڑی پر سیر کرینگے - نواب صاحب نے فوراً حکم دیا کہ یہ سب سامان لیس کر دو اور بنظر احتیاط جھمن کو حکم دیا کہ تم بھی فٹن پر سوار ہو کر ساتھ رہو - نشہ تیز ہی - ایسا نہو کہ راستے مین کوئی گل کھلے - جھمن تو یہ چاہتا ہی تھا - فوراً فٹن پر سوار ہو گیا - ایسی قسمت کہان تھی کہ اُس رشک گلرخان فرنگ کے روبرو بیٹھے اور دوبدو گفتگو کرے - میان جھمن ساقی بنے اور گاڑی چھتر منزل کی ٹھنڈی سڑک کی طرف آہستہ آہستہ جانے لگے -

سیٹھ - بھئی نواب یار باش آدمی ہی -

جھمن - حضور ہوسکی اور سوڈا اور بٹیر زاور برف سب سامان لیس کر دیا ہی اور غلام کو ہمراہ رکاب بھیجا ہی کہ ساقی کا کام کرون -

للی - چاندنی رات اور بھی زیادہ لطف دکھاتی ہی -

سیٹھ - پیاری للی جان - کیا ہماری تندرستی کا جام نہ پیوگی -

للی - بہت پی - اب تک شامپین پی اب اگر ہوسکی پیونگی تو طبیعت بے لطف ہو جائیگی - تم پیو -

سیٹھ - جھمن تم تو ہمین کو پلائے دیتے ہو - خود بھی تو پیو -

جھمن - خداوند میرا گلاس تو ہی نہین - غلام پیے کاہے مین -

سیٹھ - اوہ! واہیات! اسی گلاس مین پیو جی -

جھمن - بہت خوب حضور (پی کر) کیا اعلی ہوسکی ہی -

للی - اچھا لاؤ ذراسی ہم بھی پی لین - مگر برف زیادہ ڈالنا اور سوڈا کی کم سے کم آدھی بوتل -

الغرض بارہ بجے تک خوب پلائی ہوئی - کبھی موتی محل کی

سڑک کی طرف گاڑی گئی۔ کبھی چھاونی کی جانب۔ کبھی سکندہ باغ۔ کبھی چھتر منزل کی سمت۔ جب سیٹھ جی کو نشہ بہت چڑھ گیا اور بہکنے لگے۔ اور چھمن جو حفاظت کے لیئے بھیجے گئے تھے خود ہی دُھت ہو گئے تو للی نے چھمین کو اشارہ کیا کہ گھر چلو۔ چھمن تو راستے مین اُتر گئے۔ اور یہ کوئی ڈیڑھ بجے مکان پر پہونچے۔ پھاٹک کھولا گیا سیٹھ جی بہزار خرابی اُتارے گئے۔ ع

یا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے

ٹھٹھومل۔ بہت پی گئے۔ اور یہ اتنی دیر رہے کہان۔

للی۔ انکا روز یہی نقشہ رہتا ہی۔ پی اور بیہوش ہو گئے۔ اور ڈاکٹر نے منع کر دیا ہی کہ خبردار کثرت ہونے پائے اور انکا دل اور دماغ روز بروز کمزور ہوتا جاتا ہی بہت برا کرتے ہین۔

ٹھٹھومل۔ اور کسو کے سمجھانے بھلا کب مانینگے۔ انکی جیاتی (زیادتی) بُری

للی۔ روز بلاناغہ پیتے ہین اور روز مدہوش ہو جاتے ہین۔

الغرض دوسرے روز جو سیٹھ جی دس گیارہ بجے صبح کو بیدار ہوے تو اعضا شکنی۔ دردِ سر۔ درد جگر۔ اضمحلال تشنگی۔ ان سب کی شکایت تھی۔ چھ سات بار دست آئے۔ ضعف بدرجۂ اتم۔ پیاس کی وہ شدت کہ دھوئیں لگی ہوئی طبیعت گری پڑتی ہی۔ اشتہا کا نام نہین۔ صفرا کا غلبہ۔ کھٹی چیز کی طرف میلان طبع زیادہ ہی۔

سیٹھ۔ مزاج بھی آلوے بخارا پینے کو جی چاہتا ہی۔

احمد بیگ۔ سرکار آب آلو سے کچھ نہوگا۔ غلام کا کہنا مانیے تو ایک چھوٹا گلاس بھر کر برانڈی برف ملا کے نوش فرمائیے۔ یہ سب کسل اور تشنگی اور سستی فوراً دفع ہو جائے۔

ٹھٹھومل۔ سچ ہے تو ہم کہتے ہی کو تھے۔ ابھی مجاج ٹھیک ہو جاوے

اتنے مین میان چھمن آئے آداب عرض ہو خداوند۔ مرزا صاحب کو بندگی۔ بھائی نتھو بل مزاج اچھے۔ صاحب سلامت کے بعد سیٹھ جی نے کہا ارے یار اسوقت کل کی کثرت مے نوشی کا خمیازہ اٹھا رہے ہین سستی اور پیاس اور ضعف۔ بس کچھ پوچھو نہین چھمن نے عرض کیا حضور سہل تو ترکیب ہی۔ دو گلاس خوب سوڈا اور برف اور کیوڑہ ملا کر پی جائیے۔ دیکھیے ابھی طبیعت چاق ہو جاتی ہی۔ چھمن ساقی بنے سیٹھ جی کو دی۔ نتھو بل کو پلائی۔ خود پی مگر مرزا احمد بیگ کو شراب کی بو سے نفرت تھی یہ دور ہی بیٹھے رہے۔ پیتے پیتے چار بج گئے۔ اور ایک بوتل کا قلعہ شجرہ تمام ہو گیا۔ لوگون کے اصرار سے سیٹھ جی کھانا کھانے گئے تو کھانے کے کمرے کے دروازے بند کر کے مس للی کے ساتھ کھانا کھایا۔ مرغ کی کٹلٹ اور سرکہ اور چٹنی اور نان پاؤ۔ مکھن الو آملٹ اور کری۔ للی نے تو پیٹ بھر کے کھانا کھایا مگر سیٹھ جی کو کھل کے بھوک نہ تھی۔ ابھی کمرے کے باہر قدم نہین رکھا تھا کہ نواب امین الدین حیدر بہادر آئے۔ اور آتے ہی شریک بادہ نوشی ہو گئے۔

الغرض نواب امین الدین حیدر اور سیٹھ جی دن رات شراب ہی کے شغل مین رہنے لگے۔ کبھی وہ اِنکے ہان کبھی یہ اُنکے ہان۔ اور کبھی بیچا یے نصرت الدولہ کے باغ مین۔ ہر دن عید رات شب برات ہر دم چڑھی ہوئی۔ اور رول لگی یہ کہ اینٹی سے لیکے چیونٹی تک مصاحب خدمتگار۔ بیرا۔ خانساماں کوچمین۔ سائیس سب شرابی۔

تین تین چار چار دن تک برابر شراب اُڑتی رہتی تھی۔ کھانا کھائین پاؤ بھر تو شراب پئین ڈیڑھ سیر۔ صحبت کے بیٹھنے والون مین کوئی ایسا نہین جو اصلاح کی جانب مائل ہو۔ اول تو مشیر اور رفقا خود بعادت پینے والے۔ دوسرے جو منع کرے اور شراب کے

اُکتا۔ کے مضار بشیار پر لکچر دیے وہ رئیس کی نظر سے گر جائے۔ نوبت باینجا رسید کہ سیٹھ جی علیل ہو گئے اور علالت کی حالت مین بھی انھون نے کثرت میخواری نہ چھوڑی۔ بیماری کوئی دل لگی تو ہے نہین۔ عارضہ روز بروز بڑھتا ہی گیا اور عارضے کے ساتھ ہی ساتھ شراب خواری بھی بڑھتی گئی۔ اب سیٹھ جی ہوا کھانے اور باہر آنے جانے کے قابل بھی نہین رہے۔ اور ادھر نواب صاحب نے اُنکی علالت کو غنیمت سمجھکر مس للی سے پینگ بڑھانے شروع کیے۔

مس للی تو سیٹھ جی کے ہان سولھون آنون کی مالک بن بیٹھی تھی۔ ایک لاکھ کے تو جواہرات انکے ہان سے نلوہ اُڑائے اور سیٹھ کو کانون کان خبر بھی نہ ہوئی۔ دو باغ اپنے نام لکھوا لیے۔ ایک کوٹھی سیٹھ جی نے انکو بخش دی اور دو گانون انکے نام لکھ دیے جنکی بچت بعد ادا ے مالگزاری بیالیس سو روپیہ سالانہ تھی۔ سیٹھ جی تو پابزنجیر تھے یہ کھل کھیلین اور نواب صاحب کے گھر پڑ گئین۔ اور ولایتی محل انکا نام رکھا گیا۔

اب بی ظہورن ماضی ہو گئین۔ گو نمکینی مین ظہورن کسی طرح للی سے گھٹ کے نہ تھی اور حسن گلوسوز ملیح بھی ستم ڈھاتا تھا اور عمر مین بھی للی سے چھوٹی نہین تو بڑی بھی نہ تھی مگر للی پڑھی لکھی مس اور پھر ولایتی اور غضب کی شیرین حرکات تھی علاوہ برین نواب صاحب تو اس شعر پر عمل کرتے تھے۔ ع

زن نو کن ای دوست در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار

ظہورن سے پڑوس کی اُسی چھوکری نے جسکا نام چمن تھا اور جسکو ظہورن نے اس سبب سے نوکر نہین رکھا تھا کہ مبادا اسکی کمسنی اور ملاحت پر نواب کا دل آجائے۔ کہا کہ سرکار آج ہم نے

اپنی چھت سے دیکھا کہ نواب صاحب کے ہان ایک مسی بابا آتی ہین
گورے گورے گال جیسے بیر بہوٹی اور ابھی ہماری آپ کی عمرون ہونگی
مِتی مِتی نام کی ایک آیا بھی ساتھ ہو۔ پھوپھی امان نے اس سے پوچھا
یہ کون ہین۔ بولی یہ ڈاکٹرنی ہین۔
ظہورن (جلکر) کون ! ڈاکٹرنی ! ذرا حسینی خانم جاکے نواب کو بلا تو لاؤ
چمن۔ ای حضور میرا نام نہ لیجیے گا کہ پھر محلے مین رہنے بھی نہ پاؤن
حسینی خانم جاکے نواب صاحب کو بلا لائی۔
ظہورن۔ پیٹ سے پانون نکالے آپ نے۔ مبارک
نواب۔ کیا کیا معلوم ہوتا ہو آج لڑائی کرنے کا جی چاہتا ہو۔
ظہورن۔ لڑائی وڑائی کے بھروسے بھی نہ رہنا۔ اللہ جانتا ہو مین
مہنا متھ مچاؤنگی آج۔ یہ آج کون سوئی گنجی وارد ہوئی ہو۔
نواب۔ کیا ! خواب دیکھتی ہو کیا۔ آج یہ تمھاری بیوی کو کیا ہو گیا ہو
خانم لڑی مرتی ہین۔
حسینی خانم۔ اے حضور لڑمرین انکے دشمن۔ مگر آج آپ سے
بے طور خفا ہین اور خفا ہوا ہی چاہین۔ لوچ کوئی سہاگن اپنی سیج پر
کسوسوت کا پیرا دیکھے۔ یہ تو بنی بنائی بات ہو سرکار۔
نواب۔ اوہو۔ مین اب سمجھا۔
ظہورن۔ چڑا کر۔ اوہو۔ اب سمجھے۔ ایسے ننھے ہین
نواب۔ ارے یہ اُس ڈاکٹرن سے تو انکو بدگمانی نہین ہوئی ہو۔
ظہورن۔ جی ! ڈاکٹرن آپ کا پیٹ دیکھنے آئی ہوگی۔ اب اس
انگریزی مین مرد وے بھی پیٹ سے رہنے لگے۔
نواب صاحب نے شہ نشین مین جہان بالکل تخلیہ تھا ظہورن کو
اشارے سے بلایا اور یون سمجھایا۔ جانی تم تو خواہ مخواہ کی بدگمانی کرتی ہو

دہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہی۔ بات ساری یہ ہی کہ ہمارے
دوست سیٹھ جی کے دماغ مین خلل ہو گیا ہی مس للی انکے پاس پیانو باجا
سکھانے کے لیے نوکر تھی۔ وہان سب لوگ انکے دشمن ہو گئے تو مین
اُس بیچاری کو اپنے ساتھ لے آیا۔ دس بارہ دن رہکر چلی جائیگی۔ تم کیون ناحق
خواہ مخواہ بگڑتی ہو۔ لے اب ایک بوسہ دے دو اور غصے کو تھوک دو۔
ظہورن نے بگڑ کر کہا۔ بوسہ جا کر اب اُسی سے لو۔ ہم کچھ تم پر گرے
پڑے نہین ہین۔ ہماری اُٹھتی جوانی اور جوبن کو اللہ سلامت رکھے
تم سے ستر ہماری خوشامد کرینگے۔ تم ہمکو چھوڑ دوگے تو ہم بھی تم ایسے تین
ساٹھ کو چھوڑ دینگے۔ یہ ڈر ہوگا گھر کی جوروا کو۔ یہ ہم سے نہین سہا جائیگا
کہ ہماری چھاتی پر کوئی کودون دلے اور ہم ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم
مین کسی امیر رئیس کی لڑکی تو ہون نہین سنجھے ڈر کاہے کا پڑا ہی۔
درزن ہی کی لڑکی نا۔

اپنی معشوقہ کو جو اسقدر برافروختہ اور برہم پایا تو نواب صاحب
اور بھی زیادہ خوشامد کرنے لگے اور جسقدر یہ خوشامد کرتے تھے اُسیقدر
وہ بددماغ ہوتی جاتی تھی آخر کار ظہورن تنک کر چلی گئی اور نواب صاحب
اپنا سا مُنھ لیکر باہر چلے آئے۔

اب سنیے کہ سیٹھ گوبرمل کے اعزہ نے لاکھ لاکھ انکا علاج کیا مگر ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

لکھنؤ کے طبیب اور ڈاکٹر ہار گئے۔ کلکتے مین علاج کے لیے لیگئے وہان کے
نامی نامی اور مسیحا نفس ڈاکٹرون نے جواب دے دیا کہ یہ مرض لا دوا ہی
شراب دماغ اور رگ و پے مین پیوست ہو گئی ہی اور کبد میں گھر کر گیا ہی مس
للی اور نواب صاحب عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرنے لگے
ایک روز اتفاق سے نواب نامدار کا مع مصاحبون کے چوک مین

چوک گذر ہوا تو اکسٹرا لٹنی نے نواب صاحب سے کہا کہ حضور ایک عورت کہین سے بھاگ کر لکھنؤ مین آئی ہی۔ کہین باہر کی ہی۔ مگر خدا وند لکھنؤ بھر کی ناک ہی۔ ایسے چہرے مہرے کی عورت نہ دیکھی نہ سنی۔ نواب صاحب کو اشتیاق ہوا کہ لگے ہاتھون اس پری رو کو بھی دیکھتے چلین تھوڑی دور پر کٹنی نے ایک نئے کمرے کی طرف اشارہ کیا جو عین چوک مین کتب فروشون کی دکان کے محاذی تھا نواب صاحب نے دیکھا تو ایک کرسی پر ایک خورشید رخسار زنگہ غیرت بدر طرار قیمتی زیور سے آراستہ چوتھی کی دولھن بنی ہوئی بیٹھی ہی۔ دیکھتے ہی دنگ ہو گئے جھمن اور امام الدین خان کی طرف حیرت سے نظر ڈالی اور وہ بھی ششدر ہو گئے کہ کیا حسن ہی لٹنی کو رخصت کیا اور نواب صاحب گھر آئے اُن رات کو جب سب رخصت ہوئے اور دربار برخاست ہو گیا تو اُٹھو نئے کپڑے پہنے اور ایک کٹاری اور للّی کو خواب نوشین مین چھوڑ کر تن تنہا چل کھڑے ہوے۔ دوسرے روز انکا کہین پتا نہین شہر بھر مین تلاش ہوئی مگر بے سود۔ حوالی موالی مصاحب فقرا عزہ سب حیران پریشان کہ نواب صاحب کہان چل دیے۔ دوسرے روز شام کو جھمن نے آنکر ڈیوڑھی پر اطلاع دی کہ نواب صاحب بارہ بنکی گئے تھے وہان سے میرے نام تار بھیجا ہی کہ کل تم لوگ مع مس للّی کے ہم سے اٹھون کے میلے مین ٹکیت رائے کے تالاب پر ملنا۔ میر گلباز اور امام الدین خان اور تم اور حاتم علی سب آنا اور مس للّی سے کہنا کہ خوب بنکر آئین اور دو سپاہی ادھر اُدھر اُنکے گھوڑے کے ساتھ رہین۔

امام الدین۔ یار کل چوک مین ایک پریزاد دیکھی تھی اسی کے پھیر مین گرفتار ہو نگے۔

جھمن۔ ہمارا بھی دل یہی گواہی دیتا ہی۔ اور وہ چیز ہی ایسی ہو

گلبا ز - ہان ہان ہم سمجھ گئیے وہ جو حافظ جی تاجر کتب کی دکان کے سامنے نئے کمرے مین آن کے ٹکی ہی - چھلاوا ہی واللہ -

الغرض دوسرے روز یہ سب مس للی کو ساتھ لیکر آٹھون سے میلے پہونچے - تو کوئی چار بجے میلے مین افواہ اُڑ گئی کہ ایک طوائف جو کہین باہر سے آنکر چوک مین ٹکی تھی اُسکو کسی نے مار ڈالا - اور قتل کر کے لاش کہین دفنا دی - کمرے بھر مین خون پھیلا ہوا ہی مگر لاش کا پتا نہین -

جسکی زبانی سنو یہی چرچا - میلے بھر کو افسوس تھا کہ ایسی نازک دھان پان عورت اور یون قتل کی جاے - کوئی کہتا تھا کہ لاش کمرے ہی مین ملی اور کوئی کہتا تھا کہ قاتل بعد قتل بھاگ گیا -

کوئی دو گھڑی دن رہے ٹکیت راے کے تالاب مین دفعۃً ایک لاش اُبھرتی اور میلے مین غل مچ گیا کہ لاش ہی لاش ہی ایک ایک بر دس دس گرنے لگے - زینون پر ایک تو یون ہی بھیڑ تھی اور بھی دھکم دھکا ہونے لگا کہ دیکھین وہی عورت ہی یا کوئی اور - لاش نکالی گئی تو امام الدین خان لاش کو دیکھکر سر پیٹنے اور بے اختیار رونے لگا - مس للی نے گھوڑے پر سے غل مچایا کہ امام الدین تو کیون روتا ہی - کہا ہاے ستم ہو گیا - ہمارے نواب صاحب کی لاش ہی - جھمن اور تراب علی نے قریب جاکر دیکھا تو واقعی نواب صاحب ہی کی لاش بے کفن تھی -

	یہ نعش بے کفن اسدؔ خستہ جان کی ہی حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا	

میلے مین کہرام مچ گیا اور لاش کے ارد گرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے -

نواب امین الدین حیدر بہادر کو شہر میں کون نہیں جانتا تھا۔ کانسٹیبل تھانہ دار انسپکٹر چوطرفہ سے دوڑ پڑے۔ مس للی مضطر و بیقرار گول گول آنسو رخسار تابان پر ڈھلکنے لگے۔ لاش کی کلائی میں ایک ڈبیا بندھی ہوئی تھی۔ اسکو کھولا تو ایک خط نکلا۔ و ہو ہذا۔

میر گلباز اور چھمن اور امام الدین خان اور حاتم علی۔

	بپائے ناقہ خروشان دل شکستہ کیست	
	کہ این صدا بصدای جرس سئے ماند	

بھئی ہم تو اب تم سے رخصت ہو چلے۔ ظہورن کو بے کھجک چوک کے کمرے پر بیٹھا دیکھا تو آگ لگ گئی اُس مردار نے ٹکٹ لیا تھا اور بشل بازاری عورتوں کے چوک میں جا بیٹھی۔ چونکہ ہمسے نکاح ہو گیا تھا ہمسے نہ رہا گیا۔ پہلے تو ہم سوچے کہ اسکو کسی سے قتل کروا ڈالیں۔ مگر نشے میں یہ سوجھی کہ خود ہی قتل کر ڈالیں۔ گنار کے ایک ہی ہاتھ میں ڈھیر ہو گئی۔ پھانسی سے بچنے کے لیے ہمنے خودکشی کی۔ تم لوگوں کو تالاب پر اسی لیے بلایا تھا کہ ہماری لاش جب ابھرے تو تم لوگ گور کفن کی فکر کرو۔ مس للی کو آخری سلام کہہ دینا۔

	السلام اے بعد ما آیندگان رفتنی	
	بر شما خوش باد نا خوشہائے دنیائے دنی	

تمام شد

تقریظ من نتائج طبع شاعر نازک خیال سخن سنج بیمثال عالیجناب پنڈت مادھو پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر و کمشنر اسسٹنٹ ملک مغربی و شمالی

فسانۂ جدید کے نام سے ایک ناول مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار سابق اڈیٹر اودھ اخبار ہفتہ وار اخبار مذکور کے ساتھ چھ مہینے تک شائع ہوا تھا۔ گو دو ناولون کا ایک ساتھ ہی لکھنا ایسے بیدار مغز منشی کا کام ہے۔ اور گو پنڈت رتن ناتھ صاحب نے فسانۂ آزاد کے ساتھ ساتھ یہ ناول بھی عمدہ طرز سے لکھا اور شائع کیا تھا لیکن ناظرین نے اس فسانۂ جدید کی بھی اسقدر قدر کی کہ کتاب ہاتھون ہاتھ بک گئی اور بہت سے خریدار محروم رہے لہذا مکرمی منشی نولکشور صاحب نے مجھسے خواہش ظاہر کی کہ پنڈت رتن ناتھ صاحب فسانۂ جدید کی نظر ثانی کرین تاکہ فسانہ مذکور از سر نو کتاب کے قالب مین اشاعت پائے۔

پنڈت صاحب نے اس ناول کی ترمیم اور نظر ثانی میرے ساتھ ساتھ کی اور اسکے اکثر حصے بدل دیئے اور حشو و زوائد کو دور کرکے ایک نئے پیرائے مین ناول لکھا اور اسکا نام جام سرشار رکھا۔ گو مین ناولسٹ نہین ہون مگر انگریزی ناولون کے ترجمہ کرنے کا مجھے بہت شوق ہے۔ مین کہ سکتا ہون کہ یہ ناول اپنے طرز مین بہت عمدہ اور بے مثل ہے۔ اور بالکل انگریزی ناولون کے طرز پر لکھا گیا ہے۔

ایمن آباد کی پریزاد یہودنون کے مضمون مین مصنف نے اس صحبت کا پورا پورا چربا کھینچا ہے جسمین بدمعاش مصاحب نوجوان

رئیس زادون کو بُری باتون کی طرف مائل کرتے ہین اور جیسے بطور
کبوتر باز لکی دکھا کر کبوترون کو بلاتے ہین اسی طرح یہ لوگ امیرزادون کو
بیسوا عورتون کے حسن کی تعریفین کرکے بدوضع کر دیتے ہین نواب صاحب
کے اور مصاحب تو خیر جیسے ہوئے تھے ہی مگر پنڈت سری چندر کی
تقریر زیادہ قابل غور بلکہ لائق نفرت ہی کہ بڈھا آدمی اور پنڈت
اور بیسوا چھوکریون کی تعریف کرکے نواب نوجوان کی طبیعت کو برانگیختہ
کر دیا اور کہا کہ بیہودہ نہین کیا راجا پورن چندر جوان آدمی ہو گیا ام کپتانی
کی کل لیاقت مہاراج جی کو میان ہی صرف کرتی تھی۔ اس بیان سے
نوجوان رئیسون کو سمجھنا چاہیے کہ اُنکے بدمعاش مصاحب انکے
حق مین کیسے کانٹے بوتے ہین۔ انتہا یہ ہی کہ ایک کمہار کو ذرا
یون ہی سی خفیف چوٹ لگی تو مصاحبون نے ہزارون روپے کے
وارے نیارے کیے اور بھولے بھالے رئیس کو اُلو بنا کر اپنی
ہنڈیا چڑھائی۔ میان کمسئے کو جیبان پر صرف دو روپے جرمانہ ہوتے
مگر مصاحبون نے رئیس کو ایسے ایسے سبز باغ دکھلائے کہ وہ اس
خفیف مقدمے کو خون کے مقدمے سے کم نہین سمجھتے تھے اس مقدمہ
کی نسبت امام الدین اور چھمن اور تراب علی کی کارستانیون کو ناظرین
خوب سمجھ سکتے ہین۔

نواب صاحب معصوم کو کس چال سے ان حضرات نے
بادہ خوار کر دیا۔ اسی ذکر مین مانک جی تاجر شراب کا یہ فقرہ بھی
قابل غور ہی کہ جب امام الدین خان نے انکی کوٹھی مین جاکے کہا
کہ کئی دن سے ہماری طبیعت بے لطف ہی تو مانک جی نے جواب
دیا کہ جب برس دس دن تک شراب نہ پیوگے تو طبیعت ضرور یہی
بے لطف رہیگی۔ اس فقرے نے واقعی پھڑکا دیا۔ امام الدین خان

یہان بھی اپنی کارستانی سے نہ چوکے۔ سو کا مال لیکنے تو نہیں سکے
دو سو لئے۔

یہودیون کا سیٹھ گوبرمل کے گھر پہ جانا اور نشے مین سیٹھ جی کا
روپیہ بلٹانا بھی قابل عبرت ہی۔ اور لطف یہ کہ دوسرے دن جب
نشہ اُترا تو یہ بھی یاد نہین کہ شب کو کیا بخشش کی تھی۔ شرابخوارون
کی فضول خرچی اور خود فراموشی کا اچھا نقشہ اُڑایا ہی۔ اُسوقت جو
نشے مین ہزار ہا روپے بخش دیے مگر دوسرے دن جب لوگون نے
بیان کیا کہ بیس ہزار کے نوٹ آپ نے یہودیون کو دے دیے
تو آنکھین کھل گئین۔

یہودیون کے مقدمے کے ذکر مین پولیس کی کارروائی کا حال
بھی پڑھنے کے قابل ہی۔

بڑی خوبی میرے علم و یقین مین اس ناول مین یہ ہی کہ افراط
اور تفریط دونون سے مبرا ہی جو کچھ لکھا ہی بالکل نیچر ہی نیچر ہی۔ پنڈت
رتن ناتھ صاحب کے ناولون مین یہ واقعی بڑی عمدگی ہی کہ
اردو زبان مین انگریزی طرز قصص کا عملدرآمد کیا ہی۔ نہ کہین جن
اور بھوت اور پریت کے جھوٹے قصے ہین نہ کہین ضعیف الاعتقادی
کا بیان ہی۔ نہ کہین اسقدر مبالغہ کیا ہی جو نیچر کے خلاف ہو اور ابسر
طرہ یہ کہ بیان مین اسقدر خوش اسلوبی ہی کہ پڑھنے والے کا جی
چاہتا ہی کہ پڑھتا ہی جاے۔ اگر شراب کا بیان ہو تو شرابی کی تصویر
کھینچ دی ہی۔ اور اگر محلاتی زبان ہو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ خاص
محل خانے کا مرقع پیش نظر ہی۔ نواب صاحب اور بیگم صاحب کی
پیاری پیاری بول چال خالی از لطف نہین۔ اس روزمرہ کے
پڑھنے سے بھی انسان کا جی خوش ہو جائیگا۔ افسوس ہی کہ نوجوانان

دولتمند عموماً اپنی منکوحہ بیوی کی ذرا بھی قدر نہین کرتے اور گو بیوی
کیسی ہی حسین اور حیا پرور اور دل و جان سے میان کی عاشق ہو
وہ بیسواؤن سے ضرور ملتفت ہوتے ہین اور ان بیچاری عفیفہ
بیبیون کا دل دکھاتے اور انکی چھاتی پر کودون دلتے ہین
اور وہ اُف تک نہین کر سکتین - بیگم صاحب کی عفت اور پاکدامنی کا
اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا کہ گو نواب صاحب نے مہینون
انکی خبر بھی نہین لی بات بھی نہین پوچھی اور فرخندہ کے عشق مین گھر
بیوی مان باپ سب کو چھوڑ دیا مگر وہ شریف زادی با این ہمہ تنگی
اپنی چار دیواری مین عصمت کے ساتھ پڑی ہی -

مغلانی کی نوجوان لڑکی کے بیان مین جو جوش زیادہ ہی
مگر جو لوگ چشم بینا اور گوش شنوا رکھتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ ظہورن کا
بیان اس ناول کی جان ہی کہ نواب صاحب کی اس نوعمر اور خوبصورت
عورت پہ جان جاتی ہی اور اسپر اسقدر لٹو تھے کہ آخر کار اسکو گھر ڈال لیا
اور نواب حور لقا محل اسکا نام رکھا اور اسی ظہورن نے جسنے اس
رئیس کی بدولت یہ اعزاز حاصل کیا انسے سخت کلامی کی - ظہورن نے
جو تقریر آخر مین نواب صاحب سے کی وہ اس قابل ہی کہ نوجوان
شریف زادے اسکو نوک زبان کر لین اور سوچین کہ منکوحہ بیوی سے
بڑھکر جان نثار دنیا مین کوئی نہین ہو سکتا اور یہ بازاری عورتین

چون در بر دیگرے نشیند
باشد کہ ترا دگر نہ بیند

اس شعر کی مصداق ہین آئین ذرا شک نہین ہی کہ جسقدر ظلم منکوحہ
عفیفہ عورتون پر ہمارے ملک مین کیا جاتا ہی اس قدر اور کسی شائستہ
ملک مین عورتون پر نہین کیا جاتا ہی - اور شاباش ہی ہندوستان کی

پاکدامن عورتون پر کہ میان کی سب سختیان برداشت کرتی ہین اور پھر بھی دائرہ عفت سے قدم باہر نہین رکھتی ہین اور یون تو نیک اندر بد و بد اندر نیک ہر ملک مین ہین۔ گو بادی النظر مین بعض ناظرین یہ خیال کرین کہ ظہورن اور نواب صاحب کی اشارہ بازی اور چھیڑ چھاڑ ذرا اسقدر بڑھ گئی ہو مگر ارباب نکتہ رس خوب جانتے ہین کہ ناولسٹ ہر حال مین واقعات صحیحہ کی پوری پوری تصویر کھینچ دیگا باقی رہا بوسہ بازی کا فقرہ۔ یہ انگریزی ناولون مین جائز ہی اور ہمارے ملک مین اردو شاعری اور فارسی مین تو اسکا جواز پر ظاہر ہی۔

یہ دو تین فقرے تو بطریق جملہ معترضہ لکھے گئے۔ اب ہم ناظرین کو بی ظہورن یعنی نواب حورلقا محل کے اُن فقرون کی طرف متوجہ کرتے ہین جو اُنھون نے نواب صاحب سے بگڑ کر کہے تھے اور جنکے سننے سے ہر شریف زادے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ بی ظہورن جنکے لیے نواب صاحب نے اپنی عفت مآب بیوی کو چھوڑ دیا۔ فرماتی ہین کہ (ہم کچھ تم پر گرے پڑے نہین ہین ہماری جوانی اور اٹھتے جوبن کو اللہ سلامت رکھے تم سے ستر ہماری خوشامد کرینگے) ظہورن کی اس گفتگو مین سب سے بڑھکر جگر خراش کلمہ یہ ہی کہ (ڈر ہو گا گھر کی جورو اکو) افسوس صد افسوس کہ بازاری عورتین شریف زادیون کو اس تحقیر کے ساتھ یاد کرین اور شریف زادے اسکو جائز رکھین۔ مگر بقول شخصے۔ از ماست کہ بر ماست۔

مصنف نے دو چار فقرے بی ظہورن کی زبانی ایسے جامع اور درد انگیز لکھ دیے ہین کہ ہر بھلے مانس ہر شریف زادے کے دل مین ضرور انکا اثر ہوگا۔ اور کچھ نہین تو اسقدر معلوم ہوگا کہ یہ بازاریان یہ بیسوائین کس حقارت کے ساتھ شریف زادیون کا ذکر

کرتی ہین اُگھر کی جورو اور یہ وہ ظہورن ہی جو بیگم صاحب کی پیشخدمت تھی ۔ مغلانی کی چھوکری ۔ جسکی کوئی وقعت نواب صاحب کے محل خانے مین نہ تھی ۔ مگر نواب صاحب کو اِس چھوکری نے اپنے حسن و جمال پر ایسا لٹو کر لیا کہ وہ اسیکا کلمہ پڑھنے لگے ۔ بیگم صاحب بیچاری اس امر سے ذرا بھی واقف نہ تھین کہ نواب صاحب اس مغلانی کی لڑکی کی ادا اور حسن گلوسوز پر مٹے ہوے ہین ۔ چونکہ ظہورن انکی مصاحب خاص تھی یہ اُنکو بناو چناو کے ساتھ رکھتی تھین ۔ مگر انکو ذرا بھی خیال نہ تھا کہ نواب صاحب کا اسیر دل اگیا ہی ۔

ع
مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہی

مصنف نے ایک مقام پر یہ بھی ثابت کیا ہی کہ امیر اور دولتمند باپ کا نالائق لڑکا اسکا جانی دشمن ہوتا ہی چھوٹے نواب صاحب کے احباب بے تکلفی کے ساتھ انکے سامنے کہتے تھے کہ بڑے حضور یعنی بڑے نواب صاحب تو آب حیات پی کے آئے ہین مرنے کی انھون نے قسم کھائی ہی ۔ اور چھوٹے نواب صاحب اپنے باپ کی نسبت یہ کلمے سنکر فقط ہنس دیتے تھے ۔ اسکے یہ معنی کہ وہ دل و زبان سے چاہتے تھے کہ انکے ابا یعنی بڑے حضور راہی ملک بقا ہون ۔

حضرات ناظرین ۔ لکھنو مین بعض بعض شہزادے اور امیرزادے ایسے بھی ہین جو اپنے باپ کے مرنے کے دل سے خواستگار ہین وہ چاہتے ہین کہ باپ مرجاے تو اُسکی دولت انکو ملے اور وہ گلچھرے اُڑائین ۔ اس دعوی پر کہ جب ابا جان مرینگے تو ہم لکھپتی ہو جاینگے وہ ہزارہا روپے ادھر اُدھر سے قرض لیتے ہین اور انکے مصاحب دعا مانگتے ہین کہ خدا کرے ہمارے رئیس کا باپ مرجاے تو ہم مزے سے چین کرین

مصنف کا یہ فقرہ بہت ہی جامع ہی اور اسکا ثبوت یہ ہی کہ

نواب صاحب کے والد بزرگوار کی نسبت جو لوگون نے بد دعا مانگی تو نواب صاحب ہنسے اور خاموش ہو رہے۔

سیٹھ گوجرمل کا حال قابل ہزاران ہزار افسوس ہی مس للی کے عشق نے انکو دین و دنیا دونون کا نہین رکھا سیٹھ جی ایک بہت بڑے رئیس زادہ گردون مدار تھے

وہ دن ناظرین کو خوب یاد ہوگا جس دن سیٹھ جی نے نواب صاحب کو مع رفقا و مصاحبین مدعو کیا تھا اور دفعۃً محفل سے غائب ہو گئے۔

اس ناول کا ماحصل یہ ہی کہ اکثار بادہ نوشی کے مضار بیشمار لوگون پر ظاہر کیے جائین اور اسمین اصلا شک نہین ہی کہ ہر بیان مین مصنف نے شرابخواری کی توہین کی ہی اور صاف صاف ظاہر کر دیا ہی کہ بادہ نوشی کی کثرت انسان کے ساتھ وہ ا[illegible]ی ہی جو مرگ جان اور کفر ایمان کے ساتھ کرتا ہی۔

اس ناول کے ہیرو نواب صاحب بہادر ہین اور انکے دلی دوست نواب نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ گوجرمل صاحب ساہوکار۔

یہ تینون پرلے سرے کے بادہ گسار بڑے دھاوت شرابخوار نواب نصرت الدولہ بہادر نے شراب کے نشے مین الا کھون روپیہ بلٹا دیا۔ نجومی نے انکو شراب پلا کر الو بنایا۔ لالہ جگت سنگھ نے کامروپ کے پھیر مین انکو خوب لوٹا آخرکار جب کھکھل ہو گئے تب سوچے کہ ہمنے روپیہ مفت مین بلٹا یا۔ اور (اب پچھتائے کیا ہوت ہی کہ چڑیان چگ گئین کھیت)

لالہ جگت سنگھ نے انکو کلکتے سے وہ وہ سبز باغ دکھائے کہ یہ جلے مین آ گئے اور کچھ دن تک ہمارے نواب نصرت الدولہ بہادر اپنے کو (نجومی) لکھتے تھے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ وہی نصرت الدولہ

ٹکے ٹکے کو محتاج ہو کر خدا جانے کہان چل دیے۔

وہ نصرت الدولہ جو ہزار ہا روپیہ صرف مہمان نوازی مین صرف کرتے تھے۔ وہی نصرت الدولہ اب ایسے گئے گذرے کہ مہاجنون کے تقاضے اور قرض خواہون کے جھگڑے سے مجبور ہو کر خدا جانے کہان چلے گئے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کی نسبت ایک بات اور قابل لحاظ ہی وہ یہ کہ ہزارون روپیہ انھون نے اپنے دوستون کی پرورش مین صرف کیا مگر شراب کے نشے مین نجومی اور انکے مصاحبون نے انکو خوب لوٹا یعنی نواب نصرت الدولہ بہادر نے تو شراب کے نشے مین اپنے بلٹا دیا اور اب وہ خدا جانے کہان ہین اور کدھر ہین۔

اور یہ وہ نصرت الدولہ بہادر ہین جنکی ڈیوڑھی پہ اچھے اچھے رئیسون کا گذر بھی نہین ہوتا تھا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کے سوانح عمری قابل غور ہین کہ لاکھون روپیہ صرف بلکہ ضائع کر کے اب انکے پاس ایک ادھیلا ایک ٹکا کفن کے لیے نہین ہی نجومی نے الگ لوٹا اور کامریپ پھیا کے پکھیر مین الگ بلٹے۔

نواب نامدار کا حال عبرت مآل ناگفتہ بہ۔ واقعی غضب کی ترجیدی ہی۔ کبھی یہودنون پہ عاشق ہوے۔ کبھی ظہورن کو گھر ڈالا اور کبھی مس للی کے دام عشق مین گرفتار ہوے اور آخر الامر نشے مین وہ حرکت سرزد ہوئی کہ ڈوب مرے اور جان دی۔

اس ناول کی زبان قابل تعریف ہی اور اسکے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مصنف زبان پہ قادر ہی۔

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ بلاغت طراز منشی گوبند پرشاد فضا

ہی لازم بدل شکر پروردگار — وکھاتا ہی جو نت نئی اک بہار
زہے منشی باسخا نیک نام — کہ ہین صاحب جاہ و عالی تبار
یہ چھاپا ہی کیا نسخۂ دلپذیر — فوائد کا جسکے نہین کچھ شمار
جو پنڈت رتن ناتھ سرشار ہین — ہنرمند دانا و عالی وقار
کیا ہی یہ تصنیف نسخہ لطیف — طلبگار سب جسکے صغار و کبار
حکایات دلچسپ و شیرین تمام — ہی اُردو زبان اسکی کیا خوشگوار
مضامین ہر رنگ کے ہین بیان — بصد حسن و خوبی و نقش و نگار
کہین ذکر معشوق و عاشق بہم — کہین ہی گر جلسۂ یار غمگسار
کہین نازنینون کی خوبی بیان — ہی ذکر فراق اور کہین وصل یار
کہین ہی با صحبت ناہی و نوش — کہ ہی بزم جمشید جسپر نثار
کہین مسرفی و فضولی کا ذکر — لکھا اسمین اور اسکا انجام کار
کسیکے کہین جرم کا ہی بیان — کچہری و اجلاس کار بکار
شہادت بھی معشوق و عاشق کی ہی — جو کرتی ہی دل عاشقون کا فگار
ہر اک شیوہ مین ہی جو حسن بیان — زبان آوروں کے لیے یادگار
لطائف ہین اس نسخہ مین بیقیاس — کیا اس جگہ پر بہت اختصار
فضا سے کہا دل نے تاریخ لکھ — کہ جو ہو پسندیدۂ روزگار
ہین سن عیسوی بے سر انتہا — نہین جام سرشار مین کچھ خمار

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنۃ کہ اس زمان سعید اوان حمید مین نسخہ لاجواب دفتر عشق و معرفت کا انتخاب یعنی نسخہ مقبول دلہای صغار و کبار مسمی بہ جام سرشار من تصنیف شاعر رنگین خیال نازک صاحب کمال پنڈت رتن ناتھ صاحب متخلص بہ سرشار سابق اڈیٹر اودھ اخبار ماہ جون ۱۸۸۸ء مطبع اودھ اخبار منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین زیور طبع سے مزین ہوا

قطعه تاریخ چکیدهٔ خامهٔ منشی مراد علی صاحب گوپاموی هیڈ ماسٹر مدرسهٔ سلون

چو منشی رتن ناتھ تصنیف کرد
کتابے کہ از خوبیش آمد مدد
مراد از پے سال تاریخ گفت
زہے جام سرشار عشق ابد

ایضاً ۱۳۰۴ھ

رتن ناتھ منشی سخنور
نوشتہ کتابے پُر بلاغت
مراد این سن عیسی بگفتا
خوشا جام جمشید فصاحت

ایضاً ۱۸۸۶ء

چون رتن ناتھ منشے کامل
کرد تصنیف نسخۂ طاہر
بہر تاریخ او مراد بگفت
جام سرشار بہرہ وافر

ایضاً ۱۳۰۴ھ

آن رتن ناتھ در کمال پناہ
کز درش شاعران نہند جباہ
خوش کتابے چہ گفت گوہر سفت
دعویم را کلام اوست گواہ
ہر کہ دیدہ بروے او بکشاد
گفت از جان و دل جزاک اللہ
سال ہجری مراد کرد رقم
جام سرشار رب بہرہ باہ ۱۳۰۴ھ

روشنگری فکر منشی بھوانی سہاے صاحب فرحت رئیس سلون

اے مرحبا منشے رتن ناتھ
تصنیف نمود نسخہ رنگین
تاریخ بگفتمش ز فرحت
این مثل بود کلام شیرین ۱۳۰۴ھ

نتیجۂ طبع وقاد منشی جوگل کشور صاحب شاد وسکنڈ ماسٹر مدرسہ سلون

ہو رتن ناتھ منشی کا نسخہ
معدن لطف کہیے تو ہے یہی
سال تاریخ شاد نے یہ کہا
جام سرشار نو کتاب چھپی ۱۳۰۴ھ

از رشک عیسیٰ جاہی جناب منشی غلام حیدر صاحب ارشد بلگرامی

مردہ دل دیکھے تو ہو زندہ دل افسانہ وہ ہے — مایۂ زندگی حضرت انسان ہے یہ
تفضل غیب سے ہاتھ آئی یہ تاریخ ارشد — جام سرشار ہے کیا چشمۂ حیوان ہے یہ

۱۳۰۴ھ

ایضاً

ز پنڈت رتن ناتھ خوش نامہ ایست — برین امر ہر یک شہادت دہد
بہ بینید گو جام سرشار ہست — اگر جلوۂ نشۂ فراست دہد
چو بحر معانی نگر یم حق ست — گواہیش جوش فصاحت دہد
ندانم چہ اعجاز بردہ بکار — کہ لطفی بہر یک طبیعت دہد
پے سال فصلی ست ارشد ز من — لبا جام سرشار جودت دہد

۱۲۹۴ف

ایضاً

افسانہ یہ دلکش ہے نہیں شک تو نہ کہا — شیدا ہے وہ دل سے جس نے دیکھا کہا
ارشد یہ اور بھی ہے فصلی تاریخ — چشم جانان ہے یا ہے جام سرشار

۱۲۹۴ف

ایضاً

کیا ہی افسانہ لکھا واہ جسے دیکھتے ہی — پانی پانی ہوئے جاتے ہیں فصیحان زمان
یم فکرت سے درسال مسیحی یہ ملا — جام سرشار کہ بحر سخن ہے یہ رواں

۱۸۸۷ء

ایضاً

این نسخہ بود خزانۂ در حسن کلام — ای اہل وقوف
سلک گہر شہوار سطور ست تمام — در جملہ حروف
ہم سنبت او از لب ارشد بشنو — در فکر مشو
چشم مردم بجام سرشار مدام — بادا مصروف

۱۳۰۴
سنہ